صُلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ
اور
آغازِ ملوکیت

مرتّب

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

ناشر : اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہلِ سنّت)
موڈاسا، اَروَلّی، گجرات، اِنڈیا۔

صُلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ

اور

آغازِ ملوکیت

مرتّب

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

ناشر

اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہلِ سنّت)

موڈاسا، اَرولّی، گجرات، اِنڈیا۔

نام : صلحِ امام حسن علیہ السلام اور آغازِ ملوکیت

(Sulhe Imam Hasan رضی اللہ عنہ Aur Aagaze Mulookiyyat)

مرتّب : ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

پروف ریڈنگ : علّامہ دیوان محسن شاہ (گجرات)

سنِ اشاعت : 3 جمادی الآخر، سن 1443 ہجری

7th January, 2022

کمپوزنگ اینڈ پبلی کیشن : اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہلِ سنّت)

موڈاسا، اَرولّی، گجرات، اِنڈیا

:: ملنے کا پتہ ::

اِمام جعفر صادق فاؤنڈیشن

(اہلِ سنّت)

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

موڈاسا، اَرولّی، گجرات، اِنڈیا

Contact No. 85110 21786

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى النَّبِيِّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ كُلِّهِمِ
وَمَنْ هُمُوْا آلِ بَيْتٍ جَلَّ فِي الْعِظَمِ
الدِّيْنُ مِنْ بَيْتِهِمْ قَدْ جَاءَ لِلْأُمَمِ

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ﴾

فہرست

مقدّمہ

- اہلِ کساء۔ اہلِ بیت : صحیح مسلم کی ایک حدیث 32
- حدیثِ ثقلین : صحیح مسلم 33
- چار جنّتی عورتیں 34
- فاطمہ میرے (بدن کا) ٹکڑا ہے : صحیح حدیث 35
- سیّدنا علی، حسن، حسین وفاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت ۔ صحیح حدیث 36
- مناقب اِمام مولا علی علیہ السلام : حدیثِ طیر 37
- جنّتی عورتوں کی سردار : سیّدہ فاطمہ وجنّتی جوانوں کے سردار : سیّدنا حسنین 38
- ''مجھے اپنی امّت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اِماموں اور حکمرانوں سے ہے۔'' : صحیح حدیث 39
- فتنۂ ناصبیت ۔ ناصبی کسے کہتے ہیں؟ 40
- اِمام مولا علی علیہ السلام سے بُغض : منافق کی پہچان : صحیح مسلم کی حدیث 42
- ناصبی کی پہچان 42

- ناصبیت بمقابلہ رافضیت 44
- ''بُغضِ اہلِ بیت اور محبّتِ بنو امیّہ'' اہلِ سنّت کبھی اِس بدبختی میں ملوّث نہیں ہوئے 45
- اہلِ بیت سے بُغض حرام ہے۔ صحیح حدیث 47
- حدیثِ سفینہ 50
- مشاجراتِ صحابہ کو بیان کرنا کیسا ہے؟ 52
- نبی ﷺ کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ 53
- شانِ صحابہ: رافضیت کو جواب: صحیح مسلم کی ایک حدیث 53
- ناصبی فتوے بازوں کو اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب 54

باب - 1

فضائلِ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ

- سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہت : صحیح بخاری کی ایک حدیث 62
- حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانۂ اقدس پر سوار : صحیح بخاری کی ایک حدیث 63
- اے اللہ ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت رکھ اور جو اِس سے محبت رکھے اُس سے محبت رکھ : صحیح مسلم کی ایک حدیث 64
- نانا اور نواسے ایک ہی سواری پر : صحیح مسلم کی ایک حدیث 65
- نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منبر پر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما : صحیح بخاری کی ایک حدیث 66
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے نواسوں کے لیے خطبے کا روک دینا : سنن ترمذی کی صحیح حدیث 67

باب - 2

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ

- شہادتِ مولا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک صحیح حدیث 72
- مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: مُستدرک للحاکم کی صحیح حدیث 75
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: مُسندِ احمد بن حنبل 78
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: صحیح ابن حِبّان 79
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: مصنّف ابن ابی شیبہ 81
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: مسند ابو یعلیٰ 82
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ: تاریخِ طبری 84

باب - 3

پنجم خلیفۂ راشد
سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

- ایک فاسد تاویل اور اُس کا ردّ 88
- مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں بنایا۔ صحیح رِوایت 91
- مسئلۂ ولی عہدی پر ایک خلاصہ 94
- ولی عہدی پر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا جواب :
  صحیح بخاری کی ایک حدیث 95
- مُستدرک علی الصحیحین کی رِوایت 97
- تفسیر ابن کثیر کا حوالہ 98
- صحیح بخاری : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ : مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت نہیں 102
- مُسندِ احمد کی صحیح روایت 109
- اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما۔ پنجم خلیفۂ راشد : اِمام حسن بن علی کی بیعت 116
- حدیثِ سفینہ : شرح جامع التِّرمذی 117

- حدیثِ سفینہ : مسند ابو داؤد طیالسی 119
- حدیثِ سفینہ : سنن ابی داؤد 120
- حدیثِ سفینہ : مُسند احمد بن حنبل 121
- حدیثِ سفینہ : مشکوٰۃ المصابیح 122
- حدیثِ سفینہ : سلسلۂ احادیث الصحیحہ 123
- حدیثِ سفینہ : مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح 124
- مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کا قول 124
- ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 126
- حدیثِ سفینہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 127
- ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 129
- قاضی عیاض کا قول 130
- شارح الطحاویہ کا قول 130
- مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 131
- علّامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 131
- حدیثِ سفینہ اور علّامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 132
- خلفائے راشدین کی اِطاعت کا حکم : قرآن کی روشنی میں 133
- خلفائے راشدین کی اِطاعت : لازم ہے - ایک صحیح حدیث 134
- خلفائے راشدین کی اطاعت کا حکم : صحیح حدیث کی روشنی میں 135

باب - 4

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ و مولا علی رضی اللہ عنہ : فضیلت و جنگِ جمل

- سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قنوتِ نازلہ 143
- قنوتِ نازلہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت 145
- صلح پر قرآن پاک کی آیات 147
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور تین گروہ 148
- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پچھتاوا 150
- سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ 153
- سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو کیا مولا علی رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا غلط تھا ؟ 155
- سب سے پہلے اسلام لانے والے : سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما 155
- امّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ علیہا السلام کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے 156
- المستدرک علی الصحیحین کی صحیح روایت 157
- تمام صحابہ میں سب سے زیادہ فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ہیں : اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ 157
- صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث : فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : تم (علی رضی اللہ عنہ) میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام ، ہاں، میرے بعد کوئی نبی نہیں 159
- علی قرآن کی تاویل پر جنگ کریں گے : صحیح حدیث 161
- خصائصِ علی کی ایک حدیث 162
- مُسند احمد کی صحیح حدیث 164

- مصنف بن ابی شیبہ کی صحیح روایت 168
- لوگو! علی رضی اللہ عنہ کی شکایت مت کیا کرو: صحیح حدیث 170
- علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے: صحیح حدیث 171
- میری امت میرے بعد تیرے خلاف بغاوت کرے گی: مُستدرک علی صحیحین کی ایک حدیث 172

افضلیت و مقام: اِمام مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

- حضرت علی رضی اللہ عنہ اہلِ بیت سے ہیں اُن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا: اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول 174
- عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور فضیلتِ اہلِ بیت 175
- مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: فتاویٰ رضویہ 176
- مولا علی رضی اللہ عنہ کی جنگیں: قرآن کی روشنی میں 178

جنگِ جمل

- مولا علی رضی اللہ عنہ کا سورہ حجرات کی آیت پر عمل جنگِ جمل میں 179
- حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کی جنگِ جمل سے واپسی 179
- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا قاتل مروان بن حَکم 180
- سیّدنا زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنّمی ہے 181
- امّ المؤمنین طیّبہ طاہرہ سیّدہ عائشہ صدّیقہ سلام اللہ علیہا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، جنگِ جمل اور ایک صحیح حدیث 182
- مجمع الزوائد کی صحیح احادیث 183
- سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پچھتاوا 184
- مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک صحیح حدیث 185
- سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کرنا 189

باب - 5

جنگِ صِفّین :
سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ و باغی گروہ

- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اُن سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کیوں کی؟ 196

جنگِ صِفّین

- مولا علی رضی اللہ عنہ کا سورۂ حجرات کی آیت پر عمل جنگِ صفّین میں 197
- صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ : کون ہے سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ؟ 198
- صحیح حدیث : فضائلِ عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ 199
- عمّار رضی اللہ عنہ کو شیطان سے پناہ حاصل ہے، صحیح بخاری کی حدیث 200
- عمّار رضی اللہ عنہ کا ایمان : صحیح حدیث 202
- فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : حضرت عمّار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا : صحیح بخاری کی احادیث 203
- صحیح مسلم میں حدیث ہے 205
- مُسند احمد کی صحیح احادیث 206

- مُسند احمد کی صحیح احادیث 209
- سنن الکبریٰ بیہقی کی صحیح احادیث 210
- مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث 212
- عمّار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا، متواتر حدیث : اِمام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 213
- اِمام عبد البرّ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 214
- اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 215
- اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 216
- اِمام محمد بن جعفر کتّانی کا قول 217
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی باطل تاویل 218
- امیر معاویہ کی تاویل پر اہلِ سنّت کا موقف 220
- امیر معاویہ کی تاویل دور کی کوڑی : حافظ ابن کثیر 221
- مولا علی رضی اللہ عنہ کا لاجواب جواب : اِمام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 222
- محدّث ابن ملقّن رحمۃ اللہ علیہ کا قول 223
- عمّار رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنّمی ہے : صحیح حدیث 225
- صحیح مسلم کی ایک حدیث : جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں اُن میں بارہ منافق ہیں 227
- قیامت میں کچھ صحابہ کو بائیں جانب لے جایا جائے گا : صحیح بخاری کی ایک حدیث 228

باب - 6

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے: اہلِ سنّت کا اِجماع

- اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہیں 234
- اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: ''جس نے علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی خلافت کے زمانے میں جنگ کی وہ 'باغی' ہے۔'' 238
- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: ''اگر ہم اُس زمانے (جنگِ صِفّین) میں ہوتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے۔'' 239
- اِمام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا قول 244
- اِمام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 246
- اِمام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 247
- اِمام برہان الدّین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 248
- حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 249
- علّامہ بدر الدّین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 253

- ''باغی'' سے مراد ''امیر معاویہ کی جماعت'': شرح مشکوٰۃ المصابیح 254
- کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے؟: علّامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 256
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطن میں باغی تھے: علّامہ ملّا علی قاری، حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 257
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہیں: مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ 259
- سیّدنا حمزہ سیّد الشہداء ہیں: صحیح حدیث 261
- مُسند احمد کی صحیح حدیث: اُحد میں سیّد الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا گیا 262
- تاریخِ طبری کی ایک رِوایت ابوسفیان نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش میں نیزہ مارا 265
- اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم اور سیّدہ فاطمہ زہراء وامام مولا علی رضی اللہ عنہما 267
- اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اہل بیت کے ناموں کے ساتھ لفظ 'علیہ السلام' کا استعمال 268
- صحیح مسلم کی احادیث 269

باب - 7

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ

- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اُن سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کیوں کی ؟ 274
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا قرآن پر عمل : صلحِ اِمام حسن میں 275
- صلح کا واقعہ 278
- امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی پیش کش نہیں کی : صحیح بخاری کی حدیث 279
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ راشد کی بیعت نہیں کی نہ ہی صلح 285
- صلح کی پیش کش امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی 287
- بخاری کی ایک اور حدیث 290
- امّت کو قتل و خوں ریزی سے بچانے کے لیے صلح 292
- امام حسن رضی اللہ عنہ و امام مولا علی رضی اللہ عنہ پر کُفر کے فتوے اور امّت میں مسلمانوں پر فتوے بازی کا آغاز 293
- امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ لوٹا گیا 294

- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی ایک اور وجہ : سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ 295
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سلطنت سپرد کرنا 296
- صلح سے پہلے سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب 297
- نفاق کی بنیاد پر صلح : ایک اور صحیح حدیث 298
- ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 301
- عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 304
- ابن تیمیہ کا قول 306
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 307
- مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کا قول 308
- صلح نفاق پر ہوگی : ابو داؤد کی ایک صحیح حدیث 309

باب - 8

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط

- صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرطیں 318
- صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرطوں میں کس نے تحریف کی ؟ 328
- کیا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے بیعتِ اِطاعت کر لی تھی ؟ 329
- صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ 330
- صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ اسد الغابہ سے 331
- صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ سیرُ اعلام النّبلاء سے 333
- ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت : فرمانِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ : میں اہلِ قبلہ سے کسی کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تو سب سے پہلے آپ (امیر معاویہ) ہی سے لڑتا۔ 336
- کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو مدینے کا گورنر بنایا تھا ؟ 337
- دورِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مدینہ کے گورنر 338

باب - 9

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ : کاٹ کھانے والی بادشاہت کے پہلے امیر (بادشاہ)

- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت : آغازِ ملوکیت : ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 343
- مُسند احمد کی ایک صحیح حدیث 345
- ''کُفّ اللسان'' والے زندوں میں مُردہ (کف اللسان یعنی بالکل چپ رہنا) 347
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے بادشاہ ہیں، خلیفہ راشد نہیں : اہلِ سنّت کا عقیدہ : مُسند احمد اور مشکوٰۃ کی ایک حدیث 349
- ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 351
- علّامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 352
- علّامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں ہیں 353
- علّامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 354
- مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 355
- بارہ (12) خلفاء والی حدیث کا خلاصہ 356
- اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیثِ اِثنا عشر (12 خلفاء والی حدیث) 357
- علّامہ غلام رسول سعیدی کا عقیدہ 360
- شارح ترمذی علّامہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 361

باب - 10

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومناقب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و مناقب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ 365
- صحابیٔ رسول عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ 365
- اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 366
- اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام ابن حجر عسقلانی کا عقیدہ 367
- علّامہ بدر الدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ 370
- شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں موضوع احادیث ؟ 371
- حدیثِ موضوع کی تعریف 371
- حدیث گھڑنے والی جماعت 372
- حدیثِ موضوع کا حکم: اِمام مولائے کائنات علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول: صحیح بخاری کی ایک حدیث 374
- حدیث گھڑنے کی ممانعت : صحیح مسلم کی احادیث 375
- بلا تحقیق حدیث بیان کرنے سے ممانعت 376
- اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول 377
- ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی ممانعت 378
- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول 378
- اِمام جُوینی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 379
- اِمام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع احادیث پر فتویٰ 380
- موضوع احادیث اور علّامہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 380
- جامع ترمذی کی ایک حدیث اور محقق عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 383

- عبدالحق محدّث دہلوی کا قول 384
- کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے؟: صحیح مسلم کی ایک حدیث 387
- صحیح مسلم کی حدیث موضوع ؟؟ 388
- صحتِ حدیث کی زد میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی 393
- اللہ جل جلالہ اُس کا پیٹ نہ بھرے: صحیح مسلم کی ایک حدیث 394
- مفتی احمد یار خاں نعیمی کا دِفاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا 395
- دلائل النبوۃ کی ایک حدیث 397
- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی۔ پیٹ سیر نہ ہونے کی وجہ بنی 398
- سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ دینے والے شخص: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 399
- ایک کاتبِ وحی جو بعد میں گمراہ ہو گیا: صحیح بخاری کی ایک حدیث 401
- صحیح مسلم کی ایک حدیث 402
- مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث 403
- قرآن کسی کاتب کا محتاج نہیں ہے 404

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ طلقاء تھے

- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا طلقاء سے ہونا 406
- امیر معاویہ طلقاء تھے: شارح العقیدہ الطحاویہ کا قول 407
- طلقاء کا معنی، اُن کی حیثیت اور طلقاء کی تقرّری پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت 409
- صحابہ طلقاء کو قتل کرنا چاہتے تھے: صحیح مسلم کی ایک حدیث 411
- مشہور صحابی اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتی تھیں 412
- اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی نظر میں طلقاء دِل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے 412

باب - 11

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صُلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط

- کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی شرائط کی پابندی کی؟ 416
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرطیں پوری نہیں کیں: فتح الباری کی ایک روایت 416

شرط - 1

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ جل جلالہ کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔'' 418

- قرآن کے احکامات کی خلاف ورزی: صحیح مسلم کی ایک حدیث 418
- سود کا حکم اور امیر معاویہ کی رائے: ابن ماجہ کی ایک حدیث 421
- صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عُبادہ بن صامت کا قول 423
- شراب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: ''مُسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ'' کی صحیح حدیث 424
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کا ایک واقعہ 426
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کو بدلا گیا: سنّت کو تبدیل کرنے والا شخص بنو اُمیّہ سے ہوگا: صحیح حدیث 429
- حج میں تلبیہ پر پابندی اور بُغضِ علی رضی اللہ عنہ 430
- صحیح ابن خُزیمہ کی ایک صحیح حدیث 433
- صحیح مسلم کی حدیث: علی رضی اللہ عنہ سے بُغض منافق کی پہچان ہے 434
- گورنر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مروان ملعون اور عید کا خطبہ نماز سے پہلے: صحیح بخاری کی ایک حدیث 435
- صحیح مسلم کی ایک حدیث 437
- صحیح مسلم کی ایک اور حدیث 438

- سب سے پہلے جس نے نماز عید سے قبل خطبہ دیا: مروان بن حکم ملعون 440
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنّت کو بدلا 441
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فطر کے احکامات کو بدلنا: صحیح مسلم سے دو احادیث 442
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لین دین کے احکامات کو بدلنا: صحیح مسلم سے ایک حدیث (علّامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سے) 444
- ملوکیت کی دہشت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا 'اَمر بالمعروف' 447
- ملوکیتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ 447
- صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ کا عمل اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 449
- ملوکیتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ 451
- سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ و سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی توہین: صحیح بخاری کی ایک حدیث 452

شرط-2

''سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُن کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی۔'' 456

- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں پر ظلم 456
- صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ 457
- امیر معاویہ کے گورنر زِیاد کا خطبہ لمبا کرنا 461
- حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی گرفتاری مُستدرک کی روایت 462
- حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا قتل 465

- سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹنا 468
- سیّدنا حُجر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رونا 469

شرط - 3

''آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خُمس' (مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ) جو اللہ جل جلالہ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو ملے گا جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار سے ملتا آرہا ہے۔ 470

شرط - 4

''سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما پر بنو اُمیّہ کے منبروں سے ہونے والا سبّ وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔'' 471

شرط - 5

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمّت کو خلیفہ کے چناؤ کے لیے شوریٰ (مسلمانوں کی صلاح کار سمیتی) پر چھوڑیں گے۔'' 471

باب - 12

بنو اُمیّہ کا امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر سبّ وشتم (صحیح احادیث کی روشنی میں

- ایک باطل تاویل کا ردّ 476
- مردہ لوگوں کو گالی مت دو: صحیح بخاری کی ایک حدیث 478
- مسلمان کو برا کہنا فسق ہے: صحیح مسلم کی ایک حدیث 478
- علی علیہ السلام کو گالی دینا (سبّ وشتم کرنا) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی (سبّ وشتم کرنا) دینا: صحیح حدیث 479

- جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی : صحیح حدیث 482
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والے کے لیے دردناک عذاب : قرآن 483
- جس نے علی سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا اُس نے اللہ سے بُغض رکھا : صحیح حدیث 483
- بنو اُمیّہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کو برا-بھلا (سبّ وشتم) کہنا : حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول 485
- اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول 486
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سبّ وشتمِ مولا علی رضی اللہ عنہ : صحیح مسلم کی ایک حدیث 488
- ابن ماجہ کی ایک صحیح حدیث 490
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والوں کو جواب 494
- مغیرہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم : صحیح احادیث : مُسند احمد بن حنبل سے 497
- سُنن ابو داؤد کی حدیث 504
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن حَکم کو گورنرِ مدینہ بنایا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی : صحیح حدیث 508
- مروان بن حَکم اور سبّ وشتمِ مولا علی رضی اللہ عنہ : صحیح بخاری کی ایک حدیث 510
- ''مروان'' کا باپ ''حَکم''۔ لعنتی آدمی : صحیح حدیث 511
- ایک خواب جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھل کر مسکرانا چھوڑ دیا : صحیح حدیث 512
- مروان بن حَکم : گستاخِ اہلِ بیت علیہم السلام 514
- آلِ مروان اور سبّ وشتم مولا علی رضی اللہ عنہ : صحیح مسلم کی ایک حدیث 516
- بُغضِ علی رضی اللہ عنہ کی انتہا : بنو اُمیّہ کا ''علی'' نامی بچوں کو قتل کرنا 517

باب - 13

شہادت اِمام حسن رضی اللہ عنہ

- مصنف ابن ابی شیبہ کی صحیح روایت 524
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ 531
- اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک پہلو میں دفن ہونے سے روکا جانا 533
- شہادتِ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امیر معاویہ کا مصیبت نہ سمجھنا:

  صحیح احادیث کی روشنی میں 535
- سُنن ابو داؤد کی حدیث 535
- مُسند احمد کی حدیث 540
- سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ کی ایک حدیث 541
- شہادتِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ پر امیر معاویہ کا خوشی کا اظہار کرنا۔ ایک تاریخی روایت 542

باب - 14

ملوکیت کا نتیجہ : سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

- ''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں'' ترمذی کی ایک حدیث 548
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہنے سے بڑا فتنہ میں (امام حسین رضی اللہ عنہ) نہیں جانتا ہوں :
  اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک خط : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام 549
- ملوکیت کا نتیجہ : اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت 552
- یزید کو نائب نہ بنائیں : ایک انصاری صحابی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت : صحیح حدیث 554
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید پلید کی بیعت 558
- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے نامور صحابی نے یزید کی بیعت کر لی 560
- سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک، صحیح بخاری کی ایک حدیث 563
- بدر کا بدلہ تھا کربلا : یزید پلید کا سرِ حسین رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنا 565
- یزید کے حامیوں کو اِمام ابن جوزی رضی اللہ عنہ کا جواب 567
- شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ : صحیح حدیث 569
- شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر جنّاتوں کا رونا 572
- اِمامِ اہلِ سنّت اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ 573
- علّامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خراجِ عقیدت 575

مآخذ و مراجع

- مآخذ و مراجع 581

مقدّمہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين و على آله الطيبين الطاهرين وابيين واصحابه الراشدين المهديين اجمعين۔
اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم.

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ

ترجمہ : تم فرماؤ میں اِس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

(سورۃ الشعراء : 42:23) (ترجمہ : کنز الایمان)

اور اللہ جل جلالہ سورۃ الاحزاب میں فرماتا ہے :

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

ترجمہ : اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والوں کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(سورۃ الاحزاب : 33:33) (ترجمہ : کنز الایمان)

اللہ جل جلالہ نے قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت یعنی گھر والوں کی پاکیزگی سورۃ الاحزاب میں بیان کی اور سورۃ الشعراء میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمّت کو ان سے مودّت کا حکم دیا ہے۔ اِس مودّت کے حکم میں پوری اُمّت یعنی صحابۂ کرام، طابعین، طبع طابعین، ائمۂ دین، اولیائے کرام، غوث، قطب، ابدال، صوفی، یہاں تک کہ قیامت تک کے تمام اُمّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ ''نبی کے اہلِ بیت'' سے کون مراد ہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں اِس کے جواب میں ہم یہاں ''صحیح مسلم'' کی دو احادیث پیش کر رہے ہیں۔

اہلِ کِساء - اہلِ بیت : صحیح مسلم کی ایک حدیث

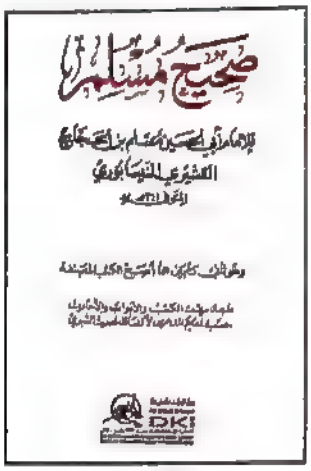

٤٤ ـ كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم / باب (٨ و٩) ٩٤٦

٩ ـ باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ

٦١ ـ (٢٤٢٤) ـ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومحمد بن عبد الله بن نمير، واللفظ لأبي بكر، قالا: حدثنا محمد بن بشر، عن زكريا، عن مصعب بن شيبة، عن صفية بنت شيبة. قالت: قالت عائشة: خرج النبي ﷺ غداة وعليه مرط مرحل، من شعر أسود. فجاء الحسن بن علي

٤٤ ـ كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم / باب (١٠ و١١) ٩٤٧

فأدخله، ثم جاء الحسين فدخل معه. ثم جاءت فاطمة فأدخلها، ثم جاء علي فأدخله. ثم قال: ﴿إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ [الأحزاب: ٣٣].

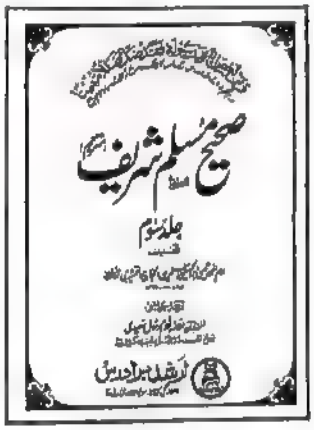

صحیح مسلم (سوم) ۲۱۱ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

٩- بَابُ فَضَائِلِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

٦٢١١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ وَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا.

سابقہ حوالہ (٥٤١٣)

نبی ﷺ کے اہلِ بیت کے فضائل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت گئے درآں حالیکہ آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے' حضرت حسن بن علی آئے۔ آپ نے ان کو اس چادر میں لے لیا پھر حسین آئے اور آپ کی چادر میں داخل ہو گئے' پھر حضرت سیدہ فاطمہ آئیں اور آپ نے ان کو اس چادر میں داخل کر لیا' پھر حضرت علی آئے' آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا' پھر یہ آیت پڑھی: "اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے نجاست دور کرنے کا اور تم کو پورا پورا پاک کرنے کا ہی ارادہ فرماتا ہے"۔

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت گئے درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اُون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اُس چادر میں لے لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر میں داخل ہو گئے، پھر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اِس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بھی چادر میں لے لیا، پھر یہ آیت پڑھی: ''اے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ تم سے نجاست دور کرنے کا اور تم کو پورا-پورا پاک کرنے کا ہی اِرادہ فرماتا ہے۔''

(سورۃ الاحزاب : 33:33) (صحیح مسلم (اردو)، کتاب : فضائل الصّحابہ رضی اللہ عنہم باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کے فضائل، 3/315، رقم : 6211، انٹرنیشنل نمبر : 6261)

حدیث ثقلین : صحیح مسلم

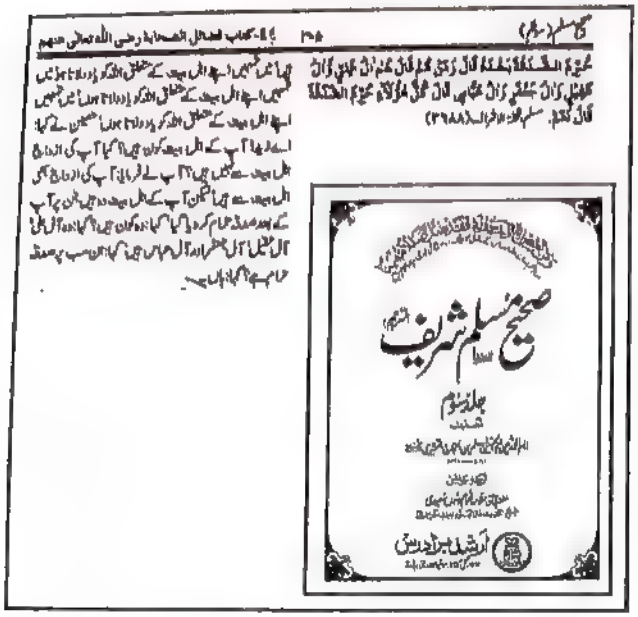

صحابۂ رسول سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے مدینہ اور مکّہ کے درمیان اُس تالاب پر کھڑے ہوئے جس کو ''خُم'' کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا : ''اے لوگو! سنو میں ایک بشر ہوں، عنقریب میرے رب کا پیغام لانے والا (یعنی فرشتۂ اجل) میرے پاس آئے گا اور میں اُس کو لبّیک کہوں گا، میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اُن میں سے پہلی ''اللہ کی کتاب'' ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اُس کو مضبوطی سے تھام لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی پھر فرمایا : اور (دوسرے) میرے ''اہلِ بیت'' ہیں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ کو یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔'' حصین (طابعی) نے (زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ سے) کہا : ''اے زید رضی اللہ عنہ ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں ؟'' ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت سے نہیں ہیں ؟'' آپ (زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا : ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج بھی اہلِ بیت سے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا۔'' کہا : ''وہ کون ہیں ؟'' کہا : ''وہ آلِ علی رضی اللہ عنہ ، آلِ عقیل رضی اللہ عنہ ، آلِ جعفر رضی اللہ عنہ اور آلِ عبّاس رضی اللہ عنہ ہیں۔'' کہا : ''اِن سب پر صدقہ حرام ہے؟'' کہا : ''ہاں''۔

(صحیح مسلم (اردو)، کتاب : فضائل الصّحابہ رضی اللہ عنہم ، باب : فضائلِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : 3/304-306، رقم : 6175، 6178، انٹرنیشنل نمبر: 6225، 6228)

چار جنّتی عورتیں

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ علیہا السلام و سیّدہ فاطمہ زہراء بتول علیہا السلام چار جنّتی عورتوں میں شامل ہیں اور یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے:

سِلسِلۂ
اَحادیثِ صحیحہ (اردو)
جلد سوم
تحقیق
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
ترجمہ، تہذیب و تحشیہ
ابو الحسن عبد الرحمان بن رابح حفظہ اللہ
ابو یحییٰ نور پوری
المکتبۃ الرحمانیۃ
جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
Ph: 26980752,26984824

فضائل و مناقب اور معائب و نقائص ۲۹۹

باب: افضل النساء

عورتوں میں سب سے افضل کون

٣٤٧٠۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ خُطُوْطٍ، ثُمَّ قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت عورتوں میں سب

سلسلة الاحاديث الصحيحة ۵۰۰

الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ)). [الصحيحة:١٥٠٨]

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۸۔ احمد (۱/ ۲۹۳)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۵۰)، حاکم (۲/ ۵۹۳)، طبرانی (۱۱۹۲۸)۔

سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔''

سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے پھر پوچھا: ''کیا تم اِن لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' اُنہوں نے کہا، ''اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنّت عورتوں میں سب سے افضل یہ چار ہیں: ''خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام، فاطمہ علیہا السلام بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مریم بنت عمران علیہا السلام اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم علیہا السلام''۔

اِس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اِمام طحاوی، اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس ''حدیث'' کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو): 3/499-500، رقم: 3470)

فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے:
صحیح حدیث

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں اور شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اپنی ''صحیحہ'' میں حدیث نقل کی ہے:

سِلسِلَۃُ
اَحادیثِ صحیحہ (اُردو)
جلد سوم
تحقیق
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
ترجمہ، تبویب و فوائد
شیخ الحدیث ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ
شیخ الحدیث ابو میمون محمود احمد غفران حفظہ اللہ
الکتاب انٹرنیشنل
جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵-۱۱۰
Ph. 26985373,26985534

نضائل ومناقب اور معائب ونقائص ۵۱۹

باب: من فضل فاطمة رضي الله عنها

۳۵۲۱۔عَنِ الْمِسْوَرِ: أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ إِبْنَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ: فَلْيَلْقَنِي فِي الْعَتَمَةِ، قَالَ: فَلَقِيَهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ الْمِسْوَرُ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَيْمُ اللّٰهِ، مَا مِنْ نَسَبٍ وَلَا سَبَبٍ وَلَا صِهْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ [وَسَبَبِكُمْ] وَصِهْرِكُمْ، وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا، وَيَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا، وَإِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِي وَسَبَبِي وَصِهْرِي)) وَعِنْدَكَ إِبْنَتُهَا، وَلَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذٰلِكَ، فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ۔

[الصحيحة: ۱۹۹۵]

فضائل کی فضیلت کا بیان

مسور کہتے ہیں کہ حسن بن حسن نے میری بیٹی سے نکاح کرنے کے لئے مجھے پیغام بھیجا' میں نے قاصد سے کہا: اسے کہنا کہ وہ مجھے شام کو ملے۔ اس نے مسور سے (وقت کے مطابق) ملاقات کی۔ مسور نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے کوئی نسبی اور ازدواجی رشتہ وقرابت تمھارے نسب وحسب اور نسبی و ازدواجی تعلق وقرابت سے بڑھ کر محبوب نہیں ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے (بدن کا) ٹکڑا ہے' جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے' جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے اور قیامت والے دن سب احساب و انساب منقطع ہو جائیں گے ماسوائے میرے نسب' رشتہ وقرابت اور دامادگی کے۔'' (اس حدیث کے بعد غور کر کہ) تیرے گھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے' اگر میں نے اپنی بیٹی سے بھی تیری شادی کر دی تو وہ پریشان ہوگی (ایسی صورت میں میرا اور میری بیٹی کا کیا بنے گا؟) حسن بن حسن نے اسے معذور سمجھا اور چل دیے۔

تخریج: الصحیحہ ۱۹۹۵، احمد (۳/ ۳۲۳) و من طریقہ (۳/ ۱۵۸) طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۰۵) مختصراً۔

فوائد: معلوم ہوا عورت کائنات کی جیسی بھی عظیم ہستی ہو دوسری شادی سے پریشان ہو جانا ایک قدرتی معاملہ ہے۔ اسی لیے مسور نے اپنی بیٹی کا نکاح فاطمہ کی بیٹی پر نہ کیا۔ نیز سوائے دل میں اہل بیت کی خیر خواہی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہ میرے (بدن کا) ٹکڑا ہے، جو چیز اُسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے، جو چیز اُسے خوش کرتی ہے، وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے اور قیامت والے دِن سب احساب وانساب منقطع ہو جائیں گے ماسوائے میرے نسب، رشتہ وقرابت اور دامادگی کے۔''

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس ''حدیث'' کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو)، 3/519، رقم: 3521)

سیّدنا علی، حسن، حسین و فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت - صحیح حدیث

اِمام ابو داوٗد الطّیالسی رحمۃ اللہ علیہ ، اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ، اِمام بزّار رحمۃ اللہ علیہ ، اِمام ابو یعلیٰ اور اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں جسے شیخ ناصر الدین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیحہ'' میں نقل کیا ہے :

سلسلة
أحاديث صحيحة (اردو)
المجلد الرابع
تحقیق
محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
ترجمہ و تعلیق
عبد الرحمن عبد المنان
مراجعہ
ابو تمیم احمد اعوان
المکتبۃ انٹرنیشنل
جامعہ نگر، دہلی ۱۱۰۰۲۵

سلسلة الاحاديث الصحيحة ۳۹۲

باب: فضيلة سيدنا علي و حسن و حسين و فاطمة

سیدنا علی، حسن، حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

۳۴۵۷- عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: زَارَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبِتْنَا عِنْدَنَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ نَائِمَانِ، فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مِزْوَدِنَا، فَتَمَثَّلَ بِعَصْرِهَا فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ سَقَانَا فَتَنَاوَلَهُ الْحُسَيْنُ لِيَشْرَبَ لَمَّا سَقَاهُ، فَأَبَى بِالْحَسَنِ فَبَدَأَتْ فَاطِمَةُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّنَا أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((لَا مَوْلِيَّةَ اسْتَسْقَى أَوَّلَ مَرَّةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنِّي، وَإِيَّاكِ، وَهَذَا، وَهَذَا الرَّابِعَةَ، تَجِيءُ عَلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ)) يَعْنِي: فَاطِمَةَ وَوَلَدَيْهَا: الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ. رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [الصحيحة: ۳۳۱۹]

ابو فاختہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمارے ہاں رات گزاری اور حسن و حسین بھی سو رہے تھے۔ (رات کو) حسن نے پانی مانگا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے مشکیزے کی طرف گئے اس سے پیالے میں پانی نکالا پھر اُسے پلانے کے لیے لے آئے، (حسن کی بجائے وہ پیالہ) حسین نے پینے کے لیے پکڑنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے نہ پینے دیا پھر حسن سے ابتداء کی۔ سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا لگتا ہے کہ حسن زیادہ محبوب ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں ہے، (در اصل) حسن نے پانی پہلے طلب کیا تھا (اِس لیے پہلے پینے کا حق بھی اُسی کا ہے) پھر فرمایا: ''میں، تو، یہ دونوں اور یہ سونے والے (یعنی علی رضی اللہ عنہ) روزِ قیامت ایک مقام میں ہوں گے۔'' اُن دونوں سے مراد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو) : 1/492 ، رقم : 3457)

قارئین کرام ! قرآن واحادیث کی روشنی میں ''مودّت ومحبّتِ اہلِ بیت'' ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ صحابی ہو یا تابعی، محدث ہو یا مفسّر، فقہاء ہو یا مجدّدین، غوث ہو یا ابدال، قطب ہو یا خواجہ، قلندر ہو یا مخدوم یا کوئی عام مسلمان۔ اہلِ بیت کی تمام ہستیاں قابلِ احترام ہیں مگر حضور نبیّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا اِمام مولا علی علیہ السلام کی شان میں جو احادیث بیان فرمائی ہیں ایسی احادیث نہ صحابۂ کرام میں سے کسی کے بارے میں فرمائی نہ ہی اپنے اہلِ بیت میں سے کسی شخصیت کے بارے میں فرمائی۔

فضائلِ مولا علی علیہ السلام میں جامع ترمذی میں ایک حدیث ہے جسے ''مشکوٰۃ'' میں اِمام تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے اور اہلِ حدیث محدّث شیخ زُبیر علی زئی نے جسے ''حسن'' کہا ہے۔ یہ حدیث ''حدیثِ طیر'' کے نام سے مشہور ہے۔

مناقب اِمام مولا علی علیہ السلام : حدیثِ طیر

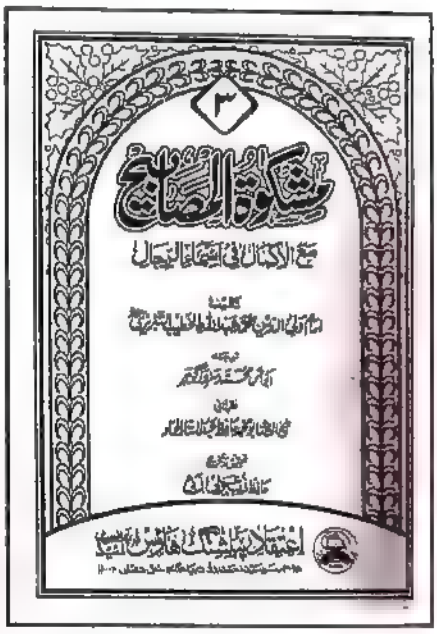

كتاب المناقب والفضائل 536/3 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

٦٠٩٤: وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم طَيْرٌ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِيَ مِنْ هٰذَا الطَّيْرِ))، فَجَاءَ: عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَأَكَلَ مَعَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ❶

٦٠٩٤: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین شخص کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے۔'' علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے آپ کے ساتھ تناول فرمایا۔ ترمذی، اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

٦٠٩٥: وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. ❷

٦٠٩٥: علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز طلب کرتا تو آپ مجھے عطا فرماتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ طلب کیے بغیر مجھے عطا فرما دیتے تھے۔ ترمذی، اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٦٠٩٦: وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَقَالَ: رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيكٍ. ❸

٦٠٩٦: علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں دارِ حکمت ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔'' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، اور انہوں نے فرمایا: بعض راویوں نے اس حدیث کو شریک سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن الصنابحی کا ذکر نہیں کیا، اور ہم شریک کے علاوہ یہ حدیث کسی ثقہ راوی سے نہیں جانتے۔

٦٠٩٧: وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيًّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَجَاهُ، فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ

❶ إسناده ضعيف؛ رواه الترمذي (٣٧٢١) ☆ حكيم بن جبير: ضعيف رمي بالتشيع، وجميع بن عمير: ضعيف ضعفه الجمهور. ❷ حسن؛ رواه الترمذي (٣٧٢٦). ❸ إسناده ضعيف؛ رواه الترمذي (٣٧٢٤) ☆ عبدالله بن عمرو بن هند لم يسمع من علي رضي الله عنه، ورواه في المستدرك (٣/ ١٢٥ ح ٤٦٣) قال: "سمعت عليا رضي الله عنه" ❹ إسناده ضعيف؛ رواه الترمذي (٣٧٢٣) ☆ شريك القاضي مدلس وعنعن ولم يثبت تصريح سماعه في هذا الحديث وللحديث شواهد ضعيفة.

''حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (پکا ہوا) ایک پرندہ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی، ''یا اللہ ! مخلوق میں سے اپنے محبوب ترین شخص کو میرے پاس لے آ تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے۔'' اِتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پرندہ کھایا۔''

(جامع ترمذی (اردو)، ابواب المناقب، باب : مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : 2/813 ، رقم : 1655 ، اِنٹرنیشنل نمبر : 3721 ؛ مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 3/536 ، رقم : 6094 ، اِنٹرنیشنل نمبر : 6094)

جنّتی عورتوں کی سردار : سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
و
جنّتی جوانوں کے سردار : سیّدنا حسنین رضی اللہ عنہما

اِمام ترمذی نے اپنی ''سُنن'' میں نقل کیا ہے :

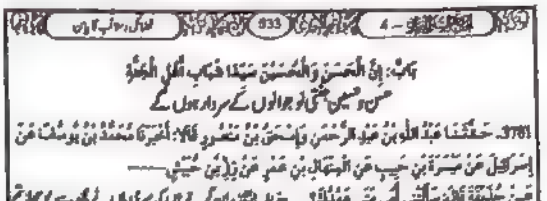

باب: إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے

3781- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ——
عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے پوچھا تم

(3779) ضعيف: أخرجه أحمد: 5681، وابن حبان: 6974. (3780) صحيح الإسناد.
(3781) صحيح: أخرجه أحمد: 23146، والحاكم: 4819/3، وابن حبان: 6960، والطبراني في الكبير: 2886.

ترجمہ : (صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حُذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے پوچھا: ''تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کب گئے تھے؟'' میں نے کہا: ''میں اِتنے دنوں سے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا، تو اُنہوں نے مجھے بہت ڈانٹا تو میں نے اُن سے کہا، ''آپ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے دیجیے تاکہ میں مغرب کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھوں اور اپنے اور آپ کے لیے بخشش کی دعا کرنے کا سوال کروں، چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب پڑھی پھر عشاء کی نماز پڑھ کر چلے گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آواز سن کر فرمایا: ''کون ہو؟ حذیفہ ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ عزوجل تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش فرمائے۔'' (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ فرشتہ اِس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا، اِس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام عرض کرے اور مجھے خوش خبری دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنّت والوں کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنّتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔''

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اِسے اسرائیل کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔
شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

(سنن ترمذی (اردو)، 4/533-534، رقم: 3781، اِنٹرنیشنل نمبر: 3781)

اہلِ بیتِ کرام کی شان میں بے شمار احادیث نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبانِ اقدس سے وارد ہوئیں جنہیں اہلِ سنّت کے محدثینِ کرام نے نقل کی ہیں اور اہلِ بیت کے مودّت ومحبّتِ عقیدے کو بنیادی اور مضبوط بنایا ہے۔

مگر دِن بہ دِن ناصبیّت، رافضیّت اور خارجیّت اپنے عروج پر پہنچ رہی ہیں۔ خود کو اہلِ سنّت کہلانے والے تینوں مکاتبِ فکر اہلِ حدیث، بریلوی اور دیوبندی میں ناصبیت کے اثرات بڑی تعداد میں نظر آرہے ہیں۔

"مجھے اپنی اُمّت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اِماموں اور حکمرانوں سے ہے۔"

صحیح حدیث

افسوس کہ بات تو آج یہ ہے کہ اہلِ سنّت کے ائمّہ، علماء اور پیر وصوفیوں کی کچھ تعداد عوام کو ذکرِ اہلِ بیت سے شیعت ورافضیت کا ڈر بتا کر دور کر رہی ہے۔ بُغضِ اہلِ بیت میں موضوع احادیث کو مجموعہ بنا کر کتابیں چھاپی جارہی ہے۔ کچھ خانقاہوں سے اہلِ بیت کی محبت کرنے والوں پر طرح طرح کے فتوے نکالنے کو مسجد کے خطیب ومولویوں سے کہا جا رہا ہے۔ دار العلوم و مدرسوں کا یہ حال ہے کہ جس مکاتبِ فکر سے یہ خانقاہ یا سلسلے سے تعلق ہے اُسی کے مطابق Syllabus پڑھایا جائے گا، اُتنا ہی بتایا جائے گا اور آپ کو بھی مسجدوں کے اِمام بن کر عوام کو اِتنا ہی بتانا ہے۔ اگر کوئی آپ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہے یا آپ کی رائے سے قرآن وسنّت کی روشنی میں اختلاف رکھتا ہے تو فوراً اُس پر بدمذہب یا رافضی۔ شیعہ یا صلح کُلّی کا فتویٰ لگا دو، بات ختم۔

آج اُمّت اور مسجد کے کچھ ائمّہ کا یہ ماحول دیکھ کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پیش کرنا چاہوں گا جو صحیح ہے۔ جسے اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں، اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مُستدرک" میں نقل کیا ہے۔ اور جسے مشہور محقق شیخ ناصر الدین اَلبانی نے "صحیح الاسناد" کہا ہے۔

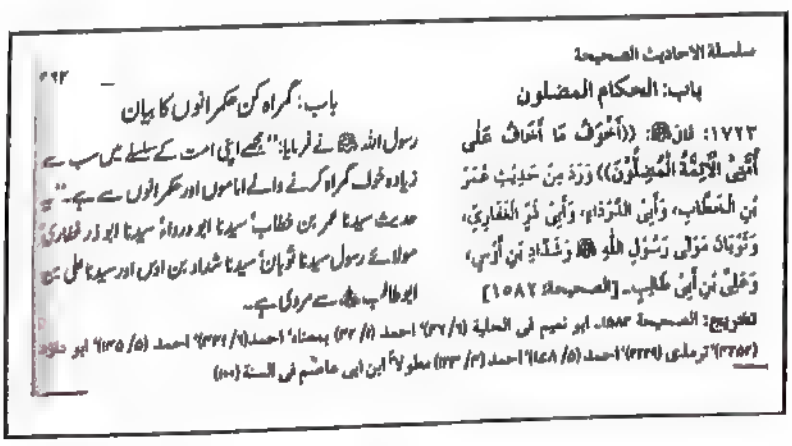
سلسلة الأحاديث الصحيحة

باب: الحكام المضلون

١٧٢٣: قال ﷺ: ((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّونَ)) وَرَدَ بن حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ [الصحيحة ١٥٨٢]

تخريج: الصحيحة ١٥٨٢، ابو نعيم في الحلية (١/ ٣٦) احمد (١/ ٣٢) بهمناه، احمد (١/ ٣٢١) احمد (٥/ ١٣٥) ابو داود (٣٢٥٢) ترمذي (٢٢٢٩) احمد (٥/ ١٤٨) احمد (٣/ ١٢٣) مطولاً ابن ابي عاصم في السنة (١٠٠)

٢٢٣

باب: گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اماموں اور حکمرانوں سے ہے۔" یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا ابو درداء، سیدنا ابو ذر غفاری، مولائے رسول سیدنا ثوبان، سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اپنی اُمت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اماموں اور حکمرانوں سے ہے۔''

یہ حدیث سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، مولائے رسول سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ، سیّدنا شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو): 2/262، رقم: 1723)

بے شک ! رافضیت کا رد ہونا چاہیے اور اُن کے باطل عقائد کا ہمیں جواب بھی دینا چاہیے مگر ایسا نہ ہو کہ اُن کو جواب دینے کے چکّر میں ہم عقائدِ اہلِ سنّت ہی کی حدوں کو پار کر کے ناصبیت کے دائرے میں آ پہنچے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ اِس لیے ضروری ہے کہ ہم سمجھے کہ یہ ''ناصبیت'' کیا ہے؟

فتنۂ ناصبیت - ناصبی کسے کہتے ہیں؟

اِس دور میں فتنۂ ناصبیت بہت ہی ترقی پر ہے مگر بھولی بھالی عوام کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ ناصبی کسے کہتے ہیں؟

یہ 'ناصبی' لفظ عربی کا ہے اور 'نصب' سے بنا ہے جس کا معنی اردو میں ہوتا ہے ''دشمنی کرنا''۔

شرح العقيدة الطحاوية (٣٦٠)

وفي باب الإيمان والدين بين الحرورية والمعتزلة، وبين المرجئة والجهمية.

وفي أصحاب رسول الله ﷺ بين الروافض وبين الخوارج»(١).

والطحاوي رحمه الله أتى بالعبارات المتضمنة لمعتقد ومنهج أهل السنة والجماعة في أصحاب رسول الله ﷺ، حيث قال: «ونحب أصحاب رسول الله ﷺ» وحب الصحابة ﷺ هو من الحب في الله، والحب في الله واجب لكل المسلمين، فكل من آمن بالله ورسوله تجب محبته على قدر ما يعرف به من الإيمان والتقوى والعمل الصالح. وأحق الناس من ذلك الواجب هم أصحاب الرسول ﷺ لما خصهم الله به من الفضيلة بصحبتهم للرسول ﷺ التي لا يشركهم فيها أحد ممن جاء بعدهم

وقوله: «ولا نُفرِّط في حب أحد منهم»

الإفراط: الغلو وتجاوز الحد، والواجب الاعتدال والتوسط بعدم الإفراط والتفريط، فكل انحراف فإنه يعود إلى أحد الأمرين: إما انحراف بإفراط وتجاوز وغلو، أو تفريط وتقصير وجفاء، وكلاهما انحراف عن الصراط، والحق ما وافق الصراط المستقيم.

وقوله: «ولا نتبرأ من أحد منهم»

ولا نتبرأ من أحد منهم كما تفعل الروافض أو الخوارج، بل نتولاهم جميعًا، وعند الرافضة مقولة: «لا ولاء إلا ببراء» فلا يكون الإنسان عندهم مواليًا لأهل بيت الرسول إلا إذا تبرأ من أبي بكر وعمر، فعندهم أن من والى أبا بكر وعمر فقد أبغض عليًا، ومن أبغض عليًا فهو ناصبي

نعم من أبغض عليًا فهو ناصبي هذا صحيح، لكن زعمهم أن من والى أبا بكر وعمر فقد أبغض عليًا هذا من الباطل، بل أهل السنة

(١) ص ١٧٧.

شرح عقیدہ الطحاویہ میں ہے:

''اور ہم کسی سے تبرا نہیں کرتے تھے، جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کیا وہ ناصبی ہے۔''

اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ ناصبی کو پہچانے کیسے؟ (شرح عقیدہ الطحاویہ، صفحہ: 360)

علّامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''دُرِّ منثور'' میں سورۂ محمد کی آیت نمبر 30 کی تفسیر سے لکھتے ہیں:

تفسیر دُرِّ منثور مترجم
جلد ششم
تالیف
امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ قرآن
ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ العالی
مترجمین
سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور گھالوی
ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور جلد ششم 89

الْقَوْلِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝

''کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر نہیں کرے گا ان کے دلی کھوٹوں کو۔ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ سو آپ پہچان تو چکے ہیں ان کو ان کے چہرے سے۔ اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔ اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو مصروف جہاد رہتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں، اور ہم پرکھیں گے تمہارے حالات کو۔ بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی روکتے رہے اللہ کی راہ سے اور مخالفت کرتے رہے رسول (کریم) کی باوجود یکہ ظاہر ہو چکی تھی ان کے لیے راہ ہدایت وہ قطعاً اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ کا مفہوم یہ ہے: کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ظاہر نہیں کرے گا یعنی ان کے خبث نیت اور اس حسد کو جو ان کے دلوں میں موجود ہے (اسے ظاہر نہیں کرے گا) پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین میں سے ہر آدمی کو اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ کے بارے فرمایا کہ آپ انہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کے سبب ضرور پہچان لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین کو صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کے سبب پہچانتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ الآیہ۔ اور پھر کہا: اے اللہ! ہمیں معاف فرما، ہمیں چھپا لے اور ہمارے حالات کو نہ پرکھ (اعمال کو) ''اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَاسْتُرْنَا وَلَا تَبْلُ اَخْبَارَنَا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ اور

''امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ کے بارے میں یہ فرمایا کہ آپ اُنہیں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کے ساتھ بُغض رکھنے کے سبب ضرور پہچان لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں منافقین کو صرف علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے بُغض رکھنے کے سبب پہچانتے تھے۔

(دُرِّ منثور (اردو)، 6/98-99)

امام مولا علی علیہ السلام سے بُغض : منافق کی پہچان
صحیح مسلم کی حدیث

ابو الحسین امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ''کتاب الایمان'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بُغض رکھے گا۔''

(صحیح مسلم کتاب الایمان، 1/110، رقم: 237، انٹرنیشنل نمبر: 240)

۲۳۷- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ وَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ﷺ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔

الترمذی (۳۷۳۶) النسائی (۵۰۳۲-۵۰۳۷) ابن ماجہ (۱۱٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔

ناصبی کی پہچان

''ناصبی دشمنِ اہلِ بیت علیہم السلام کو کہتے ہیں۔'' ناصبی کوئی ایسا گروہ نہیں ہے جو خارجیوں کی طرح اکٹھا ہوا ہو، یہ 1400 سال سے اُمّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے چھپے ہوئے ہیں جیسے ملیریا ہونے والے انسان کے جسم میں ملیریا کے Parasites (جراثیم)۔ جب کسی انسان کو ملیریا کا مچھر یعنی انافیلس مچھر کاٹتا ہے تو اُس کے ذریعے Malarial Parasites انسان کے خون میں داخل ہوجاتے ہیں، بالکل اِسی طرح ناصبی بھی ایمان لا کر اُمّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوگئے۔ مگر یہ Malarial Parasites انسان کے خون میں ظاہری طریقے سے نہ رہ کر انسان کے پیٹ میں ''تلّی'' (Spleen) میں چھپے رہتے ہیں اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اُسے Malaria ہو چکا ہے، نہ ہی اُس کے جسم میں ایسے کوئی آثار نظر آتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح ناصبی اُمّت میں ہونے کے باوجود عوام کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ ناصبی ہے جیسے جسم کو پتہ نہیں چلا کہ اُسے Malaria ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اِس وقت Laboratory Test کیا جائے تو اُس میں بھی Malaria Negative آئے گا بالکل اُسی طرح ناصبی کبھی خود کو ناصبی نہیں مانے گا بلکہ کئی دفعہ وہ ''تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا'' کے گیت گاتا ہوا نظر آئے گا۔

تو جس طرح Malaria کے Parasites جیسے ہی تلّی سے نکل کر جسم میں خون کے ساتھ پھرنے لگتے ہیں فوراً جسم اُن کی پہچان کے لیے اپنے اوپر ''بُخار'' کے آثار پیدا کرتا ہے جس میں ڈھنڈ بھی لگنے لگتی ہے اور اگر ایسے سردرد بُخار میں Laboratory Test کیا جائے تو اب Malaria Positive آئے گا۔ ہے نا تعجب کی بات ؟ یہ Malarial Parasite (جراثیم) جسم میں تلّی میں موجود تھے مگر پتہ نہیں چلا مگر جیسے ہی یہ خون میں پورے جسم میں پھیلنے لگے تو جسم نے اِن کی پہچان کے لیے اپنے اوپر سرد بُخار کو جاری کیا تو اُس بُخار میں اِن کی پہچان ہو گئی۔

بالکل اِسی طرح اُمّت میں ناصبی کی پہچان یہی ہے کہ اُس کے آگے جیسے ہی ذکرِ اہلِ بیت علیہ السلام کیا جائے گا تو جیسے جسم میں بُخار پیدا ہوا یہ بھی بھڑک جائیں گے اور فوراً اہلِ بیت علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ دوسروں کا ذکر بھی چھیڑ دیں گے اور مقامِ اہلِ بیت کو کس طرح گھٹایا جائے اُس کی کوشش میں لگ جائیں گے۔ ہم آج کل کے ناصبیوں کی پہچان میں یہ Symptoms پیش کر رہے ہیں۔

(1) شانِ اہلِ بیت بیان ہونے پر فوراً دوسروں کا ذکر چھیڑ دینا۔

(2) جنگِ جمل اور جنگِ صِفّین میں مولا علی رضی اللہ عنہ کو حق پر نہیں ماننا۔

(3) دفاعِ صحابہ کے نام پر سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی حقّانیت کو چھپانا۔

(4) بُخاری۔ مسلم و حدیث کی معتبر کتابوں کی اُن احادیث کو چھپانا یا اُن کا رد کرنا جس میں جنگِ صِفّین کے باغی گروہ کا ذکر ہے اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی حقانیت بیان ہوتی ہے۔

(5) دفائے صحابۂ کرام کے نام پر شانِ اہلِ بیت میں صحیح حدیثوں کا انکار کرنا یا موضوع بنانا۔

(6) دفائے صحابہ کے نام پر صحابہ کو معصوم بتانے کی کوشش کرنا، جیسے صحابۂ کرام سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔

(7) صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ کو غلط طریقے سے پیش کر کے پوری بات نہ بتانا۔

(8) اہلِ بیت علیہ السلام کے 12 اِماموں کو شیعوں کے اِمام بتانا۔

(9) ماہِ محرم میں کربلا کا بیان نہ کر کے دوسروں کے ذکر کو چھیڑ دینا۔

(10) ماہِ محرم میں واقعۂ کربلا بیان نہ کر کے امّت کو جائز و ناجائز کے فتووں میں اُلجھا دینا۔

(11) ماہِ محرم میں غمِ حسین کی مخالفت کر کے خوشیاں منانے کے بہانے ڈھونڈنا۔

(12) یزید کی ولی عہدی کو صحیح بتانے کے لیے ''سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا'' اِس مثال کو پیش کر کے مروانیت کو فروغ دینا۔ (معاذ اللہ)

ناصبیت بمقابلہ رافضیت

مسلکِ اہلِ سنّت کے لیے یہ دونوں یعنی ناصبیت اور رافضیت نقصان دہ ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں رافضیت زیادہ خطرناک ہے کیوں کہ ناصبیت اِتنی مشہور نہیں ہے کہ رافضیت کی طرح باقاعدہ فرقہ ہو۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ناصبیت اِسی وجہ سے رافضیت سے زیادہ خطرناک ہے کیوں کہ ناصبیت الگ فرقہ نہ ہونے کی وجہ سے ناصبی خود کو اہلِ سنّت کہلوانے والے بریلوی، دیوبندی اور اہلِ حدیث، اِن تینوں گروہ میں چھپے رہتے ہیں اور اپنا کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ ناصبی، کیوں خطرناک ہیں اِس کی کچھ وجوہات مندرجۂ ذیل ہیں:

(1) ناصبی منکرینِ حدیث ہیں۔ یہ لوگ اہلِ بیت کی شان میں صحیح حدیثوں کا بھی انکار کر دیتے ہیں اور اِسے دِفاعِ صحابہ کا نام دیتے ہیں۔

(2) ناصبیت اِس وجہ سے خطرناک ہے کہ اِن میں سے کچھ لوگ اہلِ سنّت کے علماء ہی سمجھے جاتے ہیں۔ عوام اِن کو اہلِ سنّت سمجھ کر اِن کی ہر بات مان لیتی ہے اور بھولی بھالی عوام اِس طرح انجانے میں ہی ناصبیت کا شکار ہو جاتی ہے۔

(3) اِن لوگوں کی کچھ مخصوص شخصیات ہے، یہ (ناصبی) جب بھی بولیں گے اِنہی کے حق میں بولیں گے چاہے پوری اُمّت کے علماء کے فیصلے کو رد ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اگر یہ لوگ کسی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بھی کریں گے تو اِن کا مقصد صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہیں بلکہ اپنی من پسند شخصیات کے لیے راہ نکالنا ہوگا۔

(4) اپنی چند شخصیاتوں کو بچانے کے لیے بڑے۔بڑے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صحابیت کا ہی اِنکار کر دیں گے اور غیر صحابی شخصیتوں کا تقابل تاریخِ اسلامی کے بعد بدکردار لوگوں سے کریں گے تاکہ اُن حکمرانوں کے دور کو خلافتِ راشدہ سے بہتر یا برابر قرار دینے میں بھی نہیں شرماتے۔

(5) ناصبیت زدہ لوگوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اُن کی من پسند شخصیات کے مظالم کا شکار اُمّت کے نفوسِ قدسیہ کے تمام تر احسانات وخدمات کو ٹھکرا دیں گے، بلکہ اُن مظالم کا قصوروار بھی مظلوم محسنین کو ٹھہرائیں گے۔

”بُغضِ اہلِ بیت اور محبتِ بنو اُمیّہ اہلِ سنّت کبھی اِس بدبختی میں ملوّث نہیں ہوئے

سیّد پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ“ میں ”وجہِ تالیف“ میں لکھتے ہیں :

وجہ تالیف

تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ

”تخالفِ مذہبی مابین سُنّی وشیعہ“ کوئی نیا اختلاف نہیں جسے رفع کرنے کے لیے طالبانِ حق موجودہ زمانے کے علماء سے التجا کریں، اِس سے قبل سلفِ صالحین رضی اللہ عنہم حسبِ تدبیرِ الٰہیّہ وقتاً فوقتاً اہلِ بیتِ کرام سے محبت رکھنے کے وجوب اور خلفائے اربعہ کی حقانیت کے اہم موضوع پر نہایت شائستہ انداز میں اظہارِ خیال فرماتے چلے آئے ہیں۔

البتہ حال ہی میں اِس تخالف میں ایک نئے رُجحان (Trend) کا اِضافہ ہوا ہے اور یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اہلِ سنّت والجماعت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اہلِ بیتِ کرام کے خلاف بُغض اور بنو اُمیّہ کے ساتھ محبت رکھیں، حالانکہ اہلِ سنّت کبھی بھی اِس شقاوت میں ملوّث نہیں ہوئے اور اُن کے عقائد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے دوستی و مودّت، مدارِ ایمان اور فرض مانی گئی ہے۔

آج کل جب بھی اہلِ بیت کا ذکر شروع کیا جاتا ہے فوراً کچھ لوگ دوسروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں اور اہلِ بیت کے ذکر، فضائل ومناقب کو کم کرنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں، ایسے ناصبیوں کے بارے میں امامِ اہلِ سنّت ابو عبداللہ محمد بن اِدریس شافع المعروف اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اشاعت نمبر: ۴۷

إنّ من الشعر حكمة. (رواه البخاري)

دِيوَانُ

الإمَامِ الشَّافِعِيّ

ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ

(۱۵۰ھ ۷۶۷م ـــ ۲۰۴ھ ۸۲۰م)

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی صاحب (دامت برکاتہم)

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

دیوان الإمام الشافعیؒ ۲۵۶ دیوان الإمام الشافعیؒ

حُبُّ الفَاطِمِيَّةِ

۱ إِذَا فِي مَجْلِسٍ نَذْكُرُ عَلِيًّا — وَسِبْطَيْهِ وَفَاطِمَةَ الزَّكِيَّةْ

جب ہم کسی مجلس میں حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہیں — اور حسنینؓ اور فاطمہ زکیہؓ کی یاد تازہ کرتے ہیں

۲ يُقَالُ تَجَاوَزُوا يَا قَوْمُ هَذَا — فَهَذَا مِنْ حَدِيثِ الرَّافِضِيَّةْ

تو کہا جاتا ہے کہ اے لوگو اسکو چھوڑ دو — کیونکہ یہ روافض والی باتیں کر رہا ہے

۳ بَرِئْتُ إِلَى الْمُهَيْمِنِ مِنْ أُنَاسٍ — يَرَوْنَ الرَّفْضَ حُبَّ الفَاطِمِيَّةْ

میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے لوگوں سے براءت ظاہر کرتا ہوں — جو اولادِ فاطمہؓ سے محبت کو رفض سمجھتے ہوں

۱۔ سِبْطَيْهِ : السبط ولد الإبن والإبنة، وهما الحسن والحسينؓ

۳۔ المُهَيْمِنُ : اسماء الله الحُسنى، المُسَيْطِرُ.

"جب ہم کسی مجلس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں،

اور حسنین رضی اللہ عنہما اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ کرتے ہیں،

تو کہا جاتا ہے کہ اے لوگو! اِس کو چھوڑ دو،

کیوں کہ یہ روافض والی باتیں کر رہا ہے،

میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں،

جو اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کو رفض سمجھتے ہوں۔"

(دیوان الامام الشافعی (اردو)، صفحہ: 256)

اہلِ بیت سے بُغض حرام ہے۔ صحیح حدیث

اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، اِمام ابن حِبّان رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام بزّار رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے اور شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس کو اپنی کتاب ''صحیحہ'' میں نقل کیا ہے:

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص ۵۶۳

باب: تحریم بغض اهل البیت

اہل بیت سے بغض رکھنا حرام ہونے کا بیان

٣٦١١: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ)). [الصحيحة: ٢٤٨٨]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۸۔ حاکم (۳/ ۱۵۰)' ابن حبان (۲۹۷۸)' البزار (الکشف: ۳۳۴۸) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: اہل بیت سے محبت ایمان کا حصہ اور جنت میں داخلے کا سبب بھی ہے۔

''سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو آدمی اہلِ بیت سے بُغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اُسے جہنّم میں داخل کرے گا۔''

شیخ ناصر الدین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے اور اِس کے ضمن میں لکھتے ہیں: اہلِ بیت سے محبت ایمان کا حصّہ اور جنّت میں داخلے کا سبب بھی ہے۔'' (سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو): 3/563، رقم: 3611)

آج کے دور میں اہلِ بیت کی گستاخی جیسے روزمرّہ کی بات ہوگئی ہے، کبھی ''دعوتِ اسلامی'' جیسی تنظیم کے امیر ''محمد اِلیاس عطّار قادری'' نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی رضی اللہ عنہ کو بھائی کہنے پر سوال اُٹھاتے ہیں تو کبھی اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے آخری سجدے میں وضو اور کچھ پڑھنے نہ پڑھنے پر بیان کرتے نظر آتے ہیں، تو کبھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ ملوکیت کے ظلم وستم کے دِفاع کو دِفاعِ صحابہ کا نام دے کر دیوبند مکاتبِ فکر کے مولانا مفتی تقی عثمانی جیسے عالم مولانا سیّد مودودی صاحب کی 'خلافت و ملوکیت' کے رد میں ''حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق'' جیسی تاریخی روایتوں پر مبنی کتاب لکھتے ہیں۔ افسوس ''کچھوچھہ'' جیسی خانقاہ حصارِ شاہِ رسالت، اِمام الاولیاء سیّدنا مولا علی علیہ السلام کے والدِ ماجد، محسنِ اسلام، سیّدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ کو کافر ثابت کرنے کے لیے نوجوان لڑکوں کو مناقشہ کرواتی ہے اور بتلاتی ہے کہ جیسے سیّدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ کا کفر اہلِ سنّت کا بنیادی عقیدہ ہے جب کہ مفتیٔ حرمین سیّد قاضی دحلان مکّی رحمۃ اللہ علیہ علّامہ عطا محمد بندیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور علّامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل سنّت کے کئی نامور علماء وصوفیا سیّدنا ابو طالب علیہ السلام کو ایمان والوں میں شمار کرتے ہیں۔ اِسی خانقاہِ کچھوچھا کے سیّد مولانا ہاشمی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کاٹ کھانے والی بادشاہت کو خلافتِ راشدہ ثابت کرنے کے لیے 'امیر معاویہ - خلیفۂ راشد' جیسی کتاب لکھتے ہیں جو اُن کے برادر سیّد محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے زیرِ نظر لکھی گئی ہے اور تاریخی

روایتوں پر مبنی ہے اور کبھی کوئی کم عقل مولوی شجرِ رسالت کی شاخیں ثمر بار صاحب زادیٔ رسول، سیّدۂ کائنات، سیّدہ، طیّبہ، طاہرہ، اُمّ ابیہہ، سیّدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو کبھی کہیں خانقاہی مولانا ''صلحِ امام حسن'' کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتے نظر آتے ہیں۔ آج کے اِس پرفتن دور میں اہلِ بیت کی شان میں گستاخی جیسے عام بات ہو گئی ہے۔ یہ دین وسُنّیت کی کون سی خدمت ہو رہی ہے؟

''صُلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ'' اسلامی تاریخ کا ایک حسّاس واقعہ ہے جس پر سالوں سے ظاہری گفتگو نہیں کی جاتی اور جب کہ اب کچھ فرقہ پرست اور مفاد پرست لوگوں نے اِس کو اپنے نظریات سے پیش کرنے کا آغاز کیا ہے، جس سے عوام تو عوام، مسجدوں کے اِمام اور خطیب بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور اِس عنوان کو ''مشاجراتِ صحابہ'' اور ''دفاعِ صحابہ'' کا نام دے کر خاموش رہنے کو کہا جاتا ہے۔

جہاں تک خاموش رہنے کی بات ہے تو ہم خود یہی چاہتے ہیں کہ ایسے مسئلوں پر خاموشی بہتر ہے کیوں کہ اُمّت ویسے بھی دورِ حاضر میں اتنے مسائل سے دو چار ہو رہی ہیں کہ ایسے نازک مسئلوں میں لوگوں کو الجھا کر دین کی کون سی خدمت ہوگی؟ مگر جب خود کو اہلِ سنّت کے ٹھیکے دار بتانے والی خانقاہوں کے پیر اور تنظیمیں اِس خاموشی کو توڑ کر ایسے مسئلوں میں ایک طرفہ، باطل اور اپنے نظریات کے مطابق خیالی فلسفوں پر مبنی باتیں پیش کرنے لگتے ہیں تو اب اِن کا جواب تو بنتا ہے۔ جب آپ چاہتے ہی ہو کہ ایسے مسئلوں پر اہلِ سنّت کی خاموشی کو ختم کیا جائے تو پھر کھل کر بات کرنی بھی فرض ہے۔

ہم نے اِسی وجہ سے اِس کتاب کو ہندی رسم الخط (اور اردو زبان) میں تیار کر کے لوگوں تک حق پہنچانا ضروری سمجھا کیوں کہ ہندستان کی زیادہ تر عوامِ اہلِ سنّت اُردو پڑھنا لکھنا نہیں جانتی اور یہی وجہ ہے کہ ایسے نام نہاد فرقہ پرست پیر اور صوفیوں کے لیے عوام کو دھوکا دینا آسان ہو جاتا ہے۔

ہم نے اِس کتاب میں ''صُلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ'' کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ صلح کی شرطوں کے ساتھ ساتھ اِس بات کا بھی صحیح احادیث و روایتوں سے ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ کی کسی بھی شرط کو پورا نہیں کیا۔ جو لوگ دفاعِ صحابہ و مشاجراتِ صحابہ کے نام پر اہلِ بیت اور خاص کر کے سیّدنا مولا علی علیہ السلام و سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حقّانیت کو چھپاتے ہیں میں اُن سے یہاں کچھ گفتگو ضروری سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ

ترجمہ : اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔ (سورۃ الانعام: 6:115)

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ

ترجمہ : بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔ (سورۃ النحل : 16:90)

سارے موجودات کا خالق جب عادل ہے تو وہ مسلمانوں کو بھی اِسی عدل کا حکم دیتا ہے۔ پھر انسانوں کی راہبری کے لیے جسے اپنے پیغمبر مقرر کرتا ہے اُسے بھی عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائی احکام کی روشنی میں اِسی نظامِ عدل کو قائم کیا اور معاشرے سے ہر ظلم و بربریت کو نکال دیا۔ پھر اِسی طرح اِس نظامِ عدل وانصاف کو پانچوں خلفائے راشدین نے آگے بڑھایا۔ مگر پانچویں خلیفہ راشد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری سے ملوکیت کے ظلم کی ایسی چکّی چلی کہ آج بھی امّت اِس میں پِستی جارہی ہے۔ مگر افسوس ملوکیت کے پہلے مالک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ طلقاء میں سے ہیں اُنہیں خلیفہ راشد بتانے کے لیے اب کتابیں لکھی جارہی ہیں اور ایسی ہی ایک کتاب بریلوی مسلک کے مشہور خطیب سیّد ہاشمی میاں جیلانی کچھوچھوی کی کتاب جو سن 2014 عیسوی میں شائع ہوئی، جس کا نام ہے ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد''۔ تعجب تو اِس بات پر ہے کہ اہلِ سنّت کے نامور محدّث اِس بات پر متفق ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے پہلے بادشاہ ہیں مگر پھر بھی مولانا صاحب نے روایتوں کا پلندہ بنا کر اُس میں فلسفہ اور منطق کا مسئلہ چھڑک کر اُنہیں خلیفہ راشد بتانے کی کوشش کی۔

الحمد للہ ہم نے اِس کتاب میں اُن کی کچھ باتوں کا رد صحیح احادیثوں سے ہی کیا ہے نہ کہ اپنی خود کی رائے سے۔ مگر پھر بھی یہاں اِس پر مختصر ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ہمارے خلفائے راشدین کچھ اِس طرح ہیں :

(1) سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ : اِن کو بنوثقیف کے حادثے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حالات کے پیشِ نظر خلیفہ بنایا تھا، نہ اِنہوں نے خلافت کی خواہش ظاہر کی نہ اپنا نام پیش کیا۔ اِن کی خلافت دو (2) سال رہی۔

(2) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ : انہوں نے بھی نہ خود اپنا نام پیش کیا، نہ خواہش کا اظہار کیا۔ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مشورے سے مقرر فرمایا۔ اِن کی خلافت دس (10) سال رہی۔

(3) سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ : دولت مند ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کو نوازتے رہے، اپنی ذات کے لیے بیت المال سے کچھ نہ لیا۔ اِن کی خلافت بارہ (12) سال رہی۔

(4) سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما : بالکل درویش صفت، دنیا سے بیزار، آخرت کے طلب گار، نہ خلافت کی تمنا نہ اپنا نام پیش کیا۔ لوگوں نے مسجد میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پانچ (5) سال چھے (6) مہینے رہی۔

(5) سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما : سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی لوگوں نے خلیفہ بنایا، نہ آپ نے خود اپنا نام پیش کیا نہ اس کی آرزو کی۔

یہ تھے مسلمانوں کے حقیقی خلفائے راشدین جن کے بارے میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا :

حدیثِ سفینہ

قَالَ: اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا.))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خلافت تیس (30) سال رہے گی۔ پھر یہ بادشاہت میں بدل جائے گی۔“

(اِس حدیث پر اِس کتاب میں طویل گفتگو کی گئی ہے۔)

(مسند احمد بن حنبل (اردو)، 10/312 ، رقم: 22264 ؛ سنن ابی داؤد (اردو)، 8/290 ، رقم: 4646-4647 ؛ مُسند ابو داؤد الطیالسی (اردو)، 2/102-103 ، رقم: 1203 ؛ مشکوٰۃ المصابیح، 3/237 ، رقم: 5359)

اگر اِن پانچوں خلیفہ راشد کی خلافت کا وقت ملایا جائے تو اِمام حسن رضی اللہ عنہ پر تیس (30) سال ختم ہو جاتے ہیں پھر بھی سیّد ہاشمی میاں جیسے عالمِ دین نے خلافتِ خاصّہ اور عامّہ کی بے بنیاد تاویل کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد بتانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جب اِس حدیث کے راوی خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا: ''بنو اُمیّہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت اُن میں ہے'' تو سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بنو زرقاء۔ بلکہ وہ بہترین بادشاہوں میں سے ہیں۔''

تعجب ہے، صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے بادشاہ کہے اُسے آج کل کے صوفی و عالم خلافتِ خاصّہ اور عامّہ کی Terminology میں اُلجھا کر خلیفۂ راشد ثابت کرنا چاہے، کیا سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ جو صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اُن کو یہ ''خاصّہ'' اور ''عامّہ'' کا علم نہیں تھا؟

اہلِ سنّت کے محدّثینِ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت ''حدیثِ سفینہ'' کو ''قوی'' مانتی ہے جس میں نامور محدّثین کے نام کچھ اِس طرح ہیں:

(1) اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 241 ہجری)
(2) اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 297 ہجری)
(3) اِمام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 287 ہجری)
(4) اِمام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 310 ہجری)
(5) اِمام ابن حِبّان رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 354 ہجری)
(6) اِمام حاکم نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 405 ہجری)
(7) اِبن تیمیہ (متوفّٰی: 728 ہجری)
(8) اِمام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 748 ہجری)
(9) اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 852 ہجری)
(10) علّامہ ناصر الدین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 1420 ہجری)
(11) شیخ زُبیر علی زئی (متوفّٰی: 1435 ہجری)

مشاجراتِ صحابہ کو بیان کرنا کیسا ہے؟

ہمارے یہاں جب بھی مشاجراتِ صحابہ پہ گفتگو ہوتی ہے تو اُسے بیان کرنے سے منع کیا جاتا ہے مگر افسوس کہ قرآن اِس پر کیا بیان کرتا ہے اُس کا کوئی ذکر نہیں کرتا؟

اللہ ﷻ نے قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ: اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اُس کی راہ نہ پائی۔ (سورہ طٰہٰ: 20:121)

یہ قرآن میں اِس لیے نہیں فرمایا گیا کہ قیامت تک حفاظِ کرام اور مسجدوں کے اِمام نمازوں میں بار-بار پڑھ کر نعوذ باللہ سیّدنا آدم علیہ السلام کی توہین کرتے رہیں۔

قرآن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا گیا:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ

ترجمہ: ''جب تم میں کے دو گروہوں کا اِرادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں'' (سورہ آل عمران: 3:122)

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا'' (سورہ آل عمران: 3:152)

اِن آیت کی ترجمے اور تفسیریں آپ اپنے-اپنے مسلک کے علماء سے بھی پوچھ لیں۔ ہم نے یہاں بریلوی مسلک کے مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ''کنز الایمان'' سے پیش کیا ہے۔

اِسی طرح کی کتنی ہی کمزوریوں کا ذکر اللہ ﷻ قرآنِ کریم میں بیان کرتا ہے، ایسا ہی صحیح احادیثوں میں صحابہ کرام کی کمزوریوں کا بیانِ عام ملتا ہے۔ یہ سب کچھ اِس لیے ذکر کیا گیا کہ ہمارے سامنے توحیدِ باری تعالیٰ کا عقیدہ نکھر کر آ سکے کہ اللہ ﷻ ہی ہے جس سے کسی کمزوری اور خطا کا صادر ہونا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جب بڑی-بڑی شخصیتوں سے خطا ہوئی تو اِسے سامنے رکھ کر بعد والے اپنی اِصلاح کر لیں۔ کہیں اُن کی طرح غلطی پر غلطی نہ کرتے جائیں۔ اِس طریقۂ اِصلاح کا نام ''توہینِ صحابہ'' نہ رکھ لیں، یہ بہت بڑا فریب ہے۔ ہمیں ایسے فریب اور فریب دینے والوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔

علّامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔''

اہلِ سنّت کے محدّثین کے نزدیک سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عادل کا مطلب یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث روایت کرنے میں ہر صحابی عادل ہے، کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ انہوں نے کوئی غلط اور جھوٹی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کی ہو۔ اِس سلسلے میں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار پر ہیں۔ باقی بشری کمزوریاں اُن میں بھی تھیں۔ اِسی لیے کسی بھی صحابی کے نام کا ''بے گناہ بے خطا'' یہ نعرہ عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف ہے۔''

جب اہلِ سنّت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''معصوم عن الخطا'' نہیں مانتے تو واضح ہو گیا کہ ''خلافت علیٰ منہاجِ النبوۃ'' کو ختم کر کے اُس کی جگہ بادشاہی نظام رائج کرنا روحِ اسلام کے خلاف عمل تھا جس کی سزا ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔

شانِ صحابہ: رافضیت کو جواب:
صحیح مسلم کی ایک حدیث

خبردار! مشاجراتِ صحابہ کو بیان کرنے پر کوئی یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلطیوں کی وجہ سے اُن پر لعن تعن کر سکتے ہیں، نعوذ باللہ من ذالک۔ اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ بالکل نہیں ہے۔

صحیح مسلم (سوئم) ۳۹۲ ٤٤- كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

٦٤٣٥ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهُ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ. البخاري (٣٦٧٣) ابوداؤد (٤٦٥٨) الترمذي (٣٨٦١م) ابن ماجه (١٦١)

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمان بن عوف کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، حضرت خالد نے ان کو برا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے اگر کسی شخص نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیے ہوئے مُد (ایک کلوگرام) یا نصف مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُنہیں (حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو) برا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو) فرمایا: ''میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، کیوں کہ تم میں سے اگر کسی شخص نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ اُن میں سے کسی ایک کے دیے ہوئے مُد (ایک کلوگرام) یا نصف مُد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

[صحیح مسلم (اردو)، کتاب: فضائل الصحابہ، باب: سبّ صحابہ کی تحریم - 3/392، رقم: 6435، اِنٹرنیشنل نمبر: 6488؛ (صحیح بخاری (اردو)، اِنٹرنیشنل نمبر: 3673)]

ناصبی فتوے بازوں کو اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

اِس کے باوجود اگر ناصبی، رافضیت کے فتوے دینے سے بعض نہ آئیں تو اُن کے لیے اِمامِ اہلِ سنّت اِمام محمد بن اِدریس شافعی المعروف اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی: سن 204 ہجری کا وہ جواب ہی کافی ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبتِ اہلِ بیت کی وجہ سے اُس وقت کے ناصبی اور یزیدی علماء کے رافضی - شیعہ کا الزام لگانے پر اُن کو دیا تھا اور وہ آپ کے دیوان میں اِس طرح مذکور ہے:

دیوان الإمام الشافعیؒ ۱۷۳ دیوان الإمام الشافعیؒ

٣ إِنْ كَانَ رَفْضاً حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ اگر آلِ محمدؐ سے محبت کرنا رفض ہے	فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلانِ أَنِّي رَافِضِي تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں
٤ وَأَعْلِمُهُمْ أَنِّي مِنَ النَّفَرِ الَّذِي اور انہیں بتادے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں	لِوَلاءِ أَهْلِ الْبَيْتِ لَنْ يَنْقِضِي جو اہل بیت کی محبت کے عہد کو توڑ نہیں سکتا

تشریح: امام صاحبؒ کو مخالفین بار بار رافضی ہونیکا طعنہ دیتے تھے، آپ نے کئی بار اپنے عقائد مختلف انداز میں ظاہر فرمائے پھر بھی بعض حاسد شر پھیلاتے تھے، اس پر یہ اعلان فرمارہے ہیں کہ دنیا بھر کے حجاج جب مزدلفہ سے منیٰ واپس آئیں: تو بلند آواز سے اعلان کردو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے محبت رکھنے کا نام رفض ہے: تو بے شک میں رافضی ہوں، خلفاء اربعہؓ کے بارے میں آپ کے اشعار گذشتہ اوراق میں گذر چکے ہیں، سحر کے وقت اعلان اسلئے کروا رہے ہیں کہ وہ سکون کا وقت ہوتا ہے۔

٣۔ الرَّفْض: والرَّافضة، ج، الرَّوافض، فرقة من الشيعة تستحلّ الطعن في الصحابة، وسمّوا بالرَّافضة، لأنهم رفضوا إمامهم، زيد بن علي، لمّا نهاهم عن سبّ أبي بكر وعمر بن الخطاب رضي الله عنهما (معجم لغة الفقهاء)

٤۔ النَّفَر: سارے لوگ، تین سے لیکر دس تک کی جماعت، ج، أنفار، ثلثة نفر، تین آدمی، يوم النَّفر أو النَّفير، بارھویں ذی الحجہ: جسمیں حاجی منیٰ سے مکہ معظمہ کی طرف رخ کرتا ہے۔

اشاعت نمبر: ۴۷

إن من الشعر حكمة. (رواه البخاري)

دِيوَانُ الإمَامِ الشَّافِعِيؒ

ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ
(۱۵۰ھ ۷۶۷م ـــ ۲۰۴ھ ۸۲۰م)

ترجمہ وتشریح
حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر
(حضرت مولانا مفتی) احمد دیلوی صاحب (دامت برکاتہم)
جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

''اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا رفض ہے، تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں
اور اُنہیں بتا دے کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں، جو اہلِ بیت کی محبت کے عہد کو توڑ نہیں سکتا''

(دیوان الامام الشافعی (اردو)، صفحہ: 173)

الحمد للہ! میں نے اِس کتاب میں ''صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ'' کے موضوع کو کتبِ احادیث کی صحیح روایتوں کی روشنی میں بیان کیا ہے اور کچھ جگہ پر جہاں کتبِ احادیث کی روایتیں نہیں ملی وہاں تاریخی روایتیں پیش کی ہیں۔ اِس کتاب کا اصل مقصد سیّدنا اِمام مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما و سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی حقّانیت، فکرِ امّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صبر واستقامت کو عوام کے سامنے پیش کرنا ہے نہ کہ کسی صحابی پر تنقید (ٹیکا) کرنا۔

یہ کتاب اہلِ سنّت کا دعویٰ کرنے والے تینوں مکاتبِ فکر اہلِ حدیث، بریلوی اور دیوبند کے عوام اور خواص (اہلِ علم) کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے، اِسی لیے میں نے اِس کتاب میں اہلِ حدیث، بریلوی اور دیوبند کے علماء، محدّثین، شارح و پبلی کیشنز (ناشر) کی کتابوں سے Scan Pages کے ساتھ حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ اہلِ علم کے لیے خاص اُردو اور عربی Scan Pages بھی پیش کیے ہیں۔

اِس کتاب کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کی ہے مگر پھر بھی ''انسان خطا کا پتلا ہے۔'' اگر اِس کتاب میں کسی جگہ لفظی یا معنوی غلطی وارد ہوئی ہو تو معافی کا طلب گار ہوں۔ کتاب کے آخر میں اُن تمام کتابوں کے نام، مصنّف اور مطبوعات کو پیش کیا گیا ہے جن کے حوالہ جات اِس کتاب میں موجود ہیں۔

اِس کتاب میں شروع سے میری حوصلہ افزائی کرنے والے اور اس کتاب کی پروف ریڈنگ کا اہم کام انجام دینے والے اور میری غلطیوں پر ہمیشہ بڑے بھائی کی طرح اصلاح کرنے والے حضرت علّامہ محقق دیوان محسن شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اِن کے بغیر شاید اِس کتاب کا کام بہت ہی مشکل تھا۔ اللہ جل جلالہ روزِ قیامت اہل بیت پاک علیہم السلام کے صدقے طفیل اِن کو اور اِن کے گھر والوں کو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں جامِ کوثر عطا فرمائے۔ آمین۔

اور اِس کتاب کی ٹائپنگ سے لے کر پرنٹنگ تک اپنی ذمّہ داری ادا کرنے والے امام جعفر صادق فاؤنڈیشن کی پوری ٹیم کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے اِس کتاب میں برادرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا اِمام مولا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما و نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ بتول علیہا السلام سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی حقّانیت کو صحیح احادیث کی روشنی میں پیش کر کے ناصبیت اور خارجیت کے مقابلے میں حق کا پرچم بلند کرنے کی ادنیٰ سی کاوش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اِسے اُمّتِ مسلمہ کو قرآن وسنّت و عترتِ رسول کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنے اور دوسروں کو حق کی طرف لوٹنے کا سبب بنائے اور اللہ کریم سے میری دعا ہے کہ اِس کاوش کو قبول ومنظور فرمائے اور روزِ قیامت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مجھے اور میرے گھر والوں کو عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں وحدہٗ لاشریک لہٗ اللہ ربّ العزّت، کی بارگاہ میں وہی دعا کرتا ہوں جو امام اہلِ سنّت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیوان میں مانگی ہے:

دیوان الإمام الشافعیؒ ۹۳ دیوان الإمام الشافعیؒ

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيعَتِي ...

قال الإمام الشافعیؒ، یذکر توسله بآل بیت النبی ﷺ ورجاله المغفرة علیهم:

١ آلُ النَّبِيِّ ذَرِيعَتِي — وَهُمُ إِلَيْهِ وَسِيلَتِي
نبی کریم ﷺ کی پاک اولاد میری نجات کا ذریعہ ہیں — اور انہیں کو حق تعالیٰ کے حضور میں اپنا وسیلہ مانتا ہوں

٢ أَرْجُو بِهِمْ أُعْطَى غَداً — بِيَدِي الْيَمِينِ صَحِيفَتِي
میں امید کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن — انہیں کے وسیلے مجھے میرا عمل نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت، ایمان میں ترقی وکمال پیدا کرتی ہے، اسلئے کہ محبت محبوب کے حکموں کی اطاعت، محبوب کی رضا جوئی بلکہ اپنا فدا ہونے کا نام ہے۔ پھر محبت میں درجہ بدرجہ آگے بڑھنا آخرت کی کامیابی کے منازل طے کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔ یہی وہ مقبول عمل ہے جو بالآخر عاشق کو معشوق سے ملا ہی دیتا ہے، جانبین سے شوق دید کا یہ لازمی نتیجہ اور ماحصل ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ، واحبونی بحب اللہ، واحبوا اھل بیتی بحبی" (رواہ الحرمسلی) امام شافعیؒ نے مذکورہ دو شعر میں اسی فرمان رسول ﷺ کی ترجمانی کی ہے، کیونکہ اہل بیت کی محبت متقاضی ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی اور رسول ﷺ کی محبت ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا اور حق تعالیٰ کی محبت وسیلہ ہے اخروی سرخروئی کا، جسکی تائید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے "عن انس، ان رجلا قال یا رسول اللہ متی الساعۃ؟ قال ومالک ما اعددت لھا؟ قال ما اعددت لھا الا انی احب اللہ ورسولہ، قال انت مع من احببت" (متفق علیہ) اور ظاہر ہے عشق ومحبت کا یہ عمل بکمال اطاعت وبندگی کروا کر عاشق ومحب کو محبوب ومعشوق والی جنت یا درجہ میں یقیناً لے جائیگا۔ اسلئے کہ آپ ﷺ نے حدیث مذکور میں خود معیت کو ذکر فرمایا ہے۔

١۔ الذَّرِيعَةُ: ذَرَعَ (ف) ذَرْعاً وذُرُوعَ (س) ذَرْعَهُ، عند الرجل والیه، سفارش کرنا، الذریعۃ، وسیلہ، ج، ذَرَائِعُ. وَسِيلَتِي: وَسَلَ (ض) وَسِيلَةً، إِلَى اللهِ بِعَمَلٍ أَوْ وَسِيلَةٍ، کسی عمل یا ذریعہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا، الوَسِيلَةُ، ذریعہ، تقرب، ج، وَسِيلٌ، وَسَائِلُ، وُسُلٌ.
٢۔ الصَّحِيفَةُ: ج، صَحَائِفُ وَصُحُفٌ، لکھا ہوا ورق، کاغذ، دفتر، صَحِيفَةُ الوَجْهِ، چہرہ کی کمال، کہا جاتا ہے، صُنْ صَحِيفَةَ وَجْهِكَ، اپنی آبرو محفوظ رکھو۔

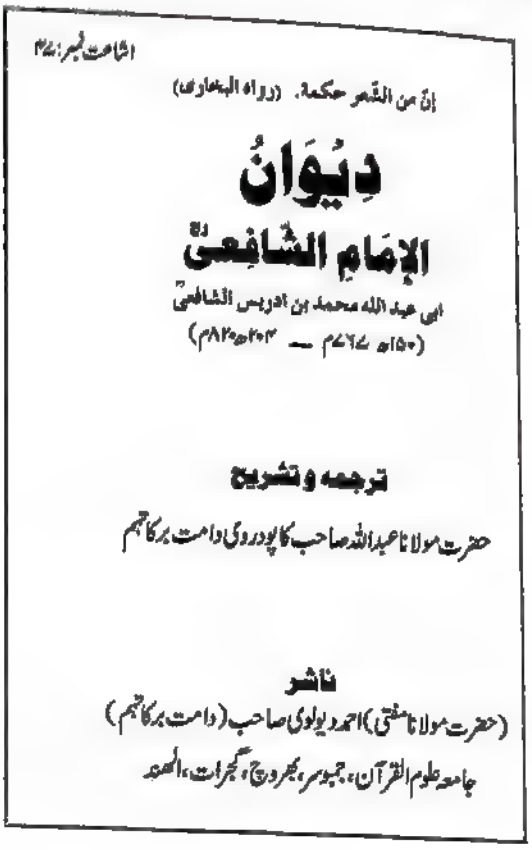

اشاعت نمبر: ۴۷

إنّ من الشعر حکمة. (رواہ البخاری)

دِيوَانُ الإمَامِ الشَّافِعِيؒ

ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ
(۱۵۰ھ ۷۶۷م — ۲۰۴ھ ۸۲۰م)

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی صاحب (دامت برکاتہم)
جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

"نبی کریم ﷺ کی پاک اولاد میری نجات کا ذریعہ ہیں
اور اُنہیں کو حق تعالیٰ کے حضور میں اپنا وسیلہ مانتا ہوں۔
میں اُمید کرتا ہوں کہ کل قیامت کے دن
اُنہیں کے وسیلہ سے مجھے میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا"

(دیوانُ الامام الشافعی (اردو)، صفحہ: 93)

خادمِ درِ زہراء بتول
ڈاکٹر شہزاد حسین یاسین میاں قاضی
(B.A.M.S., M.J.M.C.), (Excellence in School Education (C.U.))
موڈاسا، اَرولّی، گجرات، اِنڈیا

باب-1

فضائلِ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ

قارئین کرام ! کتاب کا آغاز اُس ہستی کے فضائل سے شروع کیا جا رہا ہے جو اِس کتاب ''صلحِ اِمام حسن اور آغازِ ملوکیّت'' کی اہم شخصیت ہے۔ نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کی شان میں بے شمار صحیح احادیث و رِوایتیں ہیں اور سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی بے شمار احادیث ہیں مگر کتاب طویل نہ ہو اور کتاب کا اصل موضوع بنا رہے، اِس کے پیشِ نظر صرف چھے (6) عنوان پر صحیح احادیث پیش کر رہا ہوں۔

سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مُشابہت

صحیح بخاری کی ایک حدیث

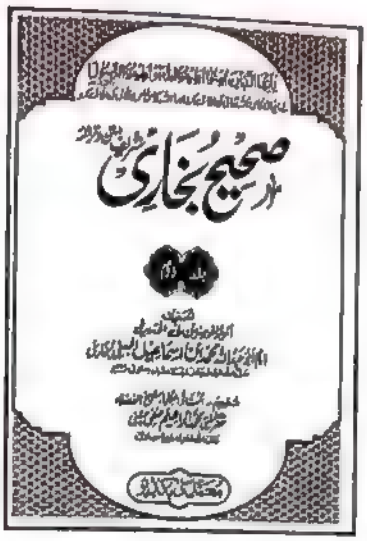

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم	۴۵۵	کتاب المناقب
۹۴۷-حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ	(947) محمد بن مسلم زہری سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس قدر مشابہ تھے اتنا اور کوئی مشابہ نہ تھا۔

ترجمہ

محمد بن مسلم زہری سے روایت ہے کہ مجھے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس قدر مشابہ تھے اُتنا اور کوئی مشابہ نہ تھا۔'' (1)

1. صحیح بخاری (اُردو)، 2/455، رقم: 947، اِنٹرنیشنل نمبر: 3752

حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانۂ اقدس پر سوار

صحیح بخاری کی ایک حدیث

حضور نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لاڈلے نواسوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، جس طرح بزرگ اور والدین اپنے گھر کے بچوں کو کندھوں پر سوار کرتے ہیں بالکل اِسی طرح نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے جگر گوشوں کے لیے سواری بنتے تھے۔ اِس سلسلے میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں حدیث موجود ہیں۔

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم	۴۵۴	کتاب المناقب
۹۴۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ		(944) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا درانحالیکہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، درانحالیکہ (اِس حال میں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ عزوجل! میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت فرما۔''[1]

1. صحیح بخاری (اُردو)، 2/454، رقم: 944، اِنٹرنیشنل نمبر: 3749، صحیح مسلم (اردو)، 3/314، رقم: 6208، 6209، اِنٹرنیشنل نمبر: 6258، 6259

اے اللہ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت رکھ اور جو اِس سے محبت رکھے اُس سے محبت رکھ

صحیح مسلم کی ایک حدیث

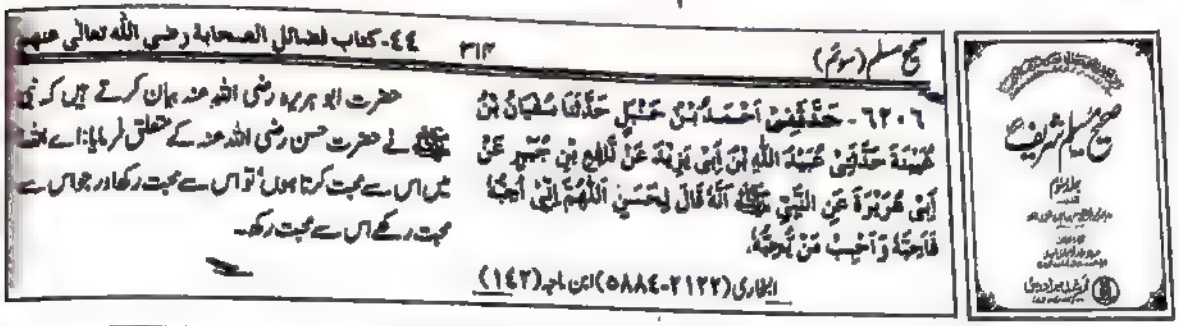

صحیح مسلم (سوئم) ۳۱۴ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

٦٢٠٦ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِحَسَنٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.

البخاری (۲۱۲۲-۵۸۸٤) ابن ماجہ (۱٤۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔

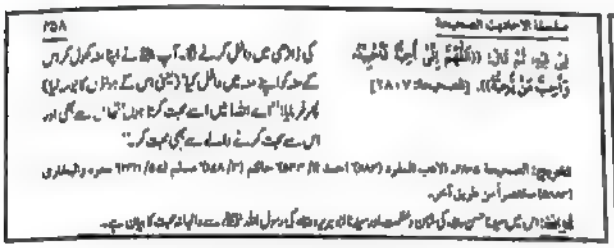

سلسلة الاحاديث الصحيحة ۲۵۸

نبی ﷺ نے فرمایا: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)). [صحيح مسلم ۲۸۰۷]

کی دلائل میں سوال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول کر اس کے منہ کو اپنے منہ میں داخل کیا (یعنی اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا) پھر فرمایا: "اے اللہ میں اسے محبت کرتا ہوں تو اس سے بھی محبت کر اور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔"

تخریج: الصحیحة ۵۰۰۰ (الادب المفرد ۳۸۲) احمد (۲/ ۲۵۳) حاکم (۳/ ۱۵۸) مسلم (۱۵۸) (۶۲۷۱) مفرد (والبخاری ۳۷۴۶ مختصراً من طریق آخر)

فوائد: اس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت کا بیان ہے۔

فضائل و مناقب اور مناقب و فضائل ۲۵۷

باب: الفضل حسنؓ بن علیؓ

سیدنا حسن بن علی کی فضیلت کا بیان

۳۳۸۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُ حَسَنًا فَلَا أَمْلِكُ عَيْنَايَ دُمُوعًا وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَأَخَذَنِي فِي مَسْجِدِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَا كَلَّمَنِي حَتَّى جِئْنَا سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعٍ، فَطَافَ بِهِ وَنَظَرَ، ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْدِرْ لَنَا حَتَّى جِئْنَا الْمَسْجِدَ، فَجَلَسَ فَاحْتَفَى ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ لُكَاعُ؟ ادْعُ لِي لُكَاعَ)) فَجَاءَ حَسَنٌ يَشْتَدُّ فَوَقَعَ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي لِحْيَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَحُ فَاهُ فَيُدْخِلُ فَاهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے، میں مسجد میں تھا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چل دیا، آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ ہم بنو قینقاع بازار پہنچ گئے، آپ ﷺ نے وہاں چکر لگایا اور اِدھر اُدھر دیکھا، پھر واپس پلٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ وہاں جبوہ باندھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: "چھوٹا بچّہ کدھر ہے؟ چھوٹے کو ذرا بلا کر لاؤ۔" تو حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ ﷺ کی گود میں گر پڑے اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی داڑھی میں داخل کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول کر اُن کے منہ کو اپنے منہ میں داخل کیا (یعنی اُن کے ہونٹوں کا بوسہ لیا)، پھر فرمایا: "اے اللہ جل جلالہ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اِس سے محبت رکھ اور جو اِس سے محبت رکھے اُس سے محبت رکھ۔"(1)

ترجمہ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں، وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک دِن باہر تشریف لائے، میں مسجد میں تھا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چل دِیا، آپ ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ ہم بنو قینقاع بازار پہنچ گئے، آپ ﷺ نے وہاں چکّر لگایا اور اِدھر اُدھر دیکھا، پھر واپس پلٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ وہاں جبوہ باندھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: "چھوٹا بچّہ کدھر ہے؟ چھوٹے کو ذرا بلا کر لاؤ۔" تو حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ ﷺ کی گود میں گر پڑے اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی داڑھی میں داخل کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول کر اُن کے منہ کو اپنے منہ میں داخل کیا (یعنی اُن کے ہونٹوں کا بوسہ لیا)، پھر فرمایا: "اے اللہ جل جلالہ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اِس سے محبت رکھ اور جو اِس سے محبت رکھے اُس سے محبت رکھ۔"(1)

صحیح مسلم (اردو)، 3/314، رقم: 6206، انٹرنیشنل نمبر: 6256۔ سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو)، 3/457-458، رقم: 3376

نانا اور نواسے ایک ہی سواری پر

صحیح مسلم کی ایک حدیث

آج کے زمانے میں لوگ موٹر بائیک یا اسکوٹر پر اپنے بیٹوں اور اولاد کو بٹھاتے ہیں اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ 1400 سال پہلے جب گھوڑے یا خچّر کی سواری ہوا کرتی تھی تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آنکھوں کے تاروں کو کس طرح سواری پر اپنے ہمراہ بیٹھاتے تھے اِسے اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔

صحیح مسلم (سوئم) ۳۱۴ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

٦٢١٠ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرُّومِيُّ الْيَمَامِيُّ وَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رُدِفْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: میں اس سفید خچر کی لگام کو پکڑ کا چلا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے حتیٰ کہ میں نے ان کو نبی ﷺ کے حجرہ میں داخل کیا' یہ آگے

صحیح مسلم (سوئم) ۳۱۵ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ. الترمذی (٢٧٧٥)

تھے اور وہ پیچھے تھے۔

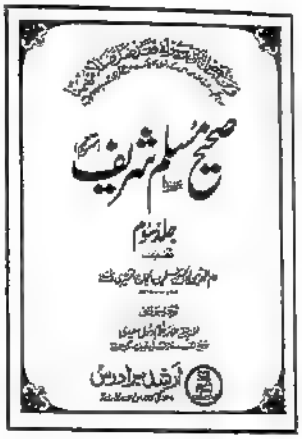

ترجمہ

ایاس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''میں اُس سفید خچّر کی لگام کو پکڑ کر چلا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، حتیٰ کہ میں نے اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُجرہ میں داخل کیا، یہ آگے تھے اور وہ پیچھے تھے۔''(1)

1. صحیح مسلم (اُردو)، 3/314، رقم: 6210، اِنٹرنیشنل نمبر: 6260

نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منبر پر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

صحیح بخاری کی ایک حدیث

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم	۴۵۳	کتاب المناقب
۹۴۱- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو	(941) حسن بصری سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوبکرہ (نفیع بن	

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم	۴۵۴	کتاب المناقب
مُوسٰى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلٰى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ	حارث) سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منبر شریف پر سنا درانحالیکہ حضرت حسن (بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما) آپ کے ایک پہلو میں تھے۔ آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے مسلمانوں کی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔	

ترجمہ

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوبکرہ (نفیع بن حارث) سے سنا، اُنہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ممبر شریف پر سنا درانحالیکہ (اِس حال میں کہ) حضرت حسن (بن علی رضی اللہ عنہما) آپ کے ایک پہلو میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے : ''میرا یہ بیٹا سیّد ہے اللہ جل جلالہ اُن کے ذریعے مسلمانوں کی (دو) جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔''(1)

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/453-454، رقم : 941، انٹرنیشنل نمبر : 3746

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے نواسوں کے لیے خطبے کا روک دینا

سُنن ترمذی کی صحیح حدیث

اِمام ترمذی اپنی ''سنن'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

جامع سُنن ترمذی
مع
مختصر شرح
تالیف
الامام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
(۲۰۰-۲۷۹ھ)
جلد چہارم
مولانا علی مرتضیٰ طاہر

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ – 4 | 531 | فضائل ومناقب کا بیان

3774۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ:.....

سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ فَنَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا)).

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) آ گئے، ان پر سرخ کرتے تھے وہ چلتے ہوئے گر رہے تھے، تو اللہ کے رسول ﷺ منبر سے نیچے اترے، انہیں اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا دیا پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے (ترجمہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف آزمائش ہیں۔ (التغابن: 15) میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا جو چل رہے تھے اور اٹک کر گر رہے تھے، تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو روک کر ان دونوں کو اٹھایا۔''

وضاحت: ..... امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے حسین بن واقد کے طریق سے ہی جانتے ہیں۔

(3773) أخرجه البخاري: 3704۔ وأبو داود: 4662۔ والنسائي: 1410۔ وأحمد: 37/5۔ والإرواء: 1597۔
(3774) صحيح: أخرجه أبو داود: 1109۔ وابن ماجه: 3600۔ والنسائي: 1413۔ وأحمد: 354/5۔

ترجمہ

سیّدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک (حضرت اِمام) حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ گئے، اُن پر سُرخ کُرتے تھے، وہ چلتے ہوئے گر رہے تھے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر سے نیچے اُترے، اُنہیں اُٹھایا اور اپنے سامنے بیٹھا دیا پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے (ترجمہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف آزمائش ہیں۔ (سورہ التغابُن: 64:15)'' میں نے اِن دونوں بچّوں کو دیکھا جو چل رہے تھے اور اَٹک کر گر رہے تھے، تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو روک کر اِن دونوں کو اُٹھایا۔

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے حسین بن واقد کے طریق سے ہی جانتے ہیں۔

شیخ ناصر الدین البانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سنن ترمذی (اُردو)، 4/531، رقم: 3774، انٹرنیشنل نمبر: 3774

باب-2

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ

"صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اُس سے پہلے کے واقعات کے بارے میں علم حاصل کیا جائے۔ "صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ" کا لفظ تو زور شور سے بیان کیا جاتا ہے مگر اِمام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ کیسے بنے؟ کیا آپ خلیفۂ راشد ہیں؟ اور آپ نے صلح کیوں کی؟ اِن سوالوں پر اہلِ علم ممبروں پر خاموش رہتے ہیں۔ جس طرح کسی واقعے کو سمجھنے کے لیے اُس کے پس منظر سے واقف ہونا ضروری ہے بالکل اُسی طرح "صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ" کو سمجھنے کے لیے اُن واقعات کو سمجھنا ضروری ہے جو اِس صلح کا پس منظر ہے۔ کتاب طویل نہ ہو اِس لیے ہم صرف اُن واقعات کو یہاں بیان کریں گے جو اِمام مولا علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد شروع ہوئے۔

کتاب کا اصل موضوع بنا رہے اِس لیے اِمام مولا علی علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ بیان نہیں کر رہا ہوں صرف ایک حدیث بیان کرنے کے بعد آپ علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے صاحبزادۂ کبیر سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ دیا اُسی سے کتاب کے موضوع کی شروعات کر رہا ہوں۔

شہادت مولا علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک صحیح حدیث

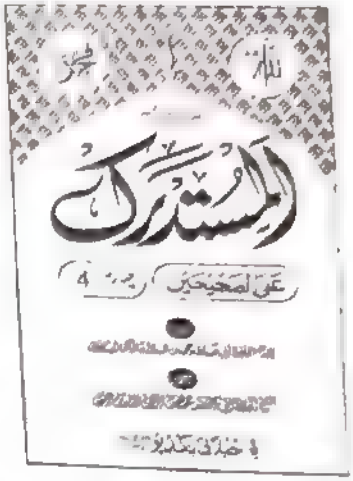

4679 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرِ بْنِ بَرِّيٍّ، ثَنَا أَبِي وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرِّيٍّ، ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ الْمَحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذِي الْعُشَيْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ، فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صُوَرٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ 1)) مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا فَوَاللَّهِ مَا أَيْقَظَنَا إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا تُرَابٍ لِمَا يُرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ 2)) النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى تَبْتَلَّ هَذِهِ مِنَ الدَّمِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ - هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ الزِّيَادَةِ، إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَى حَدِيثِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ

✦✦ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ "ذی العشیرۃ" کے موقع پر میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے فریق تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کیا تو ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک باغ میں ایک چشمے پر کام کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوالیقظان کیا خیال ہے؟ ہم وہاں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟۔ چنانچہ ہم وہاں پر جا پہنچے کچھ دیر ہم ان کو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا، اس لئے میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درختوں کے ایک جھنڈ میں مٹی پر لیٹ کر سو گئے، خدا کی قسم! (ہم بہت دیر تک سوتے رہے) حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر خود ہمیں اپنے پاؤں سے ہلا کر اٹھایا، زمین پر لیٹنے کی وجہ سے ہمارے جسم خاک آلود ہو چکے تھے، (ہمارے بدن پر مٹی کا اثر دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان دو آدمیوں کی خبر نہ دوں جو سب سے زیادہ بدبخت ہیں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) قوم ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔

(۲) وہ شخص جو تیرے یہاں پر (یعنی سر پر) مارے گا حتی کہ خون سے تیری یہ (یعنی داڑھی مبارک) تر ہو جائے گی۔

یہ حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو اس اضافے کے ہمراہ نقل نہیں کیا، تاہم امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ابوحازم کی سہل بن سعد سے روایت کردہ وہ حدیث نقل کی ہے جس میں "قم ابا تراب" کے الفاظ ہیں۔

ترجمہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''غزوۂ ''ذی العشیرۃ'' کے موقع پر میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے فریق تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کیا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا جو ایک باغ میں ایک چشمے پر کام کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو الیقظان کیا خیال ہے؟ ہم وہاں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم وہاں پر جا پہنچے، کچھ دیر ہم ان کو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہوگیا، اس لیے میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درختوں کے ایک جھنڈ میں مٹی پر لیٹ کر سو گئے، خدا کی قسم! (ہم بہت دیر تک سوتے رہے) حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر خود ہمیں اپنے پاؤں سے ہلا کر اٹھایا، زمین پر لیٹنے کی وجہ سے ہمارے جسم خاک آلود ہو چکے تھے، (ہمارے بدن پر مٹی کا اثر دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو تراب (یعنی مٹی والے)! اُٹھو!'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اُن دو آدمیوں کی خبر نہ دوں جو زیادہ بدبخت ہیں؟'' کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پہلا بدبخت) قومِ ثمود کا اُحیمر (نامی شخص) جس نے اُونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا (بدبخت) وہ شخص جو تیرے یہاں پر (یعنی سر پر) مارے گا حتی کہ خون سے تیری یہ (یعنی داڑھی مبارک) تر ہوجائے گی۔

یہ حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کو اس اضافے کے ہمراہ نقل نہیں کیا، تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حازم کی سہل بن سعد سے روایت کردہ وہ حدیث نقل کی ہے جس میں ''قُمْ اَبَاتُرَاب'' کے الفاظ ہیں۔[1]

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کی سند کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اِس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اِسے اپنی ''سلسلۃ الصحیحہ'' میں نقل کیا ہے۔

1. المستدرک علی صحیحین (اردو)، 4/279-280، رقم: 4679، انٹرنیشنل نمبر: 4679

سلسلۂ احادیث صحیحہ

سلسلۃ
احادیث صحیحہ (اردو)
جلد سوم

آغاز تخلیق انبیاء علیہم السلام اور مخلوقات کے عجیب حالات

۳۰۷

باب خبر مطعون علیؓ

۳۰۹۳۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ (مُرْسَلًا): ((أَشْقَى الْأَوَّلِيْنَ عَاقِرُ النَّاقَةِ، وَأَشْقَى الْآخِرِيْنَ الَّذِيْ يَطْعَنُكَ يَا عَلِيُّ. وَأَشَارَ إِلَى حَيْثُ يَطْعَنُ)). [الصحيحة: ١٠٨٨]

علیؓ کو نیزہ مارے جانے کی خبر کا بیان

عبداللہ بن انسؓ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ تھا جس نے (حضرت صالح کے معجزہ) کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی تھیں اور اے علی! پچھلے لوگوں میں بدبخت ترین وہ ہوگا جو تجھ پر نیزے کا وار کرے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے نیزے والی جگہ کی طرف اشارہ بھی کیا۔

سلسلة الاحاديث الصحيحة

۳۰۸

تخریج: الصحيحة ١٠٨٨۔ ابن سعد (٣/ ٣٥) مرسلاً، طبرانی فی الکبیر (١٧٣)، حاکم (٣/ ١١٣) عن علی رضی اللہ عنہ بمعناہ احمد (٤/ ٣٦٣) عن عمار رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم تھا۔

الکتاب انٹرنیشنل
جامعہ نگر، دہلی ۲۵
Ph. 26984873, 26984834

ترجمہ

علی رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارے جانے کی خبر کا بیان

عبیداللہ بن اَنس رضی اللہ عنہ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ تھا جس نے (حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ) کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی تھی اور اے علی رضی اللہ عنہ! پچھلے لوگوں میں بدبخت ترین وہ ہوگا جو تجھ پر نیزے کا وار کرے گا! پھر آپ ﷺ نے نیزے والی جگہ کہ طرف اشارہ بھی کیا۔

علامہ ناصر الدین اَلبانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔ (1)

(1) سلسلۂ احادیث صحیحہ، 3/307-308، رقم: 3093، انٹرنیشنل نمبر: 3093

مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ

اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ المستدرک للحاکم سے
(تلخیص : اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)

وقني شر ما قضيت ، فإنك تقضي ولا يُقضى عليك ، وإنه لا يذل من واليت ، تباركت ربنا وتعاليت » .

٤٨٦٧- حدثنا أبو محمد الحسن بن محمد بن يحيى ابن أخي طاهر العلوي الحسني ثنا إسماعيل بن محمد بن إسحاق بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين حدثني عمي علي ابن جعفر بن محمد حدثني الحسين بن زيد عن عمر بن علي عن أبيه علي بن الحسين قال : خطب الحسن بن علي الناس حين قتل علي ، فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال : لقد قبض في هذه الليلة رجل لا يسبقه الأولون بعمل ، ولا يدركه الآخرون ، وقد كان رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يعطيه رايته فيقاتل وجبريل عن يمينه ، وميكائيل عن يساره ، فما يرجع حتى يفتح الله عليه وما ترك على أهل الأرض صفراء ولا بيضاء إلا سبعمائة درهم فضلت من عطاياه أراد أن يبتاع بها خادمًا لأهله .

ثم قال : أيها الناس من عرفني فقد عرفني ، ومن لم يعرفني فأنا الحسن بن علي ، وأنا ابن النبي ، وأنا ابن الوصي ، وأنا ابن البشير ، وأنا ابن النذير ، وأنا ابن الداعي إلى الله بإذنه ، وأنا ابن السراج المنير ، وأنا من أهل البيت الذي كان جبريل ينزل إلينا ويصعد من عندنا ، وأنا من أهل البيت الذي أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرًا ، وأنا من أهل البيت الذي افترض الله مودتهم على كل مسلم ، فقال تبارك وتعالى لنبيه صلى الله عليه وعلى آله وسلم : ﴿قل لا أسألكم عليه أجرًا إلا المودة في القربى ومن يقترف حسنة نزد له فيها حسنًا﴾ [الشورى : ٢٣] ، فاقتراف الحسنة مودتنا أهل البيت(*) .

٤٨٦٨- أخبرنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا عبد الرزاق أنبأ ابن جريج أخبرني جعفر بن محمد عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم سمى الحسن بن علي يوم سابعه وأنه اشتق من اسمه اسم حسين ، وذكر أنه لم يكن بينهما إلا الحبل(١) .

٤٨٦٩- حدثنا أبو عبد الله الأصبهاني ثنا الحسن بن الجهم ثنا الحسين بن الفرج ثنا محمد بن عمر(٢) حدثني عبد الله بن جعفر عن أم بكر بنت المسور قالت : كان الحسن بن

(*) (قلت) : ليس بصحيح . (الذهبي) .

(١) مرسل .

(٢) الواقدي وهو محمد بن عمر كذاب ، وأم بكر بنت المسور مجهولة .

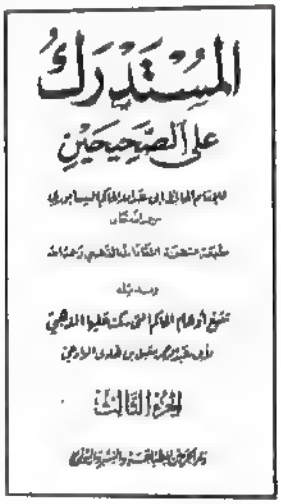

4802- حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ أَخِي طَاهِرٍ الْعَلَوِيُّ الْحَسَنِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنِي عَمِّي عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: خَطَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ النَّاسَ حِينَ قُتِلَ عَلِيٌّ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ قُبِضَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ رَجُلٌ لَا يَسْبِقُهُ الْأَوَّلُونَ بِعَمَلٍ وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِ رَايَتَهُ فَيُقَاتِلُ، وَجِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ، فَمَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَمَا تَرَكَ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ بِهَا خَادِمًا لِأَهْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأَنَا ابْنُ النَّبِيِّ، وَأَنَا ابْنُ الْوَصِيِّ، وَأَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ، وَأَنَا ابْنُ النَّذِيرِ، وَأَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ، وَأَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ إِلَيْنَا وَيَصْعَدُ مِنْ

4802- صحيح ابن حبان كتاب إخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة ذكر مناقب الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنه مرسلا : حديث 7046 مصنف ابن أبي شيبة كتاب الفضائل فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه : حديث 31455 مصنف الشيباني كتاب الخصائص ذكر خبر الحسن بن علي : حديث 8141 مسند أحمد بن حنبل مسند العشرة المبشرين بالجنة مسند أهل البيت رضي الله عنهم أجمعين حديث الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما : حديث 1672 معجم الطبراني مسند الحسن بن علي رضي الله عنه : حديث 1194 مسند أبي يعلى الموصلي مسند الحسن بن علي بن أبي طالب : حديث 6611 معجم الطبراني باب الحاء : من اسمه الحسن : حديث 2194 معجم الطبراني باب الحاء : حسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنه : ومما أسند الحسين بن علي رضي الله عنه : حديث 2652

عِنْدِنَا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِي افْتَرَضَ اللَّهُ مَوَدَّتَهُمْ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

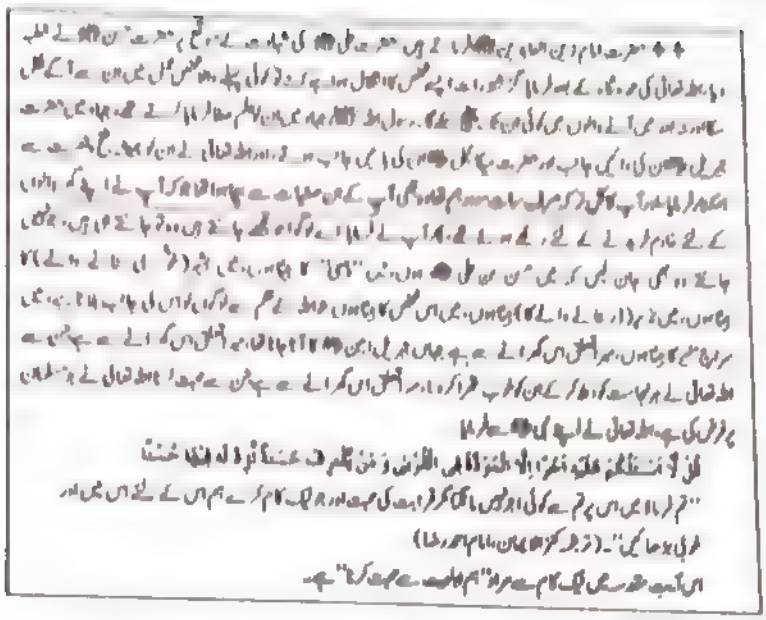

ترجمہ

ہم نے سنا ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر العقیقی الحسنی سے، اُنہوں نے سنا اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے سنا اُن کے چچا علی بن جعفر بن محمد سے، اُنہوں نے سنا حسین بن زید سے، اُنہوں نے روایت کیا عُمر بن علی سے، اُنہوں نے روایت کیا اُن کے والد علی بن حسین سے، وہ (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

'حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ جل جلالہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

"گزشتہ رات ایسے شخص کا انتقال ہوا ہے کہ نہ تو کوئی پہلے والا شخص عمل میں اُن سے آگے نکل سکا اور نہ بعد میں آنے والوں میں کوئی اُن تک پہنچ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں اُن کو علم عطا فرمایا کرتے تھے، جہاد میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اُن کے دائیں جانب اور حضرت میکائیل علیہ السلام اُن کی بائیں جانب ہوتے، اور اللہ جل جلالہ نے اُن کو ہمیشہ فتح و نصرت سے ہم کنار فرمایا، اور آپ کا کُل ترکہ صرف سات سو درہم تھا (یعنی صرف سات سو درہم ہی تھے اُن کے پاس)، وہ بھی آپ کے اُن عطیات سے بچا ہوا تھا جو کہ آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے خادم خریدنے کے لیے رکھے ہوئے تھے، پھر آپ نے فرمایا: "اے لوگو! جو مجھے جانتے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں، جو نہیں جانتے وہ بھی جان لیں کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہوں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں، میں 'وصی' کا بیٹا ہوں، میں 'بشیر' (خوش خبری سنانے والے) کا بیٹا ہوں، میں 'نذیر' (ڈر سنانے والے) کا بیٹا ہوں، میں اُس شخص کا بیٹا ہوں جو اللہ جل جلالہ کے حکم سے لوگوں کو اُس کی جانب بلاتا ہے، میں سراج مُنیر کا بیٹا ہوں، میرا تعلق اُس گھرانے سے ہے جہاں جبرئیل امین علیہ السلام کا آنا جانا تھا، میرا تعلق اُس گھرانے سے ہے جن سے اللہ جل جلالہ نے ہر نجاست کو دور کر کے اُن کو خوب ستھرا کر دیا، میرا تعلق اُس گھرانے سے ہے جس سے محبت کرنا اللہ جل جلالہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے، اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا (1)

"تم فرماؤ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے، ہم اُس کے لیے اُس میں اور خوبی بڑھائیں (ترجمہ: کنز الایمان) (1)

اِس آیت مقدسہ میں نیک کام سے مراد "ہم اہل بیت سے محبت کرنا" ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے 'تلخیص' میں اس روایت کو 'صحیح' قرار دیا ہے۔ (2)

تخریج

اِس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام حِبّان رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی شیبہ، ابن بزّار رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثین نے نقل کیا ہے۔ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کو مکمل نقل کرنے کے بعد کہا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بہت اختصار کے ساتھ روایت کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند اور 'مسند البزّار' کی بعض اسناد اور "کبیر" میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند حسن ہے۔ (3)

نفيس الفوائد
في مجمع
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد
للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي
المتوفى سنة ٨٠٧ هـ
تحقيق
حسام الدين القدسي
الجزء التاسع
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

٢٠٢ ـــــــ كتاب المناقب / الباب: ٤-٢٦-٤ / الأحاديث: ١٤٧٩٥ - ١٤٧٩٨

٣٧ - ٤ - ٢٦ - ٤ - باب خطبة الحسن بن علي رضي الله عنهما

١٤٧٩٨ - عن أبي الطُّفيل قال: خطبنا الحسن بن علي بن أبي طالب فحمد الله وأثنى عليه، وذكر أمير المؤمنين علياً رضي الله عنه خاتم الأوصياء، ووصيَّ الأنبياء، وأمين الصديقين والشهداء، ثم قال:

يا أيُّها النَّاسُ لقد فارقكم رجل ما سبقه الأولون ولا يُدركه الآخرون، لقد كان

١ - زيادة يقتضيها السياق

١٤٧٩٥ - رواه الطبراني في الكبير رقم (١٦٤).

١٤٧٩٦ - رواه الطبراني في الكبير رقم (١٧٢)

١٤٧٩٧ - رواه الطبراني في الكبير رقم (١٧١).

١٤٧٩٨ - رواه أحمد رقم (١٧٢٠) عن عمرو بن خُمَّر قال: خطبنا الحسن، ورقم (١٧١٩) عن عمرة خطبنا الحسن، والبزار رقم (٢٥٧٥) عن عمرة و(٢٥٧٥) عن أبي رومان

٢٠٣ ـــــــ كتاب المناقب / الباب: ٤-٢٦-٤ / الحديث: ١٤٧٩٩

رسول الله ﷺ يحطه الرفرفة فيخالط جبريل من يمينه، وميكائيل من يساره، فما يرجع حتى يفتح الله عليه، ولقد قبضه الله في الليلة التي قبض فيها نبي موسى، وعرج بروحه في الليلة التي عرج فيها بروح عيسى ابن مريم، وفي الليلة التي أنزل الله - عز وجل - فيها الفرقان، والله ما فرّط لحياً ولا فعلاً، وما في بيته ما له إلا سبع مائة وخمسون درهماً فضلت من عطائه، أراد أن يشتري بها خادماً لأم كلثوم.

ثم قال: من عرفني فقد عرفني، ومن لم يعرفني، فأنا الحسن بن محمد ﷺ ثم تلا هذه الآية قول يوسف: ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾(1).

ثم أخذ في كتاب الله ثم قال: أنا ابن البشير، أنا ابن النذير، وأنا ابن النبي، أنا ابن الداعي إلى الله بإذنه، وأنا ابن السراج المنير، وأنا ابن الذي أرسل رحمة للعالمين، وأنا من أهل البيت الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً، وأنا من أهل البيت الذين افترض الله - عز وجل - مودتهم وولايتهم، فقال فيما أنزل على محمد ﷺ: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾(2).

١ - سورة يوسف، الآية: ٣٨.

٢ - سورة الشورى، الآية: ٢٣

١٤٧٩٩ - رواه أبو يعلى رقم (٦٧٥٧) و(٦٧٥٨)

سورۃ الشعراء: آیت-23، القرآن-

المستدرک علی صحیحین (اردو)، 4/334، رقم: 4802، ومعہ تلخیص الذہبی (عربی) 3/205، رقم: 4867 رقم

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)، 10/202-303، رقم: 14798

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:
مسندِ احمد بن حنبل

مسند
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)
اشترك في تحقيقه
الشيخ شعيب الأرنؤوط
حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد
الجزء الثالث
مؤسسة الرسالة

١٧٢٠ - حدثنا وَكيعٌ، عن إسرائيلَ، عن أبي إسحاق، عن عمرو بن حُبْشِيٍّ قال:

خَطَبَنا الحسنُ بن عليٍّ بعد قتل علي رضي الله عنهما، فقال: لقد فارَقَكم رجلٌ بالأمس ما سَبَقَهُ الأولون بعلمٍ، ولا أدركه الآخرون، إن كان رسولُ الله ﷺ لَيَبْعَثُه، ويُعْطِيه الرايةَ، فلا يَنصرفُ حتى يُفْتَحَ له، وما ترك مِن صفراءَ ولا بيضاءَ، إلا سبعَ مئةِ درهمٍ من عطائه كان يَرْصُدُها لخادمٍ لأهلِه[1]. ١/٢٠٠

١٧٢١ - حدثنا عبدُ الرزاق، أخبرنا سفيانُ، عن أبي إسحاق، عن بُرَيْدِ بنِ أبي مريم، عن أبي الحَوْراء

عن الحسن بن عليٍّ: أنَّ رسولَ الله ﷺ علَّمه أن يقولَ في الوِتْر... فذكر مثلَ حديث يونُس[2].

= وأخرجه ابن أبي شيبة ١٢/٦٨-٦٩ عن شريك، عن أبي إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن الحسن بن علي.

وأخرجه أحمد بن حنبل في «فضائل الصحابة» (١٠٢٦) عن وكيع، عن شريك، عن عاصم، عن أبي رزين، عن الحسن بن علي، إلى قوله: «ولا يدركه الآخرون».

وأخرجه باطول مما هنا أبو يعلى (٦٧٥٨) من طريق خالد بن جابر، عن أبيه، والحاكم ٣/١٧٢ من طريق عمر بن علي بن الحسين، عن أبيه، كلاهما عن الحسن بن علي. وانظر ما بعده.

(١) حسن، عمرو بن حبشي روى عنه اثنان، وذكره ابن حبان في «الثقات» ٥/١٧٣، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين.

وأخرجه ابنُ أبي شيبة ١٢/٧٥ عن وكيع، بهذا الإسناد، دونَ قوله: «وما ترك من صفراء...»، وانظر ما قبله.

(٢) إسناده صحيح، وانظر (١٧١٨). =

مسند احمد بن حنبل کے محقق شیخ شعیب ارنؤوط نے اِس حدیث کی سند کو 'حسن' کہا ہے۔[1]

1. مسند احمد بن حنبل (عربی)، 3/247، رقم: 1720

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:
صحیح ابن حبان

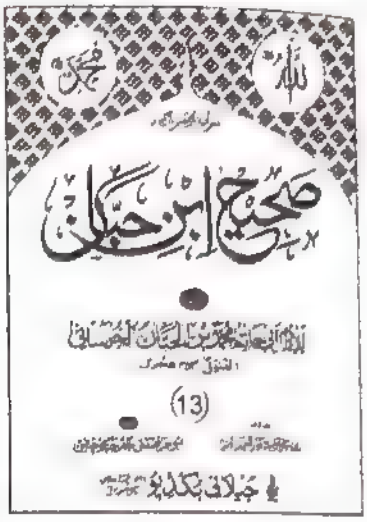

82- ذِكْرُ وَصْفِ خُرُوجِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرَايَتِهِ إِلَى أَعْدَاءِ اللَّهِ الْكَفَرَةِ

6936- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، قَامَ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْسِ رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُهُ الْمَبْعَثَ، فَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ، فَمَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ، مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ، أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جھنڈا لے کر اللہ کے کافر دشمنوں کی طرف نکلنے کا بیان

حضرت ھبیرہ بن یریم سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے سُنا' وہ اُٹھے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا' پس فرمایا: اے لوگو! بے شک تم سے کل ایک آدمی جدا ہوا جس سے کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ دوسرے لوگ انہیں جانتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اور انہیں جھنڈا عطاء کیا تھا تو وہ فتح ہونے تک واپس نہیں آئے۔ جبرئیل علیہ السلام اُن کی دائیں طرف تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اُن کی بائیں طرف' انہوں نے سفید و زرد کچھ نہیں چھوڑا مگر سات سو درہم کی' اُن عطایا میں سے ارادہ کیا تھا کہ اس سے خادم خریدیں گے۔

6936- رجاله ثقات رجال الشيخين، غير هبيرة بن يريم، فقد روى له أصحاب السنن، ولم يرو عنه غير أبي إسحاق وأبي فاختة، وثقه المؤلف، وقال أحمد: لا بأس به، وقال النسائي: أرجو أن يكون به بأس ويحيى وعبد الرحمن لم يذكرا حديثه، وقد روى غير حديث منكرة وقال ابن معين: مجهول، قلت: يوثق توبعه وإسماعيل بن أبي خالد لا يعلم متى سمع من أبي إسحاق وهو السبيعي، لكن روى له مسلم في صحيحه من روايته عنه، وهو في مصنف ابن أبي شيبة جلد12 صفحه74 - 73، وأخرجه ابن سعد جلد3 صفحه 38 عن عبيد الله بن موسى وعبد الله بن نمير، بهذا الإسناد، وأخرجه الطبراني رقم الحديث 2719 من طريق محمد بن الحسن المزني، عن إسماعيل بن أبي خالد، به، وأخرجه أحمد في المسند جلد1 صفحه199، والفضائل رقم الحديث 1014، والطبراني رقم الحديث2718 من طريق شريك بن عبد الله، وابن سعد جلد3 صفحه38، والطبراني رقم الحديث 2725 من طريق الأجلح بن عبد الله، والطبراني رقم الحديث2717 من طريق يزيد بن عطاء، والنسائي في الخصائص رقم الحديث23 من طريق يونس بن أبي إسحاق، والطبراني رقم الحديث 2722 من طريق يزيد بن أبي أنيسة، ورقم الحديث 2723 من طريق سفيان الثوري، ورقم الحديث 2724 من طريق علي بن عابس، سبعتهم عن أبي إسحاق السبيعي، به، وأخرجه ابن أبي شيبة جلد12 صفحه 69 - 68 عن شريك.

امام ابو حاتم محمد بن حبان بُستی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 354 ہجری اپنی کتاب 'صحیح ابن حبان' 'کتاب الاخبار (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کے مناقب میں احادیث کا بیان، مرد و خواتین کے ناموں کے ساتھ میں 'حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کا جھنڈا لے کر اللہ تعالیٰ کے کافر دشمنوں کی طرف نکلنے کا بیان' میں حدیث نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ

حضرت ہُبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اٹھے اور اُنہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا پس فرمایا: ''اے لوگو! بے شک تم سے گزشتہ کل ایک آدمی جدا ہوا جس سے کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ بعد میں آنے والے لوگ اُن کو پہنچ سکتے ہیں کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا اور اُنہیں جھنڈا عطا کیا تھا تو وہ فتح ہونے تک واپس نہیں آئے۔ جبرئیل علیہ السلام اُن کی دائیں طرف تھے اور میکائیل علیہ السلام اُن کی بائیں طرف، اُنہوں نے سفید و زرد کچھ نہیں چھوڑا مگر سات سو (700) درہم کے، اُن عطایا میں سے اِرادہ کیا تھا کہ اِس سے خادم خریدیں گے۔

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں اور رجال شیخین کے ہیں۔ (1)

1. امام ابی حاتم محمد بن حبان فی صحیح (اردو) - 13/525-526، باب: 82، رقم: 6936

اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

مصنف ابن ابی شیبہ

''علّامہ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابو شیبہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی 230 ہجری'' اپنی کتاب 'مصنف ابن ابی شیبہ' میں 'کتاب الفضائل' میں 'فضائلِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما' میں روایت نقل کرتے ہیں۔

'مصنّف ابن ابی شیبہ'

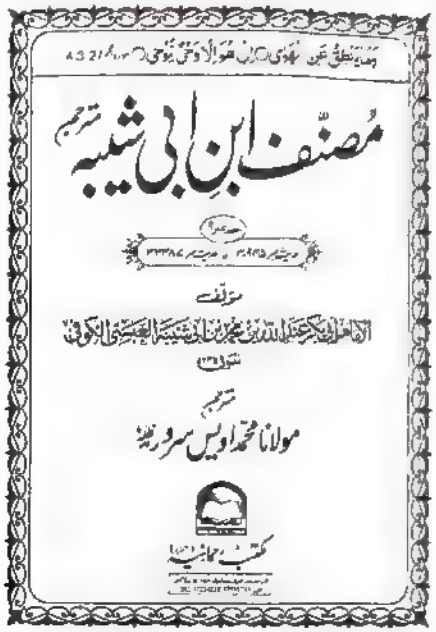

(۳۲۷۷۳) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُبْشِيٍّ ، قَالَ : خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَ وَفَاةِ عَلِيٍّ ، فَقَالَ : لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ ، كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِ الرَّايَةَ فَلَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (احمد ۱۹۹)

(۳۲۷۷۳) حضرت عمرو بن حبشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہم سے خطاب فرمایا: تحقیق کل تم سے وہ شخص جدا ہو گیا کہ پہلے لوگ اس کے علم کو نہیں پا سکے اور نہ بعد والے پا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جھنڈا عطا کرتے تھے پھر وہ واپس نہیں لوٹتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا فرما دیتا۔

ترجمہ

حضرت عمرو بن حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہم سے خطاب فرمایا: 'تحقیق کل تم سے وہ شخص جدا ہو گیا کہ پہلے لوگ اُس کے علم کو نہیں پا سکے اور نہ بعد والے پا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو جھنڈا عطا کرتے تھے پھر وہ واپس نہیں لوٹتے تھے یہاں تک کہ اللہ عزوجل اُن کو فتح عطا فرما دیتا۔[1]

اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'خصائصِ علی رضی اللہ عنہ' میں 'ذکر : خبر حسن بن علی رضی اللہ عنہما' میں حدیث نمبر- 22 میں اِس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'مسند' میں اِس کو نقل کیا ہے۔

اِمام بن بزّار نے 'مسند' میں : حدیث نمبر 1194 میں اِس حدیث کو نقل کیا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ :
مسندِ ابو یعلیٰ

'امام الہمام شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن علی بن مثنیٰ الموصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی 307 ہجری' اپنی کتاب 'مسند ابی یعلیٰ' میں 'مسند سیّدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' میں سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

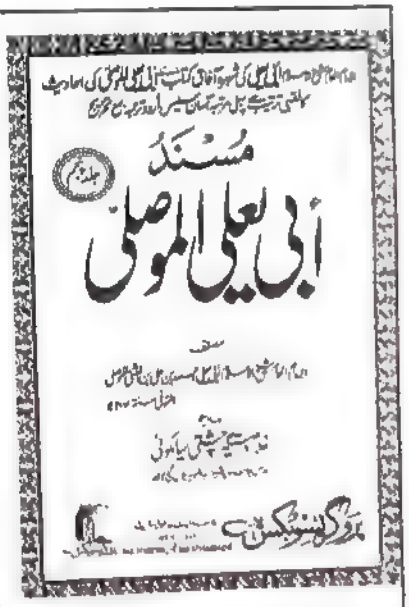

مُسْنَدُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

6724- حَدَّثَنَا السَّامِيُّ، حَدَّثَنَا سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ قَامَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ خَطِيبًا، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، وَاللَّهِ لَقَدْ قَتَلْتُمُ اللَّيْلَةَ رَجُلًا فِي لَيْلَةٍ نَزَلَ فِيهَا الْقُرْآنُ، وَفِيهَا رُفِعَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَفِيهَا قُتِلَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَتَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ،

6725- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا سُكَيْنٌ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ خَالِدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مِثْلَ هَذَا وَزَادَ فِيهِ: وَفِيهَا تِيبَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ . وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا سَبَقَهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَا لَحِقَهُ أَحَدٌ كَانَ بَعْدَهُ، وَإِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثُهُ فِي السَّرِيَّةِ وَجِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ، وَاللَّهِ مَا تَرَكَ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا ثَمَانَ مِائَةٍ، أَوْ سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ أَرْصَدَهَا لِخَادِمٍ يَشْتَرِيهَا

6724- الحديث في المقصد العلي برقم: 1346 . وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد جلد 9 صفحه 146 .
6725- الحديث سبق برقم: 6724 فراجعه .

1. مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، 9/514، کتاب فضائل - رقم : 32773

ترجمہ

6724

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے خطبہ دینے کے لیے، آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد بیان کی اور ثنا بیان کی، فرمایا: حمد و ثنا کے بعد تم نے آج رات ایک آدمی کو قتل کیا ہے، ایسی رات جس میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں، اس میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اٹھایا گیا، اِسی میں حضرت یوشع بن نون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو قتل کیا گیا۔ (1)

ترجمہ

6725

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اسے اِسی کی مثل روایت ہے اور اُس میں یہ الفاظ زائد ہیں: اور اِس میں قومِ بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی اور فرمایا: قسم بخدا! اُن سے کسی نے سبقت نہیں لی جو اُن سے پہلے ہوئے اور نہ ہی کوئی اُن کو پیچھے سے جا کر پہنچ سکا جو اُن کے بعد ہوئے ہیں اور اگر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو کسی سریہ (جنگ) میں بھیجا تو جبرئیل علیہ السلام اُن کے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام اُن کے بائیں طرف رہے، بہ خدا! اُنہوں نے نہ کسی زرد رنگ کی چیز (دینار) کو چھوڑا نہ سفید (درہم) کو مگر آٹھ سو (800) یا نو سو (900) درہم، وہ بھی اُنہوں نے اُس خادم، کی قیمت ادا کرنے کے لیے چھوڑے جو آپ نے اپنی زندگی میں خریدا تھا۔ (1)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو 'معجم الاوسط' میں حدیث نمبر - 2194 میں اور 'معجم الکبیر' میں حدیث نمبر - 2652 میں نقل کیا ہے۔

1. مسند ابو یعلیٰ (اردو)، 05/178-79، رقم: 6724-6725

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ : تاریخِ طبری

علّامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفّی 310 ہجری اپنی تاریخ کی مشہور کتاب 'تاریخ الامم والملوک' میں لکھتے ہیں۔

تاریخ طبری
713
تاریخ طبری
تاریخ الامم والملوک
علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطاب

ابن سنان القزاز نے ابو عاصم، سکین بن عبد العزیز، حفص بن خالد کی سند سے ابو خالد بن جابر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ قتل کیے گئے تو حضرت حسنؓ خطبہ دینے کھڑے ہوئے: "تم نے رات ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ ایسی رات جس میں قرآن نازل ہوا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی حضرت یوشع ابن نون شہید کیے گئے۔ خدا کی قسم جو لوگ پہلے گزرے ہیں وہ بھی علیؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے۔ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ انہیں لشکر دے کر روانہ فرماتے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ ان کے دائیں بائیں ہوتے۔ خدا کی قسم نہ انہوں نے کچھ سونا چھوڑا ہے اور نہ کچھ چاندی چھوڑی ہے۔ صرف آٹھ سو یا سات سو درہم اپنے خادم کے لئے چھوڑے ہیں۔"

• حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطاب

ابن سنان قزاز نے ابو عاصم، سکین بن عبد العزیز، حفص بن خالد کی سند سے ابو خالد بن جابر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ خُطبہ دینے کھڑے ہوئے: 'تم نے رات ایک شخص کو قتل کر دیا ہے، ایسی رات جس میں قرآن نازل ہوا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی حضرت یوشع بن نون شہید کیے گئے۔ خدا کی قسم! جو لوگ پہلے گزرے ہیں وہ بھی علی رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنہیں لشکر دے کر روانہ فرماتے اور جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام اُن کے دائیں بائیں ہوتے۔ خدا کی قسم! نہ انہوں نے کچھ سونا چھوڑا ہے اور نہ کچھ چاندی چھوڑی ہے۔ صرف آٹھ سو (800) یا سات سو (700) درہم اپنے خادم کے لیے چھوڑے ہیں۔

1. تاریخ طبری (اردو)، 2/713

باب-3

پنجم خلیفۂ راشد
سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

اِس باب میں شہادتِ سیّدنا امام مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے بعد سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ کیسے بنے؟ اور آپ کی خلافت ''خلافتِ راشدہ'' میں شامل ہے؟ اِس عنوان پر صحیح احادیث سے استدلال کیا جائے گا۔

ایک فاسد تاویل اور اُس کا ردّ

اہلِ حدیث (محمود احمد عبّاسی وغیرہ) اور دیوبند مکاتبِ فکر (مفتی تقی عثمانی وغیرہ) کے علماء کی کچھ تعداد یزید کی ولی عہدی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی اُس کو حق بجانب بتانے کے لیے اکثر ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ ''جس طرح سیّدنا علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام خلیفہ بنے بالکل اُسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنا لیا تو اُس میں برا کیا کیا؟'' افسوس تو اب اِس بات کا ہے کہ آج کل بریلوی علماء بھی یزید کی ولی عہدی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اُسی راہ پر چل پڑے ہیں۔

بریلوی مسلک کے مشہور خطیب سیّد محمد ہاشمی اشرفی جیلانی صاحب کی کتاب ''حضرت امیر معاویہ خلیفۂ راشد'' جو حضرت سیّد محمد مدنی میاں اشرفی کے فیضانِ نظر لکھی گئی ہے اُس میں 'عہدِ امام حسن' رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 111 پر ''تاریخِ طبری'' جلد- 6، صفحہ - 85 اور المسعودی کی ''مروّج الذہب و معادِن الجوہر'' کے حوالے سے امام حسن علیہ السلام کی خلافت کی بیعت کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے:

عہد امام حسن رضی اللہ عنہ :-

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جب ابن ملجم نے حملہ کیا تو زہر آلود تلوار کے اثرات پورے جسم اطہر میں پھیل گئے۔ جب زندگی کی امید کا ہر تار دھیرے دھیرے ٹوٹنے لگا تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے 'حسن بن علی' سے بیعت کرلیں فرمایا:

نعم ان رضیتم۔ ہاں اگر تم سب راضی ہو تو۔

علامہ ابن الاثیر نے جواب کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

وما امرکم ولا نھلکم۔ نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ جواب تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۸۵ اور مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۴۲ پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

اس ارشاد مرتضوی سے معلوم ہوا کہ 'باپ کے بعد بیٹے' کا خلیفہ ہونا نہ شرعاً معیوب ہے اور نہ ہی خالص سنت قیصر و کسریٰ۔ ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یقیناً منع کرتے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

بہر حال امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت شروع ہوئی اور اس طرح اُمت نے اس بات کی بنیاد ڈال دی کہ باپ کے بعد بیٹا بھی خلیفۃ المسلمین ہو سکتا ہے۔

اُردو عبارت:

''سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جب ابن ملجم نے حملہ کیا تو زہر آلود تلوار کے اثرات پورے جسم اطہر میں پھیل گئے۔ جب زندگی کی اُمید کا ہر تار دھیرے دھیرے ٹوٹنے لگا تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے بعد آپ کے صاحب زادے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لیں؟ فرمایا: ہاں، اگر تم سب راضی ہوں تو۔''

علّامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''نہ میں حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔''

اِس ارشادِ مرتضوی سے معلوم ہوا کہ باپ کے بعد بیٹے کا خلیفہ ہونا نہ شرعاً معیوب ہے اور نہ ہی خالص سنّت قیصر وکسریٰ۔ ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یقیناً منع کرتے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

بہر حال امیر المؤمنین حضرت علیّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت شروع ہوئی اور اِس طرح اُمّت نے اِس بات کی بنیاد ڈال دی کہ باپ کے بعد بیٹا بھی خلیفۃ المسلمین ہوسکتا ہے۔ (1)

اِسی کتاب میں 'مسئلۂ ولی عہدی' کے بیان میں صفحہ نمبر 155-154 پر واپس سیّد ہاشمی میاں لکھتے ہیں:

مسئلہ ولی عہدی:-

مفتی آگرہ علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں مسئلہ خلافت کی کوئی تفصیل نہ قرآن کی آیت میں ہے نہ حدیث میں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل موجود ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے خلیفہ کا تعین فرمادیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ جائز ہے کہ خلیفۂ وقت اپنے بعد کے خلیفہ کا انتخاب کرسکتا ہے یہ حرام اور ناجائز نہیں'۔ ؎

اب میں یہ کہتا ہوں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہوسکتا ہے۔ ان دونوں باتوں کو ملا کر غور کرنے سے نتیجہ وہی نکلتا ہے جو مفتی آگرہ مرحوم نے پیش کیا۔

'پس اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کے لیے یزید (پلید) کو نامزد کردیا تو شرعاً کوئی فعل حرام نہ کیا۔

1. سیّد ہاشمی میاں فی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد، صفحہ - 111

اُردو عبارت:

"مفتیٔ آگرہ مرحوم فرماتے ہیں، مسئلۂ خلافت کی کوئی تفصیل نہ قرآن کی آیت میں ہے نہ حدیث میں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل موجود ہے کہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے خلیفہ کا تعیّن فرما دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ جائز ہے کہ خلیفۂ وقت اپنے بعد کے خلیفہ کا انتخاب کر سکتا ہے، یہ حرام اور ناجائز نہیں۔

"اب میں یہ کہتا ہوں کہ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو سکتا ہے۔

پس اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کے لیے یزید (پلید) کو نامزد کر دیا تو شرعاً کوئی فعلِ حرام نہ کیا۔[1]

معاذ اللہ! کیا امّت میں باپ کے بعد بیٹا خلیفہ بنے اِس بات کی بنیاد امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے شروع ہوئی؟

یزید کی ولی عہدی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے کئی سال پہلے ہی کروائی اُس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بری کرنے کے لیے مولا علی علیہ السلام و اِمام حسن رضی اللہ عنہ پر باپ بیٹے کی خلافت کی رسم شروع کرنے کا الزام لگایا جائے یہ سراسر ناانصافی ہے۔ چلو اِس بات سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ آپ مانتے تو ہو کہ یزید جبراً خلیفہ نہیں بنا تھا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی اُسے مقرر کیا تھا۔

اب رہا سوال اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت و خلافت کا تو قارئینِ کرام ذرا غور سے پڑھیے گا!

اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو امام مولا علی علیہ السلام نے اپنا ولی عہد مقرر نہیں کیا بلکہ اُمّت کے ارکانِ دولت[2] نے آپ کو خلیفۂ راشد بنایا جس کا حوالہ ہم حدیث کی کتابوں سے پیش کرنے جا رہے ہیں: اور اہلِ علم کو معلوم ہے کہ جب کوئی تاریخی روایت کے خلاف کُتبِ حدیث کی صحیح روایت پیش کی جائے تو صحیح روایت کو ہی مانا جائے گا نہ کہ تاریخی روایت کو۔ ہمیں تعجّب تو اس بات پر ہے کہ سیّد ہاشمی میاں جیسے عالمِ دین کے مطالعہ میں حدیث کی ایسی مشہور و معروف کتابیں اور اُس میں موجود صحیح روایت نہیں گزری۔

---

1. سیّد ہاشمی میاں فی حضرت امیر معاویہ خلیفہ راشد (اردو)، صفحہ: 154-155
2. مفتی غلام رسول جماعتی فی امام حسن اور خلافتِ راشدہ (اردو)، صفحہ: 141

مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں بنایا- صحیح روایت

مُسندِ ابی یعلیٰ موصلی سے مولا علی رضی اللہ عنہ کا قول:
میں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا

٣٣٠ - (٥٩٠) - حدّثنا أبو خيثمة ، حدّثنا جرير ، عن الأعمش ، عن سلمة بن كهيل ، عن سالم بن أبي الجعد ، عن عبد الله بن سبع ، قال :

خَطَبنا عليُّ بنُ أبي طالبٍ فقالَ : « وَالذّي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسمَةَ لَتُخَضَّبَنَّ هذِه مِنْ هذِهِ - يَعْني لِحْيَتَهُ مِنْ دَمِ رَأْسِهِ » - قالَ : فقالَ رجُلٌ : واللّهِ لا يَقولُ ذاكَ أَحَدٌ إلاّ أَبَرْنا عِتْرَتَهُ . فقالَ : أُذكُرِ اللّهَ ، أَوْ أَنْشُدُ اللّهَ ، أَنْ تَقْتُلَ بي إلاّ قاتِلي . فقالَ رَجُلٌ : ألا تَسْتَخْلِفُ يا أميرَ المؤمنينَ ؟ قال : لا . وَلكنْ أَتْرُكُكُمْ إلىٰ مَا تَرَكَكُمْ اليْهِ رَسولُ اللّهِ ﷺ . قالوا : فَما تَقُولُ لِلّهِ إذا لَقيتَهُ ؟ قالَ : أقول : « اللّهُمَّ تَرَكْتَني فيهِمْ ما بدا لَكَ ، ثُمَّ تَوَفَّيْتَني ، وتَرَكْتُكَ فيهم فَإنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ ، وَإنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ » (١) .

٣٣١ - (٥٩١) - حدّثنا أبو خيثمة ، حدّثنا جرير ، عن الأعمش ، عن عمرو بن مرة ، عن أبي البَخْتَرِيِّ ، عن أبي عبد الرحمن السلمي ، قال :

(١) إسناده حسن . وأخرجه أحمد ١/ ١٣٠ من طريق وكيع ، حدثنا الأعمش ، عن سالم بن أبي الجعد ، بهذا الإسناد. وذكره الهيثمي في « مجمع الزوائد » ٩/ ١٣٧ وقال : « رواه أحمد ، وأبو يعلى ، ورجاله رجال الصحيح ، غير عبد الله بن سبيع وهو ثقة ، ورواه البزار بإسناد حسن » .

وأبرنا عترته : أي اهلكناه . هو من أبرت الكلب إذا أطعمته الإبرة بالخبز . وقال ابن الأثير : « هكذا أخرجه الحافظ أبو موسى الأصفهاني في حرف الهمزة ، وعاد فأخرجه في حرف الباء من « البوار » أي الهلاك . وعترة الرجل : أقرباؤه من ولد وغيره . وقيل : رهطه وعشيرته الأدنون » .

مسند أبي يعلى الموصلي
الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي
(٢٠٧-٣٠٧ هـ)
حققه وخرج أحاديثه
حسين سليم أسد
دار المأمون للتراث

حقوق الطبع محفوظة
لدار المأمون للتراث

الطبعة الأولى
١٣٩٣ هـ - ١٩٧٣ م
الطبعة الثانية
١٤١٠ هـ - ١٩٨٩ م

ليس لنا وكلاء ولا موزعون
تطلب منشوراتنا من:
دار المأمون للتراث:
دمشق: ص.ب - ٤٩٧١ هاتف: ٢٢٩٨٢٠
تلكس: SARIFA - ٤١١٧٥٣
بيروت ص-ب ١١٣/٦٤٣٣
هاتف: ٨١٠٥٧١

مسند أبو يعلى الموصلي (جلد اوّل) 372 مسند علي بن ابي طالب رضي الله عنه

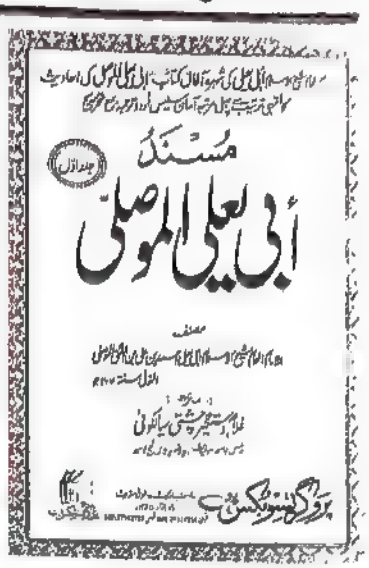

مسند ابی یعلیٰ الموصلی سے مولا علی رضی اللہ عنہ کا قول : میں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔

586 - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبُعٍ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَتُخْضَبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، يَعْنِي لِحْيَتَهُ مِنْ دَمِ رَأْسِهِ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ لَا يَقُولُ ذَاكَ أَحَدٌ إِلَّا أَبَرْنَا عِتْرَتَهُ، فَقَالَ: أَذْكُرُ اللَّهَ، أَوْ أَنْشُدُ اللَّهَ، أَنْ تُقْتَلَ بِي إِلَّا قَاتِلِي، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ يَا أَمِيرَ

حضرت عبداللہ بن سبع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ دیا' فرمایا: وہ ذات جس نے دانہ کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا، ضرور بضرور یہ داڑھی اور سر خون سے رنگا جائے گا۔ ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا کوئی نہیں کرے گا' ہم اپنی اولاد کو سمجھائیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کو یاد کرتا ہوں' یا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے قتل ہی کیا جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کی: اے امیر المومنین! کیا آپ خلیفہ نہیں مقرر

584- انظر الحديث رقم: 538 .

585- اخرجه أحمد جلد 1 صفحه 130 . وعزاه الهيثمي في مجمع الزوائد جلد 9 صفحه 137 الى المصنف .

586- اخرجه أحمد جلد 1 صفحه 122,126,131,385,415 . واسمه عبد الله في زوائد المسند جلد 1 صفحه 130 . وابن ماجه في المقدمة رقم الحديث: 19 و 20' باب: تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم . والدارمي في المقدمة جلد 1 صفحه 145,146' باب: تأويل حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم .

الْمُؤْمِنِينَ؟، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَتْرُكُكُمْ إِلَى مَا تَرَكَكُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: فَمَا تَقُولُ لِلَّهِ إِذَا لَقِيتَهُ؟، قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ تَرَكْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ، ثُمَّ تَوَفَّيْتَنِي وَتَرَكْتُكَ فِيهِمْ، فَإِنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ

کریں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! لیکن میں تم کو ویسے ہی چھوڑوں گا جس طرح حضور ﷺ نے چھوڑا ہے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی: آپ اللہ کے حضور کیا کہیں گے جب اُس سے ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: میں عرض کروں گا کہ اے اللہ! تو نے مجھے اُن میں چھوڑے رکھا سامنے ہے جو تیرے لیے واضح ہوا پھر مجھے موت دی اور میں نے ان میں تجھے چھوڑا اگر تو چاہے تو ان کی اصلاح فرما اور اگر چاہے تو ان کو تباہ کر۔

ترجمہ

مُسندِ ابو یعلیٰ اور مُسندِ البزّار کی روایت میں ہے: عبد اللہ بن سبُع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔'' ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: ''اللہ کی قسم! جو کوئی بھی ایسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُس کے اہل وعیال سمیت تباہ و برباد کر دیں گے۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ ﷻ کا خوف دلاتا ہوں کہ ایسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔'' اُس شخص نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ہمارے لیے اپنا کوئی خلیفہ مقرر فرما دیں۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ میں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' لوگوں نے عرض کیا ''جب اللہ ﷻ سے ملاقات ہوگی تو کیا جواب دیں گے؟ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں عرض کروں گا کہ اے اللہ ﷻ! میں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اب تیری مرضی ہے، چاہے تو اُن کی اِصلاح فرما دے اور چاہے تو اُن کو تباہ و برباد فرما دے۔''[1]

کتاب کے محقق شیخ حسین سلیم اَسد نے اِس روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ اور محدّث ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزّوائد میں اِس حدیث کی سند کو 'صحیح' کہا ہے۔[2]

1. مسند ابو یعلیٰ (اردو)، جلد: 1، صفحہ: 372، 373، رقم نمبر: 586
2. مسند ابو یعلیٰ (عربی)، جلد: 1/443، رقم: 330 (عربی)

قارئین کرام غور سے مسندِ ابی یعلیٰ اور مجمع الزوائد کی روایت پڑھیے، جو صحیح روایت ہے۔ جس کی سند کو امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث نے صحیح کہا ہے۔ اِس میں صاف الفاظ ہیں کہ جب مولا علی علیہ السلام سے خلیفہ مقرر فرمانے کے لیے کہا گیا تو آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ میں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' جب لوگوں نے بہت زور دیا اور خوفِ خدا یاد دلایا تب بھی مولا علی علیہ السلام نے یہی کہا کہ، ''میں عرض کروں گا کہ اے اللہ عزوجل! میں اُن میں رہا جب تک کہ تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اب تیری مرضی ہے، چاہے تو اُن کی اصلاح فرمادے اور چاہے تو اُن کو تباہ و برباد فرمادے۔''

''کتبِ حدیث کی اِس صحیح روایت کے حوالے سے صاف ہو چکا ہے کہ سیّدنا امام حسن علیہ السلام کو اُن کے والد امام مولا علی علیہ السلام نے نہیں بلکہ اُمّت کے ''ارکانِ دولت'' جس میں صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثریت تھی اُنہوں نے خلیفہ منتخب کیا تھا۔

سیّد ہاشمی میاں جیسے سنّی عالم سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ ایسی حدیث کی کتاب کی صحیح روایت پر تاریخی روایت کو ترجیح دیں گے۔ صحیح روایت کے مطابق اب یہ بات ثابت ہوگئی کہ باپ کے بعد بیٹے کو خلیفہ بنانے کی قیصر وکسریٰ کی رسم اسلام میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ و اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید پلید سے شروع ہوئی۔

مسئلۂ ولی عہدی پر ایک خلاصہ

مولانا سیّد ہاشمی میاں کچھوچھوی یہاں ایک اور بات مفتیٔ آگرہ کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں کہ:

''حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا یہ فعل موجود ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے خلیفہ کا تعیّن (Appointment) فرما دیا۔''

بعد میں مولانا سیّد ہاشمی میاں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اِسی فعل کو بنیاد بنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید پلید کو ولی عہد بنانے کو درست بتانے کی کوشش کی ہے۔ نیز اُنہوں نے لکھا ہے: ''اِن دونوں باتوں کو ملا کر (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور امام مولا علی علیہ السلام کے بعد اِمام حسن علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا) غور کرنے سے نتیجہ وہی نکلتا ہے جو مفتیٔ آگرہ مرحوم نے پیش کیا۔''

مزید آگے لکھتے ہیں:

''پس اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کے لیے یزید (پلید) کو نامزد کر دیا تو شرعاً کوئی فعلِ حرام نہ کیا۔''

ذرا غور کیجیے، سیّد ہاشمی میاں صاحب نے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا اُس کو درست بتانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا اِس بات کو بنیاد بنایا۔ مگر سیّد ہاشمی میاں صاحب کے مطالعہ سے شاید صحیح بخاری اور مُستدرک علیٰ صحیحین کی وہ صحیح روایت نہیں گزری جس میں یزید کی ولی عہدی کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے سے موازنہ (Comparison) کرنے پر اولادِ خلیفۂ اوّل سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جواب درج ہے۔

ولی عہدی پر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا جواب

صحیح بخاری کی ایک حدیث

قارئینِ کرام! یزید پلید کی بیعت کے لیے مدینہ کے گورنر مروان بن حکم ملعون نے اُس وقت مسجد نبوی کے ممبر سے خطبہ دیا۔ جس میں مروان بن حکم نے لوگوں کو یہی مثال پیش کی کہ جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر سکتے ہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اُسی طرح یزید کو ولی عہد مقرر کر رہے ہیں تو اُس وقت اُسی مجلس میں صحابیٔ رسول سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لا جواب کر دینے والا جواب صحیح بخاری اور مُستدرک علی صحیحین میں کچھ اِس طرح درج ہے:

صحیح بخاری کی حدیث

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۹۹۶ کتاب التفسیر

۱۹۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي) فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي

(1948) یوسف بن ماھک سے روایت ہے انہوں نے کہا مروان بن حکم حجاز کا امیر تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مقرر کیا تھا۔ (مروان نے لوگوں کو جمع کر کے) خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا تا کہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت کی جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مروان سے کچھ کہا۔ (یعنی اپنے لڑکوں کو جانشین بنانا یہ ہرقل و قیصر کا طریقہ ہے) مروان نے کہا حضرت عبدالرحمٰن کو پکڑو۔ حضرت عبدالرحمٰن ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے اور وہ ان کو پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے۔ مروان نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیہ مقدسہ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي نازل ہوئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے جواب دیا اللہ عزوجل نے سوائے قصہ افک جس میں میری برأت نازل فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اولاد کے متعلق کچھ نازل نہیں فرمایا۔

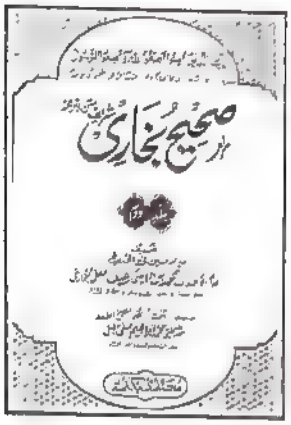

ترجمہ

یوسف بن ماھک سے روایت ہے انہوں نے کہا: مروان بن حکم حجاز کا امیر تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس کو مقرر کیا تھا۔ (مروان نے لوگوں کو جمع کر کے) خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا تا کہ اُس کے باپ کے بعد اُس کی بیعت کی جائے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے مروان سے کچھ کہا (اِس کی وضاحت آگے مُستدرک کی حدیث میں ہے) (یعنی اپنے لڑکوں کو جانشین بنانا یہ ہرقل و قیصر کا طریقہ ہے) مروان نے کہا: حضرت عبد الرحمٰن کو پکڑو! حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہ اُن کو پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے۔ مروان نے کہا: یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ جل جلالہ نے یہ آیۂ مقدّسہ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي نازل کی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے جواب دیا: ”اللہ جل جلالہ نے سوائے قصّۂ افک جس میں میری برأت نازل فرمائی، حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلّق کچھ نازل نہیں فرمایا۔“ (1)

1. صحیح بخاری (اردو)- 2/996-997، رقم: 1948، انٹرنیشنل نمبر: 4827

مُستدرک علیٰ صحیحین کی روایت

المستدرک (مترجم) جلد ششم ۶۱۵ کتاب الفتن والملاحم

8483 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ الْحَافِظُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ يَزِيدَ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ، وَقَيْصَرَ، فَقَالَ: أَنْزَلَ فِيكَ: (وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا) (الأحقاف: 17) الْآيَةَ، قَالَ: فَبَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللَّهِ مَا هُوَ بِهِ، وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ فَمَرْوَانُ قِطْعَةٌ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

++ محمد بن زیاد کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی، تو مروان نے کہا یہ ابوبکر و عمر کا طریقہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے، اور فرمایا: یہ آیت تیرے بارے میں نازل ہوئی ہے

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا، کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں" (ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا)

اس بات کی خبر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا۔ واللہ! ایسا نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر اس وقت لعنت فرمائی جب مروان ابھی اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ چنانچہ مروان، اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ایک حصہ ہے۔

☆☆ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو نقل نہیں کیا۔

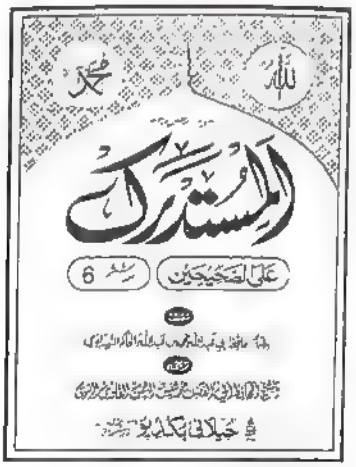

ترجمہ

محمد بن زیاد کا بیان ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی، تو مروان نے کہا: یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے، حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے، اور فرمایا: یہ آیت تیرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ
وَيْلَكَ آمِنْ ☆ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

(ترجمہ) "اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا، کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔"

(سورۃ الاحقاف 17:46) (ترجمہ: کنز الایمان، مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

اِس بات کی خبر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اُس نے جھوٹ کہا۔ واللہ! ایسا نہیں ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ پر اُس وقت لعنت فرمائی جب مروان ابھی اپنے باپ کی پُشت میں تھا۔ چنانچہ مروان اللہ عزوجل کی لعنت کا ایک حصّہ ہے۔

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اِس کو نقل نہیں کیا۔[1]

قارئینِ کرام! حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی بابت جو مثال لوگ آج یزید کی ولی عہدی کو صحیح ٹھہرانے کے لیے دے رہے ہیں اُس کا جواب تو آج سے تقریباً 1400 سال پہلے ہی اولادِ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دے چکی ہے۔ مگر ضد ہے کہ ہم جھوٹی بات کو سو بار سچ کہیں گے تو لوگ سچ مان ہی لیں گے تو اب اِس وہم میں نہ رہیں تو بہتر ہے۔ زمانہ بدل چکا ہے اب لوگ کتبِ احادیث کا مطالعہ کرنے کے عادی ہو گئے ہیں لہٰذا اب عوام سے حق چھپانا مشکل ہے۔

حافظ بن کثیر نے ''تفسیر ابن کثیر'' میں سورۃ الاحقاف کی آیت - 17 کی تفسیر میں اِس حدیث کے تمام تروق جمع کر لیے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر کا حوالہ

تفسیرِ ابنِ کثیر چہارم

تالیف

مفسرِ قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

مترجم متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری علامہ محمد مجید الازہری

علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ناشر

مکتبہ رضویہ

تقسیم کار

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

1. مستدرک علی صحیحین (اردو)، 6/615، رقم: 8483، انٹرنیشنل نمبر: 8483

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

''اور جس نے کہا اپنے والدین کو افسوس ہے تمہارے حال پر کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو اس کی کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکی ہیں کئی صدیاں مجھ سے پہلے (ان میں سے تو کوئی اب تک زندہ نہ ہوا) اور اس کے والدین بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے ہیں (اور اسے کہتے ہیں) تیرا خانہ خراب ہو ایمان لے آ۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو وہ (جواباً) کہتا ہے نہیں ہیں یہ دھمکیاں مگر پہلے لوگوں کی فرسودہ کہانیاں۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں جن پر ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں اور انسانوں میں سے۔ بے شک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لئے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق۔ اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس روز لا کھڑا کر دیا جائے گا کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھا لیا تھا تم نے ان سے، آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے''۔

والدین کے اطاعت گزاروں اور ان کی کامیابی اور نجات کا حال ذکر کرنے کے بعد بدبخت اور والدین کے نافرمانوں کا ذکر فرمایا۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ یہ آیت عام ہے۔ یہ قول کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی، ضعیف ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر اسلام لائے اور ایمان پر قائم رہے اور اپنے اہل زمانہ میں بہترین تھے۔ عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی(1)۔ لیکن اس کی صحت محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔ ابن جریج، مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر کا قول یہی ہے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔ فی الحقیقت اس آیت کا حکم

ہے اور سب وشتم ہے۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن مدینی سے روایت کیا ہے کہ جب مروان نے خطبہ دیا تو میں مسجد میں تھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو یزید کے بارے میں صائب رائے سے نوازا اگر آپ نے اسے اپنا نائب مقرر کیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے بھی تو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے یہ سن کر کہا کیا یہ شہنشاہیت ہے؟ بخدا ابوبکر نے اسے اپنی اولاد اور اہل خانہ میں نہیں رکھا۔ جبکہ معاویہ نے اپنے بیٹے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ تو مروان کہنے لگا کیا تو وہی نہیں ہے جس نے اپنے والدین سے یہ کہا تھا (اف لکما؟) تو عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو لعین کا بیٹا نہیں ہے تیرے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا اے مروان! کیا تو نے عبدالرحمٰن کو یوں یوں کہا ہے؟ تو نے جھوٹ بولا۔ یہ عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ پھر مروان رونے لگا پھر منبر سے اترا اور آپ کے حجرے کے دروازے تک آیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کرتا رہا پھر واپس پلٹا (1)۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت مختلف الفاظ سے ایک دوسری سند سے نقل کی ہے۔ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے یہ روایت ذکر فرمائی ہے (2)۔

حافظ بن کثیر سورۃ الاحقاف کی آیت - 17 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے عبد اللہ بن مدینی سے روایت کیا ہے کہ جب مروان نے خطبہ دیا تو میں مسجد میں تھا۔ اُس نے کہا: اللہ ﷻ نے امیر المؤمنین کو یزید کے بارے میں صائب (اچھی) رائے سے نوازا، اگر آپ نے اُسے اپنا نائب مقرر کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔'' عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے یہ سُن کر کہا، ''کیا یہ شہنشاہیت ہے؟ بخدا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُسے اپنی اولاد اور اہلِ خانہ میں نہیں رکھا جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی خاطر ایسا کیا ہے۔'' تو مروان کہنے لگا: 'کیا تو وہی نہیں ہے جس نے اپنے والدین سے یہ کہا تھا'۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ
وَیْلَكَ اٰمِنْ ۪ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

''اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا، کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔''

(سورۃ الاحقاف 46:17) (ترجمہ: کنز الایمان، مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

تو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا، ''کیا تو لعین کا بیٹا نہیں ہے، تیرے باپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا ''اے مروان! کیا تو نے عبد الرحمٰن کو یوں یوں کہا ہے؟ تو نے جھوٹ بولا۔ یہ عبد الرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔'' پھر مروان رونے لگا، پھر ممبر سے اُترا اور آپ رضی اللہ عنہا کے حُجرے کے دروازے تک آیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کرتا رہا پھر واپس پلٹا۔

1) اِمام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت مختلف الفاظ سے ایک دوسری سند سے نقل کی ہے۔

2) اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے یہ روایت ذکر فرمائی ہے۔ (1)

قارئینِ کرام! بات واضح ہوگئی کہ اہلِ سنّت کے محدّثین و مفسّرین کا عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد بنایا اُسے ہرگز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنّت نہیں کہا جائے گا۔ پھر بھی اب اِس بات کو اور بھی واضح و صاف کرنے کے لیے 'صحیح بخاری' سے خلیفۂ دوّم سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کا خطبہ پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آپ کی شہادت کے چند دنوں پہلے دیا تھا جس میں آپ نے خلیفہ کو مسلمانوں کے اختیار سے ہی مقرر کرنے پر زور دیا ہے۔

صحیح بخاری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:
مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت نہیں

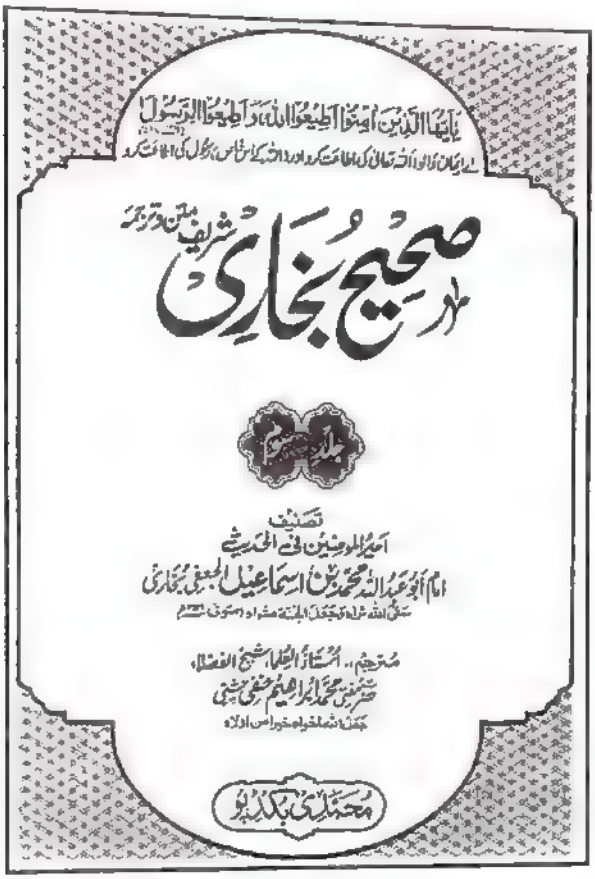
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو
صحیح بخاری شریف متن و ترجمہ
جلد سوم
تصنیف
امیر المومنین فی الحدیث
امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری
مترجم: استاذ العلماء شیخ الفضلاء
حضرت مولانا محمد ابراہیم حنفی چشتی
محمدی بک ڈپو

۱۷۳۰-حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ

1730 - ابراہیم بن سعد نے صالح (بن کیسان) سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا میں مہاجرین کے کچھ لوگوں کو قرآن حکیم پڑھاتا تھا ان میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک دفعہ میں منیٰ میں ان کے گھر میں تھا (ابن اسحاق کی روایت میں ہے میں ان کے گھر آیا اور ان کو نہ پایا تو میں نے ان کی انتظار کی حتیٰ وہ آ گئے) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو آخری حج کیا ان کے ساتھ تھے (اور یہ بن عیس

رَجُلًا اَتٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَغْصِبُوْهُمْ اُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ فَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَاَنَا اَخْشٰى اَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يَطِيْرُ بِهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَّاَنْ لَّا يَعُوْهَا وَاَنْ لَّا يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَاَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيْ اَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُوْنَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ اَوَّلَ مَقَامٍ اَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى اَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا اِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَاَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ قَائِلٌ لَّكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ اَنْ اَقُوْلَهَا لَا اَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ اَجَلِيْ فَمَنْ

23 ہجری تھا) جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ واپس میری طرف آئے تو کہا کاش تم آج اس آدمی کو دیکھتے جو امیر المومنین (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا کیا تمہیں فلاں کے متعلق خبر ہے جو کہتا ہے اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں فلاں (حضرت طلحہ بن عبید اللہ) کی بیعت کروں گا۔ بخدا حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سخت غصہ میں آ گئے۔ پھر فرمایا میں ان شاء اللہ آج شام کو لوگوں کو خطاب کروں گا اور میں ان کو ان لوگوں سے ڈراؤں گا جو ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا میں نے عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرو کیونکہ موسم حج میں رذیلوں اور فسادیوں کو جمع کرتا ہے جب آپ خطبہ کیلئے کھڑے ہوں گے یہی لوگ (آپ کے خطبہ کیلئے کھڑے ہونے کے وقت) آپ کے قریب غلبہ کر لیں گے (اور آپ کے قریب عقلمند لوگوں کیلئے جگہ نہیں چھوڑیں گے) مجھے اندیشہ ہے آپ خطبہ میں کوئی بات کریں گے یہ اس بات کو کسی اور نیت سے لوگوں میں پورا پورا اٹھائیں گے، اڑائیں گے اور تشہیر کریں گے اور اس بات کی مراد نہ پہچانیں گے اور اس کو اس کے مقام و محل پر نہیں رکھیں گے (یعنی اس کو غلط معنی پہنا کر لوگوں تک پہنچائیں گے) آپ ٹھہر جائیں حتیٰ کہ آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں مدینہ منورہ دار ہجرت اور سنت ہے۔ وہاں سمجھ دار اور بزرگ کو منتخب کر کے ان کے سامنے جو کہنا ہو بہت سوچ سمجھ کر کہیں۔ اس کی اس بات کو اہل علم محفوظ رکھیں گے اور صحیح طریقہ سے اس کو اپنی جگہ پر رکھیں گے (جو اس کے مناسب ہے) یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا میں ان شاء اللہ مدینہ منورہ پہنچ کر سب سے پہلے خطبہ دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ آئے جب جمعۃ المبارک کا دن آیا تو میں سورج ڈھلتے ہی جلدی سے مسجد نبوی میں پہنچا حتیٰ کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منبر شریف کے کونے کے پاس بیٹھا ہوا پایا۔ میں بھی ان کے پاس اتنا قریب بیٹھ گیا کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو مس کر رہا تھا۔ میں ابھی تھوڑا ہی ٹھہرا ہوں گا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب میں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہا آپ آج شام ایسی بات کہیں گے جو بات آپ نے جب سے خلیفہ بنے ہیں نہیں کہی۔ سعید بن زید نے میری بات تسلیم نہ کی اور مجھے امید نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں گے جس کو انہوں نے اس سے قبل نہیں کہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور جب موذن خاموش ہو

عَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَاللَّهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ وَاللَّهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تِغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ

گئے آپ کھڑے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی جس وہ لائق و مستحق ہے پھر فرمایا "امابعد" میں تم سے وہ بات کرنیوالا ہوں جس کا کہنا میرے مقدر میں لکھا جاچکا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید کہ میرے سامنے میری موت قریب ہے (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافقات میں سے ہے جو آپ ان کی زبان پر جاری ہوا ایسے ہی واقع ہوا) جو اس کو سمجھ لے اور کلمہ یاد کرے تو اس کی سواری جہاں بھی پہنچے وہ اس کو بیان کرے (اس میں اہل علم وضبط کیلئے سفروں میں تبلیغ کرنے پر ترغیب ہے) اور جس کو یہ اندیشہ ہو کہ اس نے اس کو سمجھا نہیں تو میں کسی کیلئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ باندھے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کی کتاب نازل فرمائی۔ اللہ جل ذکرہ نے جو کچھ آپ پر نازل فرمایا ان میں سے آیت رجم بھی تھی (وہ یہ ہے الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتہ) ہم اس آیت رجم کو پڑھا اور سمجھا اور بہت اچھی طرح یاد رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شادی شدہ) کو رجم کا حکم دیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا مجھے اس بات کا خوف کہ کہیں اگر لوگوں پر طویل زمانہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا کہے اللہ کی قسم ہم کتاب اللہ میں رجم کی آیات (یا حکم) نہیں پاتے چنانچہ ایک فریضہ کے ترک کے باعث جس کو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا گمراہ ہو جائیں اور رجم اللہ عزوجل کی کتاب میں حق اور ثابت ہے جو زنا کرے جب کہ وہ محصن ہو مرد ہو یا عورت جبکہ ان پر گواہی ثابت ہو جائے یا ناجائز حمل ہو جائے یا وہ اقرار کرے۔ پھر اللہ عزوجل کی کتاب میں جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے آباء کے نسب سے مت اعراض کرو کیونکہ یہ تمہارا کفران نعمت ہے۔ کہ تم اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو یا (شک ہے کہ قرآن میں بھی تھا) تمہارا کفران نعمت ہے کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو۔ خبردار سنو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدح میں مبالغہ نہ کرو جب کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا (کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا تھا) ہاں اس طرح کہو کہ وہ اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر سنو مجھے خبر پہنچی ہے تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اللہ کی قسم اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں فلاں (حضرت طلحہ بن عبید اللہ) کی بیعت کروں گا کسی مرد کا یہ کہنا اس کو دھوکہ میں نہ ڈالے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ سنو یہ اسی طرح تھی لیکن اللہ عزوجل نے اس کے شر کو بچا لیا تم میں سے کوئی بھی فضل وشرف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں۔ ہماری گردنیں اس تک

الْاَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقُلْنَا نُرِيْدُ اِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ اقْضُوْا اَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَاْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَاِذَا رَجُلٌ مُزَمِّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْاِسْلَامِ وَاَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَاِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَخْتَزِلُوْنَا مِنْ اَصْلِنَا وَاَنْ يَحْضُنُوْنَا مِنَ الْاَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ اَرَدْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً اَعْجَبَتْنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَكُنْتُ اُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ اَحْلَمَ مِنِّيْ وَاَوْقَرَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ اَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ اِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهٖ مِثْلَهَا اَوْ اَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَاَنْتُمْ لَهٗ اَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ اَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا اَيُّهُمَا شِئْتُمْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ اَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ اَنْ اُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ اِثْمٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَاَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ تُسَوِّلَ اِلَيَّ نَفْسِيْ

پہنچ سکیں (انقطاع کرنا اس کو دیکھنے کے امتناع سے تعبیر کیا گیا ہے) جس نے کسی شخص کی مسلمانوں کے باہم مشورہ کے بغیر بیعت کی۔ نہ اس کی پیروی کی جائے اور نہ اس کے متبعین کی کہ (اس نے اپنے آپ اور اپنے ساتھی اور اپنی عزتوں کو) قتل کیلئے پیش کر دیا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اس وقت وہ ہم سب سے افضل تھے۔ انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب کے سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور حضرت علی المرتضیٰ اور زبیر (بن عوام) نے اور جو ان کے ساتھ تھے ہماری مخالفت کی اور مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے انصاری بھائیوں کے پاس چلو۔ اس کے بعد ہم چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ہمیں دو نیک آدمی (عدیم بن ساعدہ اور معن بن عدی انصاری) ملے۔ اور بتایا کہ پوری قوم کس پر متفق ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہاں جانے کا ارادہ کرتے ہو اے مہاجرین کے گروہ۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا ان کے پاس نہ جاؤ تو تم دونوں پر کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے معاملے کا خود فیصلہ کر لو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔ اس کے بعد ہم چل پڑے حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ان کے درمیان کمبل اوڑھے ہوئے ہیں میں نے کہا یہ کون ہیں۔ انصار نے کہا یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان سے کہا ان کو کیا ہوا ہے۔ انصار نے کہا ان کو بخار ہے۔ جب ہم تھوڑی دیر ہی بیٹھے تھے کہ انصار کے خطیب (ثابت بن قیس بن شماس) نے تشہد پڑھا اور اللہ عزوجل کی ثناء بیان کی جس کے وہ لائق تھے پھر کہا "اما بعد" ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین کے گروہ تم ایک چھوٹی سی جماعت ہو اور تمہاری قوم کے چند لوگ اپنی قوم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں اب وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور ہمیں خلافت سے الگ کر دیں (یعنی خلافت چھین لیں) جب انصار کا خطیب خاموش ہوا تو میں کلام کرنا چاہا اور میں نے ایک مضمون ذہن میں سوچ لیا تھا تو مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کروں اور چاہتا تھا کہ انصار کے خطیب کے بیان سے جو غصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آیا ہے وہ دور کروں۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ میں بولوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا محبت اور نرمی استعمال کرو۔

عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرِقْتُ مِنَ الِاخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ خَشِيتُ إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُبَايِعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُونُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ناپسند سمجھا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ناراض کروں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بات چیت شروع کی اور وہ مجھ سے زیادہ حلیم و باوقار تھے۔ اللہ کی قسم جو تقریر میں نے اپنے ذہن میں تیار کر رکھی اور مجھے بہت پسند تھی وہ تقریر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فی البدیہہ کر دی اور انہوں نے کوئی بات نہیں چھوڑی یا اس سے بہتر کہہ دی حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا اے انصار تم نے جو فضائل بیان کئے تم اس کے اہل ہو اور یہ خلافت سوائے اس قبیلہ قریش کے نوچی بھی نہیں جا سکتی قریش پورے عرب میں باعتبار نسب اور گھر کے افضل ہیں اور میں تمہارے لئے ان دونوں میں سے ایک سے راضی ہوں۔ تم ان دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اس بات (کہ ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو) کے سوا میں نے کوئی بات ناپسند نہیں سمجھی۔ بخدا حال یہ ہے کہ مجھے آگے کر کے بغیر کسی گناہ کے میری گردن اڑا دی جائے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں جن میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ اے اللہ مگر یہ کہ موت کے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے تو دوسری بات ہے۔ اس وقت ایسا نہیں ہے انصار میں سے کسی کہنے والے نے کہا (وہ حباب بن منذر بدری تھے) میں گاڑی ہوئی وہ خشک لکڑی ہوں جس خارش زدہ اونٹ اپنا جسم رگڑ کر خارش دور کرتا ہے۔ میں وہ پھل دار درخت ہوں جس میں پھل کے بوجھ کی وجہ سے تھونی لگا دی گئی ہو (یعنی قوم میں معتمد صاحب شرف ہوں جس کی رائے کی جاتی ہے) ہم (یعنی انصار) سے ایک امیر ہوگا اور اے قریش کے گروہ تم میں سے ایک امیر ہوگا۔ پھر شور و غل زیادہ ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حتیٰ کہ مجھے اختلاف کا اندیشہ لاحق ہوا تو میں نے کہا اے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ پھیلاؤ (میں تمہاری بیعت کروں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو میں نے ان کی بیعت کی اور مہاجرین نے بھی ان کی بیعت کی۔ پھر انصار نے ان کی بیعت کی اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔ میں ان سے کسی کہنے والے نے کہا تم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا (یعنی خزلانی اور سلب قوت کے باعث مقتول کی مثل کر دیا) میں نے کہا اللہ عزوجل نے حضرت سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے حضرت عمر فاروق نے کہا بخدا ہم جس معاملہ میں پڑے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین) ان معاملات میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کوامر قوی تر نہیں پایا۔ ہمیں یہ اندیشہ تھا اگر ہم لوگوں کو چھوڑ دیں اور کسی کی بیعت نہ ہو یہ لوگ ہمارے بعد ان میں سے کسی کی بیعت کر لیں اس کے بعد لوگ کسی کی بیعت کریں گے تو پھر یا تو ہم ایسی بات میں ان کے تابع ہو جائیں جو ہمیں پسند نہیں۔ یا ہم ان کی مخالفت کرتے تو فساد برپا ہو جاتا چنانچہ جس نے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص سے بیعت کی تو نہ اس کی پیروی کی جائے اور اس کے متبعین کی کہ اس نے اپنے آپ اور اپنے ساتھی اور دونوں نے اپنی عزتوں کو ہلاکت کیلئے پیش کر دیا ہے۔

ترجمہ

ابراہیم بن سعد نے صالح (بن کیسان) سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں مہاجرین کے کچھ لوگوں کو قرآن حکیم پڑھاتا تھا اُن میں سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک دفعہ منٰی میں اُن کے گھر میں تھا۔ (ابن اسحاق کی روایت میں ہے میں اُن کے گھر آیا اور اُن کو نہ پایا تو میں نے اُن کا انتظار کیا حتّٰی کہ وہ آ گئے) اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو آخری حج کیا اُن کے ساتھ تھے (اور یہ سن 23 ہجری تھا) جب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ واپس میری طرف آئے تو کہا کاش تم آج اِس آدمی کو دیکھتے جو امیر المؤمنین (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا کیا تمہیں فلاں کے متعلق خبر ہے جو کہتا ہے اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں فلاں (حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ) کی بیعت کروں گا، بخدا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سخت غصّے میں آ گئے، پھر فرمایا میں اِن شاء اللہ آج شام کو لوگوں کو خطاب کروں گا اور میں اُن کو اُن لوگوں سے ڈراؤں گا جو اُن کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! ایسا نہ کرو کیوں کہ موسمِ حج میں رزیلوں اور فسادیوں کو جمع کرتا ہے جب آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوں گے یہی لوگ (آپ کے خطبے کے لیے کھڑے ہونے کے وقت) آپ کے قریب غلبہ کر لیں گے (اور آپ کے قریب عقلمند لوگوں کے لیے جگہ نہیں چھوڑیں گے) مجھے اندیشہ ہے آپ خطبے میں کوئی بات کریں گے یہ اُس بات کو کسی اور نیت سے لوگوں میں پورا۔ پورا اُٹھائیں گے، اُڑائیں گے اور تشہیر کریں گے اور اُس بات کی مراد نہ پہچانیں گے اور اُس کو اُس کے مقام و محل پر نہیں رکھیں گے (یعنی اُس کو غلط معنی پہنا کر لوگوں تک پہنچائیں گے) آپ ٹھہر جائیں حتّٰی کہ آپ مدینہ منوّرہ پہنچ جائیں، مدینہ منوّرہ دارِ ہجرت اور سنّت ہے۔ وہاں سمجھ دار اور بزرگ کو منتخب کر کے اُن کے سامنے جو کہنا ہو بہت سوچ سمجھ کر کہیں۔ اُس کی اِس بات کو اہلِ علم محفوظ رکھیں گے اور صحیح طریقے سے اِس کو اپنی جگہ پر رکھیں گے (جو اُس کے مناسب ہو) یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا میں اِن شاء اللہ مدینہ منوّرہ پہنچ کر سب سے پہلے خطبہ دوں گا۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ منوّرہ آئے، جب جمعۃ المبارک کا دن آیا تو میں سورج ڈھلتے ہی جلدی سے مسجدِ نبوی میں پہنچا حتّٰی کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو ممبر شریف کے کونے کے پاس بیٹھا ہوا پایا۔ میں بھی اُن کے پاس اِتنا قریب بیٹھ گیا کہ میرا گھٹنا اُن کے گھٹنے کو مس کر رہا تھا۔ میں ابھی تھوڑا ہی ٹھہرا ہوں گا کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے، جب میں نے اُن کو آتے ہوئے دیکھا تو میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہا: آپ آج شام ایسی بات کہیں گے جو بات آپ نے جب سے خلیفہ بنے ہیں نہیں کہی۔ سعید بن زید نے میری بات تسلیم نہ کی اور مجھے امید نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں گے جس کو اُنہوں نے اِس سے قبل نہیں کہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ممبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور جب مؤذّن خاموش ہو گئے، آپ کھڑے ہوئے، اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا کی جس کا وہ لائق اور مستحق ہے پھر فرمایا: ''امّا بعد! میں تم سے وہ بات کرنے والا ہوں جس کا کہنا میرے مقدّر میں لکھا جا چکا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید کہ میرے سامنے میری موت قریب ہے (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافقات میں سے جو آپ اُن کی زبان پر جاری ہوا ایسے ہی واقع ہوا) جو اِس کو سمجھ لے اور کما حقہٗ یاد کرے تو اُس کی سواری جہاں بھی پہنچے وہ اِس کو بیان کرے.... پھر سنو مجھے خبر پہنچی ہے تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں فلاں (حضرت طلحہ بن عبید اللہ) کی بیعت کروں گا، کسی مرد کا یہ کہنا اُس کو دھوکے میں نہ ڈالے کہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ سنو! یہ اِسی طرح تھی لیکن اللہ جل جلالہ نے اُس کے شرّ سے بچا لیا، تم میں سے کوئی بھی فضل وشرف میں حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں۔ ہماری گردنیں اُس تک پہنچ سکیں (انقطاع گردن اُس کو دیکھنے کے امتناع سے تعبیر کیا گیا ہے) جس نے کسی شخص کی مسلمانوں کے باہم مشورے کے بغیر بیعت کی۔ نہ اُس کی پیروی کی جائے نہ اُس کے متّبعین کی کہ (اُس نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی اور اپنی عزّتوں کو) قتل کے لیے پیش کر دیا ہے۔....[1]

1. صحیح بخاری: 3/757-758-759-760-761، رقم: 1730، انٹرنیشنل نمبر: 6830

ایسی ہی ایک صحیح روایت دوسرے طریق سے 'مسند احمد' میں ہے:

مُسند احمد کی صحیح روایت

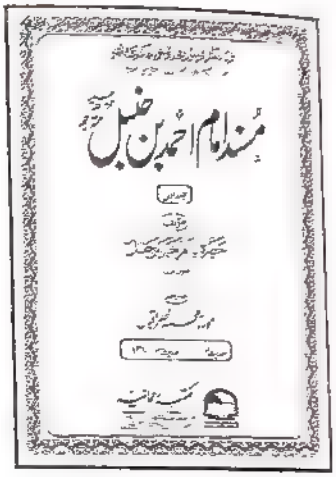

مُسند امام احمد بن حنبل مترجم ۲۳۲ مُسند الخلفاء الراشدین

حَدِيثُ السَّقِيفَةِ

حدیثِ سقیفہ

(۲۹۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى رَحْلِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَنْتَظِرُهُ وَذَلِكَ بِمِنًى فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي قَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ أَمْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَإِنَّهُمْ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ إِذَا قُمْتَ فِي النَّاسِ فَأَخْشَى أَنْ تَقُولَ مَقَالَةً يَطِيرُ بِهَا أُولَئِكَ فَلَا يَعُوهَا وَلَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا وَلَكِنْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصَ بِعُلَمَاءِ النَّاسِ وَأَشْرَافِهِمْ فَتَقُولَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعُونَ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُونَهَا مَوَاضِعَهَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَئِنْ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَالِمًا صَالِحًا لَأُكَلِّمَنَّ بِهَا النَّاسَ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ وَكَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ صَكَّةَ الْأَعْمَى فَقُلْتُ لِمَالِكٍ وَمَا صَكَّةُ الْأَعْمَى قَالَ إِنَّهُ لَا يُبَالِي أَيَّ سَاعَةٍ خَرَجَ لَا يَعْرِفُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ وَنَحْوَ هَذَا فَوَجَدْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ عِنْدَ رُكْنِ الْمِنْبَرِ الْأَيْمَنِ قَدْ سَبَقَنِي فَجَلَسْتُ حِذَاءَهُ تَحُكُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ طَلَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قُلْتُ لَيَقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ مَقَالَةً مَا قَالَهَا عَلَيْهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ قَالَ فَأَنْكَرَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ ذَلِكَ فَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ فَجَلَسَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّي قَائِلٌ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي فَمَنْ وَعَاهَا وَعَقَلَهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ لَمْ يَعِهَا فَلَا أُحِلُّ لَهُ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ قَدْ أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا

أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوِ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ أَلَا وَإِنَّا قَدْ كُنَّا نَقْرَأُ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللَّهِ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ إِنَّ بَيْعَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَتْ فَلْتَةً أَلَا وَإِنَّهَا كَانَتْ كَذَلِكَ أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ فِيكُمُ الْيَوْمَ مَنْ تُقْطَعُ إِلَيْهِ الْأَعْنَاقُ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا وَإِنَّهُ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا تَخَلَّفُوا فِي بَيْتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفَتْ عَنَّا الْأَنْصَارُ بِأَجْمَعِهَا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نَؤُمُّهُمْ حَتَّى لَقِيَنَا رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا لَنَا الَّذِي صَنَعَ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْتُ نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ وَاقْضُوا أَمْرَكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى جِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا هُمْ مُجْتَمِعُونَ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ رَجُلٌ مُزَمِّلٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا وَجِعٌ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَامَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ مِنَّا وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَيَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ وَهُوَ كَانَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ وَكَانَ أَعْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَهَا فِي بَدِيهَتِهِ وَأَفْضَلَ حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا ذَكَرْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ أَهْلُهُ وَلَمْ تَعْرِفِ الْعَرَبُ هَذَا الْأَمْرَ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ أَيَّهُمَا شِئْتُمْ وَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا وَكَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ إِلَى إِثْمٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَغَيَّرَ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ذَلِكَ مَا مَعْنَى أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ قَالَ كَأَنَّهُ يَقُولُ أَنَا دَاهِيَتُهَا قَالَ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى خَشِيتُ الِاخْتِلَافَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَهُ

الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدًا فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدًا وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا أَمْرًا هُوَ أَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَشِينَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُحْدِثُوا بَعْدَنَا بَيْعَةً فَإِمَّا أَنْ نُتَابِعَهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَى وَإِمَّا أَنْ نُخَالِفَهُمْ فَيَكُونَ فِيهِ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ أَمِيرًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةِ الْمُسْلِمِينَ فَلَا بَيْعَةَ لَهُ وَلَا بَيْعَةَ لِلَّذِي بَايَعَهُ تِغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا قَالَ مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ الرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ لَقِيَاهُمَا عُوَيْمِرُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ الَّذِي قَالَ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ [صححه البخاری (۲۴۶۲) ومسلم (۱۶۹۱) وابن حبان (۴۱۴)] [راجع: ۱۵۴، ۱۵۶، ۲۴۹]

(۳۹۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں جو آخری حج کیا ہے، یہ اس زمانے کی بات ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے پاس واپس آئے، میں انہیں پڑھایا کرتا تھا، انہوں نے مجھے اپنا انتظار کرتے ہوئے پایا، اس وقت ہم لوگ منیٰ میں تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آتے ہی کہنے لگے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج رات کو میں کھڑا ہو کر لوگوں کو اس گروہ سے بچنے اور احتیاط کرنے کی تاکید کروں گا جو خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہیں، لیکن میں نے ان سے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ ایسا نہ کیجئے، کیونکہ حج میں ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے ہیں، شر پسند بھی ہوتے ہیں اور گھٹیا سوچ رکھنے والے بھی، جب آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ کہنا چاہیں گے تو یہ آپ پر غالب آجائیں گے، مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اگر کوئی بات کہیں گے تو یہ لوگ اسے اڑا لے جائیں گے، صحیح طرح اسے یاد نہ رکھ سکیں گے اور صحیح محمل پر اسے محمول نہ کرسکیں گے۔

البتہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے جائیں، جو کہ دارالہجرۃ اور دارالسنۃ ہے، اور خالصۃً علماء اور معززین کا گہوارہ ہے، تب آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں اور خوب اعتماد سے کہیں، وہ لوگ آپ کی بات کو سمجھیں گے بھی اور اسے صحیح محمل پر بھی محمول کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا اگر میں مدینہ منورہ صحیح سالم پہنچ گیا تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے یہی بات رکھوں گا۔

ذی الحجہ کے آخر میں جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو جمعہ کے دن میں اندھوں سے ٹکراتا ہوا صبح ہی مسجد میں پہنچ گیا، راوی نے ''اندھوں سے ٹکرانے'' کا مطلب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی خاص وقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی گرمی سردی وغیرہ کو خاطر میں لاتے تھے (جب دل چاہتا آ کر منبر پر رونق افروز ہو جاتے) بہر حال! میں نے منبر کی دائیں جانب حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بیٹھے ہوئے پایا جو مجھ سے سبقت لے گئے تھے، میں بھی ان کے برابر جا کر بیٹھ گیا، اور میرے گھٹنے ان کے گھٹنے سے رگڑ کھا رہے تھے۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہوئے نظر آئے، میں نے انہیں دیکھتے ہی کہا کہ آج یہ اس منبر سے ایسی بات کہیں گے جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ کہی ہوگی، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ کوئی ایسی بات کہیں جو اب سے پہلے نہ کہی ہو، اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ کر منبر پر تشریف فرما ہو گئے۔

جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہوا تو سب سے پہلے کھڑے ہو کر انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی، پھر ''امابعد'' کہہ کر فرمایا لوگو! میں آج ایک بات کہنا چاہتا ہوں جسے کہنا میرے لیے ضروری ہو گیا ہے، کچھ خبر نہیں کہ شاید یہ میری موت کا پیش خیمہ ہو، اس لئے جو شخص اسے یاد رکھ سکے اور اچھی طرح سمجھ سکے، اسے چاہئے کہ یہ بات وہاں تک لوگوں کو پہنچا دے جہاں تک اس کی سواری جا سکتی ہو اور جو شخص اسے یاد نہ رکھ سکے، اس کے لئے مجھ پر جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حق کے ساتھ بھیجا، ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور ان پر نازل ہونے والے احکام میں رجم کی آیت بھی شامل تھی، جسے ہم نے پڑھا، اور یاد کیا، نیز نبی علیہ السلام نے بھی رجم کی سزا جاری فرمائی اور ان کے بعد ہم نے بھی یہ سزا جاری کی، مجھے خطرہ ہے کہ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ ہمیں تو کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں ملتی، اور وہ اللہ کے نازل کردہ ایک فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں۔

یاد رکھو! اگر کوئی مرد یا عورت شادی شدہ ہو کر بدکاری کا ارتکاب کرے اور اس پر گواہ بھی موجود ہوں، یا عورت حاملہ ہو، یا وہ اعترافِ جرم کر لے تو کتاب اللہ میں اس کے لئے رجم کا ہونا ایک حقیقت ہے، یاد رکھو! ہم یہ بھی پڑھتے تھے کہ اپنے آباؤ اجداد سے اعراض کر کے کسی دوسرے کی طرف نسبت نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا کفر ہے۔

یاد رکھو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا، مجھے اس طرح مت بڑھانا، میں تو محض اللہ کا بندہ ہوں، اس لئے تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہی کہو۔

مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ لوگوں میں سے بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب عمر مر جائے گا تو ہم فلاں شخص کی بیعت کر لیں گے، کوئی شخص اس بات سے دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک اور جلدی میں ہوئی تھی، ہاں! ایسا ہی ہوا تھا، لیکن اللہ نے اس کے شر سے ہماری حفاظت فرمائی، لیکن اب تم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جس کی طرف گردنیں اٹھ سکیں۔

ہمارا یہ واقعہ بھی سن لو کہ جب نبی علیہ السلام کا وصالِ مبارک ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے، جبکہ انصار سب سے کٹ کر مکمل طور پر سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے، اور مہاجرین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اکٹھے ہونے لگے، میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ انصاری بھائیوں کی طرف چلیے۔

چنانچہ ہم ان کے پیچھے روانہ ہوئے، راستے میں ہمیں دو نیک آدمی ملے، انہوں نے ہمیں بتایا کہ لوگوں نے کیا کیا ہے؟

اللہ ہم سے پوچھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جارہے ہیں، انہوں نے کہا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں تو بہتر ہے، آپ اپنا معاملہ خود طے کر لیجئے، میں نے کہا کہ نہیں! ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔

چنانچہ ہم سقیفۂ بنی ساعدہ میں ان کے پاس پہنچ گئے، وہاں تمام انصار اکٹھے تھے، اور ان کے درمیان میں ایک آدمی چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا، میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ بیمار ہیں۔

بہرحال! جب ہم بیٹھ گئے تو ان کا ایک مقرر کھڑا ہوا اور اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد کہنے لگا کہ ہم اللہ کے انصار و مددگار ہیں، اور اسلام کا لشکر ہیں، اور اے گروہِ مہاجرین! تم ہمارا ایک گروہ ہو، لیکن اب تم ہی میں سے کچھ ہماری جڑیں کاٹنے لگے ہیں، وہ ہماری اصل سے جدا کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ہمیں کاروبارِ خلافت سے الگ رکھنا چاہتے ہیں۔

جب وہ اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا تو میں نے بات کرنا چاہی کیونکہ میں اپنے دل میں ایک بڑی عمدہ تقریر سوچ کر آیا تھا، میرا ارادہ یہ تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کچھ کہنے سے پہلے میں اپنی بات کہہ لوں، میں نے اس میں بعض سخت باتیں بھی شامل کر رکھی تھیں لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ حلیم اور باوقار تھے، انہوں نے مجھے روک دیا، میں نے انہیں ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ وہ مجھ سے بڑے عالم اور زیادہ پروقار تھے۔

بخدا! میں نے اپنے ذہن میں جو تقریر سوچ رکھی تھی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا ایک کلمہ بھی نہ چھوڑا اور فی البدیہہ وہ سب کچھ بلکہ اس سے بہتر کہہ دیا جو میں کہنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی تقریر ختم کر لی، اس تقریر کے دوران انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اپنی جو نیکیاں ذکر کی ہیں، آپ ان کے اہل اور حقدار ہیں، لیکن خلافت کو پورا عرب قریش کے اسی قبیلے کا حق سمجھتا ہے کیونکہ پورے عرب میں حسب نسب اور جگہ کے اعتبار سے یہ لوگ ''مرکز'' شمار ہوتے ہیں، میں آپ کے لئے ان دو میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی تجویز پیش کرتا ہوں، آپ جس مرضی کو منتخب کر لیں، یہ کہہ کر انہوں نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری تقریر میں یہ بات اچھی نہ لگی، بخدا! میں یہ سمجھتا تھا کہ اگر مجھے آگے بڑھایا جائے تو میری گردن اڑا دی جائے، مجھے یہ بہت بڑا گناہ محسوس ہوتا تھا کہ میں ایک ایسی قوم کا حکمران بنوں جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا شخص موجود ہو، البتہ اب موت کے وقت آ کر میرا مزاج بدل گیا ہے (یہ کسر نفسی کے طور پر فرمایا گیا ہے)

انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ مجھے ان معاملات کا خوب تجربہ ہے اور میں اس کے بہت سے پھلوں کا بوجھ لادے رہا ہوں، اے گروہ قریش! ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، اس پر شور وشغب بڑھ گیا، آوازیں بلند ہونے لگیں اور مجھے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں جھگڑا نہ ہو جائے، یہ سوچ کر میں نے فوراً کہا ابوبکر! اپنا ہاتھ بڑھایئے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان کی بیعت کر لی، یہ دیکھ کر مہاجرین نے بھی بیعت کر لی اور انصار نے بھی بیعت کر لی، اور ہم وہاں سے کود کر

آ گئے، اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہیں رہ گئے۔

کسی نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا، میں نے کہا اللہ نے ایسا کیا ہوگا (ہم کیا کر سکتے ہیں؟) اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا! آج ہمیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے واقعے سے زیادہ مضبوط حالات کا سامنا نہیں ہے، ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر لوگ جدا ہو گئے اور اس وقت کوئی خلیفہ نہ ہوا تو وہ کسی سے بیعت کر لیں گے، اب یا تو ہم کچھ ناپسندیدہ فیصلوں پر انہیں اپنے اتباع پر قائم کریں، یا پھر ہم ان کی مخالفت میں احکام جاری کریں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں فساد ہوگا۔

اس لئے یاد رکھو! جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص کی بیعت کرے گا اس کی بیعت کا کوئی اعتبار نہیں، اور نہ ہی وہ اس شخص کے ہاتھ پر صحیح ہوگی جس سے بیعت لی گئی ہے، اس اندیشے سے کہ کہیں وہ دونوں قتل نہ ہو جائیں۔

(۳۹۲) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَقَالَ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ [صححه البخاري و صححه مسلم وسيأتي برقم (۱۳۱۲۵) سيأتي في مسند أنس: ۱۳۱۲۵]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ..... اِس لیے یاد رکھو! جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص کی بیعت کرے گا اُس کی بیعت کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی وہ اُس شخص کے ہاتھ پر صحیح ہوگی جس سے بیعت لی گئی ہے، اِس اندیشے سے کہ کہیں وہ دونوں قتل نہ ہو جائیں۔

شیخ ارنؤوط نے اِس روایت کی سند کو مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. مُسند احمد بن حنبل (اُردو): 1/242-247، رقم: 391

قارئین کرام ! یزید پلید کی ولی عہدی کو ثابت کرنے کے لیے جو اہل علم سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرّر کرنے کو بنیادی دلیل بناتے ہیں کیا اُنہوں نے اِن صحیح روایتوں کا مطالعہ نہیں کیا ؟

جب مقرّر ہونے والے دوّم خلیفہ راشد سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ خود یہ خطبہ دے رہے ہیں کہ اب (جو کوئی) بغیر مسلمانوں کے مشورے کے بیعت لے گا اُس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا تو یزید کی ولی عہدی جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغیر مشورے کے اور صلحِ حسن کی شرط کو توڑ کر کی تھی کیا یہ خلیفہ دوّم سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نا فرمانی نہیں ہے ؟

اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما - پنجم خلیفۂ راشد

اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت

اِسی سال یعنی 40 ہجری میں اُن کے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ سب سے پہلے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ اپنا ہاتھ آگے کریں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کی سنّت اور مفسدین سے جنگ کرنے پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، ''اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہی کافی ہے۔ یہ سب شرطوں کو شامل ہے، اِس کے بعد لوگوں نے بیعت کر لی۔[1]

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کے لشکر کے چالیس ہزار آدمیوں نے موت تک اُن کا ساتھ دینے کے وعدے سے بیعت کی تھی۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب وہ اُن لوگوں سے شام کے متعلق کچھ باتیں بیان کرتے تھے۔ مگر اِس اثنا میں کہ وہ روانگی کی تیاریاں کر رہے تھے کہ شہید ہو گئے۔ حق یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ غرض کہ جب وہ شہید ہو گئے اور لوگوں نے بڑے صاحب زادے اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو آپ کو یہ خبر ملی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کو ہمراہ لے کر اُن پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ اور اُن کا لشکر جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تیار ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے کوفے سے روانہ ہوئے۔[2]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت صرف چھے ماہ تھی۔[3]

خلافتِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ تقریباً 6 ماہ رہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 30 سال خلافتِ راشدہ کی حدیث میں شامل ہوتی ہے۔ یعنی سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پنجم خلیفۂ راشد ہیں۔

---

1. الکامل فی تاریخ (اردو)، 2/756
2. الکامل فی تاریخ (اردو)، 3/25
3. الکامل فی تاریخ (اردو)، 2/756

حدیث سفینہ: شرح جامع الترمذی

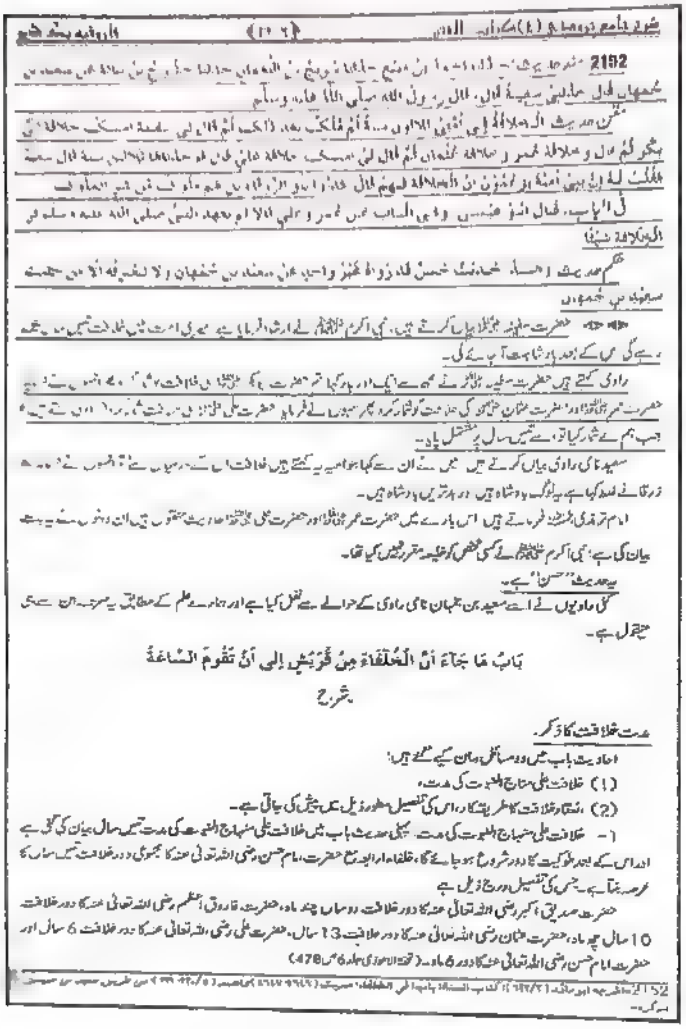
شرح جامع ترمذی (1) کتاب الفتن (۱۰۶) ابواب الفتن

2152 حدثنا ابو سعید الاشج حدثنا وکیع عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحة عن سفینة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

[illegible]

هکذا روی غیر واحد عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحة عن سفینة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم [illegible]

قال ابو عیسی وفی الباب عن عمر وعلی قال ابو عیسی الا من حدیث النبی صلی الله علیه وسلم فی الخلافة شیئا

هکذا روی غیر واحد عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحة عن سفینة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم [illegible]

هذا حدیث حسن [illegible] واحد عن معدان بن ابی طلحة ولا نعرفه الا من حدیث سفینة بن حبیب

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی۔

راوی کہتے ہیں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک اور بار کہا تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار کرو (راوی کہتے ہیں) جب ہم نے شمار کیا تو اسے تیس سال پر مشتمل پایا۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: بنو امیہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت ان کے درمیان ہے، تو انہوں نے فرمایا: بنو زرقا نے غلط کہا ہے یہ لوگ بادشاہ ہیں اور بدترین بادشاہ ہیں۔

باب ما جاء أن الخلافة من قریش إلی أن تقوم الساعة

شرح

مدت خلافت کا ذکر۔

احادیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(1) خلافت علی منہاج النبوت کی مدت،

(2) انتقال خلافت کا طریقہ کار، اس کی تفصیل مطلوب ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

1- خلافت علی منہاج النبوت کی مدت: پہلی حدیث باب میں خلافت علی منہاج النبوت کی مدت تیس سال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا، خلفاء اربعہ حضرت، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجموعی دور خلافت تیس سال کا عرصہ بنتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت دو سال چند ماہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 10 سال چھ ماہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 12 سال، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 6 سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور 5 ماہ۔ (تحفۃ الاحوذی جلد 6 ص 478)

ترجمہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبیّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری اُمّت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اِس کے بعد بادشاہت آ جائے گی۔ راوی کہتے ہیں: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک اور بار کہا: تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر اُنہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر اُنہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار کرو (راوی کہتے ہیں) جب ہم نے شمار کیا تو اُسے تیس سال پر مشتمل پایا۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اُن سے کہا: 'بنو اُمیّہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت اُن کے درمیان ہے'، تو اُنہوں نے فرمایا: 'بنو زرقا نے غلط کہا ہے یہ لوگ بادشاہ ہیں اور بدترین بادشاہ ہیں'۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں ان دونوں نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے سعید بن جُمہان نامی راوی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق یہ صرف اُن سے ہی منقول ہے۔[1]

شرح:

اہلِ سنّت والجماعت، بریلوی مسلک کے مشہور شارح ''علّامہ محمد یاسین قصوری نقشبندی'' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''احادیث کے باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(1) خلافتُ علیٰ منہاج النبوّۃ کی مدّت

(2) انعقادِ خلافت کا طریقۂ کار، اِس کی تفصیل سطورِ ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

1. خلافتُ علی منہاج النبوّۃ کی مدّت: پہلی حدیث باب میں خلافتُ علیٰ منہاج النبوّۃ کی مدّت تیس سال بیان کی گئی ہے اور اِس کے بعد ملوکیّت کا دور شروع ہوجائے گا، خلفائے اربعہ مع حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا مجموعی دورِ خلافت تیس سال کا عرصہ بنتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت دو سال چند ماہ، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت 10 سال چھے ماہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت 13 سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلاف 6 سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا دور 6 ماہ۔[2]

خلیفۂ راشد امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدّتِ خلافت سے متعلق اہلِ سنّت کی رائے بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد صلابی جو مشہور سلفی مؤرّخ ہیں، لکھتے ہیں: ''امیر المؤمنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنی بیعت کے بعد حجاز، یمن اور عراق وغیرہ کے قریباً سات (7) مہینے، دوسرے قول کے مطابق چھے (6) مہینے خلیفہ رہے۔ اِس مدّت میں آپ کی خلافت صحیح معنی میں خلافت راشدہ تھی، اِس لیے کہ یہ مدّت اُس خلافتِ راشدہ کی مدّت کا تکملہ ہے جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس کی مدّت تیس (30) سال ہوگی۔[3]

---

1. سنن جامع الترمذی مع شمائل الترمذی (اردو)، 4/236-237، رقم: 2152، انٹرنیشنل نمبر: 2226
2. سنن جامع الترمذی مع شمائل الترمذی (اردو)، 4/236-237، رقم: 2152، انٹرنیشنل نمبر: 2226
3. صلابی فی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما شخصیت اور کارنامے (اردو) صفحہ: 249

حدیثِ سفینہ: مُسند ابو داؤد طیالسی

1203 ــ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَفِينَةُ، قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلْخِلَافَةُ فِي اُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ ثُمَّ قَالَ سَفِينَةُ: اَمْسِكْ، خِلَافَةَ اَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةَ عُمَرَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةَ اَشْهُرٍ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ خِلَافَةَ عَلِيٍّ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ قُلْتُ: فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ اَوَّلَ الْمُلُوكِ

حضرت سعید بن جمہان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا' تو ارشاد فرمایا: خلافت میری اُمت میں تیس سال ہو گی' پھر بادشاہت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہر جا! حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بارہ سال چھ ماہ تک رہی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال تک رہی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک خلافت تیس سال مکمل ہو گئی۔ (سعید بن جمہان فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (کی خلافت)۔ تو حضرت سفینہ نے کہا: وہ پہلے بادشاہ ہیں۔

1203- حديث صحيح . أخرجه أبو نعيم في الامامة والرد على الرافضة رقم الحديث: 180' والبيهقي في المدخل رقم الحديث: 52 من طريق المصنف . وأخرجه أحمد رقم الحديث: 21978' والترمذي رقم الحديث: 2226' والطبراني جلد7 صفحه97' والبيهقي في الدلائل جلد6 صفحه342' وابن عساكر في تاريخ دمشق السيرة النبوية جلد2 صفحه278 من طرق عن الحشرج' به . وقال الترمذي: حديث حسن . وأخرجه أحمد رقم الحديث: 21969-21978' وأبو داؤد رقم الحديث: 4646-4647' والنسائي في الكبرى رقم الحديث: 8155' وابن أبي عاصم في السنة رقم الحديث: 1181' والبزار رقم الحديث: 3827-3828' والروياني رقم الحديث: 66-668' والطحاوي في المشكل رقم الحديث: 3349' وابن حبان رقم الحديث: 6657-6943' والبغوي في الجعديات رقم الحديث: 3359' والطبراني جلد1 صفحه79' والحاكم جلد3 صفحه71' وغيرهم من طرق عن سعيد بن جمهان' به . قال المروزي كما في المنتخب من العلل للخلال صفحه127: ذكر لأبي عبد الله حديث سفينة صحيحه' وقال: هو صحيح . وانظر جامع بيان العلم وفضله رقم الحديث: 2313 . وفي مسائل الامام أحمد لعبد الله رقم الحديث: 1833 . قال أحمد: وأما الخلافة' فذهب الى حديث سفينة . وانظر فتاوى شيخ الاسلام جلد35 صفحه18' والسلسلة الصحيحة رقم الحديث: 460 .

[مُسند ابي داؤد الطيالسي : 1190 (285/3) ، قال الشيخ غلام مصطفى ظهير امن پوري في السلة 16 : إسناده صحيح]

ترجمہ

سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میری اُمّت میں خلافت 30 سال تک رہے گی، پھر اُس کے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہو جائے گی۔' پھر سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''تم شمار کر لو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت 12 سال اور 6 ماہ تھی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت 12 سال تھی اور پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نے (سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے 6 ماہ بھی شامل کرنے سے) 30 سال پورے کر دیے ہیں۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کیا ہوئی؟' سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'وہ (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد نہیں بلکہ مسلمانوں کے) بادشاہوں میں سے پہلے (بادشاہ) تھے۔[1]

حدیثِ سفینہ: سنن ابی داؤد

شرح ابوداؤد (۸) کتاب السنة (۲۹۰) فاروقیہ بک ڈپو

4646- حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جمهان عَنْ سَفِينَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ قَالَ سَعِيدٌ قَالَ لِي سَفِينَةُ أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَعُمَرَ عَشْرًا وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ كَذَا قَالَ سَعِيدٌ قُلْتُ لِسَفِينَةَ إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ قَالَ كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ

◇◇ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نبوت کی خلافت 30 برس تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کر دے گا۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں' سفینہ نے مجھ سے فرمایا: تم حساب کرو۔ حضرت ابوبکر کے دو سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی اسی طرح۔

سعید کہتے ہیں میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کچھ لوگ یہ کہتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے تو انہوں نے فرمایا: یہ ''بنو زرقا'' کا بیان کردہ جھوٹ ہے ان کی مراد' بنو مروان'' تھے۔

4647- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جمهان عَنْ سَفِينَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ

◇◇ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نبوت کی خلافت 30 برس تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کر دے گا۔

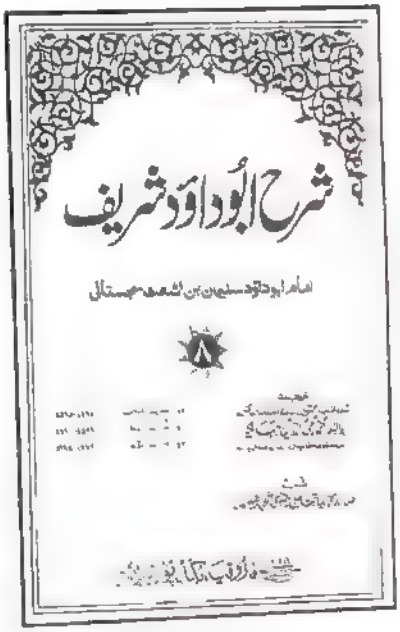

1. مسند ابو داؤد طیالسی (اردو)، 2/102-103، رقم: 1203

ترجمہ

حدیث : 4646

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نبوّت کی خلافت 30 برس تک ہوگی پھر اللہ عزوجل جسے چاہے گا بادشاہت عطا کر دے گا۔''

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں، سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم حساب کرو، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو (2) سال، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دس (10) سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ (12) سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی اسی طرح۔

سعید کہتے ہیں میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں، ''حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے تو اُنہوں نے فرمایا: یہ بنو زَرقاء کا بیان کردہ جھوٹ ہے'' اُن کی مراد ''بنو مروان'' تھے۔[1]

حدیث : 4647

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: نبوّت کی خلافت 30 برس تک ہوگی پھر اللہ عزوجل جسے چاہے گا بادشاہت عطا کر دے گا۔[2]

حدیثِ سفینہ: مُسند احمد بن حنبل

مُسند الأنصار ۳۱۲ مُسند امام احمد بن حنبل مترجم

حَدِيثُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

حضرت ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں جو نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام ہیں

(۲۲۲۶۴) حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ ح وَعَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ الْمُلْكُ قَالَ سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِينَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اثْنَيْ عَشْرَ سَنَةً وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّ سِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ [انظر: ۲۲۲۶۰، ۲۲۲۷۳]. [صححه ابن حبان (٦٦٥٧، و٦٩٤٣)، والحاكم (٧١/٣)، وقد حسنه الترمذي. قال الألباني: صحيح (ابو داود: ٤٦٤٦ و٦٤٧ر، الترمذي: ٢٢٢٦). قال شعيب: اسناده حسن].

(۲۲۲۶۴) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال تک رہے گی۔ اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اسے یوں شمار کراتے ہیں کہ دو سال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہوئے، دس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے، اور چھ سال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے (کل تیس سال ہو گئے)

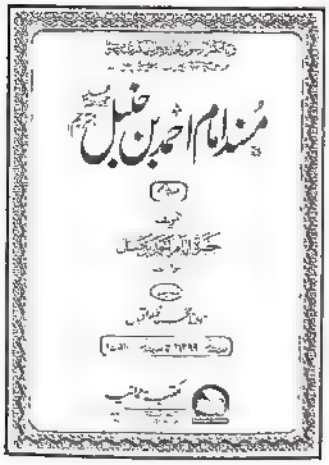

1. شرح ابو داؤد شریف (اردو)، 8/290، رقم: 4646، 4647
2. شرح ابو داؤد شریف (اردو)، 8/290، رقم: 4646، 4647

ترجمہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس (30) سال تک رہے گی اُس کے بعد بادشاہت آ جائے گی، حضرتِ سفینہ رضی اللہ عنہ اِسے یوں شمار کراتے ہیں کہ دو سال حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہوئے، دس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اور چھے (6) سال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے۔ (کُل تیس سال ہو گئے۔)

علّامہ شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے جبکہ شیخ اَرناؤوط نے اِس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[1]

حدیثِ سفینہ: مشکوٰۃ المصابیح

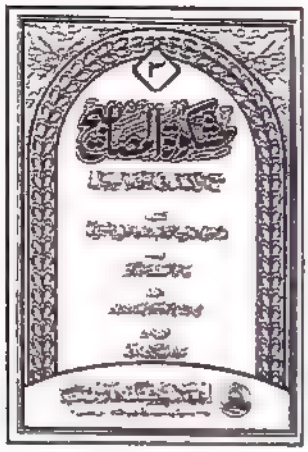

كِتَابُ الْفِتَنِ 237/3 فتنوں کا بیان

٥٣٩٥: وَعَنْ سَفِينَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا)). ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِينَةُ: أَمْسِكْ: خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَةً، وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ، وَعَلِيٍّ سِتَّةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ ۞

٥٣٩٥: سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''خلافت تیس سال تک ہوگی، پھر بادشاہت ہو گی۔'' پھر سفینہ بیان کرتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال شمار کر، عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال، عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ سال شمار کر۔

۞ إسناده حسن، رواه احمد (٥/ ٢٢٠-٢٢١ ح ٢٢٢٦٤) والترمذي (٢٢٢٦ وقال: حسن) وابو داود (٤٦٤٦)۔

مشہور اہلِ حدیث محقق شیخ زُبیر علی زئی نے اِس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[2]

1. مُسند احمد بن حنبل (اردو)، 10/312، رقم: 22264
2. مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 3/237، رقم: 5395

حدیث سفینہ: سلسلۂ احادیثِ صحیحہ

مشہور اہلِ حدیث محدّث و محقق شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی مشہور کتاب ''سلسلۂ احادیثِ صحیحہ'' میں حدیثِ سفینہ کو نقل کرتے ہیں:

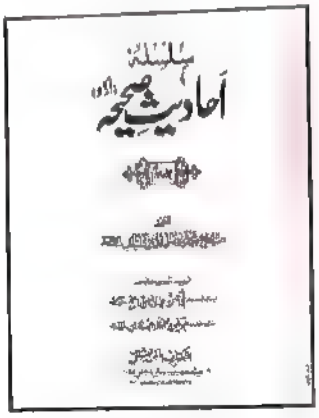

خلافت، بیعت، اطاعت اور امارت کا بیان ۱۸۷

باب: خلافة النبوة

۱۷۶: عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا)).

باب: نبوت کی خلافت کا بیان

مولائے رسول سیدنا ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیس سال تک خلافت رہے گی اور اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۴۵۹۔ ابوداؤد (۴۶۴۶، ۴۶۴۷) ترمذی (۲۲۲۶) احمد (۵/ ۲۲۰، ۲۲۱) حاکم (۳/ ۷۱)

فوائد: پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور کی خلافت راشدہ اور آخری دور کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ظالم اور جابر دو قسم کی سلطنتیں ہوں گی۔

ترجمہ

مولائے رسول سیّدنا ابو عبد الرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیس سال تک خلافت رہے گی اور اِس کے بعد بادشاہت ہوگی۔''(1)

1. سلسلۂ احادیثِ صحیحہ (اردو)، 2/287، رقم: 1761

حدیثِ سفینہ:

مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

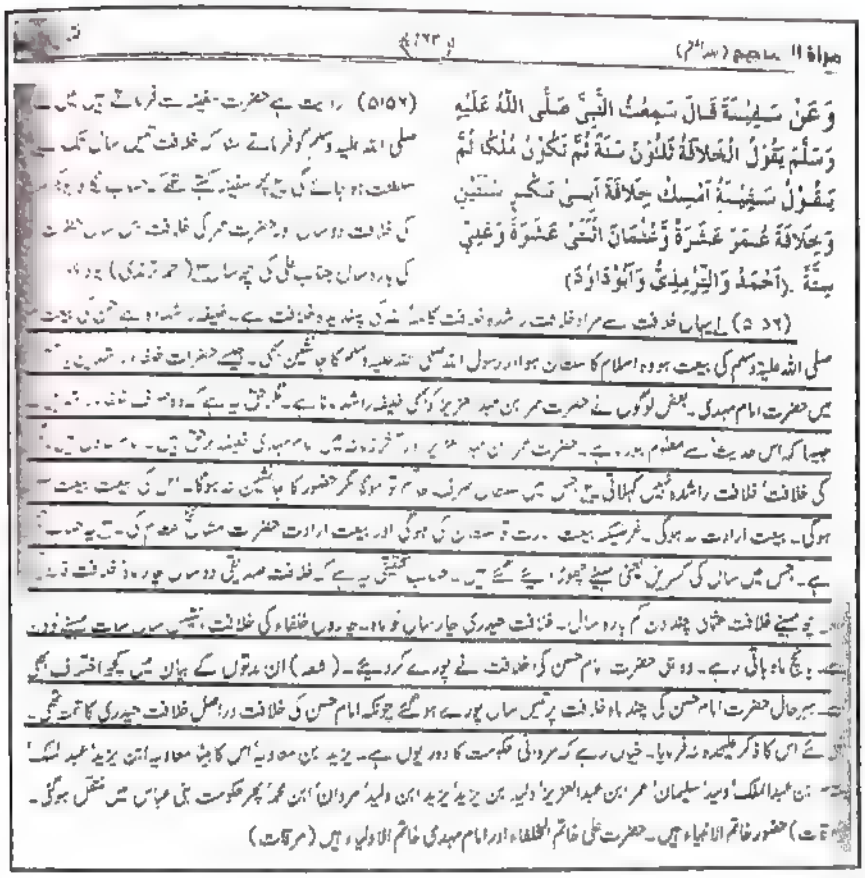

مرآۃ المناجیح (سادس) ۲۶۳

وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَةً وَّعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً. (اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

(۵۱۵۶) روایت ہے حضرت سفینہ سے فرماتے ہیں میں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلافت تیس سال تک رہے گی پھر سلطنت ہو جائے گی پھر سفینہ کہتے تھے حساب لگاؤ ابوبکر کی خلافت دو سال اور حضرت عمر کی خلافت دس سال اور حضرت عثمان کی بارہ سال جناب علی کی چھ سال۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

(۵۱۵۶) ۱ یہاں خلافت سے مراد خلافت راشدہ خلافت کاملہ اللہ کی پسندیدہ خلافت ہے۔ خلیفہ راشد وہ ہے جس کی بیعت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہو وہ اسلام کا سلطان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بھی۔ جیسے حضرات خلفائے راشدین یا آخر میں حضرت امام مہدی۔ بعض لوگوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو بھی خلیفہ راشد مانا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ صرف خلیفہ راشد تھے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اور آخر زمانہ میں امام مہدی خلیفہ برحق ہیں۔ باقی سب خلفاء کی خلافت خلافت راشدہ نہیں کہلاتی ہے جس میں سلطان صرف حضور تو ہوئے مگر حضور کا جانشین نہ ہوگا۔ اس کی بیعت بیعت ہوگی۔ بیعت ارادت نہ ہوگی۔ غرضیکہ بیعت ... ہوگی اور بیعت ارادت حضرت مشائخ عظام کی ہے یہ حساب ہے۔ جس میں سال کی کسریں یعنی مہینے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ حساب کیجئے یہ ہے کہ خلافت صدیقی دو سال چار ماہ خلافت فاروقی ... چھ مہینے خلافت عثمانی چند دن کم بارہ سال۔ خلافت حیدری چار سال نو ماہ۔ جو دو خلفاء کی خلافت تھی سال سات مہینے دن ... پانچ ماہ باقی رہے۔ وہ تھی حضرت امام حسن کی خلافت نے پورے کر دیئے۔ (قصہ) ان مدتوں کے بیان میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ بہرحال حضرت امام حسن کی چند ماہ خلافت پر تیس سال پورے ہو گئے چونکہ امام حسن کی خلافت دراصل خلافت حیدری کا تتمہ تھی ... نے اس کا ذکر علیحدہ نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ مروانی حکومت کا دور یوں ہے۔ یزید بن معاویہ اس کا بیٹا معاویہ ابن یزید عبد الملک ... بن عبد الملک ولید سلیمان عمر ابن عبد العزیز یزید بن یزید ابن ولید مروان ابن محمد پھر حکومت بنی عباس میں منتقل ہوگئی۔ ... ت) حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ حضرت علی خاتم الخلفاء اور امام مہدی خاتم الاولیاء ہیں (مرقات)

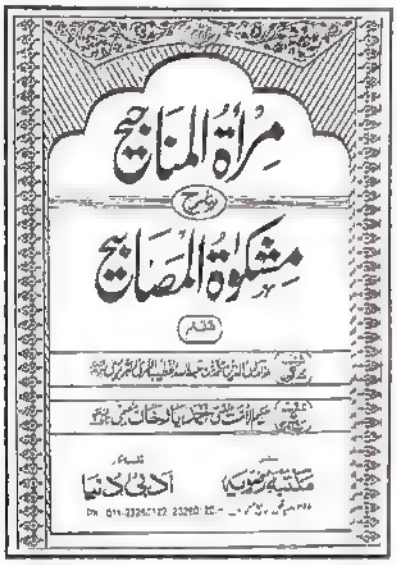

مُفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مشکوٰۃ المصابیح کی حدیثِ سفینہ کی شرح میں مشہور بریلوی شارح مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہاں خلافت سے مراد خلافتِ راشدہ، خلافتِ کاملہ، اللہ جل جلالہ کی پسندیدہ خلافت ہے۔ خلیفہ راشد وہ ہے جن کی بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہو، وہ اسلام کا سلطان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بھی، جیسے حضرات خلفائے راشدین یا آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی۔ بعض لوگوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ راشد مانا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ

صرف خلفائے راشدین تھے جیسا کہ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اور آخرِ زمانہ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق ہیں۔ امامِ عادل ہیں مگر اُن کی خلافت خلافتِ راشدہ نہیں کہلاتی۔ جس میں سلطان صرف حاکم تو ہوگا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین نہ ہوگا۔ اُس کی بیعت بیعتِ سلطنت ہوگی۔ بیعتِ ارادت نہ ہوگی۔ غرض یہ کہ بیعتِ عمارت تو سلطان کی ہوگی اور بیعتِ اِرادت حضراتِ مشائخِ عظام کی۔ یہ حساب تقریبی ہے، جس میں سال کی کسریں یعنی مہینے چھوڑ دیے گئے ہیں۔ حسابِ تحقیقی یہ ہے کہ خلافتِ صدّیقی دو سال چار ماہ، خلافتِ فاروقی دس سال چھے مہینے، خلافتِ عثمانی چند دِن کم بارہ سال، خلافتِ حیدری چار سال نو ماہ۔ چاروں خلفاء کی خلافت اُنتیس سال سات مہینے نو دن ہے، پانچ ماہ باقی رہے، وہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت نے پورے کردیے۔ اِن مدّتوں کے بیان میں کچھ اختلاف بھی ہے، بہر حال حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی چند ماہ خلافت پر تیس سال پورے ہوگئے چونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت در اصل خلافتِ حیدری کا تتمّہ (آخری حصّہ) تھی۔ [1]

قارئینِ کرام! حدیثِ سفینہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبوّت کی طرز پر خلافت تیس (30) سال تھی جسے خلافتِ راشدہ کہا گیا اور اُسی میں اِمام حسن رضی اللہ عنہ خلفیۂ راشد ہیں۔

حدیثِ سفینہ کو قوی کہنے والے ائمۂ حدیث درجِ ذیل ہیں:

(1) اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
(2) اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
(3) اِمام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ
(4) اِمام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ
(5) امام ابن حِبّان رحمۃ اللہ علیہ
(6) اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ
(7) ابن تیمیّہ رحمۃ اللہ علیہ
(8) اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ
(9) اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
(10) شیخ ناصر الدین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ
(11) شیخ شعیب اَرناؤوط رحمۃ اللہ علیہ
(12) شیخ زُبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

1. مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو): 7/162-163

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِس حدیث پر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ گفتگو کرتے ہیں۔

سنة ٤٩هـ

٤٤

لم يحفظ منكم فليكتب». رواه البيهقي عن الحاكم عن عبد الله بن أحمد عن أبيه. وقال محمد بن سعد: ثنا الحسن بن موسى وأحمد بن يونس قالا: ثنا زهير بن معاوية، ثنا أبو إسحاق عن عمرو بن الأصم قال قلت للحسن بن علي: إن هذه الشيعة تزعم أن علياً مبعوث قبل يوم القيامة، قال: كذبوا والله! ما هؤلاء بالشيعة، لو علمنا أنه مبعوث ما زوجنا نساءه ولا اقتسمنا ماله.

وقال عبد الله بن أحمد: حدثني أبو علي سويد الطحان، ثنا علي بن عاصم، ثنا أبو ريحانة عن سفينة عن النبي ﷺ قال: «الخلافةُ من بَعْدِي ثلاثونَ سنةً» فقال رجل كان حاضراً في المجلس: قد دخلت من هذه الثلاثين ستة شهور في خلافة معاوية. فقال: من ها هنا أتيت تلك الشهور كانت البيعة للحسن بن علي، بايعه أربعون ألفاً أو اثنان وأربعون ألفاً. وقال صالح بن أحمد: سمعت أبي يقول: بايع الحسن تسعون ألفاً فزهد في الخلافة وصالح معاوية ولم يسل في أيامه محجمة من دم.

(١) هي: يقال: عن بالأمر: لم يهتد لوجه مراده، أو عجز عنه.

البداية والنهاية

تأليف

أبي الفداء الحافظ ابن كثير الدمشقي

المتوفى سنة ٧٧٤هـ

وقف وتابع مخطوطاته

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

وضع حواشيه

الدكتور أحمد أبو ملحم — الدكتور علي نجيب عطوي

الأستاذ فؤاد السيد — الأستاذ مهدي ناصر الدين

الأستاذ علي حسن فاعور

الجزء السابع

الناشر: دار الكتب العلمية

بيروت ١٣ - ٤ شارع المعرفة الجديدة

DKI

ترجمہ

''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس (30) سال ہوگی۔'' ایک شخص نے جو مجلس میں حاضر تھا، کہا: 'اِن تیس سالوں میں چھے ماہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت

میں شامل ہو چکے ہیں۔'' اُنہوں نے (حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: ''تو مہینوں کو یہاں سے شمار کر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تھی۔'' چالیس ہزار یا بیالیس ہزار نے آپ کی بیعت کی تھی اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نوّے ہزار لوگوں نے بیعت کی اور آپ نے خلافت کو چھوڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کرلی اور آپ کے زمانے میں ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔[1]

حدیثِ سفینہ اور شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ'' میں ''حدیثِ سفینہ'' کے ضمن میں لکھتے ہیں:

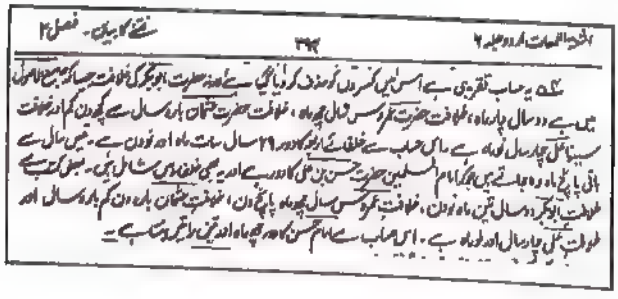
اشعۃ اللمعات اردو جلد ۶ ۳۹۲ فتنے کا بیان - فصل ۲

۱۹۰/۱۹۱ وَعَنْ سَفِينَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّةً۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت تیس سال تک ہے پھر سلطنت ہو جائے گی۔ پھر سفینہ نے فرمایا کہ حساب لگاؤ، ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال، حضرت عمر کی دس سال حضرت عثمان کی بارہ سال، حضرت علی کی چھ سال۔[1]
(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

[1] یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں نہایت ہی صاحب برکات، کرامات شخصیت ہیں ان کے احوال متعدد جگہ لکھے جا چکے ہیں۔
[2] یہاں مراد خلافت کا عرصہ ہے جو کاملاً موافق سنت ہوگا۔
[3] لوگ اس وقت ان بادشاہوں کی تکلیف سے بے خوف نہ ہوں گے عدالت اور دین کے معاملات میں طرح کے

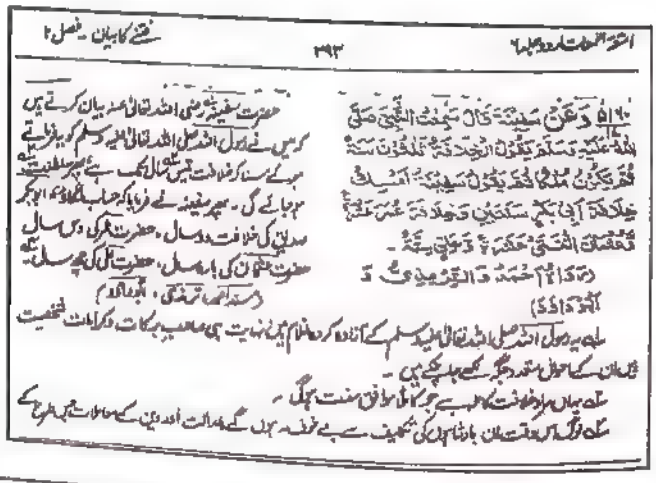
فتنے کا بیان - فصل ۲ ۳۹۳ اشعۃ اللمعات اردو جلد ۶

[1] یہ حساب تقریبی ہے اس میں کسروں کو حذف کر دیا گیا ہے اور حضرت ابوبکر کی خلافت جیسا کہ صحیح تاریخ میں ہے دو سال چار ماہ، خلافت حضرت عمر دس سال چھ ماہ، خلافت حضرت عثمان بارہ سال سے کچھ دن کم اور خلافت سیدنا علی چار سال نو ماہ ہے اس حساب سے خلفائے اربعہ کا دور ۲۹ سال سات ماہ اور نو دن ہے۔ تیس سال سے باقی پانچ ماہ رہ جاتے ہیں جو کہ امام المسلمین حضرت حسن بن علی کا دور ہے اور یہ بھی خلفاء میں شامل ہیں۔ بعض کتب میں خلافت ابوبکر دو سال تین ماہ نو دن، خلافت عمر دس سال چھ ماہ پانچ دن، خلافت عثمان بارہ دن کم بارہ سال اور خلافت علی چار سال اور نو ماہ ہے۔ اس حساب سے امام حسن کا دور چھ ماہ اور تین دن تاخیر سے ہے۔

1. البدایہ والنہایہ (عربی)، 8/44، و (اُردو) 8/60

''یہ حساب تقریبی ہے، اِس میں کسروں (Fraction) کو حذف کر دیا گیا ہے ورنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت جیسا کہ جامع الاصول میں ہے، ''دو سال چار ماہ''، خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''دس سال چھے ماہ''، خلافتِ حضرت عثمان ''بارہ سال سے کچھ دن کم'' اور خلافتِ سیّدنا علی ''چار سال نو ماہ'' ہے، اِس حساب سے خلفائے اربعہ کا دور 29 سال سات ماہ اور نو دِن ہے۔ تیس سال سے باقی پانچ ماہ رہ جاتے ہیں، جو کہ اِمام المسلمین حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا دور ہے اور یہ بھی خلفاء میں شامل ہیں، بعض کتب سے خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ ''دو سال، تین ماہ، نو دِن''، خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ ''دس سال، چھ ماہ، پانچ دِن''، خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ ''بارہ دِن کم بارہ سال'' اور خلافتِ علی رضی اللہ عنہ ''چار سال اور نو ماہ'' ہے۔ اِس حساب سے امام حسن کا دور چھے ماہ اور تین راتیں بنتا ہے۔ (1)

رئیس المحدّثین شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ سفینہ پر گفتگو کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب ''تکمیل الایمان'' میں لکھتے ہیں:

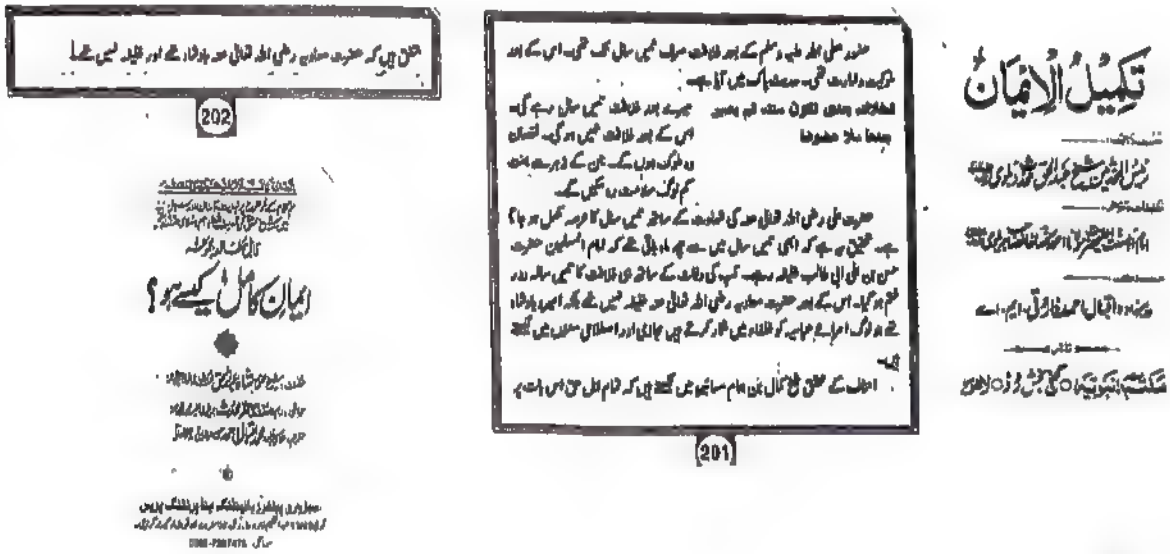
تکمیل الایمان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت صرف تیس سال تک تھی۔ اس کے بعد ملوکیت و امارت تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر بعدها ملا عضوضا

اس کے بعد خلافت نہیں ہو گی۔ انسان دو طرح کے ہوں گے۔ جن کے زیر سے بادشاہت کم لوگ حکومت دیکھیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ساتھ تیس سال کا عرصہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ انہی تیس سال میں سے چھ ماہ باقی تھے کہ امام المسلمین حضرت حسن ابن ابی طالب خلیفہ رہے۔ آپ کی وفات کے ساتھ ہی خلافت کا تیس سالہ دور ختم ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ نہیں تھے بلکہ امیر یا بادشاہ تھے جو لوگ امراء کو خلفاء میں شمار کرتے ہیں جہالت اور اصطلاح معنوں میں غلط ہے۔

احناف کے محقق علامہ کمال بن ہمام سایوسی میں لکھتے ہیں کہ تمام اہل حق اس بات پر

201

حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ تھے اور خلیفہ نہیں تھے۔

202

ایمان کامل کیسے ہو؟

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت صرف تیس سال تک تھی۔ اُس کے بعد ملوکیت و عمارت تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے:

الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر

بعدها ملا عضوضا

1. اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو)، 6/394، رقم: 5160

''میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی، اِس کے بعد خلافت نہیں ہوگی، نقصان وہ ملوک ہوں گے (یعنی نقصان پہنچانے والے بادشاہ) جن کے زہر سے بہت کم لوگ سلامت رہ سکیں گے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ تیس سال کا عرصہ مکمل ہو جاتا ہے، تحقیق یہ ہے کہ ابھی تیس سال میں سے چھے ماہ باقی تھے کہ امام المسلمین حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما خلیفہ رہے۔ آپ کی (علی رضی اللہ عنہ کی) وفات کے ساتھ ہی خلافت کا تیس سالہ دور ختم ہو گیا۔ اِس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے بلکہ امیر و بادشاہ تھے۔ جو لوگ امرائے عبّاسیہ کو خلفاء میں شمار کرتے ہیں مجازی اور اصطلاحی معنوں میں لکھتے ہیں۔

احناف کے محقّق شیخ کمال بن ہمام 'مسائرۃ' میں لکھتے ہیں کہ تمام اہلِ حق اِس بات پر متّفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ تھے اور خلیفہ نہیں تھے۔[1]

ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سچّا وعدہ "اَلْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَعُوْدُ مُلْكًا" صحیح سے ثابت ہوا، چنانچہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کی خلافت اور حسن رضی اللہ عنہ کی آٹھ مہینے کی خلافت تیس سال سے نہ ایک دِن زیادہ ہوتی ہے اور نہ کم۔ ہم تمام چیزوں کا علم رکھنے والے رب جل جلالہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں جس کے علاوہ کوئی حقیقی رب نہیں۔[2]

1. تکمیل الایمان (اردو)، صفحہ: 201-202
2. احکام القرآن للابنِ عربی: 4/1720، بحوالہ صلّابی فی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (اردو)

قاضی عیاض کا قول

تیس سالوں میں چاروں خلفاء کی مدّتِ خلافت اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چند مہینے ہی شامل ہیں اور حدیث کے ٹکڑے "اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً" میں خلافت سے مراد 'خِلَافَةُ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة' ہے جیسا کہ اِس کی تفسیر دوسری روایتوں میں اِس طرح آئی ہے: خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا

ترجمہ

"میرے بعد 'خِلَافَةُ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة' تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہوگی۔" (1)

شارح الطّحاویہ کا قول

'ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت دو سال تین مہینے، عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال چھے مہینے، عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال، علی رضی اللہ عنہ کی چار سال نو مہینے، حسن رضی اللہ عنہ کی چھے مہینے تھی۔' (2)

1. شرح نووی علی صحیح مسلم: 12/201؛ بحوالہ: صلابی فی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (اُردو): صفحہ: 250/251
2. شرح الطحاویہ، صفحہ: 540؛ بحوالہ: سلابی فی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (اُردو)

مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام مُناوی رحمۃ اللہ علیہ نے قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ جل جلالہ اِس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعت کے مابین صلح کرائے گا) کو ذکر کرنے کے بعد کہا: اور معاملہ ایسا ہی ہوا، آپ (امام حسن رضی اللہ عنہ) کے والد کے بعد جب آپ کے لیے بیعت کی گئی اور آپ چھے مہینے تک خلیفۂ برحق رہے جو اُن تیس (30) سالوں کا تکملہ ہے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے، تو یہ مدّت، مدّتِ خلافت ہے، اِس کے بعد ملوکیت ہے۔'[1]

علّامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

وہ اپنے نانا کی تشریح کے مطابق آخری خلیفۂ راشد ہیں، اپنے والد کے قتل کے بعد اہلِ کوفہ کی بیعت سے خلیفہ ہوئے، آپ چھے مہینے چند دن تک اِس پیشین گوئی کو سچ ثابت کرتے ہوئے خلیفۂ برحق، سچّے اور عدل پسند حاکم رہے، جس میں آپ کے نانا رسولِ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: "الخلافة بعدی ثلاثون سنة" یہ چھے مہینے اُن تیس سالوں کا تکملہ ہے، اِس طرح آپ (حسن رضی اللہ عنہ) کی خلافت پر نص موجود ہے اور اِس پر اجماع ہے، اِس لیے اُس کے برحق ہونے میں کوئی شُبہ نہیں۔[2]

---

1. فیض القدیر: 2/409؛ بحوالہ: صلابی فی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ (اردو)
2. الصواعق المحرقۃ علی اھل الرفض والضلال والزندقۃ (اردو)، صفحہ: 458

حدیثِ سفینہ اور علّامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

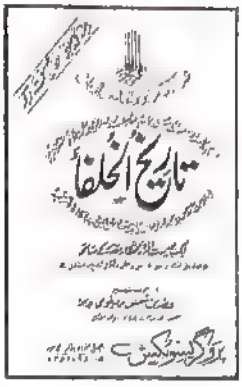

حدیث کو تمام اصحاب سنن نے لکھا ہے اور ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو صحیح لکھا ہے۔
علمائے کرام کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امام حسن (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے زمانے پر یہ مدت ختم ہوگئی یعنی تیس سال پورے ہوگئے (بزارؒ نے محمد بن سکین، یحییٰ بن حسان اور دیگر اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی ابتداء نبوت اور رحمت سے ہوئی، اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی اور اس کے بعد ملوکیت اور جبر کا دور دورہ ہوگا۔ (یہ حدیث حسن ہے۔)

اِمام احمد نے حمّاد بن سلمہ، سعید بن جُمہان اور سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تیس سال تک خلافت رہے گی، اِس کے بعد ملوکیت ہو جائے گی (خلافت ملوکیت میں بدل جائے گی) اِس حدیث کو تمام اصحابِ سنن نے لکھا ہے اور ابن حِبّان نے اِس کو صحیح لکھا ہے۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ اور اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے پر یہ مدّت ختم ہوگئی یعنی تیس سال پورے ہو گئے۔ (بزّار نے محمد بن سکین، یحییٰ بن حسّان اور دیگر اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی ابتداء نبوّت اور رحمت سے ہوئی، اِس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی، اور اِس کے بعد ملوکیت اور جبر کا دور دورہ ہوگا (یہ حدیث حسن ہے)۔[1]

اِن صحیح احادیث اور اِن کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق خلافتِ راشدہ تیس سال تک رہی جس میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تقریباً دو سال تین ماہ تختِ خلافت پر رہے۔ آپ کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساڑھے دس سال تک اِس منصب کو زینت بخشی۔ پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تقریباً بارہ سال حکومت کی، آپ کے بعد سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ تقریباً چار سال نو ماہ تک اِس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ تقریباً چھے ماہ اِس منصب پر فائز رہے۔ یوں اِن پانچوں حضرات کا زمانۂ خلافت دورِ خلافتِ راشدہ کہلایا یعنی خلفائے اربعہ کے ساتھ سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی ''پنجم خلیفہ راشد'' کہلائے۔

---

1. تاریخ الخلفاء (اردو)، صفحہ: 119

خلفائے راشدین کی اطاعت کا حکم: قرآن کی روشنی میں

خلفائے راشدین کی بیعت نہ کرنے والوں کے لیے بہت سخت حکم ہے:

والمحصنٰت ۵	۴۴۵	النسآء ۴

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا

والمحصنٰت ۵	۴۴۶	النسآء ۴

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

اور حکم مانو رسول کا و۱۶۷ اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں

ترجمہ

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔"(1)

1. سورۃ النساء، 4:59، کنزل الایمان

خلفائے راشدین کی اطاعت لازم ہے:
ایک صحیح حدیث

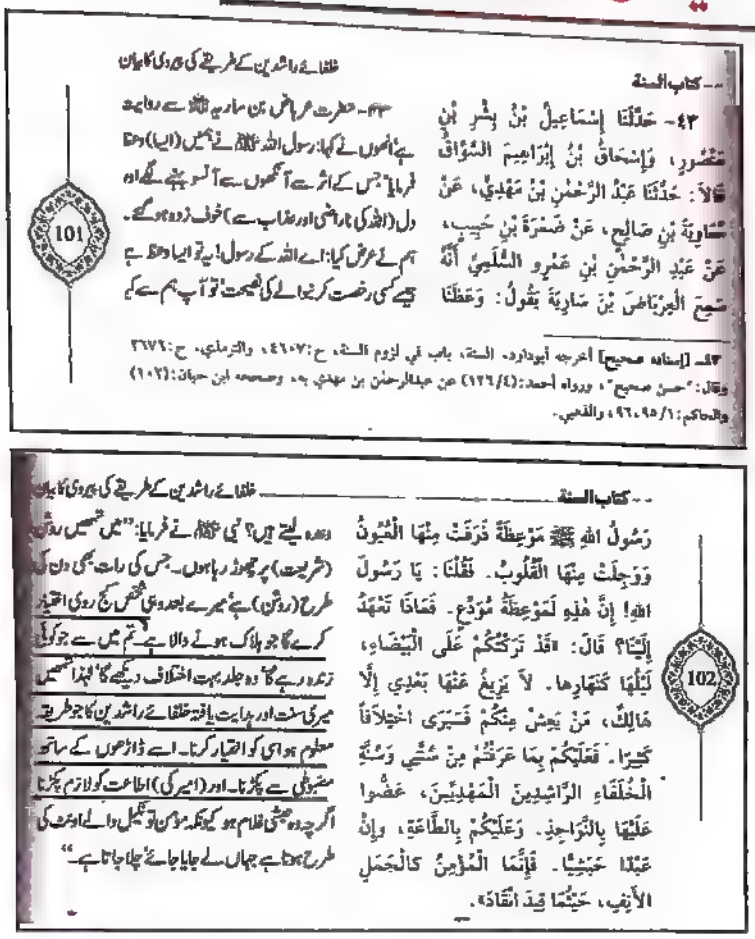

كتاب السنة — خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان

٤٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّاقُ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: وَعَظَنَا

٤٣- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ایسا) وعظ فرمایا جس کے اثر سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسا وعظ ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کی نصیحت تو آپ ہم سے کیا

٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في لزوم السنة، ح:٤٦٠٧، والترمذي، ح:٢٦٧٦ وقال: "حسن صحيح"، ورواه أحمد:(٤/١٢٦) عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه ابن حبان:(١٠٢) والحاكم: ١/٩٥، ٩٦، والذهبي.

كتاب السنة — خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان

رَسُولُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ. فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا. لاَ يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلاَفاً كَثِيراً. فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الأَنِفِ، حَيْثُمَا قِيدَ انْقَادَ».

وعدہ لیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں روشن (شریعت) پر چھوڑ رہا ہوں۔ جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے میرے بعد وہی شخص کج روی اختیار کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا وہ جلد بہت اختلاف دیکھے گا لہٰذا تمہیں میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا جو طریقہ معلوم ہو اسی کو اختیار کرنا۔ اسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنا۔ اور (امیر کی) اطاعت کو لازم پکڑنا اگرچہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ مومن تو نکیل والے اونٹ کی طرح ہوتا ہے جہاں لے جایا جائے چلا جاتا ہے۔"

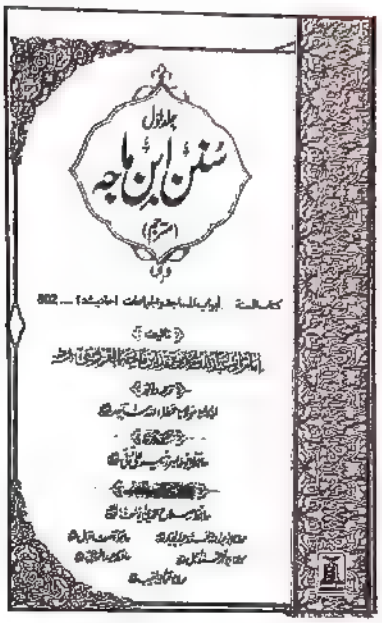

ترجمہ

"تم میں سے جو کوئی (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ جلد بہت اختلاف دیکھے گا، لہٰذا تمہیں میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا جو طریقہ معلوم ہو اُسی کو اختیار کرنا۔ اُسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنا۔ اور (امیر کی) اطاعت کو اپنے اوپر لازم پکڑنا۔"

حافظ زُبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔[1]

اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابۂ کرام سمیت ساری اُمّتِ محمدیہ کو اِس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ میرے بعد اُن خلفائے راشدین کی سنّت کو پکڑے رہنا اور اُن کی اطاعت کو اپنے اوپر واجب کر لینا اور اُن کی بیعت میں رہنا۔

1. سنن ابن ماجہ (اردو)، 1/43 ؛ اِس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ و امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔
   - مسند احمد بن حنبل (عربی)، 4/126، رقم: 17182
   - مُستدرک للحاکم (اردو)، 1/175، رقم: 331
   - معجم الکبیر (عربی)، 18/247، رقم: 619

خلفائے راشدین کی اِطاعت کا حکم : صحیح حدیث کی روشنی میں

عَنْ الْأَرْضِ حَرَجٌ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَدْخُلُونَهَا ❶

آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نکلیں گے جو آپ ﷺ کو اللہ کے پاس پہنچا دیں گے۔

[16] باب اتِّبَاعِ السُّنَّةِ

اتباعِ سنت کا بیان

96. أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ ثُمَّ وَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ مَرَّةً وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ❷

عرباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر ہمیں پر اثر کرنے والا وعظ کیا جس سے آنکھیں بہنے لگیں۔ اور اس سے دل کانپنے لگے۔ کسی نے کہا: "اللہ کے رسول! گویا کہ یہ آپ کا الوداعی وعظ ہے تو ہمیں اور نصیحت کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اپنے امیر کی بات سنو اور مانو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جو کوئی تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ سنت پر داڑھیں جما لینا (یعنی مضبوطی سے قائم رہنا) اور اپنے آپ کو نئی باتوں سے بچانا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے۔ اور ابو عاصم نے ایک بار کہا: کہ تم نئے کاموں سے بچنا۔ بے شک ہر بدعت گمراہی ہے۔"

فوائد: ..... آپ ﷺ کی یہ آخری وصیتوں میں سے ایک اہم وصیت ہے جس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں

❶ "إسناده صحيح" المقرئ البديع لمام مسند ري (ص: 48)

❷ "إسناده صحيح" سنن ابي داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة حديث 4607، وسنن ابن ماجه، مقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين حديث 42، وجامع الترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة حديث 2676.

حُجْرٍ قَالَا: أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ [التوبة: ٩٢] فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا. أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ. أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

لوگوں پر کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دیں آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں تو وہ اس حال میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں کچھ میسر نہیں جسے وہ خرچ کریں۔" ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا: ہم آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور یہ کہ آپ کی صحبت اور جائے اور کوئی علمی فائدہ بھی حاصل کریں تو حضرت عرباض رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف مڑ کر بیان فرمایا بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ ایسا کہ اس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداعی وعظ تھا تو آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ فرمایا: "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہنا اور اپنے حکام کے احکام سنتا اور مانتا خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ پس تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا، خلفاء راشدین اصحاب رشد و ہدایت ہیں سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا، مگر ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا، نئی نئی رسومات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، یاد رکھو ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

فوائد و مسائل: (1) ایک بار کے حکم میں تعمیل کر لینا کافی ہے۔ اور جو شخص خود اس کے مطابق نہ ہو۔ پھر بھی اپنے ذمہ داران علماء و امراء اور علمی استفادہ سے محبت کے کام میں انہیں سوچ عمل اور حالات کی مناسبت

٤٦٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ. حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُ بْنُ

۴۶۰۷- ہم سے احمد بن حنبل نے بیان کیا، ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ہم سے ثور بن یزید نے بیان کیا، ہم سے خالد بن معدان نے بیان کیا، ہم سے عبدالرحمن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کا بیان ہے کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ﴾ "اور

٤٦٠٦- تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ح: ١٧١٨ عن محمد بن الصباح، والبخاري، الصلح، باب: إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح: ٢٦٩٧ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤٦٠٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ح ٢٦٧٦ من حديث خالد بن معدان به، وقال "حسن صحيح"، وهو في مسند أحمد: ٤/١٢٦، ١٢٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢، والحاكم: ١/٩٥، ٩٦، ووافقه الذهبي.

غَلَّتْهُ وِزْرَهُ وَمِثْلَ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا.))

اور جس نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا پھر اس کی پیروی کی تو اس پر اس کا اپنا بوجھ بھی ہوگا اور اس کی پیروی کرنے والوں کے (گناہوں کے) بوجھ کی طرح بھی لیکن ان کے گناہوں سے بھی کمی نہیں ہوگی۔"

وضاحت:..... اس بارے میں عدی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی طرق سے بواسطہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ایسے ہی مروی ہے۔

نیز یہ حدیث منذر بن جریر بن عبداللہ سے بھی ان کے باپ کے واسطے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن جریر سے بھی ان کے باپ کے واسطے نبی ﷺ سے مروی ہے۔

16..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ

سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے بچنا

2676- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ.....

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.))

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کامل وعظ کیا جس کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دل دہل گئے، تو ایک آدمی کہنے لگا: یہ الوداع کرنے والے کی نصیحت ہے اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ کے تقویٰ، اور (امیر کی) بات سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ (امیر) حبشی غلام ہی ہو۔ تم میں سے جو شخص زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا اور (دین میں) نئے کاموں سے بچنا، کیوں کہ وہ گمراہی ہیں، چنانچہ تم میں جو شخص اس (وقت) کو پالے تو تم میری اور میرے راہ یافتہ خلفاء کی سنت کو اختیار کرنا اسے اپنی داڑھوں سے پکڑ لینا۔"

وضاحت:..... امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ثور بن یزید نے بھی خالد بن معدان سے

(2676) صحيح لغيره: 4607، ابن ماجه: 42، مسند احمد 126/4، دارمی: 95.

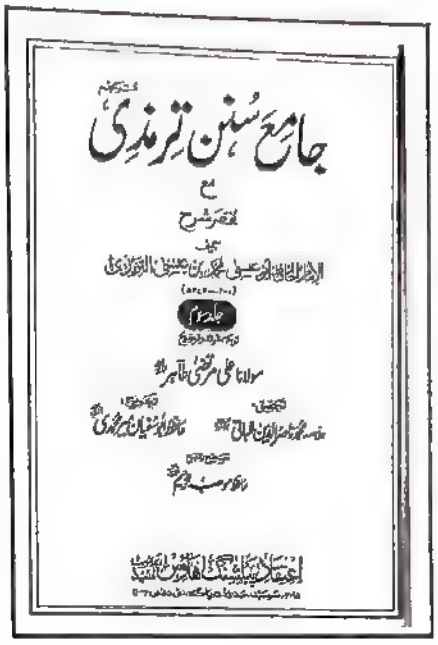

(المعجم ٦) - بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ (التحفة ٦)

باب ٦- ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کا بیان

٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ ابْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْنِي: ابْنَ زَبْرٍ: حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ أَبِي السُّطَامِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَعَظْتَ مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ. فَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. وَسَتَرَوْنَ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا

٤٢- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ایک متاثر کن وعظ فرمایا جس سے دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں ایسے نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کیا کرتا ہے آپ ہم سے کوئی عہد و پیمان لے لیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حکم سن کر تعمیل کرو اگرچہ (تمہارا حاکم) کوئی حبشی غلام ہو اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا اسے (دانتوں سے) پکڑ کر رکھنا (اس پر مضبوطی سے قائم رہنا) اور نئے کاموں سے

٤٢- إسناده حسن. أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/٢٤٨، ح ٦٢٦، والحاكم ١/٩٧ من حديث عبدالله بن العلاء بن زبر، بنحوه، وانظر الحديث الآتي.

عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

پرہیز کرنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔"

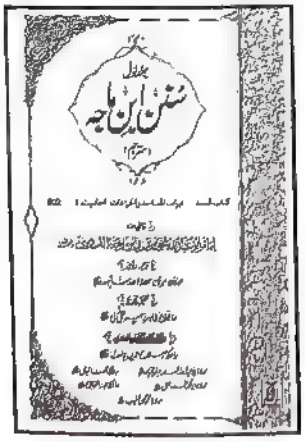

ترجمہ

حضرت عرباض بن ساریہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دِن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور واعظ (خطبہ) فرمایا، بڑا ہی بلیغ اور جامع واعظ، ایسا کہ اِس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑی اور دِل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا، ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! یہ تو گویا الوداع واعظ تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کیے رہنا اور اپنے حُکّام کے احکام سننا اور ماننا، خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ اُن حالات میں میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت کو خوب مضبوطی سے تھامنا بلکہ داڑھوں سے پکڑے رہنا، نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

محقق شیخ زُبیر علی زئی نے سنن ابو داؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ جبکہ ''سنن ابن ماجہ'' میں ''حسن'' کہا ہے۔

''سنن دارمی'' کے محقق نے بھی اِسی حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (1)

---

1. سنن دارمی (اردو)، 1/135، رقم: 96
سنن ابو داؤد (اردو)، 4/506-507، رقم: 4607، اِنٹرنیشنل نمبر: 4607
جامع الترمذی (اردو)، 3/406، رقم: 2676، اِنٹرنیشنل نمبر: 2676
سنن نسائی (اردو)، 3/424-425، رقم: 1579، اِنٹرنیشنل نمبر: 1579
سنن ابن ماجہ (اردو)، 1/100-101، رقم: 42، اِنٹرنیشنل نمبر: 42

دوسنن نسائی کی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہے:

-424-

١٩- كتاب صلاة العيدين ——— عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

١٥٧٩- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» ثُمَّ يَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ [ثُمَّ قَالَ:] «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

١٥٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے پھر فرماتے: "جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔" پھر آپ فرماتے: "مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے، آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔ (پھر فرماتے:) "جو شخص مال چھوڑ جائے وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی کیونکہ

١٥٧٩- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٧/ ٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٨٦.

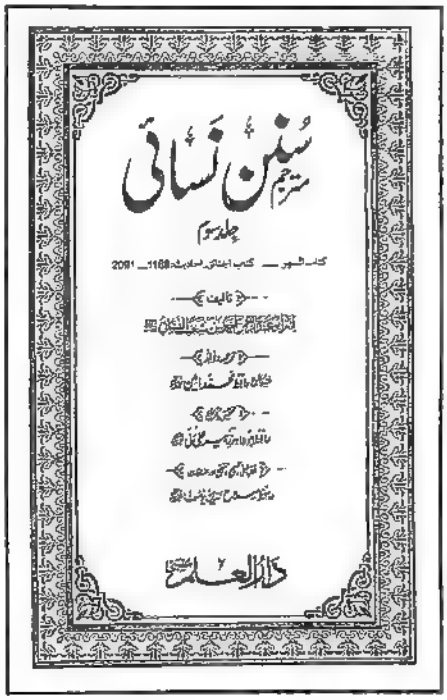

"اور بدترین کام وہ ہیں جنہیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔

1. سنن نسائی (اردو) 3/424، رقم: 1579

باب - 4

صُلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ و مولا علی رضی اللہ عنہ : فضیلت و جنگِ جمل

خلافتِ اِمام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعد وہ کون سے واقعات تھے جن کی وجہ سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہ جنہوں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صِفّین کی تھی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے جن پر قنوتِ نازلہ پڑھی تھی آخر کار کیا وجہ تھی کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اُن کے ساتھ صلح کی؟

اِن تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے خلافتِ اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کی جنگوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ اِس باب میں سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تینوں جنگیں، جمل، صِفّین و نہروان کو صحیح احادیث و فضیلتِ امام مولا علی رضی اللہ عنہ کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔

صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ خلافتِ سیّدنا امام مولا علی رضی اللہ عنہ کے دور کے اُن واقعات کا ذکر کیا جائے جن میں جنگِ جمل، جنگِ صِفّین اور نہروان کا ذکر ہے۔ ''علمائے سوٗ'' نے عوام میں اِن واقعات کو لے کر عجیب وغریب ماحول بنایا ہے کہ ایک عام مسلمان تو اِن کے ذکر تک کرنے سے ڈرتا ہے جب کہ اہلِ سنّت کے محدّثین، مفسّرین اور فقہاء نے اپنی کتابوں میں کھل کر اِن واقعات کو بیان کرکے اِن تمام جنگوں میں سیّدنا ''مولا علی رضی اللہ عنہ کی حقّانیت'' کے پرچم کو بلند کیا ہے۔ ہم اِس باب میں اِن تمام واقعات کو صحیح احادیث و اہلِ سنّت کے چاروں فقہ کے اسلاف کے عقائد کی روشنی میں Scan Page کے حوالہ جات کے ساتھ مختصر ذکر کر رہے ہیں۔

قارئین! اُس کا آغاز ہم سیّدنا امام مولا علی رضی اللہ عنہ کی ''قنوتِ نازلہ'' کی صحیح روایت سے کرتے ہیں جو سیّدنا امام مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت وفتنوں سے تنگ آکر اُن کے لیے بددُعا کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اِسی طرح دشمنوں کے لیے ''قنوتِ نازلہ'' کا عمل صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
کی قنوتِ نازلہ

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط
كمال يوسف الحوت

الجزء الثاني

دار التاج

(٥٩٩) في تسمية الرجل في القنوت

٧٠٥٠ ـ حدثنا هشيم قال أخبرنا حصين قال حدثنا عبد الرحمن بن مغفل قال صليت مع علي صلاة الغداة قال فقنت فقال في قنوته اللهم عليك بمعاوية وأشياعه وعمرو بن العاص وأشياعه وأبا السلمي وأشياعه وعبد الله بن قيس وأشياعه.

٧٠٥١ ـ حدثنا هشيم عن يحيى بن سعيد قال حدثنا محمد بن يحيى بن حبان قال مكث النبي ﷺ أربعين صباحاً يقنت في صلاة الصبح بعد الركوع وكان يقول في قنوته اللهم أنج الوليد بن الوليد وعياش بن أبي ربيعة والعاص بن هشام والمستضعفين من المؤمنين بمكة الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا.

٧٠٥٢ ـ حدثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا محمد بن إسحاق عن عمران بن أبي أنس عن حنظلة بن علي الأسلمي عن خفاف بن إيماء بن رحضة الغفاري قال صلى بنا رسول الله ﷺ الفجر فلما رفع رأسه من الركعة الآخرة قال لعن الله لحيانا ورعلا وذكوانا وعصية عصت الله ورسوله ـ أسلم سالمها الله غفار غفر الله لها ثم خرّ ساجداً فلما قضى الصلاة أقبل على الناس بوجهه فقال أيها الناس إني أنا لست قلت هذا ولكن الله قاله.

(٦٠٠) في سهو في قنوت الفجر

٧٠٥٣ ـ حدثنا أبو بكر قال حدثنا هشيم عن يونس عن الحسن قال إذا نسي القنوت في الفجر فعليه سجدتا السهو.

٧٠٥٤ ـ حدثنا شريك عن ابن أبي ليلى قال سئل عن رجل سها فقنت فقال هذا سها فأصاب.

١٠٨

المصنف

لابن أبي شيبة

الإمام الحافظ
أبو بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن أبي شيبة العبسي
١٥٩ - ٢٣٥ هـ

تحقيق
أبي محمد أسامة بن إبراهيم بن محمد

المجلد الثاني

العيدين - جامع الصلاة
٥٦٣٣ - ٨١٥٦

الناشر
الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

مصنف ابن أبي شيبة ٢٤٥

٧١٢٢- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَىٰ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرحمن السُّلَمِيَّ قَنَتَ فِي الفَجْرِ يَدْعُو عَلَىٰ [قطري][1].

٧١٢٣- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَمَّنْ سَمِعَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لاَ يُسَمَّى الرِّجَالُ فِي الصَّلاَةِ.

٧١٢٤- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قال: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرحمن بْنُ [معقل][2] قال صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ صَلاَةَ الغَدَاةِ قال فَقَنَتَ فقال: فِي قُنُوتِهِ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ وَعَمْرِو بْنِ العَاصِ وَأَشْيَاعِهِ، وَأَبِي السُّلَمِيِّ وعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ[3].

(١) كذا في الأصول، ووقع في المطبوع: [قطة]، وإنما هو قطري بن الفجاءة أحد زعماء الخوارج.

(٢) كذا في (خ) وفي المطبوع، و (هـ): [مغفل]، و هي غير واضحة في: (و)، (ت) والصواب ماأثبتناه، أنظر ترجمة عبد الرحمن بن معقل بن مقرن من «التهذيب».

(٣) تقدم التعليق عليه برقم (٧٠٧٦).

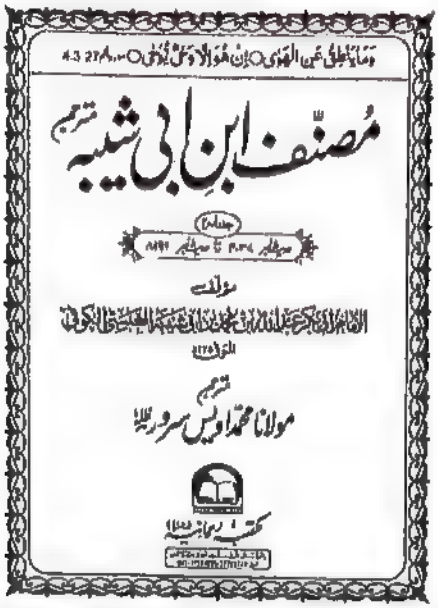

(۷۱۲۳) حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ ، قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْقِلٍ ، قَالَ :صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ صَلاَةَ الْغَدَاةِ ، قَالَ :فَقَنَتَ ، فَقَالَ فِي قُنُوتِهِ :اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَشْيَاعِهِ ، وَأَبِي الأَعْوَرِ السُّلَمِيِّ ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ.

(۷۱۲۳) حضرت عبدالرحمٰن بن معقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، انہوں نے اس میں دعائے قنوت پڑھی اور اس میں یہ کلمات کہے (ترجمہ) اے اللہ! معاویہ اور اس کے گروہ کو سنبھال لے، اے اللہ! عمرو بن عاص اور اس کے گروہ کو سنبھال لے، اے اللہ! ابو اعور اور اس کے گروہ کو سنبھال لے، اے اللہ! عبداللہ بن قیس اور اس کے گروہ کو سنبھال لے۔

ترجمہ

حضرت عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی تو اُنہوں نے اُس میں دعائے قنوت پڑھی اُس میں یہ کلمات کہے: ''اے اللہ جل جلالہ! معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُس کے گروہ کو سنبھال لے (نمٹ لے)، اے اللہ! عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور اُس کے گروہ کو سنبھال لے (نمٹ لے)، اے اللہ! ابو اعور اور اس کے گروہ کو سنبھال لے (نمٹ لے)، اے اللہ! عبد اللہ بن قیس اور اُس کے گروہ کو سنبھال لے (نمٹ لے)۔''[1]

اہلِ حدیث عالم شیخ زُبیر علی زئی اپنے ''مقالات'' جلد-6 میں اِس حدیث کو صحیح الاسناد کہتے ہیں۔[2]

1. المصنف ابن ابی شیبہ (عربی)، رقم: 7050، اُردو: 2/552، رقم: 7123
2. ریسرچ پیپر: واقعۂ کربلا کا حقیقی پس منظر، حدیث: 20

قنوتِ نازلہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت

محدّث محمد بن اسحاق بن ابراہیم سراج ثقفی نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی : 313 ہجری سن اپنی کتاب ''مسند سراج'' میں حدیث نقل کرتے ہیں۔

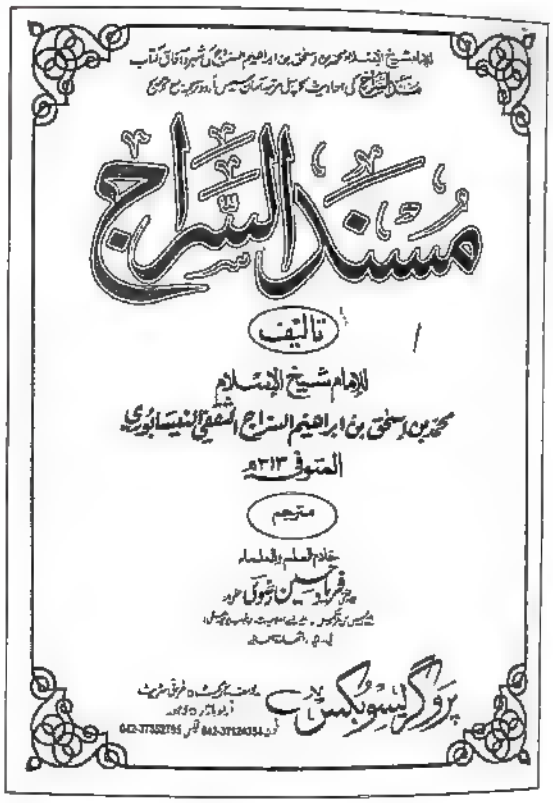

79- بَابٌ فِي الْقُنُوتِ

یہ باب قنوتِ نازلہ کے بارے میں ہے

1301 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: مَا حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ إِلَّا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينًا كَسِنِي يُوسُفَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز میں جب دوسری رکعت سے (یعنی رکوع سے) سر اُٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزوروں (مسلمانوں) کو مکہ میں نجات دے۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے روند ڈال اور ان پر حضرت یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ کی طرح قحط کے سال مسلط کر دے۔

1302 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِثْلَهُ.

ایک دوسری سند سے یہی روایت ثابت ہے۔

1303 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے حق میں یا خلاف دعا کرنے کا ارادہ

(1301) إسناده صحيح، اخرجه البخاري في الأدب في باب تسمية الوليد (ج 2 ص 915) عن ابي نعيم، ومسلم في المساجد في باب استحباب القنوت في جميع الصلوات (ج1 ص 237) عن ابن ابي شيبة وقتيبة والفلاس، كلاهما عن سفيان به.

(1302) إسناده صحيح، اخرجه أبو عوانة (ج2 ص 283) عن محمد بن إسحاق الصغاني عن عبد الرزاق به وسيذكر المؤلف قريبا بعمامة رقم 1306.

(1303) إسناده صحيح، اخرجه البخاري في التفسير في تفسير سورة آل عمران باب قوله ليس لك من الأمر شيء (ج ص 655) عن موسى بن إسماعيل عن إبراهيم به.

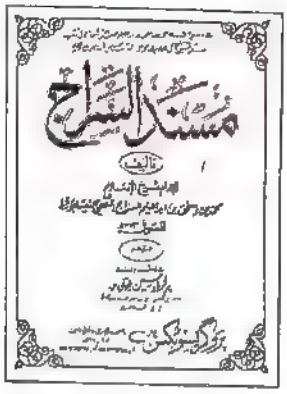

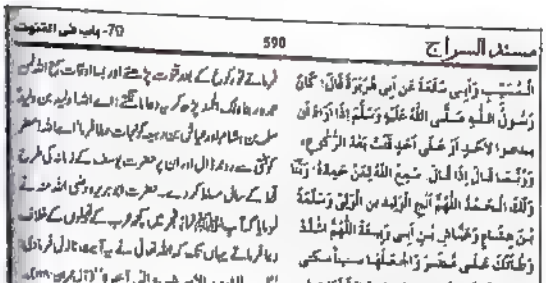

مسند السراج 590 70- باب فی القنوت

المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، وَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ قَالَ، وَكَانَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ بِدَعْوَةٍ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) (آل عمران:128).

1304 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: ثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ حِينَ يَقُولُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ

فرماتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور بسا اوقات سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پڑھ کر دعا مانگتے اے اللہ ولید بن ولید سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات عطا فرما اے اللہ اس کو سختی سے روند ڈال اور ان پر حضرت یوسف کے زمانہ کی طرح قحط کے سال مسلط کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں کچھ عرب کے قبیلوں کے خلاف دعا فرماتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: "لیس لک من الامر شیء الی آخرہ" (آل عمران:128)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا مانگتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پڑھتے تو سجدہ میں جانے سے پہلے سیدھے کھڑے ہو کر دعا مانگتے اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما اے اللہ اس کو سختی سے روند ڈال اور ان پر حضرت یوسف کے زمانہ کی طرح قحط کے سال مسلط کر دے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(1304) إسناده صحيح، أخرجه أبو عوانة (ج 2 ص 261) من طريق أبي اليمان، وأخرجه (رقم: 1075) من طريق يحيى بن يحيى كلاهما عن شعيب به، وروواه الشافعي في الأم في باب الهرب بالتشهيد جهر مسعد (ج 1 ص 110) عن أبي اليمان به، لكن ليس فيه عن أبي بكر بن عبد الرحمن وعيسى شعبة عن أبي الزناد عن سعيد، وكذا روى عنه البيهقي (ج 2 ص 207) وأبو عوانة في المهذب (ج 3 ص 9) من طريق بشر بن شعيب عن أبيه شعيب به عن أبي بكر وأبي سلمة، لكن ذكر ضمرة في شعبة (ج 5 ص 55، 21) وأخرجه البخاري وقال: عن سعيد وأبي سلمة وشعيب الحديث في الكتاب الطرائف.

مسند السراج 591 70- باب فی القنوت

وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ، ثُمَّ يَقُولُ، اللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَسْجُدُ، وَصَاحِبُهُ مُضَرٌ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرتے۔

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے حق میں یا خلاف دعا کرنے کا اِرادہ فرماتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور بسا اوقات 'سمع اللہ لمن حمدہ - ربّنا ولک الحمدُ' پڑھ کر دعا مانگتے: "اے اللہ! مُضر (غلط - ناحق) کو سختی سے روند ڈال اور اُن پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح قحط کے سال مسلط کر دے۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر میں کچھ عرب کے قبیلوں کے خلاف دعا فرماتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: "یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا اُنہیں توبہ کی توفیق دے یا اُن پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔" (سورہ آل عمران، 3:128، ترجمہ: کنز الایمان)

کتاب کے محقق نے اِس حدیث کو "صحیح" کہا ہے۔[1]

1. مُسند سراج، صفحہ: 589-591، رقم: 1301 سے 1304۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے جس شخص سے جنگ کی، جس کے لیے قنوتِ نازلہ تک پڑھی تو اُنہی کے بیٹے سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اُسی شخص سے صلح کیوں کر رہے ہیں؟؟؟

اِن شاء اللہ جل جلالہ! ہم اِنہی سب سوالوں کے جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں اِس باب میں دینے کی کوشش کریں گے۔

صلح پر قرآن پاک کی آیات

سب سے پہلے ''صلح'' کے معاملے میں قرآن پاک کی آیات ''سورۃ الانفال'' سے ملاحظہ فرمائیں:

۞ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾
وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

ترجمہ

'اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں (صلح چاہیں) تو تم بھی جھکو اور اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھو، بے شک وہی ہے سنتا جانتا (61) اور اگر وہ تمہیں فریب دینا (دھوکا دینا) چاہیں تو تو بے شک اللہ ﷻ تمہیں کافی ہے، وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا (قوت دی) اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا' (62) [1]

1. سورۃ الانفال، 8:61-62، ترجمہ: کنزل الایمان

امام حسن رضی اللہ عنہ اور تین گروہ

قارئین کرام! صلح امام حسن رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ کا ایسا نازک واقعہ ہے کہ اس سے بڑا پیچیدہ واقعہ کوئی نہیں ہے۔ اِسی وجہ سے اِس صلح کے بارے میں عوام و خواص میں اِتنی غلط فہمی پھیلا دی گئی ہے کہ اہلِ علم اور جاہل دونوں نے اِس سے غلط نتیجے نکالنے شروع کر دیے اور صلح کی اصل وجہ کو پردے کے پیچھے ڈال دیا گیا۔ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی یہ صلح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہجری سن 41 میں 14 ربیع الاوّل کو ہوئی۔ صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ سے اُس زمانے میں موجود تینوں گروہ نے اپنی اپنی باتوں کو پیش کیا۔

پہلا گروہ: شیعانِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

شیعانِ علی رضی اللہ عنہم جو مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ جمل، جنگِ صفّین اور جنگِ نہروان میں موجود تھے، وہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے اِس فیصلے سے ناراض ہو گئے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے وفادار ساتھی روتے رہے اور کہتے رہے کہ 'آپ ہمیں مروا دیتے تو اِس سے بہتر تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہمیں جھکا دیا؟ تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھیوں نے صلح کے بعد آپ کو 'اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے' کہنا شروع کر دیا۔

نوٹ: یہاں پر جو گروہ ''شیعانِ علی'' کا ذکر ہے اُس سے مراد 'علی کے چاہنے والے' ہیں۔

دوسرا گروہ : شیعانِ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

دوسرا گروہ شیعانِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا یعنی جو لوگ جنگِ صِفّین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے اُنہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ خلافت کے لائق ہی نہیں تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں پھیلا دی۔

ایک افواہ یہ پھیلائی گئی کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کم ہمّت تھے (نعوذ باللہ من ذالک) اور وہ تو مولا علی رضی اللہ عنہ کو بھی جنگ نہ کرنے کے مشورے دیا کرتے تھے۔

تیسرا گروہ : مشہور صحابہ سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ :

تیسرا گروہ نیک آدمیوں کا بڑا گروہ تھا جو غیر جانبدار تھے یعنی نہ وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ! اِس گروہ کے چاہنے والوں نے بعد میں یہ کہنا شروع کر دیا اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کی جنگیں درست تھیں تو اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہ صلح کیوں کرتے ؟ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لیتے تو اُس صلح کے بہتر نتیجے نکلتے۔

مگر افسوس اگر یہ تیسرا گروہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے دیتا تو شاید صلح حسن رضی اللہ عنہ کی نوبت ہی نہ آتی اور اسلام سے فتنوں کا خاتمہ ہو جاتا جیسے کہ اِس غیر جانبدار گروہ میں سے ایک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آخری دم تک اِس بات کا پچھتاوا کرتے رہے۔

ہم نے یہاں جس تیسرے گروہ کی بات کی اُس میں خلیفۂ دوم سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اور حدیث کے مشہور راوی سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل تھے، مگر بعد میں جنگِ صِفّین میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دینے پر یا تو پچھتاتے رہے یا تو نادم ہوتے رہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایسا ہی ایک واقعہ ہم یہاں بیان کرنے جا رہے ہیں۔ اِس واقعے کا Scan Page ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پچھتاوا

وقال أبو نعيم : حدثنا عبدُ الله بن حبيب بن أبي ثابت ، عن أبيه : قال ابنُ عمر حين احتُضر : ما أجدُ في نفسي شيئاً إلا أني لم أقاتل الفِئَةَ الباغية مع عليِّ بنِ أبي طالب .

سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ
تصنيف
الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى
٧٤٨هـ - ١٣٧٤م
شعيب الأرنؤوط
محمد نعيم العرقسوسي و مأمون صاغرجي
الجزء الثالث
مؤسسة الرسالة

329 جلد دوم الف (حصہ ششم) اسد الغابہ

میں حضرت ابن عمرؓ چرواہے کے اس قول کو بار بار کہتے تھے کہ چرواہے نے کہا اے اللہ پھر جب مدینہ آئے تو اس چرواہے کے آقا کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بکریوں اور چرواہے کو مول لے لیا پھر چرواہے کو آزاد کر دیا اور بکریں بھی اسی کو دے دیں۔ نیز حافظ ابو محمد کہتے تھے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے ابو العلاء محمد بن اسماعیل نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو بکر بیہقی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں حافظ ابو عبد اللہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن سہل فقیہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابراہیم بن مقلل نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حرملہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابن وہب نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ امام مالک فرماتے تھے کہ حضرت ابن عمرؓ نبی کے بعد سائے برابر رہے موسم حج میں اور نیز اور اوقات میں برابر لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے امام مالک کہتے تھے کہ حضرت ابن عمر ائمہ مصلین سے تھے۔

نیز حافظ ابو محمد کہتے تھے مجھے میرے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو بکر بن عبد الباقی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو محمد جوہری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو بکر بن نیویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو بکر بن معروف نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے حسین بن فہم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے مجالد نے روایت کر کے خبر دی کہ وہ شعبی سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا حضرت ابن عمر کی حدیث بہت جید ہوتی تھی مگر فقیہ جید نہ تھی حضرت ابن عمر فتویٰ دینے میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور خود اپنے عمل میں بھی نہایت متقی تھے یہاں تک کہ انہوں نے خلافت میں نزاع کرنا کبھی پسند نہیں کیا باوجودیکہ اہل شام کا میلان ان کی طرف بہت تھا اور اہل شام ان سے محبت رکھتے تھے کبھی کسی فتنہ میں انہوں نے بنفس نفیس حضرت علی کے ساتھ بھی اس کی کسی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے مگر بعد میں حضرت علی کے ساتھ ہو کر نہ لڑنے پر نادم تھے۔

ہمیں قاضی ابو غانم محمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ابی جرادہ نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے میرے چچا ابو محمد عبد اللہ بن محمد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو الحسن یعنی علی بن عبد اللہ بن محمد بن ابی جرادہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو الفتح یعنی عبد اللہ بن اسماعیل بن احمد بن اسماعیل بن سعید نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو الخیر یعنی حارث بن عبد السلام بن رفاعہ حمصی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے حسین بن خالویہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی سعید بزاز نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن حسین بن یحییٰ کوفی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبد اللہ بن ابی حبیب نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے میرے والد نے خبر دی کہ جب حضرت ابن عمرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے دل میں دنیا کی کسی بات کی آرزو نہیں پاتا ہاں اس کا مجھے افسوس ہے کہ میں نے گروہ باغی سے قتال کیوں نہ کیا۔ اس کو ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔ اور اس میں "حضرت علی کے ساتھ مل کر" کا ذکر کیا ہے حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے تھے کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی طرف دنیا نہ جھکی ہو اور وہ دنیا کی طرف نہ جھکا ہو سوائے عمر اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمر کے اس کی نسبت مروان بن حکم نے کہا کہ ان سے خلافت کے لئے بیعت کی جائے اور ان سے کہا کہ اہل شام آپ کو (خلیفہ بنانا) چاہتے ہیں حضرت ابن عمر نے کہا پھر میں اہل عراق کے ساتھ کیا۔ عاملہ کروں گا مروان نے کہا اہل عراق سے ہم لڑیں گے۔ حضرت ابن عمر نے کہا واللہ اگر تمہارے لوگ میری مطیع ہو جائیں صرف لدک کے لوگ رہ جائیں اور مجھے ان سے لڑنا پڑے اور لڑائی میں ان کے ایک آدمی کے مارے جانے کا بھی خیال ہو تو میں ہرگز (خلافت قبول) نہ کروں گا نہیں انہوں نے (حتی ہوئی) خلافت کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیث بیان کرتے تھے اور صدقہ بہت دیتے تھے اور اکثر ایک مجلس میں تیس ہزار روپیہ خیرات

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ
جلد دوم الف (حصہ ششم)
تسہیل تراجم و ترجمہ جدید
طالب الہاشمی
حافظی ناشران و تاجران کتب

حضرت عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت اپنے والد ابو ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے فرمایا: ''میں اپنے دل میں کسی دنیوی معاملے کے بارے میں حسرت نہیں رکھتا، سوا اِس کے کہ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے باغی ٹولے کے خلاف لڑائی نہیں کر سکا۔''(1)

حافظ بن ابی بکر الہیثمی اِس رِوایت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اِس حدیث کو اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے اور اِن کی بعض سندوں کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔''(2)

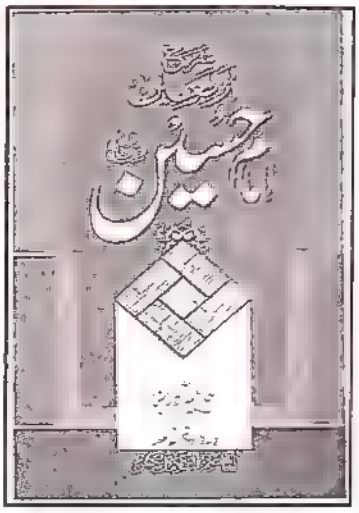

- امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے:
  ((قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا اٰسٰی عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا عَلٰی اَلَّا اَکُوْنَ قَاتَلْتُ الْفِئَةَ الْبَاغِیَةَ)) ❶
  ''سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کسی چیز پر اتنا پچھتاوا نہیں ہوا جتنا اس بات کا ہے کہ میں نے باغی گروہ سے لڑائی کیوں نہ لڑی۔''
- ((مَا مَاتَ مَسْرُوْقٌ حَتّٰی تَابَ اِلَی اللّٰهِ مِنْ تَخَلُّفِهٖ عَنِ الْقِتَالِ مَعَ عَلِیٍّ.)) ❷
  ''امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے مرنے سے پہلے اللہ سے توبہ کی جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں ساتھ نہ دے سکے۔''

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

سب مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد میں پچھتاتے رہے۔ کاش خلیفہ راشد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے کر خلافت راشدہ کو مستحکم کر لیتے تو بعد میں خاندان نبوت بے دردی سے نہ مارا جاتا؟ اور مدینہ شریف میں 7 سو صحابہ رضی اللہ عنہم اور 2 ہزار کبار تابعین رحمہم اللہ قتل نہ ہوتے۔ نہ ان کی محترم خواتین کی عزتیں لٹتیں۔ نہ خانہ کعبہ کو جلایا جاتا۔ نہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ کو گدھے کی کھال میں ڈال کر زندہ جلایا جاتا۔ نہ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سولی پر لٹکائے جاتے۔ نہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو (راہب امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ظالمانہ قتل کیا جاتا۔ نہ ہمیشہ کے لیے ملوکیت کا دروازہ کھلتا۔ جو آج تک امت مسلمہ دربدر ہوگئی ہے۔ مسلمانوں کے چاروں بے مثال خلفاء رضی اللہ عنہم کو آج تک ہم ترس رہے ہیں۔

❶ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد: 3، ص: 214۔
❷ المؤتلف والمختلف لامام قطنی رحمہ اللہ، جلد: 3، ص: 1260۔
❸ الاستیعاب لابن عبد البرؒ جلد 3 ص 417۔

1. سیر اعلام النبلاء (عربی)، 3/231-232، اسد الغابۃ (اردو)، 3/329
2. مجمع الزوائد: 7/242، 7/487، رقم: 12054؛ بحوالہ: شرح خصائص علی (اردو) صفحہ: 537، قاری ظہور احمد فیضی

مشہور اہلِ حدیث عالم شیخ عبد اللہ دانش کی کتاب ''اربعین امام حسین رضی اللہ عنہ میں کچھ اِس طرح نقل ہے:

اِمام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اِن الفاظ میں نقل کیا ہے:

سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کسی چیز پر اِتنا پچھتاوا نہیں ہے جتنا اِس بات کا ہے کہ میں نے باغی گروہ سے لڑائی کیوں نہ لڑی۔

اِمام مشروق رحمۃ اللہ علیہ نے مرنے سے پہلے اللہ عزوجل سے توبہ کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں ساتھ نہ دے سکے۔

''اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''

سب مخلص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بعد میں پچھتاتے رہے، کاش خلیفۂ راشد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے کر خلافتِ راشدہ کو مستحکم کر لیتے بعد میں خاندانِ نبوّت بے دردی سے نہ مارا جاتا؟ اور مدینہ شریف میں سات سو (700) صحابہ رضی اللہ عنہم اور دو ہزار (2000) طابعین رحمۃ اللہ علیہم قتل نہ ہوتے، نہ اُن کی محترم خواتین کی عزتیں لُٹتی، نہ خانۂ کعبہ کو جلایا جاتا، نہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ کو گدھے کی کھال میں ڈال کر زندہ جلایا جاتا، نہ سیّدنا عبد اللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ سُولی پر لٹکائے جاتے، نہ حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو (راہبِ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ظالمانہ قتل کیا جاتا، نہ ہمیشہ کے لیے ملوکیت کا دروازہ کھلتا جو آج تک اُمّتِ مسلمہ در بدر ہو گئی ہے۔[1]

1. شرح اربعین امام حسین (اردو)، صفحہ: 229-230

سیّدنا سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی جنگِ جمل، جنگِ صِفّین اور جنگِ نہروان کے وقت اُسی تیسرے گروہ میں شامل تھے اور جنگوں میں شرکت نہ کرنے کی وجہ کے طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ ''کوئی ایسی تلوار دی جائے جو مسلم اور کافر کو پہچانتی ہو'' مگر بعد میں اُنہیں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دینے پر ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

اہلِ سنّت کے مشہور بریلوی محدّث قاری ظہور احمد فیضی صاحب اپنی کتاب ''شرح خصائصِ علی رضی اللہ عنہ'' میں لکھتے ہیں:

شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ ج 153 ۸۳۸

بعض حضرات کا عذر پیش نہ کر سکنا

تقریباً ایسی ہی نحوست کا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سامنا کرنا پڑا۔ جنگ جمل میں اگلی ماحول میں از روئے تجربہ نہیں پہنچ سکے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں کوئی ایسی تلوار دی جائے جو مسلم اور کافر کو پہچانتی ہو لیکن بعد میں انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دینے پر نحوست کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ محدثین کرام نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے۔

''فلاں شخص حج کے لیے مدینہ منورہ میں آیا تو لوگ اسے سلام کرنے کے لیے آئے۔ حضرت سعد

شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ ج 153 ۸۳۹

نے بھی آکر سلام کیا تو اس شخص نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: انہوں نے باطل کے خلاف ہماری مدد نہیں کی تھی۔ اس پر حضرت سعد خاموش رہے تو اس شخص نے کہا: کیا بات ہے خاموش کیوں ہو؟ انہوں نے فرمایا: مظالم و فتنوں نے ہجوم کر لیا تو میں نے اپنے اونٹ کو اخ اخ کہا تو وہ بیٹھ گیا۔ اس شخص نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی ہے کہ تلوار لے کر نکلوں گا اور جس کو مسلم و کافر میں تمیز کیے بغیر ملا اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر فرمایا: تم یہ کیسے کہتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہوگا، وہ جہاں بھی ہوں گے۔ اس شخص نے کہا: آپ کے ساتھ اس ارشاد کو کس نے سنا؟ فرمایا: حضرت خدیجہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں فرمایا تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد میرے گھر میں فرمایا تھا۔ اس پر اس شخص نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: اب تو آپ میرے نزدیک پہلے سے بھی زیادہ قابل ملامت ہیں۔ فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہوتا تو ہم وقت مسلسل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتا''۔

(کشف الاستار ج ۱ ص ۹۶، ۱۷ رقم ۲۲۸۲)

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں سعد بن شعیب ہے جسے میں نہیں پہچانتا اور اس کے باقی رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں''۔

(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۳۵ و طبع ج ۷ ص ۲۷۶ رقم ۱۲۰۰۱ و طبع ج ۷ ص ۳۳۸ رقم ۱۲۰۳۱)

حافظ ہیثمی کے اس کلام سے یہ جائز ابھرتا ہے کہ شاید سعد بن شعیب مجہول یا متروک ہے لیکن ان کے شاگرد حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس تاثر کی نفی کر دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے:

سعد غیر متروک۔

''سعد بن شعیب متروک نہیں ہے''۔

(مختصر زوائد البزار للعسقلانی ج ۱ ص ۱۷۳، ۱۷۴ رقم ۱۶۳۸)

اس واقعہ کے نظیر یہ حدیث خطیب بغدادی نے بھی روایت کی ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۲۲)

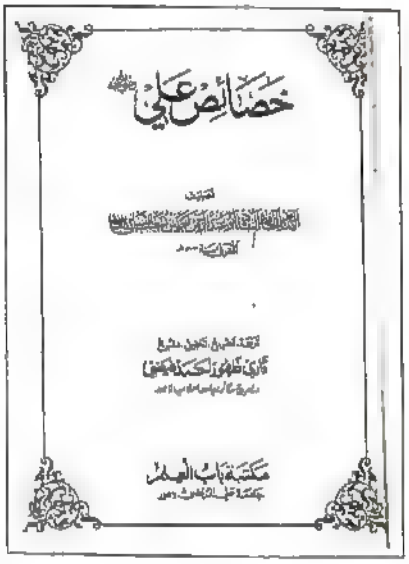
خصائص علی

قاری ظہور احمد فیضی

مکتبہ باب العلم

امام حافظ ہیثمی نے اپنی کتاب ''کشف الاستار'' میں واقعہ نقل کیا ہے کہ 'فلاں شخص حج کے لیے مدینہ میں آیا تو لوگ اُسے سلام کرنے کے لیے آئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی آکر سلام کیا تو اُس شخص نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اُنہوں نے باطل کے خلاف ہماری مدد نہیں کی تھی۔' اِس پر سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے تو اُس شخص نے کہا: 'کیا بات ہے؟ خاموش کیوں ہو؟' اُنہوں نے فرمایا: 'مظالم وفتنوں نے ہجوم کر لیا تو میں نے اپنے اونٹ کو 'اخو اخو' کہا تو وہ بیٹھ گیا۔' اُس شخص نے

کہا: 'میں نے از اوّل تا آخر مکمّل کتابِ الٰہی پڑھی ہے لیکن مجھے اس میں کہیں 'اخو اخو' نہیں ملا۔' اِس پر حضرت سعد نے غضب ناک ہو کر فرمایا: تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا: ''علی رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ اور حق علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا وہ جہاں بھی ہوں گے۔'' اُس شخص نے کہا: 'آپ کے ساتھ اِس ارشاد کو اور کسی نے سنا تھا؟' فرمایا: 'حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں فرمایا تھا' سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: 'ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد میرے گھر میں فرمایا تھا' اِس پر اُس شخص نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: 'اب تو آپ میرے نزدیک پہلے سے بھی زیادہ قابلِ ملامت ہیں۔' فرمایا: 'کیوں؟' اُس نے کہا: 'اگر میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہوتا تو تا دمِ وفات مسلسل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم رہتا۔ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِس حدیث کی سند میں سعد بن شعیب ہے جسے میں نہیں جانتا اور اُس کے باقی رِجال صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے اِس کلام سے یہ تاثّر اُبھرتا ہے کہ شاید سعد بن شعیب مجہول یا متروک ہیں لیکن اُن کے شاگرد حافظ بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس تاثّر کی نفی کر دی ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اِس حدیث کے آخر میں لکھا ہے۔

''سعد بن شعیب متروک نہیں ہیں۔[1]

قارئین کرام! اِن باتوں سے پتہ چلا کہ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ مظلوم ہیں کیوں کہ دشمن تو دشمن اپنے بھی اِن سے ناراض ہیں حالانکہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ وہی کر رہے تھے جس کا حکم قرآن نے ''سورہ انفال'' میں دیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ تاریخ میں اِن دونوں سے مظلوم سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ ہیں جن کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھیروں حدیثوں کی تائید حاصل ہے کہ ''علی حق کے ساتھ حق علی کے ساتھ'، 'علی قرآن کی تاویل پر جنگ کریں گے' مگر افسوس اُس وقت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک بڑے گروہ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا اور خود کو غیر جانبدار بنا کر مولا علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں کو دیکھتا رہ گیا اور میں یہ بھی کہوں گا کہ سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ مظلوم تاریخ میں سیّدنا ابو طالب بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں کہ جو تقریباً 50 سال تک سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے آخری وقت میں بھی بس آپ کی فکر میں رہے، جس کے خطبے توحید کی دلیل ہو اور جو خود دعوتِ توحید کا سب سے پہلا میزبان ہو اُس پر آج 1400 سال کے بعد بھی کافر کے فتوے لگائے جائیں۔ اللہ کی پناہ۔

صلح امام حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے صلح پر اُٹھنے والے وہ سوال جو آج کل اہلِ سنّت کہلانے والے تینوں گروہ یعنی اہلِ حدیث، دیوبندی اور بریلوی کے کچھ لوگ اُٹھاتے ہیں، اُسے ہم پیش کریں گے اور اِن شاء اللہ ﷻ قرآن وحدیث کی روشنی میں اُس کے جوابات بھی پیش کریں گے۔

1. المستدرک: 4/96-97، رقم: 3282؛ [illegible]: شرح [illegible] علی (اردو)، قاری ظہور احمد فیضی۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے صلح کر لی تو کیا مولا علی رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا غلط تھا؟

بالکل نہیں، سیّدنا اِمام مولا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ میں بالکل حق پر تھے اِس بات کو قارئین کرام پر واضح کرنے کے لیے ہم صحیح احادیث کی روشنی میں بحث کریں گے۔

سب سے پہلے اسلام لانے والے : سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ

خصائصِ علی رضی اللہ عنہ کی روایت

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : سب سے پہلے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔[1]

اہلِ حدیث عالم غلام مصطفیٰ ظہیر نے ''شرح خصائصِ علی'' میں اِس حدیث کی سند کو حسن مگر روایت کو صحیح کہا ہے۔

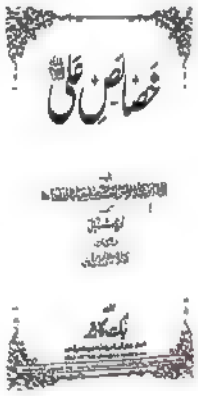

خصائص علی

28

4۔ أخبرنا عبد الله بن سعيد قال: حدثنا ابن إدريس قال: سمعت شعبة، عن عمرو بن مرة، عن أبي حمزة، عن زيد بن أرقم قال: «أول من أسلم علي»

۳۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [بچوں میں] سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

تحقیق وتخریج:

[اسنادہ حسن]

5۔ أخبرنا إسماعيل بن مسعود، عن خالد وهو ابن الحارث قال: حدثنا شعبة، عن عمرو بن مرة قال: سمعت أبا حمزة مولى الأنصار قال: سمعت زيد بن أرقم يقول: «أول من صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم علي» وقال في موضع آخر: «أسلم علي»

۵۔ ابوحمزہ مولیٰ انصار سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: سب سے پہلے [بچوں میں] سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ ایک دوسرے مقام پر انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

تحقیق وتخریج:

[اسنادہ حسن]

اس کی سند حسن ہے مگر یہ روایت صحیح ہے۔

فائدہ:

1. خصائصِ علی، صفحہ: 28، محقق: علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ علیہا السلام کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے

167 ..... کتاب الاوائل

خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے

حضرت عبداللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور اس کے بعد حضرت

168 ..... کتاب الاوائل

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے۔''[4]

[1] الاوائل للسیوطي: ٥ /٩٦-٩٧؛ الطبراني في الاوائل: ٥٤؛ المصنف في الآحاد والمثاني: ١٦ /أ؛ ابن كثير في البداية والنهاية: ٧ /٢٢٠۔ اسناده حسن عند الالباني۔
[2] المصنف في السنة: ١٣٠١؛ في الآحاد والمثاني: ٦٨ /ب؛ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عبدالملک بن ھارون بن عشرۃ راوی میں سخت کلام کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھیں المجروحین: ٢ /١٣٣؛ المیزان: ٢ /٦٦٦۔ [3] الطبرانی فی الکبیر: ١٨ /٤٣؛ في الاوائل: ٨١؛ البخاری فی خلق افعال العباد، ص: ١٠٥-١٠٦؛ النسائي في الكبرىٰ كما في تحفة الأشراف: ٨ /٢١١؛ الطحاوی فی المشکل: ١ /١٢٢ واسناده صحيح۔ [4] ابن ابي شيبة في المصنف: ٥ /٣٢٩-٣٣٠؛ احمد: ٢ /١٧٢؛ الدارمي: ١ /١٢٦؛ الحاكم: ٤ /٥٠٨؛ اسناده حسن؛ الطبراني في الاوائل: ٦١۔

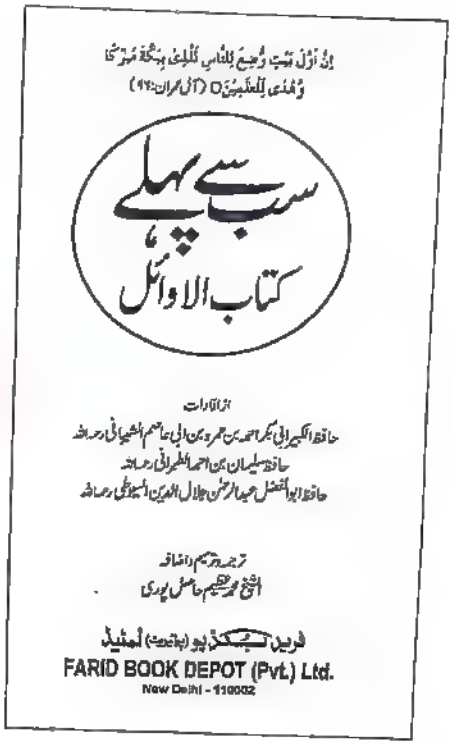

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: ''سیّدنا خدیجہ علیہا السلام سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور اُس کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔''

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[1]

1. کتاب اوائل (اُردو)، صفحہ: 167-168

المُستدرک علیٰ صحیحین کی صحیح روایت

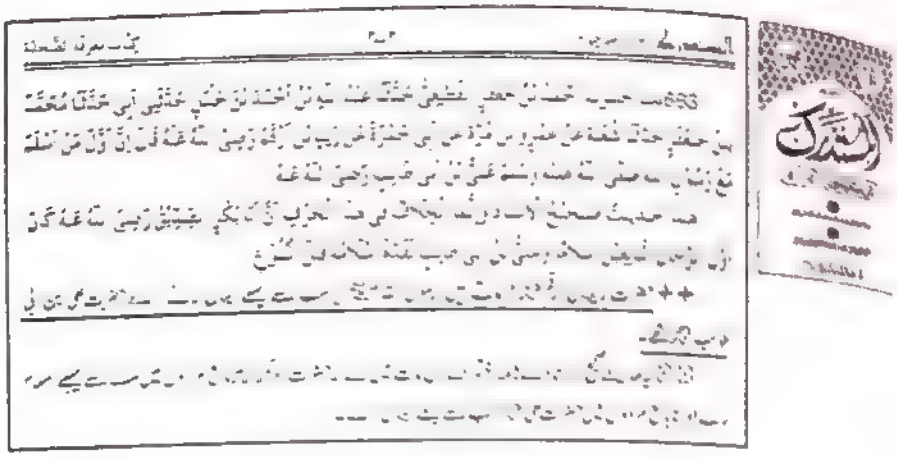

بے شک پہلا شخص جو اسلام لایا وہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے[1] اور اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی موافقت کی ہے۔

تمام صحابوں میں سب سے زیادہ فضائل علی بن ابی طالب کے ہیں :

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

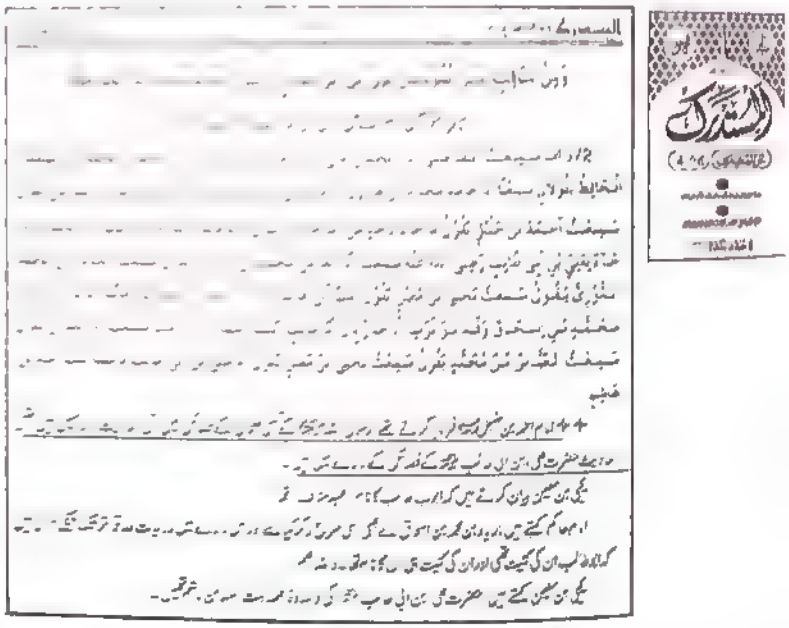

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کے فضائل میں اتنی احادیث وارد نہیں ہے جتنی احادیثِ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے فضائل کے بارے میں ہیں۔[2]

محقق شیخ زُبیر علی زئی نے اِس روایت کو 'فضائلِ صحابہ' میں حسن کہا ہے۔[3]

1. المُستدرک للحاکم (اردو)، 4/272، رقم: 4663، انٹرنیشنل نمبر: 4663
2. المُستدرک للحاکم (اردو)، 4/222-223، رقم: 4572، انٹرنیشنل نمبر: 4572
3. فضائلِ صحابہ (اردو)، صفحہ: 54

بیٹھے ہوں گے۔ (فضائل الصحابہ زیادات العلی: ۱۰۵۷ وسندہ صحیح)

ابو اسحاق السبیعی فرماتے ہیں: "رأیت علیاً ..... ضخم اللحیة" میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ کی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۲۵ وسندہ صحیح، یونس بن ابی اسحاق بریء من التدلیس)

امام اہلِ سنت: احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: "ماجاء لأحد من أصحاب رسول الله ﷺ من الفضائل ماجاء لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه"

جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔ (مستدرک الحاکم ۳/۱۰۷، ۱۰۸ ح ۴۵۷۳ وسندہ حسن)

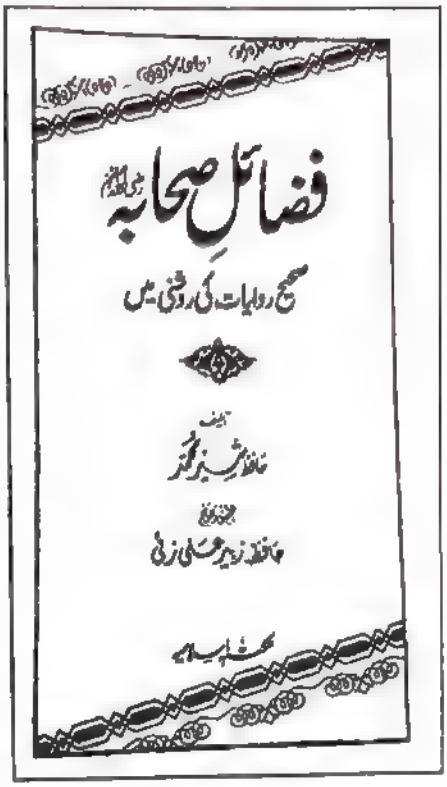

مختصر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بدری، من السابقین الاولین، امیر المومنین خلیفۂ راشد اور خلیفۂ چہارم تھے۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں جن کے احاطے کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

"جان لو، اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ ﷺ کے بھائی اور چچازاد، حسن و حسین کے ابا، مسلمانوں کے مرد میدان، رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے، ہم پلہ لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، قبیح حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ و رسول آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بدنصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں، رضی اللہ عنہ" (الشریعہ ص ۷۱۴، ۷۱۵)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

[الحدیث: ۱۷، ۱۸]

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : تم (علی رضی اللہ عنہ) میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام ، ہاں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح'' میں نقل کرتے ہیں :

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۷۳۳ کتاب المغازی

۱۵۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ

(1552) مصعب بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے پسند نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۷۳۴ کتاب المغازی

هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا

۱۵۵۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

ہارون علیہ السلام ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابوداؤد نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

ترجمہ

مصعب بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عورتوں اور بچّوں پر چھوڑ کر جا رہے ہو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھے پسند نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام ، ہاں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابو داؤد نے کہا ہم سے شُعبہ نے، اُنہوں نے حَکَم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔[1]

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/433-434 ، رقم : 1552 ، انٹرنیشنل نمبر : 4416

صحیح مسلم کی احادیث

صحیح مسلم (سوم) ۳۰۱ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

٦١٦٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ سَعِيدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا فَلَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ فَقَالَ آنْتَ سَمِعْتَهُ فَقُلْتُ بِأُذُنَيَّ وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ قَالَ نَعَمْ وَإِلَّا فَأَصَمَّتَا. (الترمذی (۳۷۲۱))

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ سنو! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' راوی کہتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ میں حضرت سعد سے یہ حدیث بالمشافہ سن لوں۔ میری حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو عامر بن سعد کی یہ روایت سنائی' انہوں نے کہا: میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے' میں نے کہا: آپ نے خود سنا ہے؟ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا: اگر میں نے خود سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

٦١٦٨- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ أَبِي أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ قَالَ أَفَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي. (الترمذی (۳۷۲۴))

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا' حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

٦١٦٩- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. (الترمذی (۳۷۲۴))

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦١٧٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ (قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ ابْنُ سَعِيدٍ) حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذُكِرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ابوتراب کو برا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت سعد نے کہا: مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھیں' اس لیے میں ان کو کبھی برا نہیں کہہ سکتا' اگر ان میں ان سے ایک بات بھی میرے لیے فرمائی ہوتی تو

صحیح مسلم (سوم) ۳۰۲ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي. (الترمذی (۳۷۲۴))

وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بعض مغازی میں حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ دیا' تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور غزوہ خیبر کے دن میں نے آپ سے یہ سنا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے' حضرت سعد نے کہا: پھر ہم سب اس کے انتظار میں تھے' آپ نے فرمایا: علی کو میرے پاس لاؤ' حضرت علی کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں' آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اور ان کو جھنڈا عطا کیا' اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر دیا اور جب آیت نازل ہوئی: (ترجمہ:) "آپ کہیے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ" تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

٦١٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى. (البخاری (۳۷۰۶) ابن ماجہ (۱۱۵))

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اِس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے، البتہ! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (1)

1. صحیح مسلم، 3/301-302، رقم: 6167-6168-6169-6170-6171، انٹرنیشنل نمبر: 6217-6218-6219-6220-6221

قارئین کرام! یہاں پر مولا علی رضی اللہ عنہ کی اِن فضیلتوں کو بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ اب ذرا غور کیجیے کہ جو اسلام کے ابتدائی دور سے نماز کو قائم کرنے والا اور شریعت کو جاننے والا ہے اور بقولِ اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ فضائل میں احادیث جس کی شان میں زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئی اُسے حق و باطل کا علم ہوگا یا اُن لوگوں کو جو اُس شخص کی قیادت میں مولا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے آئے تھے جو فتح مکّہ پر اسلام لائے؟

علی قرآن کی تاویل پر جنگ کریں گے: صحیح حدیث

مولا علی رضی اللہ عنہ نہ صرف جنگِ صِفّین میں حق پر تھے بلکہ جنگِ جمل اور جنگِ نہروان میں بھی حق پر تھے۔ یہ تمام جنگیں مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ''قرآن کی تاویل'' کے لیے لڑی تھی جس کی بشارت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پہلے دے چکے تھے، اِس معاملہ میں ہم یہاں پر ایک صحیح حدیث پیش کر رہے ہیں:

خصائصِ علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث

ترجمہ

سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، اِسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا، اُنہوں نے اُسے گانٹھ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا جس طرح میں نے اُس کے نازل ہونے پر جہاد کیا تھا۔ تو سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ میں ہوں؟'' فرمایا: ''نہیں'' پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ میں ہوں؟'' فرمایا: ''نہیں'' بلکہ وہ صاحب النعل (جوتے کو گانٹھنے والا) ہے۔

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر نے اِس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔[1]

1. خصائصِ علی (اردو)، شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری، صفحہ: 234

خصائص علی رضی اللہ عنہ کی حدیث

باب 55

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلِيٌّ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ»

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بیان:

"علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کریم کی تاویل پر جہاد کرے گا جس طرح کہ میں نے اس کے نازل ہونے پر کیا ہے"

156- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، وَاللَّفْظُ لَهُ. عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ. فَرَمَى بِهَا إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: «إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا؟ قَالَ: «لَا» قَالَ عُمَرُ: أَنَا قَالَ: «لَا. وَلَكِنْ صَاحِبُ النَّعْلِ»

156- سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا انہوں نے اسے گانٹھ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص قرآن کی تاویل

پر جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نازل ہونے پر جہاد کیا تھا۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں ہوں فرمایا: نہیں پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں ہوں فرمایا: نہیں بلکہ وہ صاحب النعل [جوتوں کو گانٹھنے والا] ہے۔

تحقیق:

[حسن]

تخریج:

مصنف ابن ابی شیبۃ: 64/12؛ مسند الامام احمد: 82,33,31/3؛ زوائد فضائل الصحابۃ للقطیعی: 1071؛ وصححہ ابن حبان [6937] وقال الحاکم [422/3] "صحیح علی شرط الشیخین" ووافقہ الذہبی۔

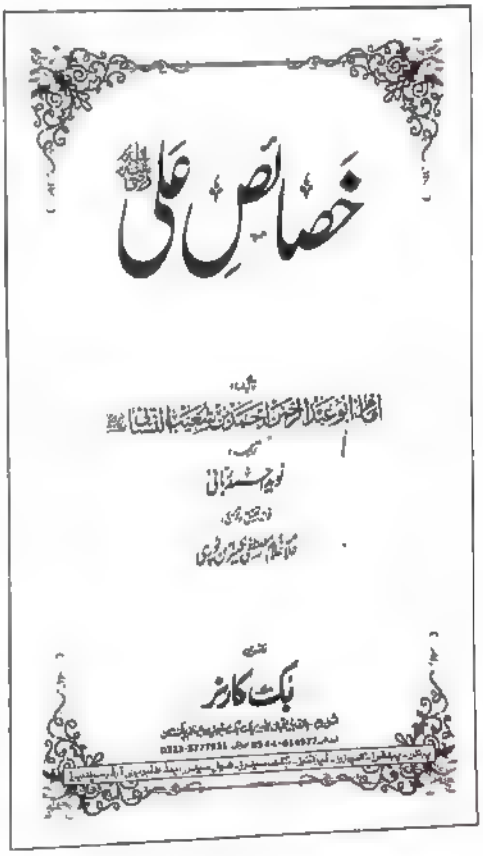

ایسی ہی احادیث مسند احمد میں ہیں :

مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مترجم ۱۰۳ مُسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

(۱۱۲۰۹) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِهِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ قَالَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ [راجع: ۱۱۲۷۸]

(۱۱۳۰۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اس طرح قتال کریں گے جیسے میں اس کی تنزیل پر قتال کرتا ہوں، اس پر حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں، اس سے مراد جوتی گانٹھنے والا ہے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جوتی گانٹھ رہے تھے۔

١١٢٨٩ - حدثنا وكيع، حدثنا فِطْر، عن إسماعيل بن رجاء، عن أبيه

ويقال أبو رفاعة كما في الروايات (١١٠٨٦) و(١١٤٧٧) و(١١٥٠٢)، ويقال: رفاعة، ذكره البخاري في «الكنى» ٣١/٩، وابنُ أبي حاتم في «الجرح والتعديل» ٣٧١/٩، والمِزّي في «تهذيب الكمال» ٢١١/٩، ولم يذكروا فيه جرحاً ولا تعديلاً، ولم يذكروا في الرواة عنه غير محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، ولم يذكره ابن حبان في «الثقات»، ويبقى رجاله ثقات رجال الشيخين غير أن علي بن المبارك رواية الكوفيين عنه، عن يحيى بن أبي كثير ضعيفة، وهذا منه، ووكيع: هو ابن الجراح الرؤاسي الكوفي، وهو متابع.

وأخرجه النسائي في «الكبرى» (٩٠٨١)، والطحاوي في «شرح معاني الآثار» ٣١/٣، وفي «شرح مشكل الآثار» (١٩١٧) من طريق هارون بن إسماعيل الخزاز البصري، والنسائي في «الكبرى» (٩٠٨١) من طريق عثمان بن عمر بن فارس العبدي البصري، كلاهما عن علي بن المبارك، بهذا الإسناد.

وأخرجه بنحوه مطولاً ابن أبي شيبة ٢٢١/٤-٢٢٢، ومن طريقه ابن أبي عاصم في «السنة» (٣٦٠) عن عبدالله بن نمير، والطحاوي في «شرح معاني الآثار» ٣٢/٣، وفي «شرح مشكل الآثار» (١٩١٩) من طريق عبدالأعلى بن عبدالأعلى، كلاهما عن محمد بن إسحاق، عن محمد بن إبراهيم - وهو ابن الحارث التيمي -، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن وأبي أمامة بن سهل، عن أبي سعيد الخدري، وهذا إسناد حسن لولا عنعنة ابن إسحاق.

وأخرجه البزار (١٤٥٣) (زوائده)، والطحاوي في «شرح معاني الآثار» ٣١/٣-٣٢، وفي «شرح مشكل الآثار» (١٩١٨) من طريقين عن عياش بن عقبة الحضرمي، عن موسى بن وردان، عن أبي سعيد. وأورده الهيثمي في «المجمع» ٢٩٧/٤، وقال: رواه البزار، وفيه موسى بن وردان، وهو ثقة، وقد ضعف، وبقية رجاله ثقات.

وسيأتي من رواية أبي رفاعة بالأرقام (١١٤٧٧) و(١١٥٠٢) =

٣٩٠

عن أبي سعيد قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقاتِلُ على تأويلِهِ كما قاتَلْتُ على تَنْزِيلِهِ» قال: فقام أبو بكر وعمر. فقال: «لا، ولكنْ[1] خاصِفُ النَّعْلِ». وعليٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ[2].

١١٢٩٠ - حدثنا يزيد قال: أخبرنا محمد بن إسحاق، عن عبدالله بن المُغيرة بن مُعَيْقِيب، عن عمرو بن سُلَيْم. قال أبو عبدالرحمن: وقال غير يزيد بن هارون: عن سليمان بن عمرو بن عبدالعُتْواري - وهو أبو الهَيْثم، وكان في حِجْر أبي سعيد -

عن أبي سعيد الخُدْري. وعن أبي الزِّناد، عن الأعرج، عن

= وقد سلف من طرق أخرى بروايات أولها برقم (١١٠٧٨).

قال السندي: قوله: العزل الموؤدة الصغرى: كأن المراد بالعزل النطفة التي تُعزل، والموؤدة بالهمز: أي: البنت المدفونة حية، وكانت العرب تفعله خشية الإملاق أو خوف العار، فأرادوا أنها في تفويت الحياة كالموؤدة، فنسخت أن تُسَمَّى بالموؤدة الصغرى، وأرادوا بذلك إثبات الحرمة، تكذيبهم النبيَّ ﷺ، وقال: إنما يذرع الوأد لو كان مراداً لله أن يخلق من تلك النطفة شيئاً، وحيث عُلم أنه ما أراد ذلك، فليس من الوأد في شيء، وما جاء أن العزل هو الوأد الخفي، فكان معناه أنه له مناسبة به، فهو مكروه لا حرام، كما قالت اليهود، فلا منافاة، والله تعالى أعلم

(١) في (م): ولكن.

(٢) حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات رجال الصحيح، غير فطر - وهو ابن خليفة المخزومي -، فقد روى له البخاري مقروناً، وقد توبع. ووكيع: هو ابن الجراح الرؤاسي، وإسماعيل بن رجاء: هو ابن ربيعة الزُّبيدي.

وقد سلف برقم (١١٢٥٨)، وسيأتي تخريجه في الرواية رقم (١١٧٧٣).

٣٩١

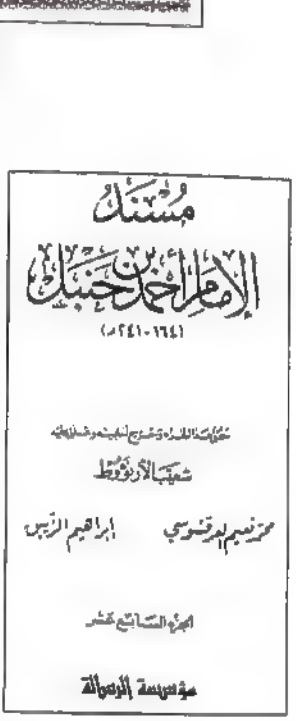

ترجمہ

ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بعض لوگ قرآن کی تفسیر و تاویل پر اِس طرح قتال کریں گے جس طرح میں قرآن کی تنزیل میں قتال کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اِس سے مراد (وہ) جوتے گانٹھنے والا ہے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے گانٹھ رہے تھے۔[1]

محققِ کتاب شیخ شعیب ارناؤوط نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

1. مُسند احمد (اردو)، 5/103، رقم: 11309
2. مسند احمد (عربی)، 17/309-391، رقم: 11289

مُسند احمد کی صحیح حدیث

(۱۱۲۹۵) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ قَالَ فَقُمْنَا مَعَهُ فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ قَالَ فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ [صححه ابن حبان (٦٩٣٧) والحاكم (١٢٢/٣) وقال شعيب: صحيح وهذا اسناد حسن. شعبه ابن الحجاج. وقال الهيثمي: ورجاله رجال الصحيح]. [راجع: ١١٢٧٨].

(۱۱۲۹۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے نبی ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ نبی ﷺ اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، ہم نبی ﷺ کے ساتھ چل پڑے، راستے میں نبی ﷺ کی جوتی ٹوٹ گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ رک کر جوتی سینے لگے اور نبی ﷺ آگے چل پڑے، ہم بھی چلنے رہے، ایک جگہ نبی ﷺ کھڑے ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہو گئے، اسی دوران نبی ﷺ نے فرمایا تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآن کریم کی تاویل و تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے، یہ سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اس

وقت ہمارے درمیان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن نبی ﷺ نے فرمایا وہ جوتی سینے والا ہے، اس پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے آئے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انہوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

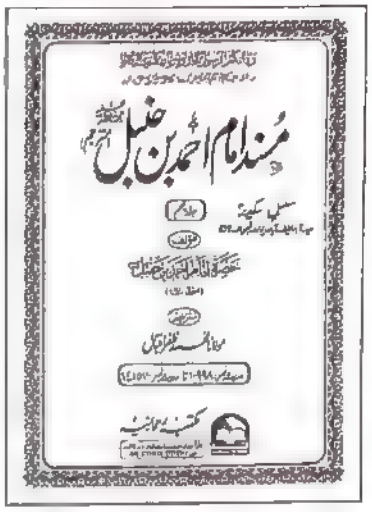

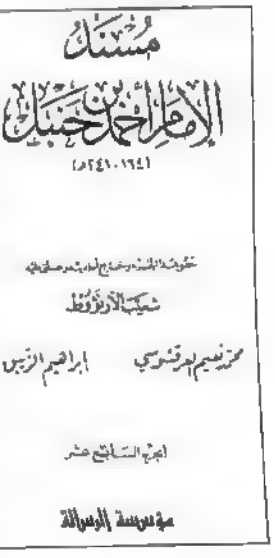

١١٧٧٢ - حدثنا يعقوب، حدثنا ابنُ أخي ابنِ شهاب، عن عمه[1] محمد بن مُسْلم، قال: حدَّثني سالم بن عبدالله

عن عبدالله بن عمر، أن أبا سعيد الخدري حدَّثه بِمِثْلِ ذلك حديثاً عن رسولِ الله ﷺ فلقيه عبدُالله بنُ عمر فقال: يا أبا سعيد، ما هذا الذي تحدِّث عن رسولِ الله ﷺ؟ فقال أبو سعيد: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «اللَّعِبُ بالنَّرْدِ مِثْلاً بِمِثْلٍ، والورقُ بالورقِ مِثْلاً بِمِثْلٍ»[2].

١١٧٧٣ - حدثنا حسين بن محمد، حدثنا فِطْر، عن إسماعيل بن رجاء الزُّبيدي، عن أبيه قال:

رواتُه رجالُ الصحيح، يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم الزهري، أبو سلمة: هو ابن عبدالرحمن بن عوف.

وأخرجه ابن أبي شيبة ١٠١/٧ عن ابن نمير، عن محمد بن إسحاق، عن زيد بن عبدالله بن قسيط، عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد، به.

وانظر (١٠٩٩٢).

(١) في (ق) و(م): عم.

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين. يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمن بن عوف، وابن أخي ابن شهاب: هو محمد بن عبدالله بن مسلم، وعمه محمد بن مسلم: هو ابن عبدالله بن عبدالله بن شهاب الزهري، وسالم بن عبدالله: هو ابن عمر بن الخطاب.

وأخرجه البخاري (٢١٧٦) من طريق يعقوب، بهذا الإسناد.

وسلف مطولاً برقم (١١٠٠٦).

سَمِعْتُ أبا سعيد الخُدْرِي يقول: كُنَّا جلوساً ننتظر رسولَ الله ﷺ، فخرج علينا من بعض بيوت نسائه، قال: فقُمْنا معه، فانقطعت نَعْلُه، فتخلَّف عليها عليٌّ يَخْصِفُها، فمضى رسول الله ﷺ، ومضينا معه، ثم قام ينتظره وقمنا معه فقال: «إنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقاتِلُ على تأويلِ هذا القُرآنِ، كما قاتَلْتُ على تَنْزِيلِهِ» فاستشرفنا وفينا أبو بكر وعمر فقال: «لا، ولكِنَّهُ خاصِفُ النَّعْلِ». قال: فجئنا نُبَشِّره قال: وكأنَّهُ[1] قد سَمِعَه[2].

(١) في هامش (س): لكأنه، نسخة.

(٢) حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، ورجاله ثقات رجال الصحيح غير فطر: وهو ابن خليفة المخزومي، فقد روى له البخاري مقروناً، وقد توبع حسين بن محمد: هو ابن بهرام المَرْوَذي، ورجاء والد إسماعيل: هو ابن ربيعة.

وأخرجه الفطيمي في زوائده على «الفضائل» لأحمد (١٠٧١) - ومن طريقه أبو نعيم في «الحلية» ٦٧/١ -، والحاكم ١٢٢/٣-١٢٣ من طريق عبيدالله بن موسى، كلاهما عن فطر، بهذا الإسناد.

وأخرجه ابن أبي شيبة ٦٤/١٢ من طريق عبدالملك بن حميد بن أبي غنية - ومن طريقه ابن عدي في «الكامل» ٢٦٦٦/٧ -، والفطيمي في زوائده على «الفضائل» لأحمد (١٠٨٣)، والنسائي في «الكبرى» (٨٥٤١)، وأبو يعلى (١٠٨٦)، وابن حبان (٦٩٣٧)، والحاكم ١٢٢/٣-١٢٣، والبيهقي في «الدلائل» ٤٣٦/٦، والبغوي في «شرح السنة» (٢٥٥٧)، وابن الجوزي في «العلل المتناهية» (٣٨٦) من طريق الأعمش، كلاهما عن إسماعيل بن رجاء، به.

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑے، راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی ٹوٹ گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ رُک کر جوتی سینے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے چل پڑے، ہم بھی چلتے رہے، ایک جگہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور حضرت علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہو گئے، اِسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآنِ کریم کی تاویل وتفسیر پر اِسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اُس کی تنزیل پر قتال کیا ہے، یہ سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اُس وقت ہمارے درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''وہ جوتی سینے والا ہے''، اِس پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لیے آئے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اُنہوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔''[1]

کتاب کے محقق شعیب ارناؤوط نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

1. مسند احمد (اُردو)، 5/247-248، رقم: 11795
2. مسند احمد (عربی)، 18/295-296، رقم: 11773

اِسی طریق کی ایک اور حدیث مجمع الزّوائد سے:

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي المصري

المتوفى سنة ٨٠٧هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء التاسع

الناشر: كتاب الناشر

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

---

١٢٨ كتاب المناقب

٧١ - باب في قتاله ومن يقاتله

١٤٧٦٣ - عَنْ أَبِي سعيد، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا مَعَهُ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَضَيْنَا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ، وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ. فَاسْتَشْرَفْنَا، وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: «لَا، وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ»، قَالَ: فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ، قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ[1].

رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح، غير فطر بن خليفة، وهو ثقة.

١٤٧٦٤ - وَعَنْ أَبِي رافع، قَالَ: دخلت على رَسُول اللَّه ﷺ وَهُوَ نائم، أَو يوحى إِلَيه، وَإِذَا حية فِي جَانب الْبَيْت، فكرهت أَن أقتلها فأوقظه، فاضطجعت بينه وبين الْحَيَّة، فَإِن كَانَ شَيْء كَانَ بِي دونه، فاستيقظ وَهُوَ يتلو هَذِه الْآيَة: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ [المائدة: ٥٥] الْآيَة، قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ»، فرآني إِلَى جَانبه، قَالَ: «مَا أَضْجَعَكَ هَاهُنَا؟»، قُلْتُ: لمكان هَذِه الْحَيَّة، قَالَ: «قم إِلَيها فاقتلها»، فقتلتها، فحمد اللَّه، ثُمَّ أخذ بيدي، فَقَالَ: «يَا أَبَا رَافِعٍ، سَيَكُونُ بَعْدِي قَوْمٌ يُقَاتِلُونَ عَلِيًّا، حَقٌّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى جِهَادُهُمْ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ جِهَادَهُمْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، لَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ شَيْءٌ»[2].

رواه الطبراني، وفيه محمد بن عبيد اللَّه بن أبي رافع، ضعفه الجمهور، ووثقه ابن حبان، ويحيى بن الحسين بن الفرات، لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات.

١٤٧٦٥ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقُولُ فِي حياة رَسُول اللَّه ﷺ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ [آل عمران: ١٤٤]، واللَّه لا ننقلب عَلَى أعقابنا بعد إِذ هدانا اللَّه تَعَالَى، واللَّه لئن مات أَوْ قتل لأقاتلن عَلَى مَا قاتل عَلَيْهِ حَتَّى أموت، واللَّه إِنِّي لأخوه ووليه وابن عمه ووارثه، فمن أحق بِهِ مني[3].

---

(١) أخرجه الإمام أحمد في المسند (٨٢/٣)، وأورده المصنف في زوائد المسند برقم (٣٦٥١)، والبغوي في شرح السنة (٢٣٣/١٠)، والمتقي الهندي في كنز العمال برقم (٣٢٩٦٧)، والهيثمي في دلائل النبوة (٤٣٥/٦، ٤٣٦)، وابن كثير في البداية والنهاية (٢٤٧/٦، ٣٠٥/٧)، وابن الجوزي في العلل المتناهية (٢٣٩/١)، وابن عراق في تنزيه الشريعة (٢٨٧/١).

(٢) أخرجه الطبراني في الكبير برقم (٩٥٥).

(٣) أخرجه الطبراني في الكبير برقم (١٧٦).

8

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی اپنی کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں نقل کرتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ اپنی بعض ازواج مطہرات کے حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے چلتے ہوئے آپ کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ نے جو نعل رضی اللہ عنہ کے پیر دیکھا اور وہ پیچھے رک کر اسے ٹھیک کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھتے گئے اور ہم بھی آپ کی مشایعت کرتے گئے۔ پھر ایک جگہ آپ کھڑے ہو گئے اور علی کا انتظار کرنے لگے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جو اس قرآن کی تاویل پر قتال کرے گا جیسا کہ اس کے نزول پر میں نے قتال کیا ہے۔ ہم کوشش اونچی کر کے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ حضرات شیخین میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں، کوئی اور نہیں، وہ جوتے کا ٹانکنے والے سے کہہ رہا ہے۔

حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: یہ حدیث امام احمد نے نقل کیا ہے، اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ صرف فطر بن خلیفہ صحیح کے راوی نہیں ہیں لیکن وہ بھی ثقہ ہیں۔

ترجمہ

سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض ازواجِ مطہرات کے حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ چلتے ہوئے آپ کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے جوتا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور وہ پیچھے رک کر اُسے ٹھیک کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھتے گئے اور ہم بھی آپ کی مشایعت کرتے گئے۔ پھر ایک جگہ آپ کھڑے ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اِسی دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جو اِس قرآن کی تاویل پر قتال کرے گا جیسا کہ اِس کے نزول پر میں نے قتال کیا ہے۔ ہم گردنیں اونچی کر کے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ہمارے مجمع میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، کوئی اور نہیں، وہ جوتے گانٹھنے والے صاحب ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ خوش خبری دینے کے لیے علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ لیکن ہمیں ایسا لگا کہ یہ بات اُنہوں نے خود اپنے کانوں سے سن لی ہے۔'

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ حدیث کو اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، اِس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ صرف فطر بن خلیفہ صحیح کے راوی نہیں ہیں لیکن وہ بھی ثقہ ہیں۔[1]

ایسی ہی ایک حدیث سنن نسائی الکبریٰ میں ہے۔

سُنن نسائی الکبریٰ - حدیث: 8457

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر نے 'خصائصِ علی' میں اِس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[2]

1. مجمع الزوائد (عربی)، رقم: 14763؛ بحوالہ: جمل وصفین حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اردو)، علامہ خسرو قاسم، صفحہ: 7-8
2. خصائصِ علی (اردو): شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر، صفحہ: 233-234، رقم: 156

مصنف ابن ابی شیبہ کی صحیح روایت

٣٠٩٠٥- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً فِي رَمَضَانَ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عَرَضَهُ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ[1].

٣٠٩٠٦- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ [عن فاطمة][2] قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى جِبْرِيلَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عَرَضَهُ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ[3].

٧٠- مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمُفَصَّلِ

٣٠٩٠٧- حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابٌ وَإِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ الْمُفَصَّلُ[4].

٧١- فِي الْقُرْآنِ وَالسُّلْطَانِ

٣٠٩٠٨- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَلْمَانُ لِزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا اقْتَتَلَ الْقُرْآنُ وَالسُّلْطَانُ؟ قَالَ: إِذًا أَكُونُ مَعَ الْقُرْآنِ قَالَ: نِعْمَ [الزويد] إِذًا أَنْتَ[5].

٣٠٩٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شِمْرٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: يَقْتَتِلُ الْقُرْآنُ وَالسُّلْطَانُ فَتَطَأُ السُّلْطَانُ عَلَى صِمَاخِ الْقُرْآنِ فَلاَ يُبَالِي ذَا مِنْ ذَا، وَلاَ ذَا مِنْ ذَا.

٣٠٩١٠ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

(١) إسناده مرسل. ابن سيرين من التابعين.
(٢) زيادة من (م).
(٣) أخرجه البخاري: (٧/ ١٣١-١٣٢)، ومسلم: (١٦/ ٨-٩) - مطولاً في قصة مرض موت النبي ﷺ من قوله ﷺ.
(٤) إسناده ضعيف. فيه عاصم بن بهدلة وهو سيئ الحفظ للحديث.
(٥) في إسناده سليمان بن ميسرة وقد وثقه ابن معين.

المصنف
لابن أبي شيبة
الإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن أبي شيبة العبسي
١٥٩-٢٣٥هـ
تحقيق
أبي محمد أسامة بن إبراهيم بن محمد
المجلد العاشر
فضائل القرآن - الإيمان - الرؤيا - الأدعية
الوصايا - الفرائض - الفضائل
٣٠٥١٤ - ٣٣١٢٨
الناشر
الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

(۳۰۹۲۵) حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا ایک لب لباب ہوتا ہے، اور قرآن کا لب لباب مفصل سورتیں ہیں۔

(۷۰) فِي الْقُرْآنِ وَالسُّلْطَانِ

قرآن اور بادشاہت کا بیان

(۳۰۹۲۶) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ قَالَ سَلْمَانُ لِزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا اقْتَتَلَ الْقُرْآنُ وَالسُّلْطَانُ؟ قَالَ: إِذًا أَكُونُ مَعَ الْقُرْآنِ، قَالَ نِعْمَ الزُّوَيْدُ إِذًا أَنْتَ

(۳۰۹۲۶) حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان رحمہ اللہ سے پوچھا: تیرا کیا حال ہوگا جب قرآن والوں اور بادشاہت والوں کے درمیان قتال ہوگا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تب تو میں قرآن کے ساتھ ہوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھولے سے زید تب تو تو بہت اچھا ہوگا۔

مصنف ابن ابی شیبہ
مترجم
مولانا محمد ادریس

ترجمہ

حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تیرا کیا حال ہوگا جب قرآن والوں اور بادشاہت والوں کے درمیان قتال ہوگا؟'' آپ نے فرمایا: ''تب تو میں قرآن کے ساتھ ہوں گا'' آپ نے (سلمان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''چھوٹے سے زید! تب تو تو بہت اچھا ہوگا۔

قارئین! ''حدیثِ سفینہ'' سے ثابت ہو چکا ہے کہ ''بادشاہت والا گروہ'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور قرآن والا گروہ سیدنا امام علی رضی اللہ عنہ کا ہے کیوں کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''علی قرآن کی تاویل پر جنگ کریں گے۔''

1 مصنف ابن ابی شیبہ (عربی)، 8.841، ح 30916

2 مصنف ابن ابی شیبہ (عربی)، 10.76، ح 30907

لوگو! علی رضی اللہ عنہ کی شکایت مت کیا کرو: صحیح حدیث

شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی ''صحیحہ'' میں نقل کرتے ہیں:

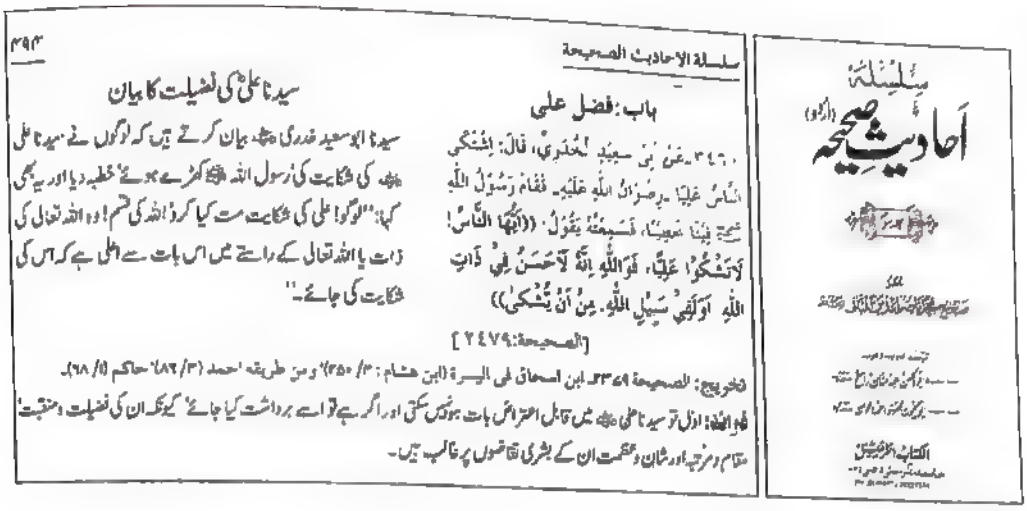

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۴۹۴

باب: فضل علی

سیدنا علیؓ کی فضیلت کا بیان

۳۴۶۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اشْتَكَى النَّاسُ عَلِيًّا -رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ- فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَشْكُوا عَلِيًّا، فَوَاللهِ إِنَّهُ لَأَخْشَنُ فِي ذَاتِ اللهِ أَوْ فِي سَبِيلِ اللهِ- مِنْ أَنْ يُشْكَى))

[الصحيحة: ٢٤٧٩]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دیا اور یہ بھی کہا: ''لوگو! علی کی شکایت مت کیا کرو! اللہ کی قسم! وہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس بات سے اعلیٰ ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۹، ابن اسحاق فی السیرۃ (ابن ہشام: ۳/ ۲۵۰) و من طریقہ احمد (۳/ ۸۶) حاکم (۱/ ۶۸)۔

فوائد: اول تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں قابل اعتراض بات ہو نہیں سکتی اور اگر ہے تو اسے برداشت کیا جائے کیونکہ ان کی فضیلت و منقبت، مقام و مرتبہ اور شان و عظمت ان کے بشری تقاضوں پر غالب ہیں۔

ترجمہ

سیّدنا ابو سعید خُدری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، خطبہ دیا اور یہ بھی کہا: ''لوگوں! علی رضی اللہ عنہ کی شکایت مت کیا کرو، اللہ کی قسم! وہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اِس بات سے اعلیٰ ہے کہ اُس کی شکایت کی جائے۔[1]

شیخ اَلبانی اِس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''اوّل تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ میں قابلِ اعتراض بات ہو نہیں سکتی اور اگر ہے تو اُسے برداشت کیا جائے، کیوں کہ اُن کی فضیلت و منقبت، مقام و مرتبہ اور شان و عظمت اُن کے بشری تقاضوں پر غالب ہے۔[1]

اِس حدیث کو اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔[1]

شیخ اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو)، 3/494، رقم: 3460

ایسی ہی حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اِس حدیث کو اپنی ''صحیحہ'' میں نقل کیا ہے:

علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے

صحیح حدیث

فضائل ومناقب اور معائب وفضائل ۵۴۶

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۳ ترمذی (۳۷۳۱) نسائی فی الکبریٰ (۸۳۸۱) ابن حبان (۲۱۳۹) حاکم (۳/ ۱۲۰) احمد (۱/ ۳۸)۔

فوائد: علی سے محبت ایمان کی علامت ہے۔

۵۴۶

علی کی فضیلت اور موالات کا معنی

سیدنا عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی ﷺ کو امیر بنا کر ایک لشکر بھیجا' وہ اپنی جماعت کے ہمراہ چلے گئے' سیدنا علی ﷺ نے ایک لونڈی لے لی' دوسرے لوگوں نے اس چیز کو اچھا نہ سمجھا اور چار اصحاب رسول نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو ملے تو سیدنا علی ﷺ کے کیے پر آپ کو آگاہ کریں گے۔ (اس وقت یہ معمول تھا کہ) مسلمان جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے' آپ پر سلام کرتے' پھر اپنے گھروں کی طرف جاتے۔ جب یہ لشکر واپس آیا تو اس میں شریک افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ جیسا بیان کے مطابق مذکورہ بالا چار افراد میں سے ایک کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو علی کا پتہ نہیں؟ انھوں نے ایسے ایسے کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی یہی بات کہی۔ آپ نے اس سے بھی اعراض کیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا اور یہی بات کہی' رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا وہی بات کہی' آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے' آپ کے چہرے سے غیظ و غضب کا پتہ چل رہا تھا اور فرمایا: "تم علی کی شکایت کر کے کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا دوست ہوگا۔"

سلسلۃ احادیث صحیحہ (اردو)

جلد سوم

مرتب

محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

محمد اسحاق بن بشیر بن نبی خان

محمد ایوب بن محمود بن خان

الکتاب انٹرنیشنل

ترجمہ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر ایک لشکر بھیجا، وہ اپنی جماعت کے ہمراہ چلے گئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی لے لی، دوسرے لوگوں نے اِس چیز کو اچھا نہ سمجھا اور چار اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کیے پر آپ کو آگاہ کریں گے۔ (اُس وقت یہ معاملہ تھا کہ) مسلمان جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے، آپ پر سلام کرتے، پھر اپنے گھروں کی طرف جاتے۔ جب یہ لشکر واپس آیا تو اُس میں شریک افراد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، عہد و پیمان کے مطابق مذکورہ بالا چار افراد میں سے ایک کھڑا ہوا اور کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو علی رضی اللہ عنہ کا پتہ نہیں؟ اُنہوں نے ایسے ایسے کیا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے منہ پھرا لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا، اُس نے بھی یہی بات کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے بھی اعراض کیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا اور یہی بات کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے بھی منہ پھرا لیا، پھر چوتھا کھڑا ہوا اور وہی بات کہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کے چہرے سے غیض و غضب کا پتہ چل رہا تھا اور فرمایا: ''تم علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کر کے کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اُس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مؤمن کا دوست ہوگا۔''(1)

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے اور بعد میں اِس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''علی سے محبت ایمان کی علامت ہے۔''

میری اُمّت میرے بعد تیرے خلاف بغاوت کرے گی

مُستدرک علی الصحیحین کی ایک حدیث

المستدرک (مترجم) جلد چہارم ۲۸۲ کتاب معرفۃ الصحابۃ

4686- عَنْ حَيَّانَ الْأَسَدِيِّ، سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأُمَّةَ سَتَغْدِرُ بِكَ بَعْدِي، وَأَنْتَ تَعِيشُ عَلَى مِلَّتِي، وَتُقْتَلُ عَلَى سُنَّتِي، مَنْ أَحَبَّكَ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَكَ أَبْغَضَنِي، وَإِنَّ هَذِهِ سَتُخَضَّبُ مِنْ هَذَا يَعْنِي لِحْيَتَهُ مِنْ رَأْسِهِ صَحِيحٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں فرمایا: میری امت میرے بعد تیرے خلاف بغاوت کرے گی اور تم میرے دین پر قائم رہو گے اور تم میرے طریقے پر جہاد کرو گے۔ جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت

المستدرک (مترجم) جلد چہارم ۲۸۳ کتاب معرفۃ الصحابۃ

کرے گا اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور بے شک تمہاری یہ داڑھی شریف رنگین ہو جائے گی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

1. سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو)، 3/546-547، رقم: 3566

١١١ ٢١ كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم (المجلد الثالث)

٤٧٤٨- حدثني محمد بن حاتم بن بهرام ثنا أحمد بن سلمة ومحمد بن شاذان قالا ثنا إسحاق بن إبراهيم ومحمد بن رافع قالا ثنا عبد الرزاق أنا النعمان بن أبي شيبة عن سفيان الثوري عن أبي إسحاق عن زيد بن يثيع(1) عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إن وليتموها أبا بكر فواحد، في الدنيا راغب في الآخرة وفي حسمه ضعف، وإن وليتموها عمر فقوي أمين لا يخاف في الله لومة لائم، وإن وليتموها عليًا فهاد مهدي يأخذكم على صراط مستقيم».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٤٧٤٩- عن حبان الأسدي سمعت عليًا يقول، قال لي رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إن الأمة ستغدر بك بعدي وأنت تعيش على ملتي، وتقتل على سنتي، من أحبك أحبني، ومن أبغضك أبغضني، وإن هذه ستخضب من هذا - يعني لحيته من رأسه».

صحيح.

* * *

ذكر مقتل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه

بأصح الأسانيد على سبيل الاختصار

٤٧٥٠- حدثني أبو الطيب(00) محمد بن أحمد الذهلي ثنا جعفر بن أحمد بن نصر الحافظ ثنا إسماعيل(2) بن موسى السدي ثنا شريك عن عثمان عن أبي زرعة(3) عن زيد بن وهب قال: قدم على علي وفد من أهل البصرة وفيهم رجل من الخوارج يقال له: الجعد بن نعجة، فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم، ثم قال: اتق الله يا علي فإنك ميت، فقال علي: لا، ولكني مقتول ضربة على هذا تخضب هذه، قال: وأشار علي إلى رأسه ولحيته بيده فصام مقضي وعهد معهود، وقد خاب من افترى، ثم عاب عليًا في لباسه، فقال: لو لبست ثيابًا(1) خيرًا من هذا، فقال: إن لباسي هذا أبعد

(1) زيد بن يثيع مما روى عنه إلا أبو إسحاق، كما في «الميزان»، ولم يوثقه معتبر.
(00) في السند سقط. (00) صوابه: «أبو الطاهر» كما في «السير»، و«تاريخ بغداد».
(2) إسماعيل مختلف فيه، ولكنه قال لي الشيخ، وشريك ساء حفظه لما ولي القضاء.
(3) صوابه: عثمان بن أبي زرعة، وهو عثمان بن المغيرة. (1) ثيابًا. (مصححه).

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري رحمه الله تعالى

طبعة متممة للتعليقات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں فرمایا : میری اُمّت میرے بعد تیرے خلاف بغاوت کرے گی اور تم میرے دین پر قائم (Strong) رہو گے اور تم میرے طریقے پر جہاد کرو گے۔ جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جس نے تم سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور بیشک تمہاری یہ داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

یہ حدیث صحیح ہے۔[1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔[2]

1. مستدرک للحاکم (اردو)، 4/282-283، رقم: 4686
2. مستدرک علی الصحیحین (عربی)، 3/166، رقم: 4749

اَفضلیت ومقام: اِمام مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

حضرت علی رضی اللہ عنہ اہلِ بیت سے ہیں اُن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا: اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام علّامہ جمال الدین اَبی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن جوزی المعروف اِمام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 597 ہجری اپنی مشہور کتاب 'مناقبِ اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' میں لکھتے ہیں:

مناقب الامام احمد بن حنبل
للحافظ ابی الفرج عبد الرحمن بن الجوزی

ابو اِسحاق اِبراہیم بن احمد طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو الحسن احمد بن ابو القاسم بن ریّان سے سنا اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے والد (اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے حدیثِ سفینہ بیان فرمائی تو میں نے کہا اے ابا جان! خلافت کی افضلیت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟" اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ، "خلافت میں پہلے ابوبکر ہیں اور پھر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم" تو میں نے کہا کہ، "علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کا کیا؟" تو اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما تو اہل بیت میں سے ہیں، کہ اُن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا (یعنی کوئی اُن کی برابری نہیں کر سکتا۔)"[1]

اِمام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:

ابو الفضل طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے کسی کے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مانند صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں۔[2]

اِمام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:

حضرت ابن منصور بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جو کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کو ثابت نہیں مانتا تو وہ گدھوں میں سب سے بڑا گمراہ گدھا ہے۔[3]

---

1. مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی)، صفحہ: 163
2. مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی)، صفحہ: 163
3. مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی)، صفحہ: 163

قارئین کرام! اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت صحیح ہے کیوں کہ آج تک کسی بھی حنابلہ نے اس روایت کا انکار نہیں کیا بلکہ اِس کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اگر کوئی اِس روایت کو نقل کرنے کے سبب مجھ فقیر پر تفضیلی شیعہ یا رافضی ہونے کا فتویٰ لگاتا ہے تو کیا اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اِن فتووں کی زد میں آئیں گے؟؟ یہی نہیں بلکہ ایسے فتوے باز لوگوں کو چاہیے کہ مجھ سے پہلے وہ اُن علمائے اہل سنّت کی خبر لیں جو ایسے روایتیں نقل کر کے اِس کو بھی ''محض سنّیت'' کہتے ہیں۔ یہاں ہم صرف دو کتابوں کے حوالے پیش کر رہے ہیں۔

عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور فضیلتِ اہل بیت

الشیخ الامام الحافظ الفقیہ
الحمد للہ کے لئے ہر طرح پر بہت آسان اور سہل بنا
میں مسئلہ تفضیل کی اہمیت شیعہ اور اہل سنت
قابل مطالعہ و محترمہ
ایمان کامل کیسے ہو؟
مصنف: الشیخ الامام شاہ عبدالحق محدث دہلوی
ترجمہ: علامہ پیر محمد افضال احمد قادری
سبزواری پبلشرز پائینانگ ایڈیا پرنٹنگ پریس
0303-7297476

تو دیگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضلیت اور تقدیم رکھتے ہیں۔ اختلاف تو صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین میں پایا جاتا ہے۔ الغرض علمائے اہل سنت کا یہ نظریہ ہے کہ تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضلیت حاصل ہے۔ لیکن فقہاء اور محدثین نے قصیدہ امالیہ کی شرح میں نقل کیا ہے کہ چاروں بزرگ کی افضلیت اہل بیت کے بعد آتی ہے۔ ابن عبد البر جو علمائے حدیث میں سے مشہور ہیں۔ اپنی کتاب استیعاب میں بیان کرتے ہیں کہ بعض متقدمین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت میں اختلاف کیا ہے۔ سلمان و ابو ذر، مقداد، خباب، جابر، ابو سعید خدری، زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، لیکن ابو طالب کے خوف سے انہوں نے چھپا لیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتی ہے اور کہتے ہیں کہ ابن عبد البر کا کلام مقبول اور معتبر نہیں ہے کیوں کہ شاذ روایت ہے جو جمہور کے قول کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جمہور ائمہ نے اجماع پر فیصلہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل میں اور روایت بھی ملتی ہے۔ خطابی نے بعض مشائخ کے حوالے سے اُن روایتوں کو جمع کیا ہے کہ ''ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابو بکر رضی اللہ عنہما۔''

اِمام عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تکمیل الایمان'' میں لکھتے ہیں:

''الغرض علمائے اہلِ سنّت کا یہ نظریہ ہے کہ تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو افضلیت حاصل ہے، لیکن فقہاء اور محدّثین نے قصیدہ امالیہ کی شرح میں نقل کیا ہے کہ چاروں بزرگ کی افضلیت اہلِ بیت کے بعد آتی ہے۔ ابن عبد البر جو علمائے حدیث میں سے مشہور ہیں، اپنی کتاب 'استیعاب' میں بیان کرتے ہیں کہ بعض متقدّمین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں اختلاف کیا ہے۔ سلمان و ابو ذر، مقداد، خبّاب، جابر، ابو سعید خُدری، زید بن اَرقم رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، لیکن ابو طالب کے خوف سے اُنہوں نے چھپا لیا۔ چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتی ہے اور کہتے ہیں کہ ابن عبد البر کا کلام مقبول اور معتبر نہیں ہے کیوں کہ شاذ روایت ہے جو جمہور کے قول کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جمہور ائمہ نے اِجماع پر فیصلہ کیا ہے۔ اِسی طرح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تفضیل میں اور روایت بھی ملتی ہے۔ خطابی نے بعض مشائخ کے حوالے سے اُن روایتوں کو جمع کیا ہے کہ ''ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابو بکر رضی اللہ عنہما۔''

امام تاج الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ جو علمائے شافعی میں بڑے معتبر مانے جاتے ہیں، حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما کو فضیلت دیتے ہیں کیوں کہ وہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر گوشہ تھے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب 'خصائص' اور امام علم الدّین عراقی نے نقل کیا ہے، ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ چاروں خلفاء سے افضل تھے۔'' حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں جگر گوشۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی سیّدہ فاطمہ زہراء بتول رضی اللہ عنہا) سے کسی کو افضلیت نہیں دے سکتا۔ یہ ساری روایتیں جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں ہمارے موضوع کے خلاف نہیں جاتیں اور نہ ہی ہمارے مدّعا (Defendant) کے مخالف ہیں کیوں کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ خاص قسم کی افضلیت وہ عام حالات میں کسی کی افضلیت کے منافی نہیں ہوتی۔[1]

مولانا احمد رِضا رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: فتاویٰ رِضویّہ

فتاوی رضویہ جلد پنجم

اصطلاح محدثین میں تشیع و رفض میں کتنا فرق ہے۔
زبان متاخرین میں شیعہ، روافض کو کہتے ہیں علم اللہ تعالیٰ جیسا بلکہ آج کل کے بیہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ان کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں خود فریبی کے خیال میں اپنی خفائی کے باعث یہی تازہ جاہلوں کو دھوکا دینے کیلئے تشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے اور حضرت امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اُن میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی شیعی کہتے ہیں حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنت کا تھا اسی بنا پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف سوالات تھا۔

حیث قال: محمد بن فضیل بن غزوان، المحدث الحافظ، کان من علماء هذا الشان، و ثقه یحیی بن معین، وقال احمد: حسن الحدیث، شیعی۔ قلت: کان متولیا فقط[1]۔

چنانچہ ذہبی نے کہا ہے کہ محمد ابن غزوان، جو کہ محدث اور حافظ ہے، حدیث کے علماء میں سے تھا، یحیی ابن معین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد نے کہا ہے کہ اچھی حدیثیں بیان کرتا ہے مگر شیعہ ہے۔ میں نے کہا "صرف اہل بیت سے محبت رکھتا تھا"۔ (ت)

رہا: بزرار تو شیخین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تکفیر کی ہوتی، کیا بخاری و مسلم سے بھی

ھ: کما صرحوا به وتدل علیه محاورا تهم، منها ما فی المیزان فی ترجمة الحاکم بعد ما حکی القول برفضه، الله یحب الانصاف، ما الرجل برافضی بل شیعی فقط اھ ۱۲ منه (ر)

[1] تذکرۃ الحفاظ فی ترجمۃ محمد بن فضیل مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد ۲/۲۹۸
Page 176 of 596

مولانا احمد رِضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب 'فتاویٰ رضویّہ' میں نقل کرتے ہیں:

''حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حُسنِ عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اُن میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی شیعی کہتے ہیں حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلِ سنت کا تھا اِسی بنا پر متعدد ائمّہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبۂ محبتِ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنّیت ہے۔''[2]

1. تکمیل الایمان (ایمان کامل کیسے ہو؟) (اردو)، صفحہ: 190
2. فتاویٰ رضویہ (اردو)، صفحہ: 5/176

صحیح مسلم کی ایک حدیث

٢٤٥٥- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا الْقَسِمُ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ الْحَدَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ. ابوداؤد (٤٦٦٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں تفریق کے وقت ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ اس فرقہ کو قتل کرے گی۔

ترجمہ

سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں تفریق کے وقت ایک فرقہ جُدا ہو جائے گا اور مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ اُس فرقے کو قتل کرے گی۔[1]

خصائصِ علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث

اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی - سن 303 ہجری اپنی مشہور کتاب ''خصائصِ علی رضی اللہ عنہ'' میں حدیث نقل کرتے ہیں۔

171 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَفْتَرِقُ أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ يَفْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ»

171۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی پھر ان دونوں کے درمیان سے ایک [تیسرا] گروہ نکلے گا۔ ان دونوں میں اسے وہی قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہے۔

تحقیق:

[اسناد صحیح]

تخریج:

مسند الامام احمد 25/3

ترجمہ

سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمّت دو گروہ میں تقسیم ہو جائے گی پھر اُن دونوں کے درمیان سے ایک (تیسرا) گروہ نکلے گا۔ اُن دونوں میں اُسے وہی قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہے۔''

مشہور اہلِ حدیث محدّث شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری نے اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔[2]

---

1. صحیح مسلم شریف (اردو)، 1/748 ، رقم: 2455
2. خصائصِ علی (اردو)، صفحہ: 242 ، رقم: 171

تشریح

صحیح مسلم کی اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُمّت میں دو گروہ ہوئے یعنی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ۔ پھر اِن دونوں کے اندر سے ایک (تیسرا) فرقہ یعنی خوارج جُدا ہو گئے۔ اب بمطابق فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو گروہ اِس جدا فرقہ یعنی خوارج سے قتال کرے گا وہ اُن دونوں گروہ (یعنی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ) میں سے حق کے قریب تر ہوگا۔ اور ''جنگِ نہروان'' میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے گروہ یعنی خوارج سے قتال کیا تھا۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کی جنگیں: قرآن کی روشنی میں

قارئین کرام! سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کو اُن کی زمانۂ خلافت کی تینوں جنگوں (جمل، صفّین و نہروان) کو حدیثِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید حاصل تھی اور یہ تینوں جنگیں اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ نے قرآن کی طرح سورۂ حجرات کی آیت پر عمل کرتے ہوئے لڑی تھی۔

الحجرات ۴۹ ۱۷۰۱
حصہ ۲۶
بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ
کوئی جاہلانہ ایذا دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ بہت
اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ
سے معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان
الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ
پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی
اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَ
ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور
اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ
اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ۔ پھر اگر ایک دوسرے پر
اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ
زیادتی کرے۔ تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ پھر اگر
فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝
پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾

'اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ اُن میں اصلاح کر دو اور عدل کرو، بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔[1]

1. سورۃ الحجرات، 49:9، ترجمہ: کنز الایمان

جنگِ جمل

مولا علی رضی اللہ عنہ کا سورہ حجرات کی آیت پر عمل جنگِ جمل میں

مولا علی رضی اللہ عنہ جو خلیفہ برحق تھے اُنہیں جب پتہ چلا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ، سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے ماتحت بیعت شکنی کی ہے اور لشکر کے ساتھ بصرہ پر حملہ کیا اور بعد میں جب جنگِ جمل کی صورت پیش آئی تو سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کے الفاظ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا پر عمل کرتے ہوئے سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ کو حدیثِ نبوی سنائی اور صلح کی کوشش کی مگر افسوس مروان بن حکم ملعون کی چالوں کی وجہ سے جنگِ جمل ہوئی مگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ اِس جنگ سے علیحدہ رہے اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان ملعون نے شہید کیا۔

حضرت زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کی جنگِ جمل سے واپسی

سیّدنا زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کو جب سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سنائی تو سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ جنگِ جمل سے واپس چلے گئے، اِس پر اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیحین میں ایک حدیث کو نقل کرتے ہیں:

المستدرك على الصحيحين — كتاب معرفة الصحابة

5574- اَخْبَرَنِي اَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ [illegible] نَجِيبِ الْقَطِيعِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا اَبُو قِلَابَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ اَبِي حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، قَالَ شَهِدْتُ الزُّبَيْرَ خَرَجَ يُرِيدُ عَلِيًّا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ اَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لَقَدْ كُنْتَ لَهُ ظَالِمًا، فَقَالَ. لَمْ اَذْكُرْ، ثُمَّ مَضَى الزُّبَيْرُ مُنْصَرِفًا،

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَنْ اَبِي حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ فَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَزِيدُ بْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيرُ، وَالْفَضْلُ بْنُ فَضَالَةَ فِي اِسْنَادٍ وَاحِدٍ

[illegible] ابو حرب بن ابی الاسود دیلی فرماتے ہیں میں نے زبیر [illegible] کو دیکھا، انہوں نے حضرت علی [illegible] کے خلاف بغاوت کی، حضرت علی [illegible] نے ان سے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ [illegible] کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "تم اس (علی) [illegible] اور تم [illegible] لیکن پھر وہ واپس لوٹ گئے۔

[illegible] یہ حدیث ابو حرب بن ابی الاسود دیلی کی [illegible] صحیح ہے [illegible] روایت سے یزید بن صہیب الفقیر اور فضل بن فضالہ نے ایک ہی سند کے ساتھ روایت کی ہے

ترجمہ

ابو حرب بن ابو الاسود دیلی فرماتے ہیں: میں نے زُبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں اللہ جل جلالہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے، ''تم اُس (علی رضی اللہ عنہ) سے لڑو گے اور تم حد سے بڑھنے والے ہو گے۔'' حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا''، لیکن پھر وہ واپس لوٹ گئے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کو حسبِ ذیل لکھتے ہیں:

''یہ حدیث ابو حرب بن ابو الاسود دیلی کی سند کے ہمراہ ''صحیح'' ہے، اور اُنہیں سے یزید بن صُہیب الفقیر اور فضل بن فضالہ نے ایک ہی اِسناد کے ہمراہ روایت کی ہے۔[1]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا قاتل مروان بن حکم

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین میں یہ روایت نقل کی ہے:

المستدرک (مترجم) جلد چہارم ۶۹۵ کتاب معرفۃ الصحابۃ

5591- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِينَ رُمِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ فَوَقَعَ فِي رُكْبَتِهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ إِلَى أَنْ مَاتَ

✧✧ قیس بن حازم کہتے ہیں: میں نے مروان بن حکم کو دیکھا ہے، جنگ جمل میں جب اس نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر تیر پھینکا تو وہ ان کے گھٹنے پر جا کر لگا، وہ اس درد میں بھی تسبیح پڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

ترجمہ

قیس بن حازِم کہتے ہیں: ''میں نے مروان بن حکم کو دیکھا ہے جنگِ جمل میں، جب اُس نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر تیر پھینکا تو وہ اُن کے گھٹنے پر جا کر لگا، وہ اُس درد میں بھی تسبیح پڑھتے رہے حتّٰی کہ وہ شہید ہو گئے۔''[2]

1. مُستدرک علی صحیحین (اُردو)، 4/687، رقم: 5574
2. مُستدرک علی صحیحین (اردو)، 4/695، رقم: 5591

سیّدنا زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنّمی ہے

مشہور بریلوی محقق قاری ظہور احمد فیضی اپنی مشہور کتاب ''خصائصِ علی'' کی شرح میں لکھتے ہیں۔

شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ ج:152 ۸۱۹

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے یوم الجمل کو فرمایا: کیا آپ ابن عبدالمطلب کے ساتھ جنگ کرنے آئے ہیں؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے لیکن ابن جرموز نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو جا کر عرض کیا کہ ابن صفیہ (سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) کے قاتل کا کیا ٹھکانہ ہے؟ فرمایا: آگ''۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ج۳ ص۵۹، الإصابة ج۲ ص۴۶۰، الاستیعاب ج۲ ص۹۳)

۳۔ تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو وہ اس خدشہ کے پیشِ نظر واپس جانے لگے کہ کہیں عمار رضی اللہ عنہ آج (جنگ جمل میں) ہی شہید نہ ہو جائیں اور میرا شمار باغیوں میں ہو جائے''۔

(البدایة والنهایة ج۵ ص۳۳۷، أسمی المطالب ص۵۴۱)

سیّدنا عبّاس رضی اللہ عنہ نے سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ سے یوم الجمل کو فرمایا: 'کیا آپ ابن عبد المطلب کے ساتھ جنگ کرنے آئے ہیں؟' تو حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ لیکن ابن جُرموز نے حملہ کر کے اُنہیں شہید کر دیا، حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو جا کر عرض کیا کہ ''ابن صفیہ (سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ) کے قاتل کا کیا ٹھکانا ہے؟'' فرمایا: ''آگ''[1]

''اِس کے بعد ابن جُرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اُس نے آپ کے پہرے دار سے کہا کہ قاتلِ زبیر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اندر آنے کی اجازت دے دو اور اُسے جہنم کی خوش خبری سنا دو''[2]

1. الإصابة فی تمیز الصحابة: 2/460، الاستیعاب: 2/93، بحوالہ: خصائص علی، قاری ظہور احمد فیضی (اردو)، صفحہ: 819
2. الکامل فی تاریخ ابن اثیر (عربی): 3/131، (اُردو): 2/622

اُمّ المؤمنین طیّبہ طاہرہ
سیّدہ عائشہ صدّیقہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ عائشہ علیہا السلام ، جنگِ جمل اور ایک صحیح حدیث

اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مسند عائشہ'' میں لکھتے ہیں :

(١٢٢) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأزواجه: أيتكن التي تنبحها كلاب الحوأب؟ فلما مرت

١٢٢ - عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے کہا تم میں سے کون ہوگی جس پر الحواب مقام کے کتے بھونکیں گے۔

(١٢٠) عبد الرزاق في المصنف ٨/٢٧٤، كتاب الأيمان والنذور، باب النذور ماض؛ والحميدي ١٠/٤٩ من طرق ابن عيينة وحميد وابن جريج مختصرا، وهذا موقوف كما قال أبو داود ٣/٢٢٤، كتاب الأيمان والنذور، باب لغو اليمين والبن كثير في تفسيره ٣٩٦/١ عند تفسير هذه الآية [لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم]. (سورة البقرة/٢٢٥)

(١٢١) ابن أبي شيبة في المصنف ١٥/٢٥٩-٢٦٠، كتاب الجمل، باب مسير عائشة والزبير ...؛ وأحمد في مسنده ٥٢/٦ والطبراني المختار، ورجاله كلهم ثقات إلا قيس بن أبي حازم فإنه وإن كان ثقة فقيه مقال، قال يحيى بن معين قيس بن أبي حازم ينكر الحديث، ثم ذكر له بعض أحاديث منتكرة منها حديث كلاب الحوأب، قال إسماعيل بن أبي

(١) القرآن المجيد، سورة البقرة، آية ٢٢٥

(٢) قال ياقوت في معجم البلدان: الحوأب، بالفتح ثم السكون وهمزة مفتوحة وباء موحدة ق أبو منصور: الحوأب موضع بمر فيه كلابه على عائشة أم المؤمنين منه مقبلها إلى البصر وراءه، وفي الحديث أن عائشة لما أرادت المضي إلى البصرة في وقعة الجمل مرت بهذا الموضع فسمعت نباح الكلاب، فقالت: ما هذا الموضع؟ فقيل لها هذا موضع يقال له الحوأب، فقالت: إن

مسند عائشة رضي الله عنها

عائشة ببعض مياه بني عامر ليلا فسمعت الكلاب عليها، فسألت[1] عنه، فقيل لها: هذا ماء الحوأب، فوقفت وقالت: ما أظنني إلا راجعة؛ إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لنا ذات يوم: كيف بإحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب، فهل لها يا أم المؤمنين، إذا تصلحين بين الناس (ش، و خريم بن حماد في الفتن).

(١٢٢) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت بنو عامر کے تالابوں کے پاس سے گزر رہی تھیں کہ ان پر کتے بھونکے تو انھوں نے اس مقام کے بارے میں دریافت کیا کہا گیا کہ یہ الحواب مقام کا تالاب ہے، تو وہاں رک گئیں اور کہا میرا خیال ہے کہ مجھے بالضرور واپس لوٹ جانا چاہئے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ہم (ازواج) سے فرماتے سنا: تم میں سے کسی کا (اس دن) کیا حال ہوگا جب اس پر الحواب مقام کے کتے بھونکیں گے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ آپ تو اس وقت لوگوں کے درمیان صلح کرانے جا رہی ہیں۔

= شاذ: كبير قيس حتى جاز المائة بسنين كثيرة حتى شرب وذهب عقله. انظر التهذيب ٢٨٨/٨، وميزان الاعتدال للذهبي ٣٩٢/٣-٣٩٣. ولكن له شواهد تاريخية كما ذكره الهيثمي في المجمع ٢٣١/٧ كتاب الفتن باب فيما كان في الجمل والصفين وغيرهما. وقال: رواه أحمد وأبو يعلى والبزار ورجال أحمد رجال الصحيح اهـ وفي هذا، فلا يضر ضعف قيس في هذا السند.

٥٦

ترجمہ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج سے کہا ''تم میں کون ہوگی جس پر ''الحواب'' مقام کے کتے بھونکیں گے۔'' ایک دفعہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت بنو عامر کے تالابوں کے پاس سے گزر رہی تھیں کہ اُن پر کتے بھونکے تو اُنہوں نے اُس مقام کے بارے میں دریافت کیا، کہا گیا کہ یہ ''الحواب'' مقام کا تالاب ہے، وہ وہیں رُک گئیں اور کہا میرا خیال ہے کہ مجھے بالضرور (بیشک) واپس لوٹ جانا چاہیے کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دن ہم (ازواج) سے فرماتے سنا: ''تم میں سے کسی کا (اُس دن) کیا حال ہوگا جبکہ اُس پر ''الحواب'' مقام کے کتے بھونکیں گے؟'' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا، ''مگر آپ تو اُس وقت لوگوں کے درمیان صلح کرانے جا رہی ہیں۔''

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اِس حدیث کے تمام راوی ''ثقہ'' ہیں اور اِس کے رِجال اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے رِجال ہیں جو ''صحیح'' ہیں۔

1. مسند عائشہ (اردو)، صفحہ : 55-56 ، رقم : 122

مجمع الزوائد کی صحیح احادیث

امام ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مجمع الزوائد و منبع الفوائد'' میں نقل کرتے ہیں:

بغية الرائد
في تحقيق
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد
للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي
المتوفى سنة ٨٠٧ هـ
تحقيق
حسام الدين القدسي
الجزء السابع
كتاب التفسير، والتعبير، والقدر
دار الفكر

١٢٠٢٤ - وعن أبي رافع: أن رسول الله ﷺ قال لعلي بن أبي طالب:

«إِنَّهُ سَيَكُونُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَائِشَةَ أَمْرٌ» قال: أنا يا رسول الله[1]؟ قال: «نَعَمْ» قال: أنا أشقاهم يا رسول الله؟ قال: «لا، ولكِنْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَارْدُدْهَا إِلَى مَأْمَنِهَا».

رواه أحمد والبزار والطبراني ورجاله ثقات.

١٢٠٢٥ - وعن قيس بن أبي حازم: أن عائشة لما نزلت على الحَوْأَبِ سمعت نباح الكِلاب فقالت: ما أظنني إلا راجعة، سمعت رسول الله ﷺ يقول لنا:

«أَيَّتُكُنَّ يَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلابُ الحَوْأَبِ».

فقال لها الزبير: ترجعين، عسى الله أن يصلح بك بين الناس.

رواه أحمد وأبو يعلى والبزار، ورجال أحمد رجال الصحيح.

١٢٠٢٦ - وعن ابن عبّاس قال: قال رسول الله ﷺ لنسائه:

«لَيْتَ شِعْرِي أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الجَمَلِ الأَدْبَبِ[1] تَخْرُجُ فَيَنْبَحُهَا كِلابُ حَوْأَبٍ يُقْتَلُ عَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَتْلَى كَثِيرٌ، ثُمَّ تَنْجُو بَعْدَمَا كَادَتْ».

رواه البزار ورجاله ثقات.

ترجمہ

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یاد رکھنا، اے علی رضی اللہ عنہ! عنقریب تمہارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک معاملہ (رنجش والا) ہوگا۔'' سیّدنا علی نے پوچھا ''کیا میرے ساتھ؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر تو میں بڑا بدبخت ہوں گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں!'' بلکہ جب ایسا ہوگا تو تم اُس (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اُس کی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔

ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِس حدیث کے راوی امام احمد رضی اللہ عنہ، امام بزّار رحمۃ اللہ علیہ و امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، اور اِس کے رِجال ''ثقہ'' ہے۔[1]

1. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)، 6/474، رقم: 12024

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ''کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کون سی بیوی ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوگی جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہوں گے۔'' الحواب کے کتّے نکلیں گے اور اُس کے دائیں-بائیں بہت زیادہ قتل وغارت ہوگی اور پھر وہ بال بال بچ جائیں گی۔

ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِس حدیث کے راوی اِمام بزّار کے ہیں اور 'ثقہ' ہیں۔[1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پچھتاوا

صحیح بخاری کی ایک حدیث

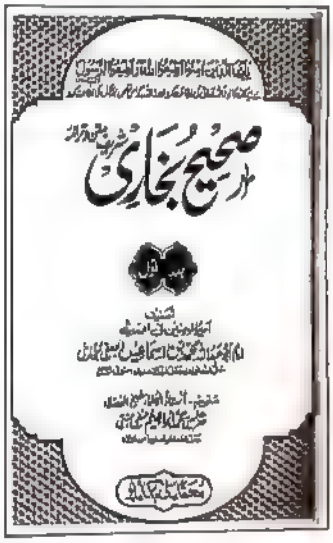

بخاری شریف (مترجم) جلد اوّل ۵۶۶ کتاب الجنائز

۱۳۰۲- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا

(1302) ہشام بن عروہ اپنے باپ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن مروان کے زمانہ میں (حجرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کی دیوار گر گئی۔ اور لوگوں نے اس کو بنانا شروع کیا (لوگ قبر انور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس دیوار کو بلند کیا تا کہ قبر شریف نظر نہ آئے جب وہ دیوار گر گئی) تو ایک قدم (پنڈلی اور گھٹنے سمیت) ان کو ظاہر ہوا وہ ڈر گئے اور گمان کیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف ہے۔ اور انہیں کوئی ایسا نہ ملا جو اس کو پہچانتا ہو، یہاں تک کہ ان کو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف نہیں ہے بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ ہشام نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے روایت کی اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) کے پاس دفن نہ کرنا، اور مجھے اپنی سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا (تا کہ) ان کے سبب میری تعریف نہ کی جائے۔ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ناپسند سمجھا کہ یہ کہا جائے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہے اس میں میری تعظیم ہوگی اور تزکیہ کا یہی معنی ہے)

1. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)، 6/474، رقم: 12026

ترجمہ

ہشام نے اپنے باپ اُروا بن زُبیر سے روایت کی اور اُنہوں نے سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے، اُنہوں نے عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ''مجھے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم) کے پاس دفن نہ کرنا اور مجھے اپنی سوکنوں (سوتنوں) کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا (تاکہ) اُن کے سبب میری تعریف نہ کی جائے۔'' (یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ناپسند سمجھا کہ یہ کہا جائے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدفن ہے اِس میں میری تعظیم ہوگی اور تزکیہ کا یہی معنی ہے)[1]

مصنّف ابن شیبہ کی ایک صحیح حدیث

مصنّف ابن ابی شیبہ کی ایک حدیث جسے محقق شیخ ناصر الدین اَلبانی نے ''صحیح'' کہا ہے اور اُسے اپنی کتاب ''سلسلۃ الاحادیث صحیحۃ'' میں نقل بھی کیا ہے:

٣٧٧٧٢ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا إسماعيل عن قيس قال: قالت عائشة لما حضرتها الوفاة: ادفنوني مع أزواج النبي عليه السلام فإني كنت أحدثت بعده حدثاً.

٣٧٧٧٣ ـ حدثنا غندر عن شعبة عن سعد بن إبراهيم قال: سمعت أبي قال: بلغ علي ابن أبي طالب أن طلحة يقول: إنما بايعت واللج على قفاي، قال: فأرسل ابن عباس فسألهم، قال: فقال أسامة بن زيد أما واللج على قفاه [فلا أعلم]، ولكن قد بايع وهو كاره، قال: فوثب الناس إليه حتى كادوا أن يقتلوه، قال: فخرج صهيب وأنا إلى جنبه فالتفت إلي فقال: قد ظننت أن أم عوف حانقة.

٣٧٧٧٤ ـ حدثنا أبو أسامة عن خالد بن أبي كريمة عن أبي جعفر قال: جلس علي وأصحابه يوم [الجمل] يبكون على طلحة والزبير.

٣٧٧٧٥ ـ حدثنا أبو أسامة قال حدثنا معتمر بن سليمان عن أبيه قال: حدثنا أبو نضرة أن ربيعة كلمت طلحة في مسجد بني مسلمة فقالوا: كنا في نحر العدو حتى جاءتنا بيعتك هذا الرجل، ثم أنت الآن تقاتله أو كما قالوا، قال: فقال: إني أدخلت الحش ووضع على عنقي اللج، وقيل: بايع وإلا قتلناك، قال: فبايعت وعرفت أنها بيعة ضلالة، قال التيمي: وقال الوليد

٥٣٦

الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار

الجزء السابع

دار التاج

1. صحیح بخاری (اردو)، 1/566، رقم: 1302، انٹرنیشنل نمبر: 1391

ترجمہ

حضرت قیس تابعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ دفن کرنا کیوں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا۔[1]

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے اور اِسے اپنی کتاب ''سلسلۃ الاحادیث صحیحۃ'' میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

حَدِيثُ الْحَوْأَبِ

٤٧٤ - (أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ)[1]

أخرجه أحمد (٦ / ٥٤ و٩٧) عن يحيى - وهو ابن سعيد -، و(٦ / ٩٧) عن شعبة، وأبو إسحاق الحربي في «غريب الحديث» (٥ / ٧٨ / ١) عن هشيم، وابن حبان في «صحيحه» (١٨٣١ - موارد) عن وكيع وعلي بن مسهر، وابن عدي في «الكامل» (ق ٢٢٣ / ٢) وأبو يعلى (٤٨٦٨) عن ابن فضيل، والحاكم (٣ / ١٢٠) عن يعلى بن عبيد، والبزار (٣٢٧٥) عن أبي معاوية؛ كلهم عن إسماعيل بن خالد عن قيس بن أبي حازم:

«أن عائشة لما أتت الحوأب، سمعت نباح الكلاب، فقالت: ما أظنني إلا راجعة؛ إن رسول الله ﷺ قال لنا: (فذكره) فقال لها الزبير: ترجعين؟ عسى الله عز وجل أن يصلح بك بين الناس».

(١) (الحوأب): ماء قريب من البصرة على طريق مكة.

٨٤٦

«إسماعيل بن أبي خالد عن قيس قال: قالت عائشة وكانت تحدث نفسها أن تدفن في بيتها، فقالت: إني أحدثت بعد رسول الله ﷺ حدثاً، ادفنوني مع أزواجه، فدفنت بالبقيع رضي الله عنها. قلت: تعني بالحدث مسيرها يوم الجمل؛ فإنها ندمت ندامة كلية، وتابت من ذلك. على أنها ما فعلت ذلك إلا متأوِّلة قاصدة للخير؛ كما اجتهد طلحة بن عبيدالله والزبير بن العوام وجماعة من الكبار رضي الله عن الجميع».

٨٥٥

سلسلة
الأحاديث الصحيحة
وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها محمد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

''اس سے کام سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جمل کی جنگ میں شرکت کرنا تھا، کیوں کہ بعد میں آپ اِس سفر پر بہت نادم (شرمندہ) تھیں اور اپنے عمل پر توبہ بھی کی تھی۔ مگر اُنہوں نے یہ کام بھی نیک اِرادے سے ہی کیا تھا، بالکل اِسی طرح سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے بھی نیک اِرادے کے ساتھ بھلائی کی اُمید پر اِصلاح کی غرض سے اِس سفر میں شرکت کی تھی۔''[2]

1. مصنف ابن ابی شیبہ (عربی)، 7/536، رقم: 37772
2. سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (عربی)، 1/855، رقم: 474

اِس حدیث کے ضمن میں شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی کتاب ''سلسلۃ الاحادیث صحیحۃ'' میں نقل کرتے ہیں :

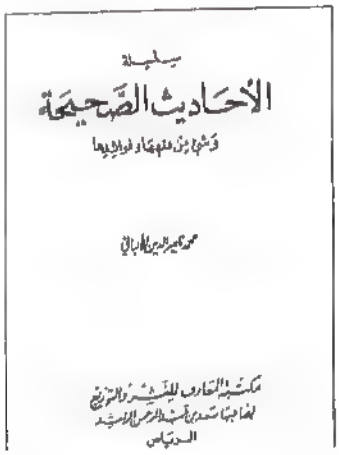
سلسلة
الأحاديث الصحيحة
وشيء من فقهها وفوائدها
محمد ناصر الدين الألباني
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن أسعد الراشد
الرياض

حَدِيثُ الحَوْأَبِ

٤٧٤ - (أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيها كِلابُ الحَوْأَبِ)[1].

أخرجه أحمد (٦ / ٥٢ و٩٧) عن يحيى - وهو ابن سعيد -، و(٦ / ٩٧) عن شعبة، وأبو إسحاق الحربي في «غريب الحديث» (٥ / ٧٨ / ١) عن عيلة، وابن حبان في «صحيحه» (١٨٣١ - موارد) عن وكيع وعلي بن مسهر، وابن عدي في «الكامل» (ق ٢٢٣ / ٢) وأبو يعلى (٤٨٦٨) عن ابن فضيل، والحاكم (٣ / ١٢٠) عن يعلى بن عبيد، والبزّار (٣٢٧٥) عن أبي معاوية؛ كلهم عن إسماعيل بن خالد عن قيس بن أبي حازم:

«أن عائشة لما أتت الحوأب؛ سمعت نُباح الكلاب، فقالت: ما أظنني إلا راجعة؛ إن رسول الله ﷺ قال لنا: (فذكره). فقال لها الزبير: ترجعين! عسى الله عزَّ وجلَّ أن يصلح بك بين الناس».

(١) (الحوأب): ماء قريب من البصرة على طريق مكة.

غريب فرد، ويؤيده قوله عقبه: «لا يروى من طريق غيره»؛ يعني: من حديث ابن عباس، فإن كان أراد هذا؛ فلا إشكال، وإن أراد التضعيف؛ فلا وجه له، لا سيما وهو موافق لحديث عائشة الصحيح؛ فأين النكارة؟!

وجملة القول: أن الحديث صحيح الإسناد، ولا إشكال في متنه؛ خلافاً لظن الأستاذ الأفغاني؛ فإن غاية ما فيه أن عائشة رضي الله عنها لما علمت بالحوأب؛ كان عليها أن ترجع، والحديث يدل أنها لم ترجع! وهذا مما لا يليق أن ينسب لأم المؤمنين.

وجوابنا على ذلك: أنه ليس كل ما يقع من الكُمَّل يكون لائقاً بهم، إذ المعصوم من عصمه الله، والسني لا ينبغي له أن يُغالي فيمن يحترمه حتى يرفعه إلى مصاف الأئمة الشيعة المعصومين عندهم!

ولا نشك أن خروج أم المؤمنين كان خطأ من أصله، ولذلك همَّت بالرجوع حين علمت بتحقق نبوءة النبي ﷺ عند الحوأب، ولكن الزبير رضي الله عنه أقنعها بترك الرجوع بقوله: «عسى الله أن يصلح بك بين الناس»، ولا نشك أنه كان مخطئاً في ذلك أيضاً، والعقل يقطع بأنه لا مناص من القول بتخطئة إحدى الطائفتين المتقاتلتين اللتين وقع فيهما مئات القتلى، ولا شك أن عائشة رضي الله عنها هي المخطئة؛ لأسباب كثيرة وأدلة واضحة، ومنها ندمها على خروجها، وذلك هو اللائق بفضلها وكمالها، وذلك مما يدلُّ على أن خطأها من الخطأ المغفور، بل المأجور.

قال الإمام الزيلعي في «نصب الراية» (٤ / ٦٩ - ٧٠):

«وقد أظهرت عائشة الندم؛ كما أخرجه ابن عبدالبر في «كتاب الاستيعاب» عن ابن أبي عتيق - وهو عبدالله بن محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي بكر الصديق - قال: قالت عائشة لابن عمر: يا أبا عبدالرحمٰن! ما منعك أن تنهاني عن مسيري؟ قال: رأيت رجلاً غلب عليك - يعني: ابن الزبير -. فقالت: أما والله؛ لو نهيتني ما خرجتُ. انتهى».

اِس معاملے میں زیادہ سے زیادہ اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب ''الحواب'' نامی مقام کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا تو اُنہیں واپس چلے جانا چاہیے تھا، لیکن احادیث میں آیا ہے کہ آپ واپس نہیں گئیں، یہ بات اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی شان کو زیبا نہیں تھی۔ اِس (علمی سوال) پر ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال والی ہر صفت پائی جاتی ہے۔ یاد رکھیں! لغزش اور غلطی سے پاک صرف اللہ جل جلالہ کی ذات ہے۔ کسی بھی سُنّی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی قابلِ احترام ہستیوں کے بارے میں اِتنا غلو کرلے کہ اِنہیں شیعوں کی طرح معصوم اماموں کی صف میں لا کھڑا کرے۔ اِس میں شک نہیں ہے کہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ خروج اصل میں خطا پر ہی مبنی تھا، اِس لیے جب اُن کو مقامِ الحواب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے پورے ہونے کا معلوم ہوا تو اُنہوں نے واپسی کا اِرادہ بھی کرلیا تھا لیکن سیّدنا زُبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اُنہیں یہ کہہ کر واپسی کا ارادہ ترک کرنے پر قائل کرلیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اللہ جل جلالہ مسلمانوں میں صلح کی کوئی صورت نکال دے گا۔ اِس میں بھی شک نہیں ہے کہ سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ بھی اپنے اِس اجتہاد میں خطا پر تھے۔ عقل بھی اِس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ اُن دونوں گمراہ میں سے کسی ایک کو ضرور خطا پر قرار دیا جائے کہ جس وجہ سے مسلمانوں کے درمیان سیکڑوں ہزاروں لوگوں کا خون ہوا اور بیشک اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اجتہاد ہی اِس (جنگِ جمل میں) معاملہ میں خطا پر مبنی تھا۔ اس کے بہت سے اسباب اور واضح دلائل موجود ہیں اور ایک دلیل تو اُن کا اپنے اِس خروج پر نادم ہونا ہی ہے اور یہی ندامت اُن کے فضل وکمال کو زیبا بھی ہے۔ اُن کی یہ خطا، اجتہادی خطاؤں میں سے ایک خطا تھی جو کہ نہ صرف معاف کردی جاتی ہے بلکہ اُس پر ایک اَجر بھی ملتا ہے۔''[1]

1. سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (عربی)، 1/854، رقم: 474

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کرنا

جنگِ جمل کے مقتولین اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کے بارے میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ کی مشہور کتاب ''الکامل فی التاریخ'' میں کچھ اِس طرح بیان کیا ہے۔

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جانبین سے قتل ہونے والے لوگوں کے بارے میں اپنے قریب موجود لوگوں سے پوچھا، جب بھی آپ کو کسی کی شہادت کا بتایا جاتا آپ رضی اللہ عنہا فرماتیں، 'اللہ جل جلالہ اُس پر رحم فرمائے' تو آپ (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا، یہ کیوں کر ہوگا؟ آپ (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا، اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''فلاں شخص جنّتی ہے، فلاں شخص جنّتی ہے''، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے اور اُن میں سے جو بھی شخص اِس حالت میں شہید ہوا جس کے دل میں کسی سے بھی حسد و بُغض نہ ہو تو اللہ جل جلالہ کی رحمت سے مجھے اُمید ہے اُسے جنّت میں داخل فرمائے گا۔'' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر کا عمدہ انتظام کیا کہ چند اُن لوگوں کے ہمراہ بھیج دیا جو آپ کے لشکر میں شامل تھے اور باقی وہیں ٹھہر گئے اور آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے آپ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ بصرہ کی چالیس معروف عورتوں کو بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے، جب آپ رضی اللہ عنہا کی کوچ کا دِن آیا تو علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، تو دوسرے لوگ بھی اور موجود ہوئے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے اُن لوگوں کو الوداع کہہ کر سفر کرنا شروع کر دیا۔[1]

1. الکامل فی التاریخ (اُردو)، ابن اثیر: 2/635

باب - 5

جنگِ صِفّین : سیّدنا عمّار بن یاسِر رضی اللہ عنہ و باغی گروہ

اِس باب میں جنگِ صِفّین، جو خلیفۂ راشد سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ و حدیثِ نبوی اور باغی گروہ جس کے سردار امیر معاویہ تھے، اُن کے بیچ ہوئی تھی۔ ہم یہاں کتاب طویل نہ ہو اِس لیے اِس جنگ کے پورے واقعہ کو بیان نہ کرکے صرف اِس جنگ سے متعلق صحیح احادیثِ نبوی پیش کر رہے ہیں جس کی روشنی میں قارئین 'حق پر کون تھا' یہ آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں۔

اِس جنگ کی اہم وجہ یہ تھی:

(1) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ راشد اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اِنکار کیا یا اَور پہلے قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کس سے لیا جائے اِس کا فیصلہ شرعی عدالت میں ہونا تھا جو خلیفۂ راشد کے ماتحت ہوتی تھی مگر یہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قِصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کو

ڈھال بنا کر حقیقت میں بیعت سے صرف اِنکار ہی نہیں کر رہے تھے بلکہ خلیفۂ راشد کے خلاف بغاوت کر رہے تھے۔

(2) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِس سوال (قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ) کے جواب میں خلیفۂ راشد اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ پہلے خلیفۂ راشد کی بیعت کرو بعد میں شرعی عدالت میں قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا دعویٰ پیش کرو اور عدالت میں شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق گنہگار کو سزا دی جائے گی جیسا کہ اگلے تینوں خلفائے راشدین کے زمانے میں ہوتا تھا۔

کسی بھی عام اِنسان کی سمجھ میں آ جائے گا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا موقف حق بجانب تھا اِس لیے اُمّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمائے کرام چاہے وہ کسی بھی مذہب، مسلک

یا فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، اِمام مولا علی کو حق پر مانتے ہیں؛ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ضِد پر اَڑے رہے اور قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈھال بنا کر مولا علی رضی اللہ عنہ سے جنگِ صِفّین کی۔

اِس جنگ میں مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما مولا علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے لڑتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ''عمّار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی'' کے مطابق امیر معاویہ باغی ٹھہرے۔

اِس باب میں فضیلت و مناقبِ سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما و جنگِ صفّین سے متعلق صحیح احادیث پیش کی گئی ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اُن سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کیوں کی؟

اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور اُس جنگ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر تھے اور یہ جنگ قرآن کی تاویل پر تھی تو پھر سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے دشمن سے صلح کیوں کی؟

قارئین کرام! ایک بات ذہن میں رکھ لیجیے کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے جس کو ہم قرآن سے ثابت کریں گے۔

الحجرات ۴۹ ۱۷۰۱

حٰمٓ ۲۶

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

کوئی جاہلانہ دے تمہیں پھر اپنے کئے پر پچھتانے والے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت

اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

سالوں میں اگر وہ تمہاری خوشی کریں والے تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان

الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ

پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَ

ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں والے اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور

اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر

اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ

زیادتی کرے والے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر

فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾

'اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کرواؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کریں تو اُس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ اُن میں اصلاح کر دو اور عدل کرو، بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔[1]

1. سورۃ الحجرات، 49:9. ترجمہ: کنزالایمان

جنگِ صِفّین

مولا علی رضی اللہ عنہ کا سورہ حجرات کی آیت پر عمل جنگِ صِفّین میں

مولا علی رضی اللہ عنہ نے سورہ حجرات کی آیت پر عمل کرتے ہوئے امیر معاویہ کو بار بار خط بھیجے اور مسلمانوں میں فتنہ نہ پھیلانے اور اُمّت کو خون خرابے سے روکنے کی کوشش کی اور ہمیشہ یہ کوشش کی کہ صلح کی کوئی صورت نکل آئے مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی بات کو ماننے سے اِنکار کرتے رہے، اُنہوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی نہ اُن کو خلیفہ تسلیم کیا بلکہ آپ کے خلاف بغاوت پر اُتر آئے، آخر کار مولا علی رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کے فَقَٰتِلُواْ ٱلَّتِي تَبۡغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمۡرِ ٱللَّهِۚ حکم پر عمل کرتے ہوئے اِن باغی گروہ سے صِفّین کے مقام پر جنگ فرمائی جسے جنگِ صِفّین کہتے ہیں اور اِس جنگ میں مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے لڑتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ

کون ہے سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ؟

- نام : حضرت عمّار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حسین بن وزیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر اکبر بن یام بن عنس بن مالک بن ادد بن زید بن یشجب مذحجی عنسی رضی اللہ عنہما۔
- کنیت : ابو الیقظان
- قبولِ اسلام : یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ حضرت عمّار تیس سے کچھ زیادہ آدمیوں کے اسلام قبول کرنے والوں کے بعد اسلام لائے تھے۔
- والد-والدہ : والدہ سیّدتنا سُمیّہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی پہلی خاتون تھیں اور حضرت عمّار کے والد-والدہ دونوں سابقین (یعنی شروع میں اسلام لانے والے) میں سے تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو کہ اللہ کی راہ میں بیحد ستائے گئے۔[1]

مؤرّخین کا کہنا ہے کہ سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے جنگِ بدر، جنگِ احد، جنگِ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ شرکت کی۔[2]

سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما جنگِ صفّین میں سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے لشکری افسروں میں سے ایک تھے۔ جنگ صفّین میں آپ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے بے دردی سے شہید کیا اور آپ کا سر آپ کے جسم سے جدا کیا گیا۔

جنگِ صفّین میں آپ کی شہادت 37 ہجری سن ماہِ صفر میں ہوئی تھی۔ اُس وقت آپ کی عمر 93 سال کی تھی۔[3]

---

1. اسد الغابۃ (اردو)، 5/630-631
2. مُستدرک للحاکم (اردو)، 4/821
3. مُستدرک للحاکم (اُردو)، 4/823

صحیح حدیث:

فضائلِ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما

سلسلة الأحاديث الصحيحة

٤٣٦

باب: من فضائل عمار بن ياسر

٣٣٤٠: عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ حُذَيْفَةُ فَقِيلَ لَهُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا نَقُولُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُونِي، فَأَسْنَدُوهُ إِلَى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَا يَدَعُهَا حَتَّى يَمُوتَ، أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ)). [الصحيحة: ٣٢١٦]

باب: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خواب آیا، انھیں کہا گیا: اے ابوعبداللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں، ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھیں ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ابو الیقظان فطرت (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔''

تخريج: الصحيحة: ٣٢١٦۔ البزار (الكشف: ٢٦٨٢) و(البحر: ٢٩٣٥) ابن سعد (٣/ ٢٦٣) ابن عساكر (٣٦/ ٢٨١)۔

فوائد: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادتِ عثمان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

سلسلۂ احادیثِ صحیحہ (اردو)

ترجمہ

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو سیّدنا حُذیفہ رضی اللہ عنہ کو خواب آیا، اُنہیں کہا گیا، ''اے ابوعبداللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں، ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟'' اُنہوں نے کہا: ''مجھے سہارا دو''، اُنہیں ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ابو الیقظان (سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت) فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اُس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔''(1)

اِس حدیث کے ضمن میں شیخ ناصر الدین اَلبانی لکھتے ہیں:

''سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الیقظان تھی۔ وہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اُنہیں کے لشکر میں جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔(2)

1. سلسلۂ احادیث صحیحہ (اردو)، 3/4336، رقم: 3340
2. سلسلۂ احادیث صحیحہ (اردو)، 3/4336، رقم: 3340

عمّار رضی اللہ عنہ کو شیطان سے پناہ حاصل ہے

صحیح بخاری کی حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ''مناقبِ عمّار و حذیفہ رضی اللہ عنہما'' میں حدیث نقل کرتے ہیں:

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم — ۴۵۱ — کتاب المناقب

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب 406 حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمانی رضی اللہ عنہما کے مناقب کے ذکر کے بیان میں

۹۳۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا

(937) علقمہ (بن قیس نخعی) سے روایت ہے انہوں نے کہا میں ملک شام آیا اور دو رکعتیں نماز ادا کیں۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا اے اللہ مجھے نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں چند لوگوں کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ تشریف لائے حتیٰ کہ وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا یہ کون آدمی ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت ابودرداء (عویمر بن عامر انصاری) ہیں۔ میں نے دل میں کہا میں نے اللہ عزوجل سے ایک نیک ساتھی کی دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھا جلیس عطا فرمایا۔ حضرت

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم — ۴۵۲ — کتاب المناقب

فَسَأَلَنِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللّٰهِ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى) وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ

۹۳۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَّارًا قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ أَوِ الْمِيضَأَةِ قَالَ بَلَى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى) قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ مَا زَالَ بِي هٰؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَفِزُّونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا تم کون ہو۔ علقمہ نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہارے پاس ام عبد (بنت عبدود) کے بیٹے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین تکیہ اور چھاگل بردار ہیں نہیں ہیں۔ کیا تم میں وہ شخص (حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی۔ کیا تم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدان (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) نہیں ہے جو اس کے سوا کوئی دوسرا آپ کا اتنا محرم راز نہیں۔ پھر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ آیت ''وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى'' کیسے تلاوت فرماتے تھے۔ حضرت علقمہ نے کہا میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو پڑھ کر سنایا ''وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى) وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى'' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہا اللہ کی قسم مجھے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھایا ہے اور اپنے دہن مبارک سے میرے منہ میں ڈالا۔

(938) ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ علقمہ بن قیس نخعی شام گئے اور جب مسجد میں داخل ہوئے تو دعا کی اے مجھے اچھا اور نیک ساتھی عنایت فرما۔ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس جا بیٹھے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم کون ہو۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدان ہے جسے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ علقمہ نے کہا میں نے عرض کیا ہاں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا ہاں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو حضور کو مسواک کرنے کیلئے نعلین تکیہ اور چھاگل اپنے پاس رکھتے تھے حضرت علقمہ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ آیت مبارکہ کیسے پڑھتے تھے۔ ''وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى'' میں نے عرض کیا (وَمَا خَلَقَ) کو چھوڑ دیتے تھے اور ''وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى'' پڑھتے تھے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیشہ یہ لوگ میرے ساتھ مزاحمت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے اس چیز سے ہٹانا چاہتے ہیں جو میں نے رسول اکرم معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

ترجمہ

حدیث: 938

اِبراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ علقمہ بن قیس نخعی شام گئے اور جب مسجد میں داخل ہوئے تو دعا کی، ''اے اللہ! مجھے اچھا اور نیک ساتھی عنایت فرما۔'' اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس جا بیٹھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''تم کون ہو؟'' حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رازدان ہے، جسے اُن کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ!'' علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ''میں نے عرض کیا، جی ہاں!'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس پر شیطان سے پناہ عطا فرمائی یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما!'' میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرنے کے لیے نعلین، تکیہ اور چھاگل اپنے پاس رکھتے تھے (یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)، حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، ''کیوں نہیں!'' .....[1]

1. صحیح بخاری، 2/451-453، رقم: 937-938، انٹرنیشنل نمبر: 3742-3743

عمار رضی اللہ عنہ کا ایمان: صحیح حدیث

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مستدرک'' میں اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''سُنن'' میں اور شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اپنی ''صحیحہ'' میں حدیث نقل کی ہے:

سلسلة الاحاديث الصحيحة ۵۵۰

باب: فضل عمار ايمانا

٣٥٧٤۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُلِئَ عَمَّارٌ اِيْمَانًا اِلٰى مَشَاشِهِ)). [الصحيحة:٨٠٧]

تخريج: الصحيحة ٨٠٧۔ نسائی (۵۱۰)، حاکم (۳/ ۳۹۲، ۳۹۳)، ابن ماجہ (۱۴۷)، عن علی رضی اللہ عنہ۔

سیدنا عمارؓ کی فضیلت ایمان کے اعتبار سے

نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار کو ہنسلی کی ہڈیوں تک ایمان سے بھر دیا گیا ہے۔''

ترجمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کو ہنسلی (Clavicle) کی ہڈیوں تک ایمان سے بھر دیا گیا ہے۔''

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (اردو)، 3/550، رقم: 3574

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

صحیح بخاری کی احادیث

بخاری شریف (مترجم) جلد اول — ۲۳۱ — کتاب الصلوٰۃ

۴۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ

(431) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام حضرت ابن عباس) روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی (بن عبداللہ بن عباس) کو فرمایا تم دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کی باتیں سنو۔ (وہ کہتے ہیں) ہم دونوں گئے تو دیکھا وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے یعنی (انہوں نے باغ کو پانی لگایا ہوا تھا) آپ نے اپنی چادر لی اور (پشت اور پنڈلیوں کو چادر سے باندھ) کر بیٹھ گئے پھر ہم سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا (مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے) ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو اینٹیں (ایک اپنی طرف سے اور ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے (سر) سے مٹی جھاڑنے لگے اور ساتھ ساتھ فرمانے لگے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لئے افسوس کہ اس کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ عمار ان کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو دوزخ کی طرف۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم — ۷۷ — کتاب الجہاد والسیر

۷۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَأَتَيَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

77- عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان (عکرمہ) کو اور علی بن عبداللہ کو فرمایا تم دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ (ابوسعید خدری) اور اس کا بھائی (قتادہ بن نعمان جو ماں کی جہت سے بھائی تھا اور ان کی والدہ کا نام اسیہ بن قیس انصاریہ ہے) اپنے باغ میں تھے اور اس کو پانی سے سیراب کر رہے تھے اور جب انہوں نے ہمیں دیکھا ہمارے پاس آئے اور گٹ مار کر بیٹھ گئے اور کہا ہم مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور اس کے سر سے غبار صاف کیا اور فرمایا افسوس کہ عمار کو باغی لوگ قتل کر دیں گے عمار ان کو اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائیں گے۔

ترجمہ

حضرت عِکرمہ رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام حضرت ابن عبّاس) روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنے بیٹے علی (بن عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما) کو فرمایا: تم دونوں حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور اُن کی باتیں سنو۔ (وہ کہتے ہیں) ہم دونوں گئے، تو دیکھا وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے (یعنی اُنہوں نے باغ کو پانی لگایا ہوا تھا)، آپ نے اپنی چادر اور (پشت اور پنڈلیوں کو چادر سے باندھ کر) بیٹھ گئے پھر ہم نے باتیں کرنا شروع کردیں۔ یہاں تک کہ جب مسجدِ نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا (مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لیے) ہم ایک - ایک اینٹ اُٹھا کر لاتے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو اینٹیں (ایک اپنی طرف سے اور ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے)، نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو اُن کے سر سے مٹّی جھاڑنے لگے اور اِسی حال میں فرمانے لگے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لیے، ''افسوس! کہ اِس کو ایک باغی جماعت قتل کر دے گی۔ عمار رضی اللہ عنہ اِن کو جنّت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار رضی اللہ عنہ کو دوزخ کی طرف۔'' حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''میں فتنوں سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''(1)

---

1. صحیح بخاری (اردو): 1/241، رقم: 431، انٹرنیشنل نمبر: 447
2. صحیح بخاری (اردو): 2/77، رقم: 77، انٹرنیشنل نمبر: 2818

صحیح مسلم میں حدیث ہے:

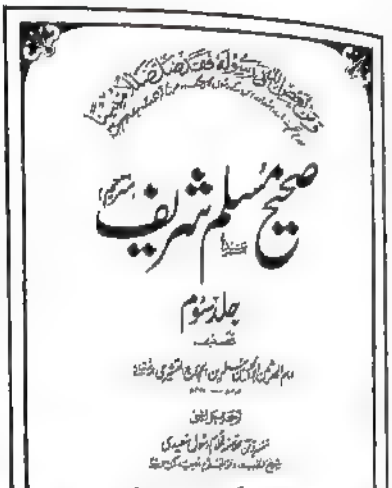

صحیح مسلم (سوئم) ۶۳۰ ۵۲-کتاب الفتن والشراط

۷۲۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے بہتر شخص نے مجھے بتایا: جب حضرت عمار خندق کھود رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے: اے ابن سمیہ! تم پر کیسی افتاد پڑے گی جب ایک باغی گروہ تم کو قتل کرے گا۔

۷۲۵۰- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالُوا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو قَتَادَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أُرَاهُ يَعْنِي أَبَا قَتَادَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ وَيَقُولُ وَيْسَ أَوْ يَقُولُ وَاوَيْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ. مسلم، تحفۃ الاشراف (۱۲۱۳۴)

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں: ایک سند کے ساتھ مروی ہے: مجھ سے بہتر شخص ابوقتادہ ہیں؛ دوسری سند میں ہے: میرا گمان ہے وہ ابوقتادہ ہیں اور اس روایت میں ویس یا ویس ابن سمیہ مذکور ہے۔

۷۲۵۱- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ عُقْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ. مسلم، تحفۃ الاشراف (۱۸۲۵۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

۷۲۵۲- وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِمَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. مسلم، تحفۃ الاشراف (۱۸۲۵۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے بہتر شخص نے مجھے بتایا: جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے، ''اے بن سمیہ رضی اللہ عنہا! تم پر کیسی اُفتاد پڑے گی جب ایک باغی گروہ تم کو قتل کرے گا۔''(۱)

1. صحیح مسلم (اردو): 3/640، رقم: 7249-7252، ومثل فیہ: 7320-7321-7322-7323-7324

مسند احمد کی صحیح احادیث:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں: وہ بیان کرتے ہیں کہ:

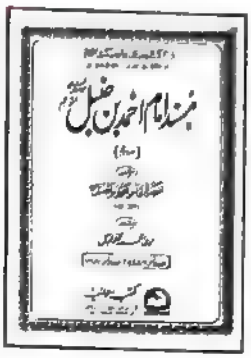

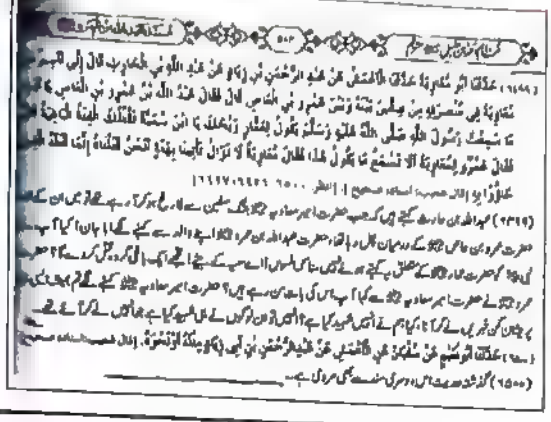

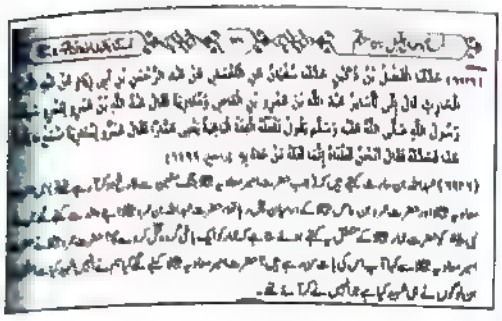

٦٤٩٩ - حدثنا أبو معاوية، حدثنا الأعمش، عن عبدالرحمٰن بن زياد عن عبدالله بن الحارث، قال: إني لأسيرُ مع معاوية في مُنْصَرَفِه من صِفِّينَ، بينه وبينَ عمرو بن العاص، قال: فقال عبدُالله بن عمرو بن العاصي: يا أبتِ، ما سمعتَ رسول الله ﷺ يقولُ لعمَّارٍ: «وَيْحَكَ يا ابنَ سُمَيَّةَ! تقتُلُكَ الفِئةُ الباغيةُ»؟ قال: فقال عمرو لمعاوية: ألا تسمعُ ما يقولُ هذا؟ فقال معاوية: لا تَزالُ تأتينا بهَنَةٍ! أنحنُ قتلناه؟! إنما قتله الذين جاؤوا به(١).

- طريق حماد بن سلمة، كلهم عن عطاء بن السائب، به.

قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح، وقد روى شعبة والثوري عن عطاء بن السائب هذا الحديث، وروى الأعمش هذا الحديث عن عطاء بن السائب مختصراً.

وأخرجه مختصراً أبو داود (١٥٠٢)، والترمذي (٣٤١١)، والحاكم ٥٤٧/١ من طريق الأعمش، عن عطاء، به، ولفظه: «رأيتُ النبي ﷺ يعقد التسيع».

وزاد محمد بن قتادة - شيخ أبي داود - في رواية لفظ. وبيعته.

قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب من حديث الأعمش.

وأخرجه الحاكم أيضاً ٥٤٧/١ من طريق شعبة، عن عطاء، به.

وأخرجه النسائي في «الكبرى» (١٠٢٥٦) من طريق العوام بن حوشب، عن عطاء، به، موقوفاً على ابن عمرو.

وسيأتي برقم (٦٩١٠)

وفي الباب عن علي سلف برقم (٨٣٨) و(١٢٤٩)، وانظر (٦٥٥٤).

(١) إسناده صحيح، عبدالرحمٰن بن زياد، ويقال: ابن أبي زياد وثقه ابن معين وابن حبان والعجلي، وروى له النسائي في «الخصائص»، وبقية رجاله ثقات

٤٢

٦٩٢٦ - حدثنا الفضلُ بنُ دُكَيْنٍ، حدثنا سفيان، عن الأعمش، عن عبدالرحمٰن بن أبي زياد، عن عبدالله بن الحارث، قال:

إنِّي لأُسايِرُ عبدَالله بنَ عمرو بن العاصي ومعاوية، فقال عبدُالله بن عمرو لعمرو: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «تقتُلُهُ الفِئةُ الباغيةُ» يعني عَمَّاراً، فقال عمرو لمعاوية: اسْمَعْ ما يقولُ هذا، فحدَّثَه، فقال: أنحنُ قتلناه؟ إنما قتله مَنْ جاء به(٢).

٦٩٢٧ - حدثنا أبو معاوية - يعني الضرير -، حدثنا الأعمش، عن عبدالرحمٰن بن أبي زياد، فذكر نحوه(٣).

٦٩٢٨ - حدثنا عبدُالواحد الحدَّاد، حدثنا حُسين المعلِّم. ويزيدُ قال: أخبرنا حسين، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه

عن جدِّه، قال: رأيتُ رسولَ الله ﷺ يصومُ في السَّفر ويفطر، ورأيتُه يَشْرَبُ قائماً وقاعِداً، ورأيتُه يُصَلِّي حافياً ومتنعِّلاً، ورأيتُه ينصرف عن يمينه وعن يساره(٤).

- ريح.

رقم يورده الهيثمي في «المجمع»، وهو على شرطه

وقد سلف برقم (٦٤٨٧)، وذكرنا شواهده برقم (٦٥١٥).

(١) إسناده صحيح، وهو مكرر (٦٥٠٠). عبدالرحمٰن بن أبي زياد ويقال: ابن زياد مولى بني هاشم وثقه ابن معين والعجلي وابن حبان، وعبدالله بن الحارث: هو ابن نوفل.

(٢) صحيح، وهو مكرر (٦٤٩٩)

(٣) صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن، عبدالواحد الحداد: هو ابن واصل السدوسي مولاهم أبو عبيدة. ويزيد: هو ابن هارون.

٥٢٢

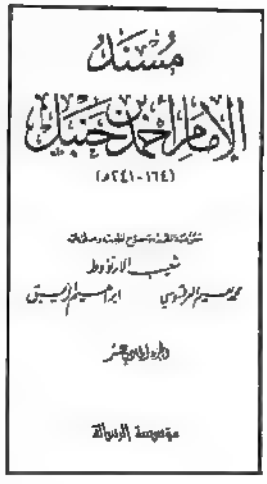

ترجمہ

عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنگِ صفّین سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ اُن (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما) کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی“ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”ذرا سنو! بیٹا کیا کہہ رہا ہے؟“ اور پھر اُنہوں نے بیٹے کی بات نقل کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ

نے سب سن کر کہا: ''کیا اُن کو ہم نے قتل کیا ہے؟ اُنہیں تو قتل اُس نے کیا ہے جو اُنہیں میدانِ جنگ میں لایا تھا۔''(1)

مسند احمد کے محققین شعیب اَرناؤوط نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔(2)

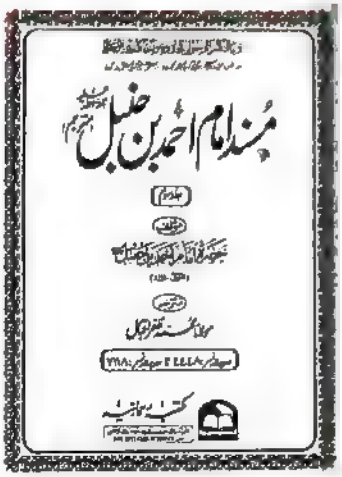

مُسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲۷۱ مُسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

(٦٩٢٩) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنِي أَسْوَدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنَزِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ

مُسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲۷۲ مُسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

لِيَطِبْ بِهِ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ نَبِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ كَذَا قَالَ أَبِي يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ أَلَا تُغْنِي عَنَّا مَجْنُونَكَ يَا عَمْرُو فَمَا بَالُكَ مَعَنَا قَالَ إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا وَلَا تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ. [راجع: ٦٥٣٨].

(۶۹۲۹) حنظلہ بن خویلد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، دو آدمی ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے، ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس نے شہید کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تمہیں چاہئے ایک دوسرے کو مبارکباد دو، کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے پھر آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہو، اے عمرو! اپنے اس دیوانے سے ہمیں مستغنی کیوں نہیں کر دیتے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے نبی ﷺ کے سامنے میری شکایت کی تھی اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا زندگی بھر اپنے باپ کی اطاعت کرنا، اس کی نافرمانی نہ کرنا، اس لئے میں آپ کے ساتھ تو ہوں لیکن لڑائی میں شریک نہیں ہوتا۔

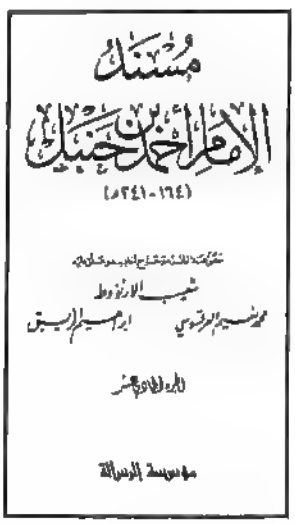

٦٩٢٩- حدثنا يزيدُ بن هارون[1]، أخبرنا العوَّام، حدثني أسْوَدُ بن مسعود، عن حَنْظَلَة بن خُوَيْلِد العَنَزي، قال:

بينما أنا عند معاوية، إذْ جاءه رجلان يختصمان في رأسِ عمّار، يقولُ كلُّ واحدٍ منهما: أنا قتلتُه، فقال عبدالله بن عمرو: لِيَطِبْ به أحدُكما نفساً لصاحبه، فإني سَمِعْتُ -يعني رسول الله ﷺ-، [قال عبدالله بن أحمد]: كذا قال أبي: «يعني رسول الله[2] ﷺ» يقول: «تقتُلُه الفِئةُ الباغيةُ»، فقال معاوية، ألا تُغْنِي عنّا مجنونَك يا عَمْرُو؟! فما بالُكَ معنا؟ قال: إنَّ أبي شَكاني إلى رسولِ الله ﷺ، فقال لي رسولُ الله ﷺ: «أطِعْ أباكَ ما دامَ حيّاً ولا تَعْصِهِ» فأنا معكم ولَسْتُ أُقاتِلُ[3]. ٢٠٧/٢

٦٩٣٠- حدثنا يزيدُ بنُ هارون، ومحمدُ بنُ يزيد، قالا: أخبرنا محمدُ بنُ إسحاق، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه

عن جدِّه، قال: قلتُ: يا رسولَ الله[4]، أَكْتُبُ ما أسمع منك؟

- وسلف تخريجه وذكر شواهده برقم (٦٦٢٧) عدا زيادة: «ويصوم في السفر ويفطر»، وسلف تخريج هذه الزيادة وذكر شواهدها برقم (٦٦٧٩)، وسيأتي أيضاً برقم (٦٦٦٠) و(٦٧٨٣)، وسيأتي برقم (٧٠٢١).

(١) وقع في (م): حدثنا أسود بن عامر، حدثنا يزيد بن هارون. بزيادة أسود بن عامر، وهو خطأ.

(٢) في هامش (ظ): يعني سمع رسول الله.

(٣) إسناده صحيح، وهو مكرر (٦٥٣٨)

قوله: «ألا تُغني عنا مجنونك»، أي: ألا تكفّه وتصرفه عنا.

(٤) في (ظ): صلى الله عليك.

٥٢٣

1. مسند احمد (اردو)، 3/504، رقم: 6499، اور 3/640، رقم: 6926
2. مسند احمد (عربی)، 11/42، رقم: 6499، 11/522، رقم: 6926

ترجمہ

حنظلہ بن خویلد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، دو آدمی اُن کے پاس جھگڑا لیکر آئے، اُن میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اُس نے شہید کیا ہے، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ''تمہیں چاہیے ایک دوسرے کو مبارکباد دو، کیوں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''پھر آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ اے عمرو رضی اللہ عنہ اپنے اِس دیوانے سے ہمیں مستغنی (Contented) کیوں نہیں کر دیتے؟'' اُنہوں نے (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے) فرمایا کہ: ''ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میری شکایت کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، زندگی بھر اپنے باپ کی اِطاعت کرنا، اُن کی نافرمانی نہ کرنا، اِس لیے میں آپ کے ساتھ تو ہوں لیکن لڑائی میں شریک نہیں ہوتا۔''[1]

مُسند احمد کے محقق شیخ شعیب ارناؤوط نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

1. مسند احمد (اردو)، 3/641، رقم: 6929
2. مسند احمد (عربی)، 11/523، رقم: 6929

مُسند احمد کی صحیح احادیث:

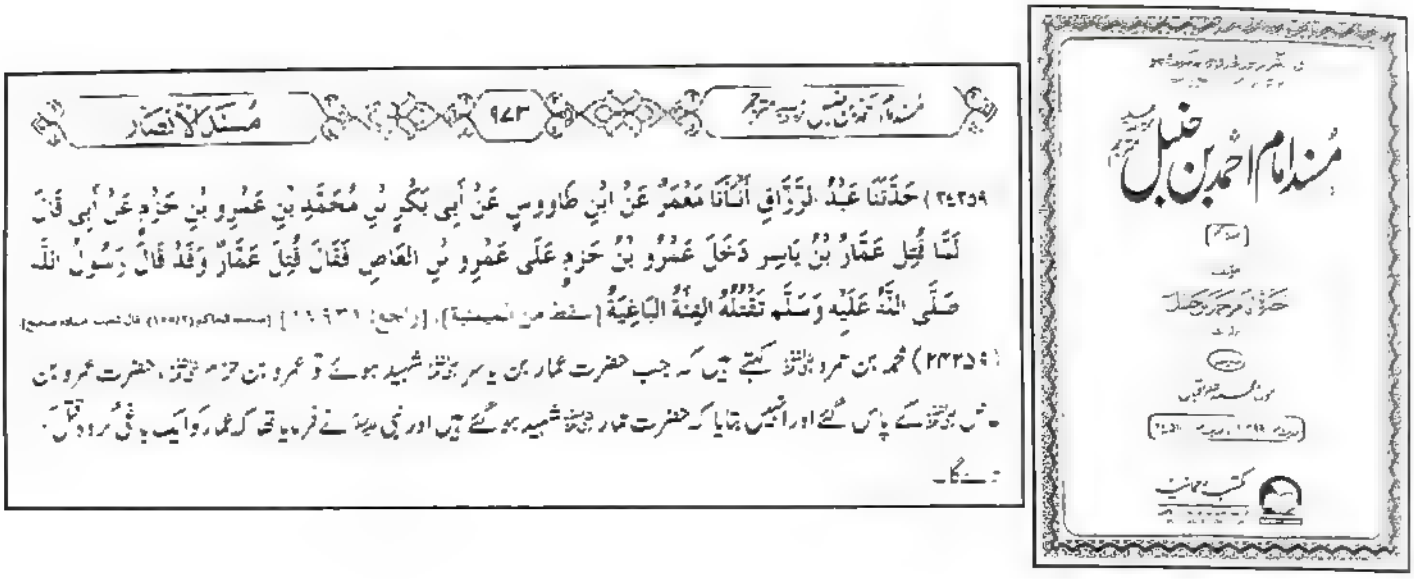
مُسند امام احمد بن حنبل مترجم
[مسند احمد]
مؤلف
حضرت مولانا محمد حلیم
ناشر
کتب خانہ

مُسند امام احمد بن حنبل مترجم ۹۷۳ مُسند الانصار

(۲۴۲۵۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُوسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِي قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ قُتِلَ عَمَّارٌ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ [سقط من الميمنية]. [راجع: ۱۰/۹۳۱] [مسند الحاكم (۱۰۰/۲) قال شعيب: صحيح]

(۲۴۲۵۹) محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

ترجمہ

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُنہیں بتایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔

شیخ شعیب اَرناؤوط نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. مُسند احمد بن حنبل (اردو): 10/973، رقم: 24259

سُنن الکبریٰ بیہقی کی صحیح احادیث

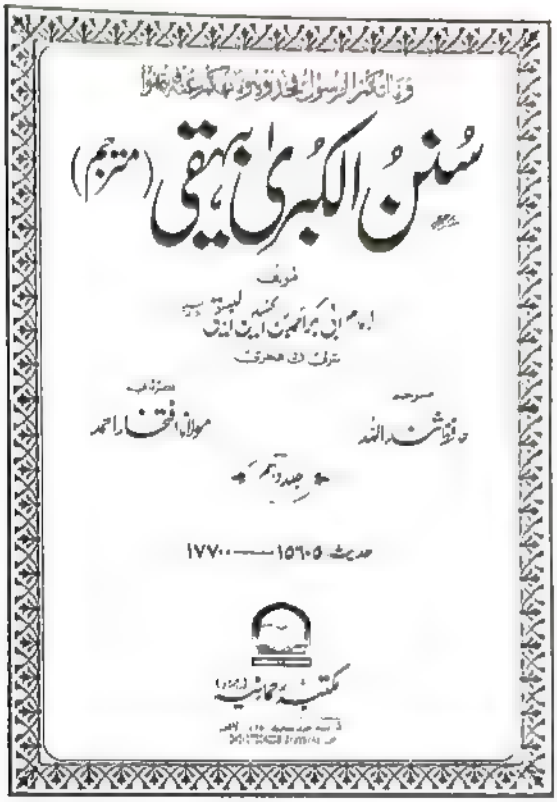

(۱۶۷۸۹) قال: حدثنا إبراهيم بن مرزوق حدثنا أبو داود حدثنا شعبة عن عاصم بن بهدلة عن أبي الحسن عن أبي قتادة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعمار مثله

(۱۶۷۹۰) تقدم

(۱۶۷۹۱) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أخبرنا أبو الفضل بن إبراهيم حدثنا أحمد بن سلمة حدثنا إسحاق بن إبراهيم وإسحاق بن منصور عن النضر بن شميل حدثنا شعبة عن أبي مسلمة عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري قال حدثني من هو خير مني أبو قتادة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعمار بن ياسر رضي الله عنه ويحك ابن سمية تقتلك الفئة الباغية. رواه مسلم في الصحيح عن إسحاق بن إبراهيم وإسحاق بن منصور وغيرهما. صحيح

(۱۶۷۸۹) ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمار کو فرمایا تھا اے ابن سمیہ افسوس ہے تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۱۶۷۹۰) أخبرنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران وأبو محمد عبد الله بن يحيى بن عبد الوهاب السكري ببغداد قالا أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار حدثنا أحمد بن منصور حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن ابن طاوس عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه قال لا أدري أسمع مع أبيه أو أخبره أبوه قال لما قتل عمار رضي الله عنه قدم عمرو بن حزم فدخل على عمرو بن العاص فقال قتل عمار وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تقتله الفئة الباغية فقام عمرو مشتملا قميصه فدخل على معاوية فقال قتل عمار فقال معاوية قتل عمار فماذا قال عمرو سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تقتله الفئة الباغية. قال فقال معاوية دحضت في بولك أو نحن قتلناه إنما قتله علي وأصحابه جاءوا به حتى ألقوه بين رماحنا أو قال سيوفنا لفظ حديث السكري وفي رواية ابن بشران قال فقام عمرو فرجع يرتجع حتى دخل على معاوية فقال معاوية ما شأنك فقال قتل عمار ثم ذكره. صحيح

(۱۶۷۹۰) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا تو عمرو بن حزم عمرو بن عاص کے پاس آئے اور کہنے لگے عمار کو قتل کر دیا گیا ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ اسے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا تو عمرو اٹھے ہوئے ان کا رخ اٹھا ہوا تھا۔ یہ معاویہ کے پاس آئے اور کہا عمار کو قتل کر دیا گیا ہے تو معاویہ نے پوچھا کیوں؟ عمرو نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ اسے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا تو معاویہ نے فرمایا تو اپنے ہی پیشاب میں پھنس گیا۔ کیا ہم نے اسے مارا ہے؟ اسے تو علی اور اس کے اصحاب نے قتل کیا ہے اور ہماری طرف ان کو پھینک دیا ہے۔

ترجمہ

ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: ''اے ابن سُمیّہ! افسوس ہے تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔''

محقق نے اس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سنن الکبریٰ بیہقی (اردو): 10/506-507، رقم: 16789

ترجمہ

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اے عمار رضی اللہ عنہ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا'' تو عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اُن کا رنگ اُڑا ہوا تھا، یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ''عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں؟'' عمرو نے کہا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اے عمار رضی اللہ عنہ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔'' تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''تو تو اپنے ہی پیشاب میں دھنس گیا، کیا ہم نے اُسے مارا ہے؟ اُسے علی رضی اللہ عنہ اور اُس کے اصحاب نے قتل کیا ہے اور ہماری طرف پھینک دیا ہے۔''

محقق نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

سنن کُبریٰ بیہقی کی صحیح حدیث

سنن الکبریٰ بیہقی مترجم (جلد ۱۰) ۳۶۹ ثبت عمار قتل حسنی

(۱۶۷۹۰) أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ عَمَّارًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَقُولُوا كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ وَلَكِنْ قُولُوا فَسَقُوا أَوْ ظَلَمُوا. [صحيح]

(۱۶۷۹۰) حضرت عمار فرماتے ہیں کہ تم یہ نہ کہو کہ اہل شام کافر ہو گئے بلکہ وہ فاسق اور ظالم ہوئے۔

ترجمہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''تم یہ نہ کہو کہ اہلِ شام کافر ہو گئے بلکہ وہ فاسق اور ظالم ہوئے۔''

محقق نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

---

1. سنن الکبریٰ بیہقی (اردو): 10/506-507، رقم: 16790
2. سنن الکبریٰ بیہقی (اردو): 10/469، رقم: 16721

مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ابو جلد یازدہم ۳۷ کتاب الفتن

ترجمہ: "(مشہور صحابی) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار (ابن یاسر) خندق کھود رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہائے سمیہ کے بیٹے (عمار ابن یاسر) کی سختی و مشکل، کہ تمہیں باغیوں کا ایک گروہ قتل (شہید) کر ڈالے گا"۔

تشریح: (یحفر الخندق) یہ جنگ احزاب کی حکایت ہے۔

(ویقول بؤس) بضم اور ہمزہ ساکن۔ یعنی ہمزہ کو واؤ سے بدلا جاتا ہے۔ نیز سین کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے، یہ کلمہ بین حسرۃ کے طرف مضاف ہے۔ اور کلمہ سمیہ کے سین پر ضمہ اور میم پر فتحہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ یہ حضرت عمار کی والدہ محترمہ ہیں یہ کہ میں مسلمان ہوئی تھیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ بھی کفار مکہ کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنی تھیں، اور ان کو دین سے ہٹانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن عورت ذات ہونے کے باوجود ظالموں کے ہاتھوں سخت اذیتیں اور مصیبتیں سہیں۔ لیکن دین کے راستے سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں۔ آخر کار ابوجہل لعین نے ایک دن ان کے پیٹ میں خنجر مار کر ان کو شہید کر دیا۔ ابن ملک وغیرہ حضرات نے لکھا ہے، حضرت عمار کی والدہ ابوحذیفہ مخزومی کی بیٹی تھی ان کے شوہر کا نام یاسر ہے حضرت یاسر ابوحذیفہ کے حلیف تھے جب یاسر سے ان کا بیٹا عمار پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور بؤس ابن سمیہ اصل میں یا شدۃ عذاب احضری ہے، اے عمار کی مصیبت آ جا یہی شخص تیرا مدعو کا ہے۔ یعنی یہاں حرف ندا محذوف ہے: اسماء نحو اس سے پہلے حرف ندا کے حذف کرنے کی طرف گنجائش ہوتی ہے۔ جبکہ اسماء اعلام سے پہلے ان کا حذف کرنا قوی ہے۔ ایک روایت میں بؤس رفع کے ساتھ ہے جو کہ کچھ نسخوں میں بھی پایا جاتا ہے اس صورت میں یہ مبتدا ہے، اور اس کی خبر علیک مقدم ہے۔ اصل میں یوں ہے علیک بؤس یا مصیبتک بؤس ہے۔ اس صورت میں ابن سمیہ منادیٰ مضاف ہوگا یعنی۔ ابن حجر۔ ایک شارح نے کہا ہے: اس کا معنی ہے ندا "بؤس" کو زمی حالانکہ مراد ان کو ندا دینا تھا۔ اسی وجہ سے پھر آپ نے بؤس کا سبب کر کے فرمایا تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ ایک جماعت امام وقت اور خلیفہ زمان کے خلاف خروج کرنے والی ہوگی تو قتل کرے گی۔

کتاب الفضائل والشمائل 442/3 معجزوں کا بیان

۵۸۷۸ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ ((بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

۵۸۷۸ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کھودتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ اس وقت ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرما رہے تھے "سمیہ کے بیٹے! تجھے تکالیف کا سامنا ہوگا اور تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔"

❷ رواہ مسلم (۷۱، ۷۰/ ۲۹۱۵)۔

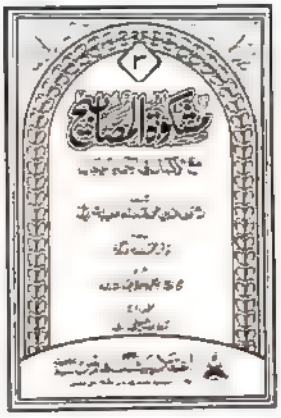

ترجمہ

(مشہور صحابی) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار (ابن یاسر) خندق کھود رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ "ہائے! سُمیّہ کے بیٹے (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کی سختی و مشکل، کہ تمہیں باغیوں کا ایک گروہ قتل (شہید) کر ڈالے گا۔"(۱)

1. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو): 11/37، رقم: 5878، مشکوٰۃ المصابیح مع الاکمال فی اسماء الرجال (اردو)، محقق: شیخ زبیر علی زئی (اردو)، 3/442، رقم: 5878، انٹرنیشنل نمبر: 5878

عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا

متواتر حدیث

اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''قطف الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ'' میں لکھتے ہیں:

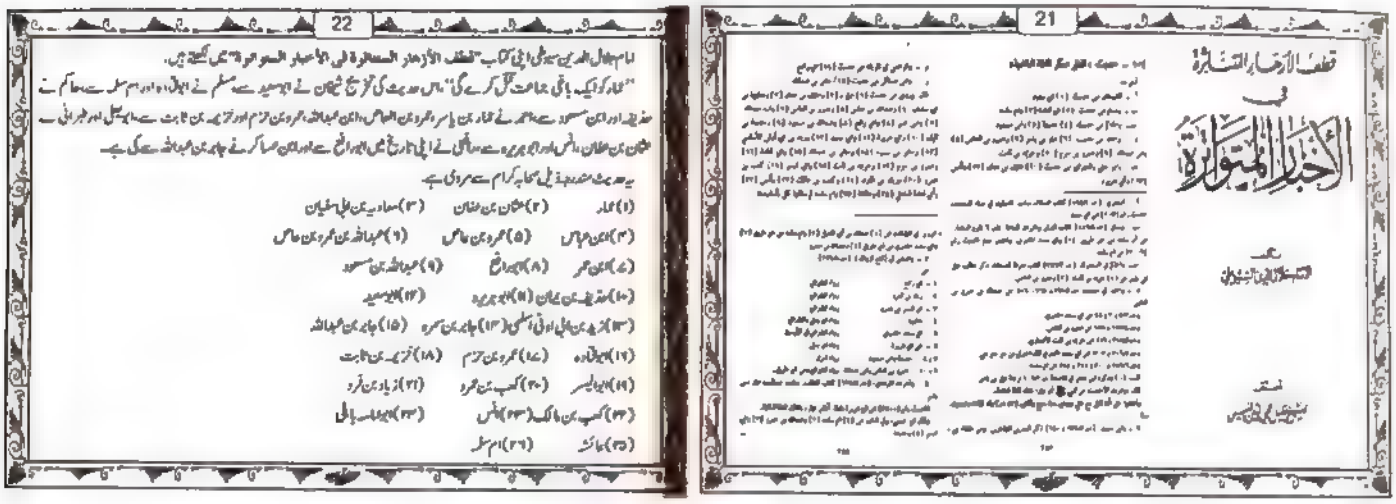

امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة" میں لکھتے ہیں:

"عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی" اس حدیث کی تخریج شیخین نے ابوسعید سے مسلم نے ابوقتادہ اور ام سلمہ سے حاکم نے حذیفہ اور ابن مسعود سے، احمد نے عمار بن یاسر، عمرو بن العاص، ابن عبداللہ، عمرو بن حزم اور خزیمہ بن ثابت سے، ابویعلیٰ اور طبرانی نے عثمان بن عفان، انس اور ابوہریرہ سے، رافعی نے اپنی تاریخ میں ابورافع سے اور ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ سے کی ہے۔

یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے مروی ہے

(۱) عمار (۲) عثمان بن عفان (۳) معاویہ بن ابی سفیان
(۴) ابن عباس (۵) عمرو بن عاص (۶) عبداللہ بن عمرو بن عاص
(۷) ابن عمر (۸) ابورافع (۹) عبداللہ بن مسعود
(۱۰) حذیفہ بن یمان (۱۱) ابوہریرہ (۱۲) ابوسعید
(۱۳) ہاشم بن ابی الوقاص اسلمی (۱۴) جابر بن سمرہ (۱۵) جابر بن عبداللہ
(۱۶) ابوقتادہ (۱۷) عمرو بن حزم (۱۸) خزیمہ بن ثابت
(۱۹) ابوالیسر (۲۰) کعب بن عمرو (۲۱) زیاد بن فرد
(۲۲) کعب بن مالک (۲۳) انس (۲۴) ابوامامہ باہلی
(۲۵) عائشہ (۲۶) ام سلمہ

ترجمہ

''عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی'' اِس حدیث کی تخریج شیخین نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے، اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ اور خُذیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، اِمام ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ، اَنس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، رافعی نے اپنی تاریخ میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابۂ کرام سے مروی ہے:

1. عمار بن یاسر	2. عثمان بن عفان	3. معاویہ بن ابوسفیان
4. ابن عبّاس	5. عمرو بن عاص	6. عبد اللہ بن عمرو بن عاص
7. ابن عمر	8. ابو رافع	9. عبد اللہ بن مسعود
10. حذیفہ بن یمان	11. ابو ہریرہ	12. ابوسعید
13. زید بن ابی اوفی اسلمی	14. جابر بن سَمُرہ	15. جابر بن عبد اللہ
16. ابوقتادہ	17. عمرو بن حَزم	18. خُزیمہ بن ثابت
19. ابو الیَسَر	20. کعب بن عَمرو	21. زیاد بن فرد
22. کعب بن مالک	23. اَنس	24. ابو اُمامہ باہلی
25. سیّدہ عائشہ	26. سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہم (1)	

اِمام عبد البرّ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام عبد البرّ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' میں لکھتے ہیں:

— ١١١٠ —

ضَبَاح[1] من لبن، فقال عمار — حين شربه: الحمد لله، الليلة تحت الأسنة، ثم قال: والله لو ضربونا حتى يبلغوا بنا سَعَفَاتِ هجر لعلمنا أنّا مُصْلِحُونَ على الحق وأنهم على الباطل، ثم قاتل حتى قُتل

روى شعبة، عن أبي إسحاق، عن حارثة بن مضرب[2]، قال: قرأت كتاب عمر إلى أهل الكوفة: أما بعد فإني بعثتُ إليكم عمّاراً أميرا، وعبد الله بن مسعود معلّما ووزيراً، وهما من النجباء من أصحابِ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأطيعوا لهما، واقتدوا بهما، فإني قد آثرتكم بعبد الله على نفسي أثرة

قال أبو عمر رحمه الله: إنما قال عمر في عمار وابن مسعود، وهما من النجباء من أصحابِ رسول الله صلى الله عليه وسلم لحديثِ علي بن أبي طالب رضي الله عنه — والله أعلم — من رواية قطر بن خليفة وغيره، عن كثير أبي إسماعيل، عن عبد الله بن مُغَفَّل، عن علي رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه لم يكن نبيٌّ إلا أعطي سبعة نجباء وزراء ورفقاء، وإني أعطيت أربعة عشر: حمزة، وجعفر، وأبو بكر، وعمر، وعلي، والحسن، والحسين، وعبد الله بن مسعود، وسلمان، وعمّار، وأبو ذر، وحذيفة، والمقداد، وبلال.

وتواترت الآثار عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: تقتل عمار الفئة الباغية. وهذا من إخباره بالغيب وأعلام نبوته صلى الله عليه وسلم، وهو من أصحّ الأحاديث

وكانت صفّين في ربيع الآخر سنة سبع وثلاثين، وولّاه علي رضي الله عنه

(١) الضباح: اللبن الرقيق الممزوج. (٢) في س: المضرب.

الاستيعاب
في معرفة الأصحاب
لأبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البرّ
المجلد الثالث
تحقيق
علي محمد البجاوي
دار الجيل

1. The Judgement of Ahl-Al-Sunnah of Siffin Classical Sources By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018، جمل وصفین حدیث وتاریخ کی روشنی میں، صفحہ: 21-22

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے با سند تواتر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عمّار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا'' یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن خبروں میں سے ہے جن کا تعلّق اعلام النبوّۃ سے ہے اور صحیح ترین احادیث میں سے ایک ہے۔''(1)

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّی : سن 748 ہجری) اپنی کتاب ''سیر اعلام النُّبلاء'' میں لکھتے ہیں:

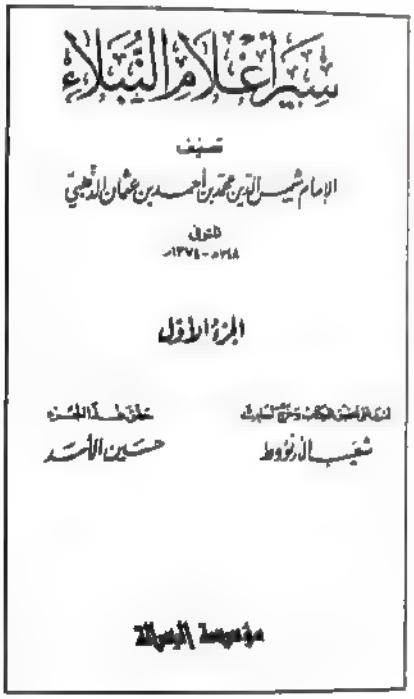
سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المجلد الأول

مؤسسة الرسالة

الثَّرى(1).

وأخرج أبو خزامة أيضاً مثله من حديث القاسم الشَّداني، عن لقاءة، عن سالم بن أبي الجعد، عن عبد الله بن محمد بن الحنفية، عن أبيه، عن عثمان.

وأخرج أبو خزامة من طريق حفاد بن سلمة، عن أبي التياح، عن عبد الله ابن أبي الهذيل، عن عمار: قال لي رسول الله ﷺ: «تَقْتُلُكَ الفِئَةُ الباغِيَةُ»(2).

وفي الباب عن عدة من الصحابة، فهو متواتر(3).

قال يعقوب بن شيبة: سمعتُ أحمد بن حنبل سئل عن هذا فقال: فيه غيرُ حديثٍ صحيح عن النبيّ ﷺ. وغيرة أن يتكلم في هذا بأكثر من هذا.

الثوري: عن أبي إسحاق عن أبي ليلى الكندي قال: جاء خبّاب إلى عمر فقال: لقدْ ما أحد أحقّ بهذا المجلس منك إلا عمّار.

الثوري: عن أبي إسحاق، عن حارثة بن مضرّب قال: أُتِيَ عليّا كاتبٌ

(1) ذكره الهيثمي في «المجمع» ٩/٢٤٧ ونسبه إلى أبي يعلى، والطبراني في الثلاثة بالمعجم الكبير، وقال الحافظ في «التلخيص» ٥/٢٧٩: رويٰ حديث عمار بقتل عمار الفئة الباغية جماعة من الصحابة، منهم أبو قتادة بن النعمان كما تقدم، وأم سلمة عند مسلم، وأبو هريرة عند الترمذي، وعبد الله بن عمرو بن العاص عند النسائي، وعثمان بن عفان، وحذيفة وأبو أيوب، وأبو رافع، وخزيمة بن ثابت، وحذيفة، وعمرو بن العاص، وأبو اليسر، وعمار نفسه. وكلها عند الطبراني وغيره، وفي طرقها صحيحة أو حسنة. وله عن جماعة آخرين يطول ذكرهم.

(2) ذكره الهيثمي في «المجمع» ٩/٢٤٧ وقال: رواه أبو يعلى، والطبراني باختصار، ورجال الطبراني باختصار، وإسناده حسن.

(3) انظر طرقه الكثيرة عند ابن سعد ٣/١٨٧-١٩٣، وجميع الروايات ٢٤٧/٧ وما بعدها، و٢٩٥/٩-٢٩٧. وانظر الحافظ في «التلخيص» الحبير ٥/٢٧٩ حيث ذكر عن واحد وثلاثين صحابياً. وانظر «فتح الباري» ٥/٥٤٩.

٤٢١

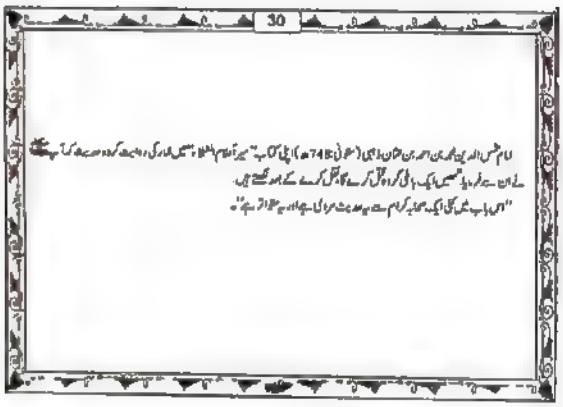
30

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (متوفی 748ھ) اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں عمار کی روایت کردہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:
"اس باب میں کئی ایک صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے اور یہ متواتر ہے۔"

عمّار رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: ''تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا، نقل کرنے کے بعد اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اِس باب میں کئی ایک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے اور یہ متواتر ہے۔''(2)

1. الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (عربی)، 3/1140
2. سیر اعلام النبلاء (عربی)، 1/421

اِمام اِبن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الإصابة في تمييز الصحابة'' میں لکھتے ہیں:

1069 تراجم الرجال: حرف العين المهملة 1099

يعذب في الله، فكان النبي ﷺ يمر عليهم، فيقول: «صبراً آل ياسر، فإن موعدكم الجنة».

واختلف في هجرته إلى الحبشة، وهاجر إلى المدينة، وشهد المشاهد كلها، ثم شهد اليمامة فقطعت أذنه بها، ثم استعمله عمر على الكوفة، وكتب إليهم: إنه من النجباء من أصحاب محمد.

قال عاصم، عن زر، عن عبد الله: إن أول من أظهر إسلامه سبعة، فذكر منهم عماراً. أخرجه ابن ماجه.

وعن زيرة، عن همام، عن عمار، قال: رأيت رسول الله ﷺ وما معه إلا خمسة أعبد وامرأتان وأبو بكر. أخرجه البخاري.

وعن علي قال: استأذن عمار على النبي ﷺ فقال: «افتحوا له، مرحباً بالطيب المطيب».

وفي رواية: إن علياً قال ذلك، وقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إن عماراً ملئ إيماناً إلى مشاشه».

أخرجه الترمذي، وابن ماجه، وسنده حسن، عن خالد بن الوليد، قال: كان بيني وبين عمار كلام، فأغلظت له، فشكاني إلى النبي ﷺ، فجاء خالد فرفع رسول الله رأسه، فقال: «من عادى عماراً عاداه الله، ومن أبغض عماراً أبغضه الله».

وفي الترمذي عن عائشة مرفوعاً: «ما عير عمار بين أمرين إلا اختار أيسرهما».

وعن حذيفة، رفعه: «اقتدوا باللذين من بعدي: أبي بكر وعمر، واهتدوا بهدي عمار».

وأخرجه الترمذي وابن ماجه، وقال الترمذي: حسن

وتواترت الأحاديث عن النبي ﷺ أن عماراً تقتله الفئة الباغية، وأجمعوا على أنه قتل مع علي بصفين سنة سبع وثمانين في ربيع وله ثلاث وتسعون سنة، واتفقوا على أنه نزل فيه: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦].

وروى عن النبي ﷺ عدة أحاديث.

وروى عنه من الصحابة أبو موسى، وابن عباس، وعبد الله بن جعفر، وأبو لاس الخزاعي، وأبو الطفيل، وجماعة من التابعين.

٦٢٩٩ - عمار:

رجل من أهل الشام في عمارة.

٦٣٠٠ - عمارة بن أوس بن ثعلبة الأنصاري الجشمي:

ذكر الأموي في «المغازي» عن ابن إسحاق أن استشهد باليمامة هو وأخوه مالك.

استدركه ابن فتحون، ويحتمل أن يكون هو الذي بعده.

٦٣٠١ - عمارة بن أوس بن خالد بن عبيد بن ثعلبة ابن عامر بن خطمة الأنصاري الخطمي:

هكذا نسبه ابن سعد، وابن أبي خيثمة.

وقال البخاري: له صحبة.

وكذا قال ابن حبان، وزاد: إلا أني لست أعتمد على إسناده وحديثه.

وأخرج ابن أبي خيثمة والبغوي، من طريق قيس بن الربيع، عن زياد بن علاقة، عن عمارة بن أوس، وكان قد صلى إلى القبلتين، قال: إني لفي إحدى صلاتي العشاء إذ نادى منادٍ: ألا إن القبلة قد حولت إلى الكعبة... الحديث.

تفرد به قيس وهو ضعيف.

وأخرجه الطبراني من رواية عبد الله بن حسين، عن زياد بن علاقة، عن عمارة بن رؤيبة، فالله أعلم.

٦٣٠٢ - عمارة بن أوس بن زيد بن ثعلبة بن غنم ابن مالك بن النجار:

ذكره أبو عمر، وضمه ابن الأثير إلى الذي قبله، وهو محتمل.

٦٣٠٣ - عمارة بن ثابت الأنصاري أخو خزيمة:

روى ابن منده من طريق يونس، عن الزهري، عن أبي خزيمة بن ثابت، عن عمه عمارة بن خزيمة بن ثابت، رأى فيما يرى النائم أنه سجد على جبهة النبي ﷺ، فأتى النبي ﷺ، فذكر ذلك له... الحديث.

وهذا قد أخرجه النسائي من هذا الوجه فلم يسم الصحابي.

وكذلك أخرج أبو داود من طريق شعيب، عن الزهري،

''وہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔''(1)

1. الاصابة فی تمییز الصحابة (عربی)، صفحہ: 1069، رقم: 6298

اِمام محمد بن جعفر کتّانی کا قول

اِمام ابو عبد اللہ بن جعفر علی کتّانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 1345 ہجری اپنی کتاب ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر'' میں 'حدیثِ عمار' کو متواتر کہہ کر 31 صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام نقل کرتے ہیں جس سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔[1]

25

نظم المتناثر من الحديث المتواتر

تأليف

أبي عبد الله محمد بن جعفر الكتاني

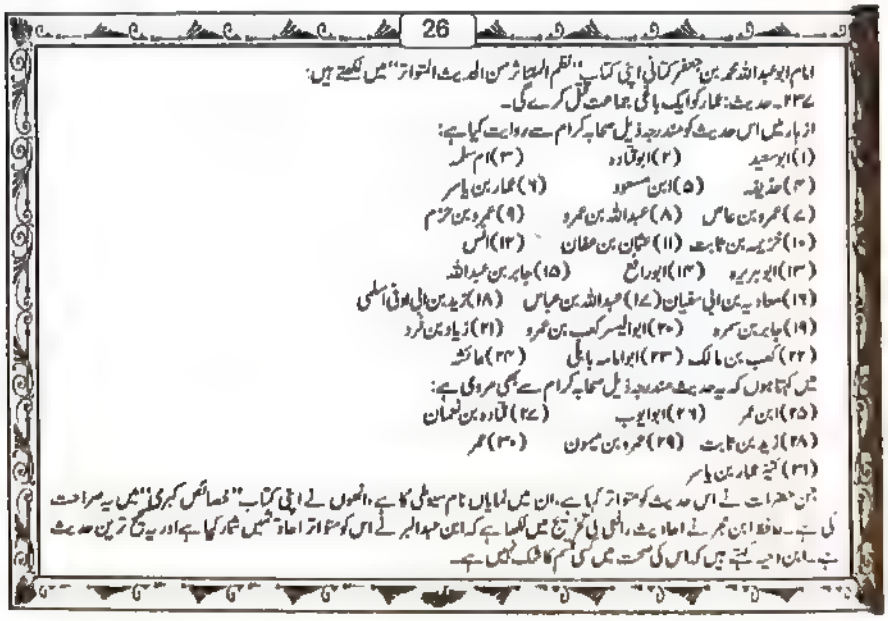

26

امام ابو عبداللہ محمد بن جعفر کتانی اپنی کتاب ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر'' میں لکھتے ہیں:

۲۳۷۔ حدیث: عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

اس بارے میں اس حدیث کو مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے روایت کیا ہے:

(۱) ابو سعید (۲) ابو قتادہ (۳) ام سلمہ
(۴) حذیفہ (۵) ابن مسعود (۶) عمار بن یاسر
(۷) عمرو بن عاص (۸) عبداللہ بن عمرو (۹) عمرو بن حزم
(۱۰) خزیمہ بن ثابت (۱۱) عثمان بن عفان (۱۲) انس
(۱۳) ابو ہریرہ (۱۴) ابو رافع (۱۵) جابر بن عبداللہ
(۱۶) معاویہ بن ابی سفیان (۱۷) عبداللہ بن عباس (۱۸) یزید بن ابی اوفی اسلمی
(۱۹) جابر بن سمرہ (۲۰) ابو الیسر کعب بن عمرو (۲۱) زیاد بن فرد
(۲۲) کعب بن مالک (۲۳) ابو امامہ باہلی (۲۴) عائشہ

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے بھی مروی ہے:

(۲۵) ابن عمر (۲۶) ابو ایوب (۲۷) قتادہ بن نعمان
(۲۸) زید بن ثابت (۲۹) عمرو بن میمون (۳۰) عمر
(۳۱) کنیۃ عمار بن یاسر

جن حضرات نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے، ان میں نمایاں نام سیوطی کا ہے، انھوں نے اپنی کتاب ''خصائص کبریٰ'' میں یہ صراحت کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے احادیث رافعی کی تخریج میں لکھا ہے کہ ابن عبدالبر نے اس کو متواتر احادیث میں شمار کیا ہے اور یہ صحیح ترین حدیث ہے۔ ابن دحیہ کہتے ہیں کہ اس کی صحت میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

[1] The Judgement of Ahl-Al-Sunnah of Siffin Classical Sources By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018،
تبل واسطین حدیث و تاریخ کی روشنی میں، صفحہ: 25-26

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی باطل تاویل

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سیرُ اعلام النبلاء'' اور ''تاریخِ اسلام'' میں نقل کرتے ہیں :

سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء الأول

تحقيق هذا الجزء

حسين الأسد

اشترك في تحقيق الكتاب وتخريج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

رسول الله ﷺ: «تقتلك الفئة الباغية». فدخل صعصعة على معاوية فقال: «قُتِل عمار»، فقال: قتل عمار فماذا؟ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «تقتله الفئة الباغية». قال: دحضت في بولك! أو نحن قتلناه؟ إنما قتله علي وأصحابه الذين أتوا به بين رماحنا، أو قال: بين سيوفنا[1].

شعبة: عن أبي مسلمة، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد، عن أبي قتادة أن النبي ﷺ، قال لعمار: «تقتلك الفئة الباغية»[2].

أبو عوانة في مسنده وأبو يعلى من حديث أحمد بن محمد الباهلي: حدثنا يحيى بن عيسى، حدثنا الأعمش، حدثنا زيد بن وهب أن عماراً قال لعثمان: حملت فرساً على رقاب الناس، علوا عليّ، فضربوني، فغضب عثمان ثم قال: مالي ولقريش؟ عَلَوْا على رجل من أصحاب محمد ﷺ فضربوه، سمعتُ النبيَّ ﷺ يقول لعمار: «تقتلك الفئة الباغية»، وقُتِل في

(١) إسناده صحيح، وأخرجه عبد الرزاق (٢٠٤٢٢)، ومن طريقه أخرجه أحمد (١٩٧٤)، وانظر صحيح البخاري (٢٤٧٢)، و(٢٦٩٧). دحضت في بولك: أي زللت وزلقت.

وجاء مختصراً من رواية عمار، أخرجه ابن ماجه، وابن أبي عاصم، وأبي يعلى، وغيرهم، بأن محمداً ﷺ: إنما في سيرة من أخرجه.

قال في فتح الباري: هذا من علم من علام النبوة، وهو مما لا يعرف إلا من جهة النبي ﷺ. وقال السخاوي في فتح المغيث (٣٣٧/١): قول عبد الله بن عمرو بن العاص في كتاب صفين: تجمع الفئة الباغية الخروج من الرأي الصحيح والحق الصريح، وأبو حنيفة، والأوزاعي، والجمهور الأعظم من المتكلمين والمسلمين أن علياً مصيب في قتله لأهل صفين. كما هو مصيب في أهل الجمل. وأن الذين قاتلوه بغاة ظالمون له، ولكن لا يكفرون بذلك. وقال القرطبي: من (٢١٣/٨)... فظهر من هذه الأحاديث وثبت بالحق اليقين، أن علياً رضي الله عنه كان إماماً، وأن كل من خرج عليه باغ، وأن قتاله واجب حتى يفيء إلى الحق، ويدخل في الجماعة والصلح.

(٢) انظر تخريجه في الحديث (٢١٩) المتقدم برقم (١).

62

امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی اپنی مشہور کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ حدیث سن کر عمرو بن عاص معاویہ کے پاس گئے اور انھیں خبر دی کہ عمار کو قتل کر دیا گیا۔ معاویہ نے کہا تو پھر کیا ہوا؟ عمرو نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ انھیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ یہ سن کر معاویہ نے کہا: تم اپنی پیشاب میں ہی اتھرے رہو، کیا عمار کو ہم نے قتل کیا ہے؟ ان کو قتل تو علی اور ان کے ان ساتھیوں نے کیا ہے جنھوں نے ان کو ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے ذبح کیا تھا۔

کتاب کے محققین شعیب ارناؤط اور حسین اسد نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔

ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا'' یہ حدیث سُن کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُنہیں خبر دی کہ عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ''تو پھر کیا ہوا'' عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ''اُنہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔'' یہ سُن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اپنی پیشاب میں ہی لتھڑ رہے ہو، کیا عمار رضی اللہ عنہ کو ہم نے قتل کیا ہے؟ اُن کو قتل تو علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے کیا ہے جنہوں نے اُن کو نیزوں یا تلواروں کے سامنے ڈال دیا تھا۔''

کتاب (سیرُ اعلام النّبلاء) کے محقق شعیب اَرناؤوط اور حسین اَسد نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی حدیث کو اپنی تاریخ کی مشہور کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں بھی نقل کی ہے اور کتاب کے محقق ڈاکٹر بشار عواد معروف کہتے ہیں کہ اِس روایت کی سند ''صحیح'' ہے۔[2]

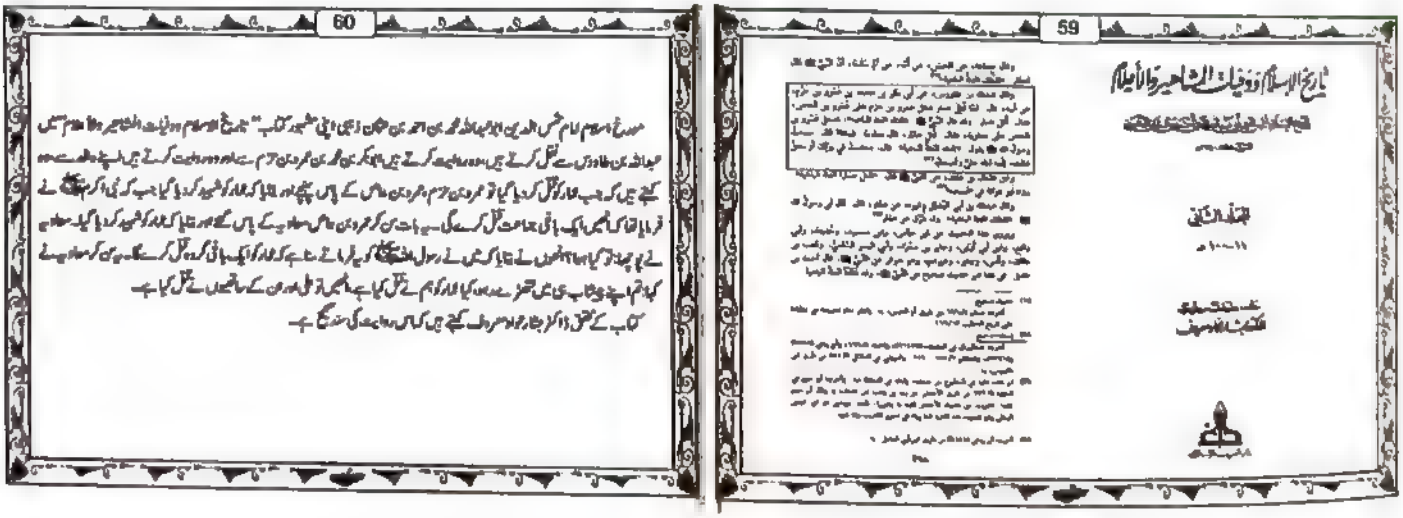

1. سیرُ اعلام النّبلاء، (عربی)، 1/420
2. The Judgement of Ahl-Al-Sunnah of Siffin Classical Sources By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018، جمل وصفین حدیث و تاریخ کی روشنی میں، صفحہ: 59-60

امیر معاویہ کی تاویل پر اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

اِمام حافظ ابو العبّاس احمد بن اِبراہیم قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ''المتوفّٰی: سن 656، اپنی کتاب ''المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم'' میں لکھتے ہیں:

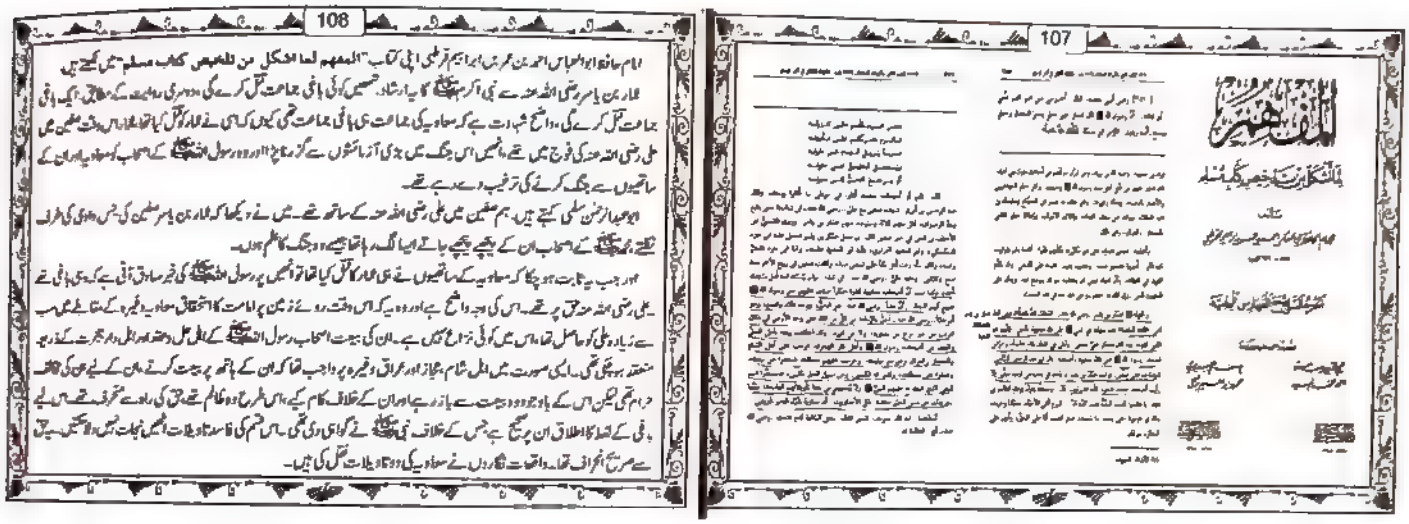

''اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ہی عمّار رضی اللہ عنہ کا قتل کیا تو اُنہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں صادق آتی ہیں کہ وہی باغی تھے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حق تھے۔ اِس کی وجہ واضح ہے اور وہ یہ کہ اُس وقت روئے زمین پر اِمامت کا استحقاق معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مقابلے میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ اِس میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ اُن کی بیعت اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ حل وعقد اور اہلِ دارِ ہجرت کے ذریعہ منعقد ہو چکی تھی۔ ایسی صورت میں اہلِ شام، حجاز اور عراق وغیرہ پر واجب تھا کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ اُن کے لیے اُن کی مخالفت حرام تھی لیکن اِس کے باوجود وہ بیعت سے باز رہے اور اُن کے خلاف کام کیے، اِس طرح وہ ظالم تھے، حق کی راہ سے منحرف تھے اِس لیے باغی کے لفظ کا اطلاق اُن پر صحیح ہے جس کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی تھی۔ اِس قسم کی فاسد تاویلات اُنہیں نجات نہیں دِلا سکتیں۔ یہ حق سے صریح انحراف تھا۔ واقعات نگاروں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی دو تاویلات نقل کی ہیں۔

امیر معاویہ کی تاویل دور کی کوڑی:
حافظ ابن کثیر

٢٥٨ سنة ٣٧هـ

قال يحيى: وقيل فيقول لمعاوية وعمرو: أنا قتلت عماراً فيقول له عمرو فما سمعته يقول فيضطرب حتى جاء ابن حوي فقال أني سمعته يقول:

اليوم ألقى الأحبة محمداً وحزبه

فقال له عمرو: صدقت أنت إبك صاحبه، ثم قال له: رويداً، أما والله ما طعنت بذاك ولقد أسخطت ربك وقد روى ابن وهب عن طريق أبي يوسف عن محمد بن إسحاق عن عبد الله بن أبي بكر عن عبد الرحمن الكندي عن أبيه عن عمرو بن العاص. أن رسول الله ﷺ قال لعمار «تقتلك الفئة الباغية» ورواه أيضاً من حديث جماعة من التابعين أرسلوه منهم عبد الله بن أبي الهذيل ومجاهد وحبيب بن أبي ثابت وحبة العرني، وساقه من طريق إبان عن أنس مرفوعاً، ومن حديث عمرو بن شمر عن جابر الجعفي عن أبي الزبير عن جابر مرفوعاً: «ما خُيِّر عمار بين شيئين إلا اختار أرشدهما» وبه عن عمرو بن شمر عن السري عن يعقوب بن رافع قال: اختصم رجلان في سلب عمار وفي قتله فأتيا عبد الله بن عمرو بن العاص ليحاكما إليه، فقال لهما: ويحكما اخرجا عني، فإني سمعت رسول الله ﷺ قال: ولعنت قريش بعمار ـ: «وما لهم ولعمار؟ عمار يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار، فأبلغه رماحهم في النار» قال: فبلغني أن معاوية قال إنما قتله من أخرجه يخدع بذلك أهل الشام. وقال

البداية والنهاية

تأليف

أبي الفداء الحافظ ابن كثير الدمشقي

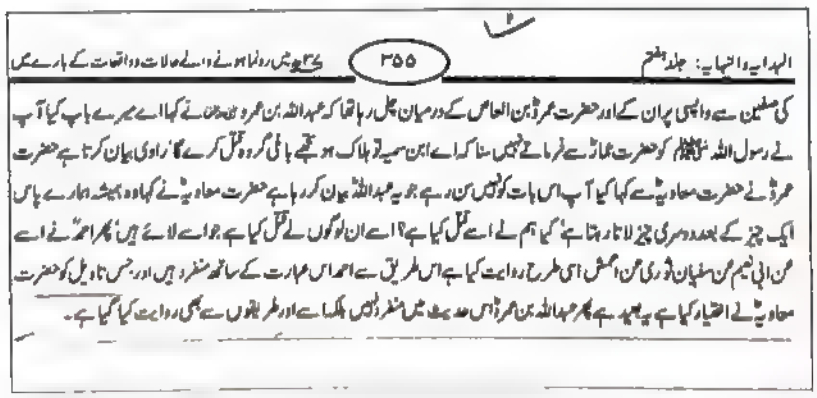

البدایہ والنہایہ: جلد ہفتم ٣٥٥ جنگ صفین میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بارے میں

کی صفین سے واپسی پر ان کے اور حضرت عمرؓ بن العاص کے درمیان چل رہا تھا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے باپ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کیا آپ اس بات کو نہیں سن رہے جو یہ عبداللہ بیان کر رہا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا وہ ہمیشہ ہمارے پاس ایک چیز کے بعد دوسری چیز لاتا رہتا ہے' کیا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' پھر احمدؒ نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری عن اعمش اسی طرح روایت کیا ہے اس طریق سے احمد اس عبارت کے ساتھ منفرد ہیں اور جس تاویل کو حضرت معاویہؓ نے اختیار کیا ہے یہ بعید ہے پھر عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ اسے اور طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

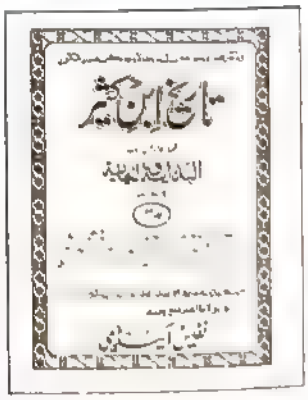

تاریخ ابن کثیر

البدایۃ والنہایۃ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں لکھتے ہیں:

''معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو اُس شخص نے قتل کیا ہے جو اُنہیں نکال کر (میدانِ جنگ سے) لایا ہے۔ (اپنے اس جملے سے) وہ اہلِ شام کو فریب دیتے تھے۔''

''جس تاویل کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے یہ بعید (دور کی کوڑی) ہے۔''

مولا علی رضی اللہ عنہ کا لاجواب جواب:
اِمام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام ابوعبد اللہ محمد بن احمد ابی بکر انصاری اندلسی یعنی اِمام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کتاب التذکرۃ باحوال الموتی وأمورِ الآخرۃ'' میں یوں نقل کرتے ہیں:

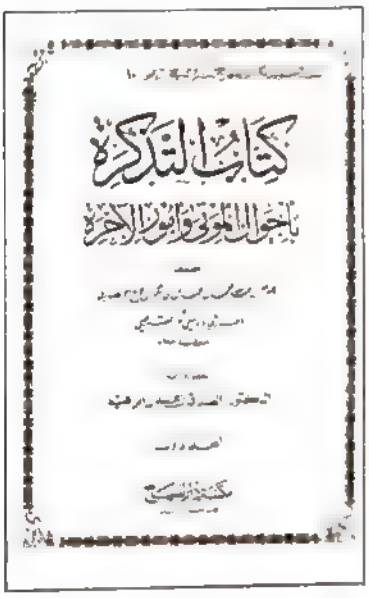
كتاب التذكرة
بأحوال الموتى وأمور الآخرة

كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة ١٠٨٩

وقال فقهاء الإسلام فيما حكاه الإمام عبد القاهر في كتاب الإمامة من تابعه: وأجمع فقهاء الحجاز والعراق من فريقي الحديث والرأي، منهم مالك والشافعي وأبو حنيفة والأوزاعي والجمهور الأعظم من المتكلمين أن علياً مصيب في قتاله لأهل صفين، كما قالوا بإصابته في قتال[1] أصحاب الجمل، وقالوا أيضاً[2]: بأن الذين قاتلوه بغاة ظالمون له، ولكن لا يجوز تكفيرهم بسببهم.

وقال الإمام أبو منصور التميمي البغدادي[3] في كتاب[4] الفرق[5] من تابعه في بيان عقيدة أهل السنة: وأجمعوا على أن علياً كان مصيباً في قتال أهل الجمل، أعني طلحة والزبير وعائشة بالبصرة، وأهل صفين أعني معاوية وعسكره.

وقال الإمام أبو المعالي في كتاب الإرشاد[6]: فصل: علي رضي الله عنه كان إماماً حقاً في توليه، ومقاتلوه بغاة، وحسن الظن بهم يقتضي أن يظن بهم قصد الخير وإن أخطأوه. فهو آخر فصل ختم به كتابه. وحسبك بقول سيد الأولين وإمام المتقين لعمار: «تقتلك الفئة الباغية»، وهو من أثبت الأحاديث كما تقدم[7].

ولما لم يقدر معاوية على إنكاره لثبوته عنده قال: إنما قتله من أخرجه، ولو كان حديث فيه شك لرده[8] معاوية وأنكره، وأكذب ناقله وزوّره، وقد أجاب علي رضي الله عنه عن قول معاوية بأن قال: فرسول الله ﷺ إذاً قتل حمزة حين أخرجه، وهذا من علي رضي الله عنه إلزام لا جواب عنه، وحجة لا اعتراض[9] عليها

= الباغية عماراً، مع أن نسخة (ع) تتوافق مع الاستيعاب في موضعيه.
(1) في (ظ): قتل.
(2) (أيضاً): ليست في (ظ).
(3) عبد القاهر بن طاهر، أبو منصور البغدادي، أحد أعلام الشافعية، حدث عنه أبو بكر البيهقي، مات سنة ٤٢٩هـ. سير أعلام النبلاء ١٧/ ٥٧٢.
(4) (كتاب): ليست في (ظ).
(5) الفرق بين الفرق للبغدادي ص(٣٤٦).
(6) ص(٣٦٥ - ٣٦٦).
(7) ص(١٠٨٨).
(8) في (ظ): لرده.
(9) ما بين المعقوفتين من (ظ).

كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة ١٠٩٠

قاله الإمام الحافظ أبو الخطاب ابن دحية رضي الله عنه[1][2]

وسيأتي[3] قول حذيفة لعمران: إن بينك وبينها باباً مغلقاً[4] يوشك أن يكسر[5].

[[باب يأتي زمان[6] إلا والذي بعده شر منه[7] وظهور[8] فتن

البخاري[9] عن الزبير بن عدي قال: أتينا أنس بن مالك فشكونا إليه ما نلقى من الحجاج فقال[10]: «اصبروا فإنه لا يأتي عليكم زمان إلا والذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم»، سمعته من نبيكم ﷺ. وخرّجه[11] الترمذي[12] وقال: حديث صحيح.

وعن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «يتقارب الزمان وينقص[13] العلم ويلقى الشح وتظهر الفتن ويكثر الهرج» قالوا: وما الهرج؟ قال: «القتل القتل» خرّجه[14] مسلم[15].

قوله: (يتقارب الزمان) قيل: معناه قصر الأعمار وقلة البركة فيها، وقيل هو دنو زمان الساعة[16]، وقيل: هو قصر مدة الأيام، على ما روي. فإن الزمان يتقارب حتى تكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم واليوم

(1) ما بين المعقوفتين من (ظ).
(2) ما بين المعقوفتين المزدوجتين من (ع، ظ).
(3) ص(١١١٢).
(4) من قوله: سيأتي إلى هنا ليست في (ع، ظ).
(5) جملة: لا يأتي زمان، بياض في الأصل، ثم توضيحه من (ع، ظ).
(6) جملة: شر منه، بياض في الأصل، ثم توضيحه من (ع، ظ).
(7) في (ظ): ولي ظهور.
(8) في صحيحه ٦/ ٢٥٩١، ح٦٥٥٧.
(9) (فقال): ساقطة من (ظ).
(10) في (ظ): أخرجه.
(11) في جامعه ٤/ ٤٩٢، ح٢٢٠٦.
(12) في (ظ، مسلم): ويقبض، والأصل موافق مع البخاري.
(13) في (ظ): أخرجه البخاري ومسلم، وهو في البخاري ٥/ ٢٢١٨، ح٥٧٩٠.
(14) في صحيحه ٤/ ٢٠٥٧، ح١٥٧.
(15) (الساعة): ساقطة من (ظ).

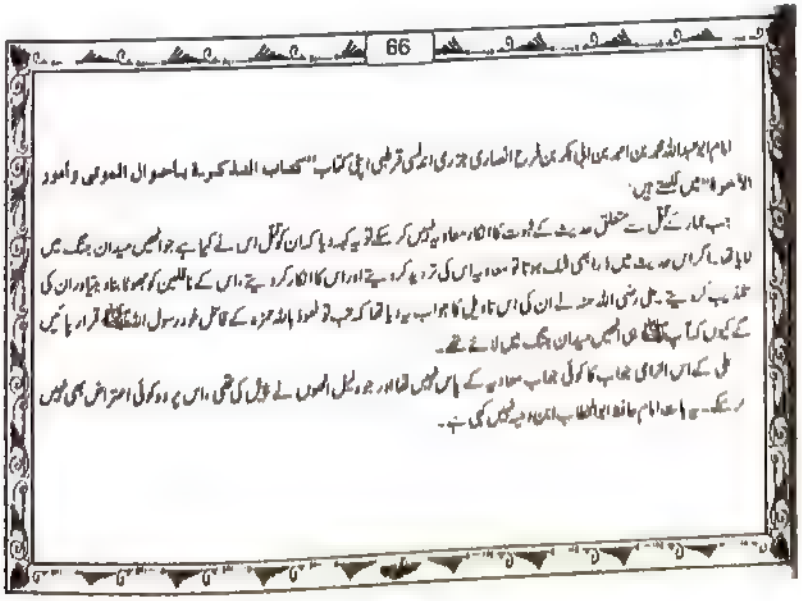
66

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی اندلسی قرطبی اپنی کتاب ''کتاب التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ'' میں لکھتے ہیں:

جب عمار کے قتل سے متعلق حدیث کے ثبوت کا انکار معاویہ نہیں کر سکے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو قتل اس نے کیا ہے جو انہیں میدان جنگ میں لایا تھا۔ اگر اس حدیث میں ذرا بھی شک ہوتا تو معاویہ اس کی تردید کر دیتے اور اس کا انکار کر دیتے، اس کے قائلین کو جھوٹا بنا دیتے اور ان کی تکذیب کر دیتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی اس تاویل کا جواب یہ دیا تھا کہ جب تو لعنۃ اللہ حمزہ کے قاتل خود رسول اللہ ﷺ قرار پائیں گے کیوں کہ آپ ﷺ ہی انہیں میدان جنگ میں لائے تھے۔

علی کے اس الزامی جواب کا کوئی جواب معاویہ کے پاس نہیں تھا اور جو دلیل انہوں نے پیش کی تھی، اس پر وہ کوئی اعتراض بھی نہیں کر سکے۔ یہ واقعہ امام حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ نے بھی کہا ہے۔

ترجمہ

جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے متعلق حدیث کے ثبوت کا انکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں کر سکے تو یہ کہہ دیا کہ اُن کو قتل اس نے کیا ہے جو انھیں میدانِ جنگ میں لایا تھا۔ اگر اِس حدیث میں ذرا بھی شک ہوتا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اِس کی تردید کر دیتے اور اِس کا اِنکار کر دیتے، اِس کے ناقلین کو جھوٹا بنا دیتے اوراُن کی تکذیب کر دیتے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی اِس تاویل کا جواب یہ دیا تھا کہ تب تو نعوذ باللہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پائیں گے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اُنھیں میدانِ جنگ میں لائے تھے۔"

مولا علی رضی اللہ عنہ کے اِس الزامی جواب کا کوئی جواب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں تھا اور جو دلیل اُنہوں نے پیش کی تھی اُس پر وہ کوئی اعتراض (Criticism) بھی نہیں کر سکے۔ یہ بات اِمام حافظ ابو الخطّاب بن دحیہ نے کی ہے۔[1]

محدّث ابن مُلقِّن رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام سراج الدین، ابوحفص عمر بن علی بن احمد انصاری شافعی معروف بہ ابن ملقّن متوفّٰی : 804 ہجری سن اپنی مشہور کتاب "البدر المنیر" میں لکھتے ہیں :

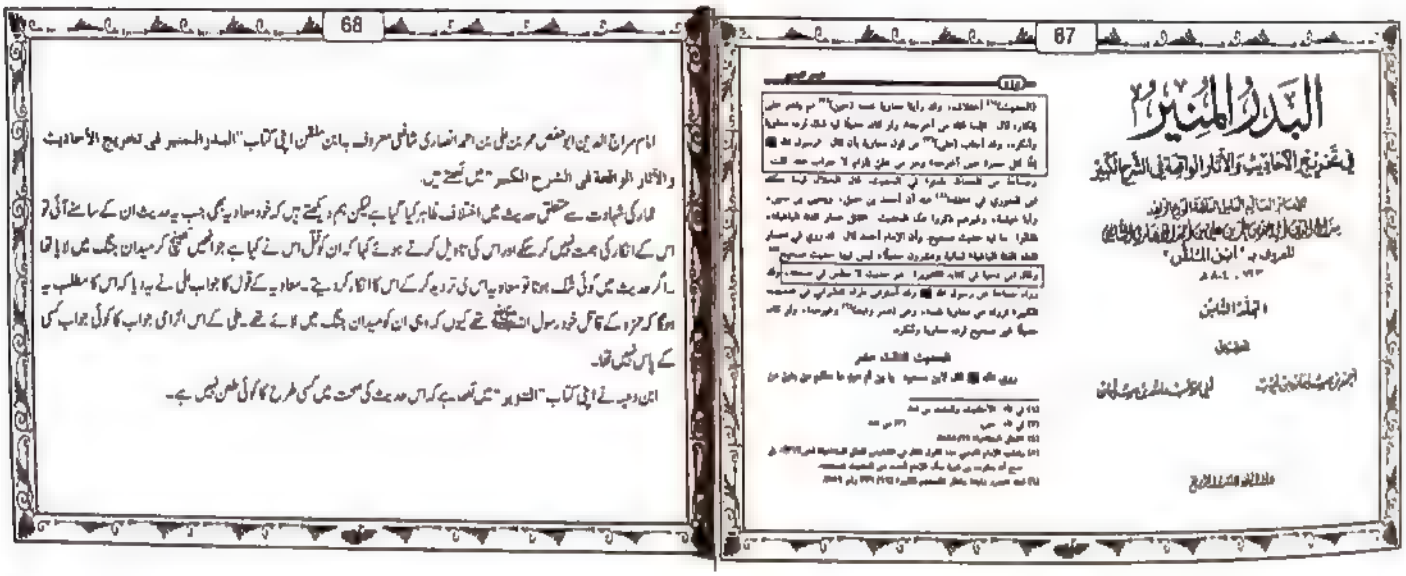

1. کتاب التذکرۃ باحوال الموتی و اُمور الآخرۃ (عربی)، صفحہ : 1089-1090،
The Judgement of Ahl-Al-Sunnah of Siffin Classical Sources By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018،
جملہ وصفین حدیث و تاریخ کی روشنی میں، صفحہ : 66

ترجمہ

''عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق حدیث میں اختلاف ظاہر کیا گیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خود معاویہ رضی اللہ عنہ بھی جب یہ حدیث اُن کے سامنے آئی تو اُس کے انکار کی ہمّت نہیں کر سکے اور اُس کی تاویل کرتے ہوئے کہا کہ اُن کو (عمار رضی اللہ عنہ کو) قتل اُس نے کیا ہے جو اُنہیں کھینچ کر میدانِ جنگ میں لایا تھا۔ اگر حدیث میں کوئی شک ہوتو معاویہ رضی اللہ عنہ اُس کی تردید کرکے اُس کا انکار کر دیتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو قول کا جواب اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کیوں کہ وہ ہی اُن کو میدانِ جنگ میں لائے تھے۔''

مولا علی رضی اللہ عنہ کے اِس الزامی جواب کا کوئی جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

اِبن دَحیہ نے اپنی کتاب ''التّنویر'' میں لکھا ہے کہ اِس حدیث کی صحت میں کسی طرح کا کوئی طعن نہیں ہے۔

1. 'The Judgement of Ahl-Al-Sunnah of Siffin Classical Sources By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018
جمل وصفین حدیث وتاریخ کی روشنی میں، صفحہ: 67-68

عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنمی ہے:
صحیح حدیث

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مستدرک'' میں حدیث نقل کی ہے۔

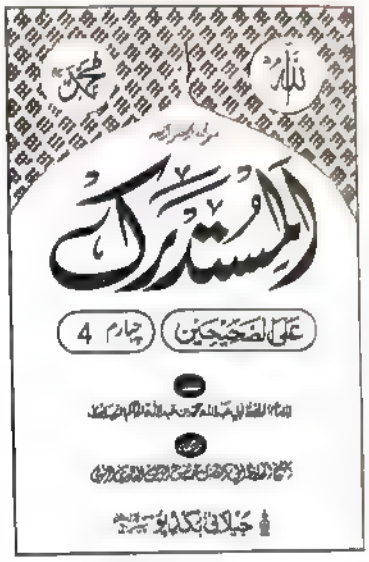

المستدرک (مترجم) جلد چہارم ۷۲۵ کتاب معرفۃ الصحابہ

5661- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلَيْنِ أَتَيَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَخْتَصِمَانِ فِي دَمِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَسَلَبِهِ، فَقَالَ عَمْرٌو: خَلِّيَا عَنْهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَوْلِعْتُ قُرَيْشٌ بِعَمَّارٍ، إِنَّ قَاتِلَ عَمَّارٍ وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ وَتَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَهُوَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ، عَنْ مُعْتَمِرٍ، عَنْ أَبِيهِ فَإِنْ كَانَ مَحْفُوظًا فَإِنَّهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَإِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ، عَنْ مُعْتَمِرٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ

✦✦ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: دو آدمی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خون کے بارے میں اور ان کے ساز و سامان کے حصول کے لئے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ موضوع چھوڑ دو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ ''اے اللہ! قریش عمار کے خون کے بہت شوقین ہیں۔ بے شک عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل اور ان کا ساز و سامان لینے والا دوزخی ہے۔

✦✦ اس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن مبارک منفرد ہیں۔ اگر وہ محفوظ ہے تو یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں نے ہی اس کو نقل نہیں کیا۔ کچھ محدثین نے یہی حدیث معتمر کے واسطے سے، لیث سے اور ان کے واسطے سے مجاہد سے روایت کی ہے۔

ترجمہ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو آدمی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خون کے بارے میں اور اُن کے ساز و سامان کے حصول کے لیے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ موضوع چھوڑ دو کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ ''اے اللہ! قریش عمار رضی اللہ عنہ کے خون کے بہت شوقین ہیں، بیشک عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل اور اُن کا ساز وسامان لینے والا دوزخی ہے۔

اِس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے روایت کرنے میں عبد الرحمٰن بن مبارک منفرد ہیں۔ اگر وہ محفوظ ہے تو یہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن دونوں نے ہی اس کو نقل نہیں کیا۔ کچھ محدّثین نے یہی حدیث معتمر کے واسطے سے، لیث سے اور اُن کے واسطے سے مجاہد سے روایت کی ہے۔[1]

1. مستدرک للحاکم، 4/725، رقم: 5661، انٹرنیشنل نمبر: 5661

٢٠٠٨ ـ (قاتلُ عمّارٍ وسالبُهُ في النّار).

رواه أبو محمد المخلدي في «ثلاثة مجالس من الأمالي» (٧٥ / ١ ـ ٢) عن ليث عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو مرفوعاً

قلت: وهذا إسناد ضعيف، ليث، وهو ابن أبي سليم ـ كان اختلط

لكن لم ينفرد به، فقال عبد الرحمن بن المبارك: ثنا المعتمر بن سليمان عن أبيه عن مجاهد به

أخرجه الحاكم (٣ / ٣٨٧)، وقال:

«تفرد به عبد الرحمن بن المبارك، وهو ثقة مأمون، فإن كان محفوظاً، فإنه صحيح على شرط الشيخين».

قلت: له طريق أخرى، فقال الإمام أحمد (٤ / ١٩٨)، وابن سعد في «الطبقات» (٣ / ٢٦٠ ـ ٢٦١) واللفظ له: أخبرنا عفان بن مسلم قال: أخبرنا حماد بن سلمة قال:

١٨

سلسلة
الأحاديث الصحيحة
وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها محمد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

«والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا فيها متأولين، وللمجتهد المخطئ أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس؛ فثبوته للصحابة بالطريق الأولى».

وأقول: هذا حق، لكن تطبيقه على كل فرد من أفرادهم مشكل، لأنه يلزم تناقض القاعدة المذكورة بمثل حديث الترجمة، إذ لا يمكن القول بأن أبا غادية القاتل لعمار مأجور لأنه قتله مجتهداً، ورسول الله ﷺ يقول «قاتل عمار في النار»! فالصواب أن يقال: إن القاعدة صحيحة إلا ما دل الدليل القاطع على خلافها، فيستثنى ذلك منها، كما هو الشأن هنا، وهذا خير من ضرب الحديث الصحيح بها. والله أعلم.

ومن غرائب أبي الغادية هذا ما رواه عبد الله بن أحمد في «زوائد المسند» (٤ / ٧٦) عن ابن عون عن كلثوم بن جبر قال:

«كنا بواسط القصب عند عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال: فإذا عنده رجل يقال له: أبو الغادية، استسقى ماء، فأتي بإناء مفضض، فأبى أن يشرب، وذكر النبي ﷺ، فذكر هذا الحديث: لا ترجعوا بعدي كفاراً أو ضلالاً ـ شك ابن أبي عدي ـ يضرب

١٩

مشہور محدّث شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''سلسلۃ الاحادیث صحیحۃ'' میں اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مُسند'' میں (4/123)، اِمام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحِلیۃ'' میں (9/309-310)، اِمام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں (8/8/2) وغیرہ نے بھی اِس حدیث کو نقل کیا ہے۔[1]

1. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، 5/18-19، رقم: 2008

صحیح مسلم کی ایک حدیث:

جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں اُن میں بارہ منافق ہیں

صحیح مسلم (سوئم) ۵۵۹ ۵۰-کتاب صفات المنافقین واحکامھم

٦٩٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمَّارٍ أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ أَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَلَكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيهِمْ. مسلم، تحفۃ الاشراف (۳۳۷۷)

قیس نے کہا: میں نے حضرت عمار سے پوچھا یہ بتائیں کہ آپ نے حضرت علی کے معرکہ میں جو کارروائی کی (یعنی ان کا ساتھ دیا) آیا یہ آپ کا اپنا اجتہاد تھا' یا آپ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کا عہد لیا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا عہد نہیں لیا جس کا آپ نے تمام لوگوں سے عہد نہ لیا ہو' لیکن حضرت حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں ان میں بارہ منافق ہیں ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے اور ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہوگا۔ راوی کہتے ہیں: اور چار کے متعلق مجھے یاد نہیں رہا کہ راوی نے کیا کہا تھا۔ (دبیلہ سے مراد ایک قسم کا پھوڑا ہے)۔

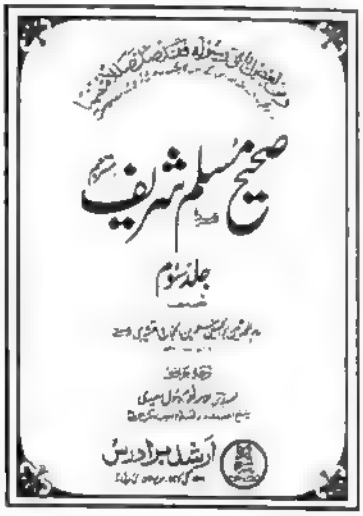

ترجمہ

قیس نے کہا: ''میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''یہ بتایئے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معرکہ میں جو کاروائی کی (یعنی اُن کا ساتھ دیا) آیا یہ آپ کا اپنا اجتہاد تھا، یا آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا عہد لیا تھا؟'' اُنہوں نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ایسا عہد نہیں لیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں سے عہد نہ لیا ہو، لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں اُن میں بارہ منافق ہیں، اُن میں سے آٹھ جنّت میں داخل نہیں ہوں گے حتّٰی کہ اونٹ سوئی کے نوک میں داخل ہو جائے اور اُن میں سے آٹھ کو دُبیلہ (ایک قسم کا پھوڑا) کافی ہوگا۔ راوی کہتے ہیں: اور چار کے متعلق مجھے یاد نہیں رہا کہ راوی نے کیا کہا تھا۔ (دُبیلہ سے مراد ایک قسم کا پھوڑا ہے۔)''[1]

1. صحیح مسلم (اردو): 3/559-560، رقم: 6966، انٹرنیشنل نمبر: 7035

قیامت میں کچھ صحابہ کو بائیں جانب لے جایا جائے گا:

صحیح بخاری کی ایک حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح'' میں حدیث نقل کرتے ہیں:

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۳۳۸ کتاب الانبیاء

٦٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ) فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا

(669) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم ننگے پاؤں برہنہ تن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے یہ آیۂ مقدسہ تلاوت فرمائی۔ جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کردیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور پورا کرنا ہے۔ پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور میرے اصحاب میں سے داہنی جانب اور بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا یہ آپ کے جدا ہوتے ہی اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے یعنی مرتد ہوگئے تھے۔ میں کہوں گا جیسا کہ نیک بندے حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا۔

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۳۳۹ کتاب الانبیاء

قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ مائدہ آیت 117، 118) محمد بن یوسف نے کہا کہ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے قبیصہ (ابن عقبہ) سے ذکر کیا انہوں نے کہا یہ وہ مرتد لوگ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتد ہوگئے تھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دِن تم ننگے پاؤں، برہنہ تن اور بغیر ختنہ کے اُٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیتِ مقدّسہ تلاوت فرمائی، ''جیسے پہلے اِسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمّہ، ہم کو اِس کو ضرور پورا کرنا ہے۔'' پہلے جس کو لِباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے اور میرے اصحاب میں سے دائیں (جنّت کی) جانب اور بائیں (جہنم کی) جانب لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا، ''یہ میرے اصحاب ہیں''، تو کہا جائے گا، ''یہ آپ کے جدا ہوتے ہی اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے تھے یعنی مرتد ہوگئے تھے۔'' میں کہوں گا، ''جیسا کہ نیک بندے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہا تھا اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک میں اُن میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اُٹھایا تو تو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔ اگر تو اُنھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔'' (سورہ مائدہ : آیت 118-117)، محمد بن یوسف نے کہا کہ ابو عبد اللہ (اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے قبیصہ (ابن عقبہ) سے ذکر کیا، اُنھوں نے کہا، ''یہ وہ مرتد لوگ ہیں جو حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مرتد ہو گئے تھے، تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کی۔''[1]

اِن احادیثِ صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا جنگِ جمل، جنگِ صِفّین اور جنگِ نہروان یہ تمام جنگیں کرنا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرآن کی تاویل پر جنگ کرنا تھا۔ یعنی مولا علی رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا بالکل درست و حق پر مبنی تھا۔

جب مولا علی رضی اللہ عنہ کی حقانیت بزبانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہوگئی تو اب دوسرا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ پھر اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے صُلح کیوں کی؟

---

1. صحیح مسلم (اردو): 2/338-339، رقم: 669، انٹرنیشنل نمبر: 3447

باب-6

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے: اہلِ سنّت کا اِجماع

صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگلے باب میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے والا گروہ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی تھا مگر اہلِ سنّت کے کچھ علماء جیسے کہ دورِ حاضر میں مولانا سیّد ہاشمی میاں اشرفی کچھوچھوی (بریلوی) اور مولانا مفتی تقی عثمانی (دیوبندی) نے اپنی-اپنی کتاب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِس صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرب سے بچانے کے لیے یعنی اُن کے ''باغی'' ہونے کے دفاع میں تاریخی روایت پیش کر کے اُن سے اپنے مطلب کے مطابق تاویل کرتے ہوئے اُن کے منہ میں اپنا نِوالا ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اور افسوس کہ آج کے اِن علماء نے اہلِ سنّت کے چاروں مسلک کے ائمّہ، فقہاء اور محدّثین کے اقوال کی ذرّہ برابر بھی پرواہ نہیں کی یا شاید اِس پر اِن کا مطالعہ ہی نہ رہا ہو جو کہ تعجّب کی بات ہے۔

میں یہاں اِس باب میں اہلِ سنّت کے چاروں مسلک حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے ائمّہ، فقہاء، مفسّرین اور محدّثین کے اقوال بحوالہ Scan pages پیش کر کے یہ واضح کروں گا کہ اہلِ سنّت کا اِجماع ہے کہ ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کا گروہ باغی تھے۔''

اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہیں :

اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مناقب الشافعی'' میں لکھتے ہیں :

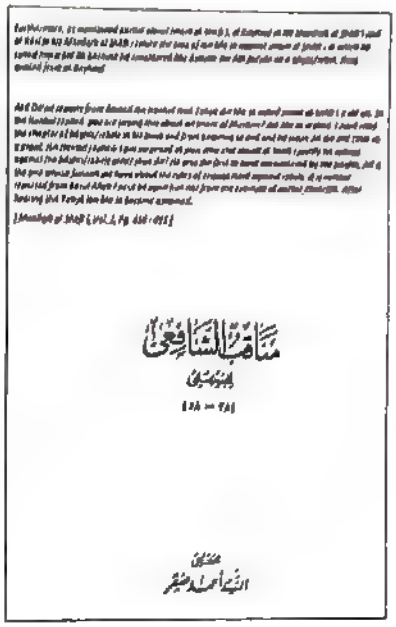

مَنَاقِبُ الشَّافِعِيِّ

— ١٥٠ —

بل النبي ، صلى الله عليه وسلم ، الفرقتين جميعاً من أمته ، وجعل الله قتلها أولاهما بالحق ، فوليها علي .

وروينا عن أبي بكرة عن النبي ، صلى الله عليه وسلم ، أنه سماها مسلمين في قصة الحسن بن علي[1] رضي الله عنهم .

وروينا عن[2] علي أنه سئل عن أهل الجمل ؟ فقال : إخواننا بغوا علينا فقاتلناهم ، وقد فاءوا وقد قبلنا منهم .

وكان عبد الله بن عمر إذا ذكر أهل صفين قال : قوم أصابتهم فتنة ، يغفر الله لنا ولهم .

فنقول ما قال سلفنا ، رضي الله عنهم ، في كل واحدة من الطائفتين عند الحاجة إليه ، ونمسك عما [سكتوا عنه] عند الاستغناء به عنه . وبالله التوفيق .

وعما[3] حكي عن أبي داود السجستاني أن « أحمد بن حنبل » أشهر أن

(١) يشير إلى ما رواه في كتاب الاعتقاد ص ١٩٨ بسنده عن الحميدي ، عن سفيان ، عن إسرائيل ، عن أبي موسى قال : سمعت الحسن قال : سمعت أبا بكرة يقول : رأيت رسول الله ، صلى الله عليه وسلم ، على المنبر ، والحسن بن علي إلى جنبه وهو يقبل على الناس مرة وإليه مرة ، ويقول : إن ابني هذا سيد ، ولعل الله يصلح به بين فئتين من المسلمين . قال سفيان : فرأيت « فئتين من المسلمين » يعني جماعة وعقب عليه البيهقي بقوله : « وإنما أسماهم النبي ، صلى الله عليه وسلم ، مسلمين جميعاً » .

(٢) في ا : « عنه » .

(٣) في ا : « وفيما » .

— ١٥١ —

« يحيى بن معين » يضرب « الشافعي » إلى الشيخ ، فقال له أحمد : تقول هذا لإمام من أئمة المسلمين ؟

فقال يحيى : إن نظرت لي « كتابه[1] في قتال أهل البغي » فإنه قد احتج من أوله إلى آخره بعلي بن أبي طالب .

فقال أحمد بن حنبل : بهاتيك ! فمن كان يحتج الشافعي في قتال أهل البغي ، وأول من ابتلي من هذه الأمة بقتال أهل البغي علي بن أبي طالب ! وهو أقدم سنّاً[2] فقالهم وأحكامهم . ليس من النبي ، صلى الله عليه وسلم ، ولا من الخلفاء بعده - فيه سنة ، فمن كان يقتدي ! فالعجب يحيى من ذلك[3] .

(١) في ا : « في كتاب قتال » .

(٢) في ا : « سن » .

(٣) مناقب الشافعي للرازي ٥٥ .

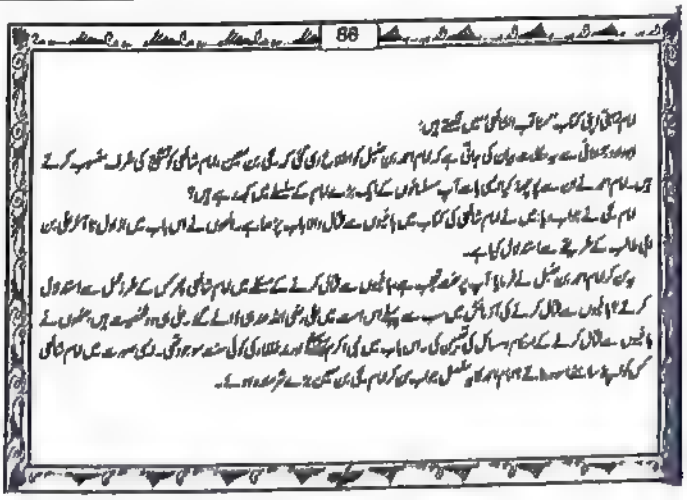

88

امام بیہقی اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں :

ابوداؤد سجستانی سے یہ مشہور بیان کی جاتی ہے کہ امام احمد بن حنبل کو اطلاع دی گئی کہ یحییٰ بن معین امام شافعی کو شیخ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ امام احمد نے ان سے پوچھا کیا یہی بات آپ مسلمانوں کے ایک بڑے امام کے متعلق ایسا کہہ رہے ہیں؟

امام مکی نے کتاب میں لکھا ہے کہ امام شافعی کی کتاب میں باغیوں سے قتال کا باب پڑھا ہے۔ انھوں نے اس باب میں اول تا آخر علی بن ابی طالب کے طریقے سے استدلال کیا ہے۔

یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے فرمایا آپ پر افسوس ہے! باغیوں سے قتال کرنے کے مسئلے میں امام شافعی پھر کس کے طریقے سے استدلال کرتے؟ باغیوں سے قتال کرنے کی آزمائش میں سب سے پہلے اس امت میں علی رضی اللہ عنہ ہی آزمائے گئے۔ علی ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے باغیوں سے قتال کرنے کے احکام و مسائل کی تشریح کی۔ اس باب میں نہ تو اکرم ﷺ اور نہ خلفاء کی کوئی سنت موجود تھی۔ تو کیا وجہ ہے کہ امام شافعی کسی کو اپنا پیشوا بنا رہے ہیں؟ امام احمد کا یہ مکمل جواب سن کر امام مکی بن مکین بڑے شرمندہ ہوئے۔

ترجمہ

ابو داؤد سجستانی سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو تشیّع (شیعہ) کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پوچھا: کیا ایسی بات آپ مسلمانوں کے ایک بڑے اِمام کے سلسلے میں کہہ رہے ہیں؟'' اِمام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''میں نے اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں باغیوں سے قتال والا باب پڑھا ہے، اُنہوں نے اُس باب میں از اوّل تا آخر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریقے سے استدلال کیا ہے۔

یہ سن کر اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ پر سخت تعجب ہے، باغیوں سے قتال کرنے کے مسئلے میں اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پھر کس کے طرزِ عمل سے استدلال کرتے؟ باغیوں سے قتال کرنے کی آزمائش میں سب سے پہلے اِس اُمّت میں علی رضی اللہ عنہ ہی ڈالے گئے۔ علی رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے باغیوں سے قتال کرنے کے احکام و مسائل کا تعیّن کیا۔ اِس باب میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ خلفاء کی کوئی سنّت موجود تھی۔ ایسی صورت میں اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کس کو اپنے سامنے اسوہ (Model) بناتے؟ اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مفصّل جواب سُن کر اِمام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ بڑے شرمندہ ہوئے۔[1]

1. مناقب الشافعی (عربی)، صفحہ: 450-451، The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources By Sayyid Hasnain Bukhari (English), 2018، جمل وصفّین: حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ: 86

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مناقب الشافعی'' میں لکھتے ہیں:

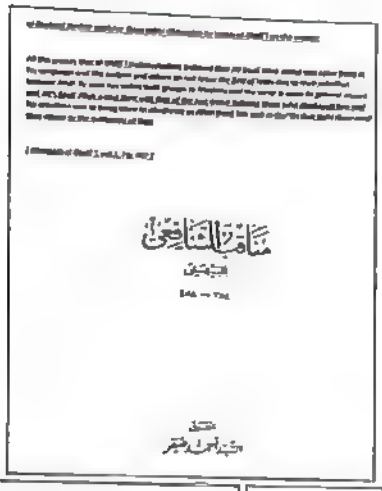

مناقب الشافعی

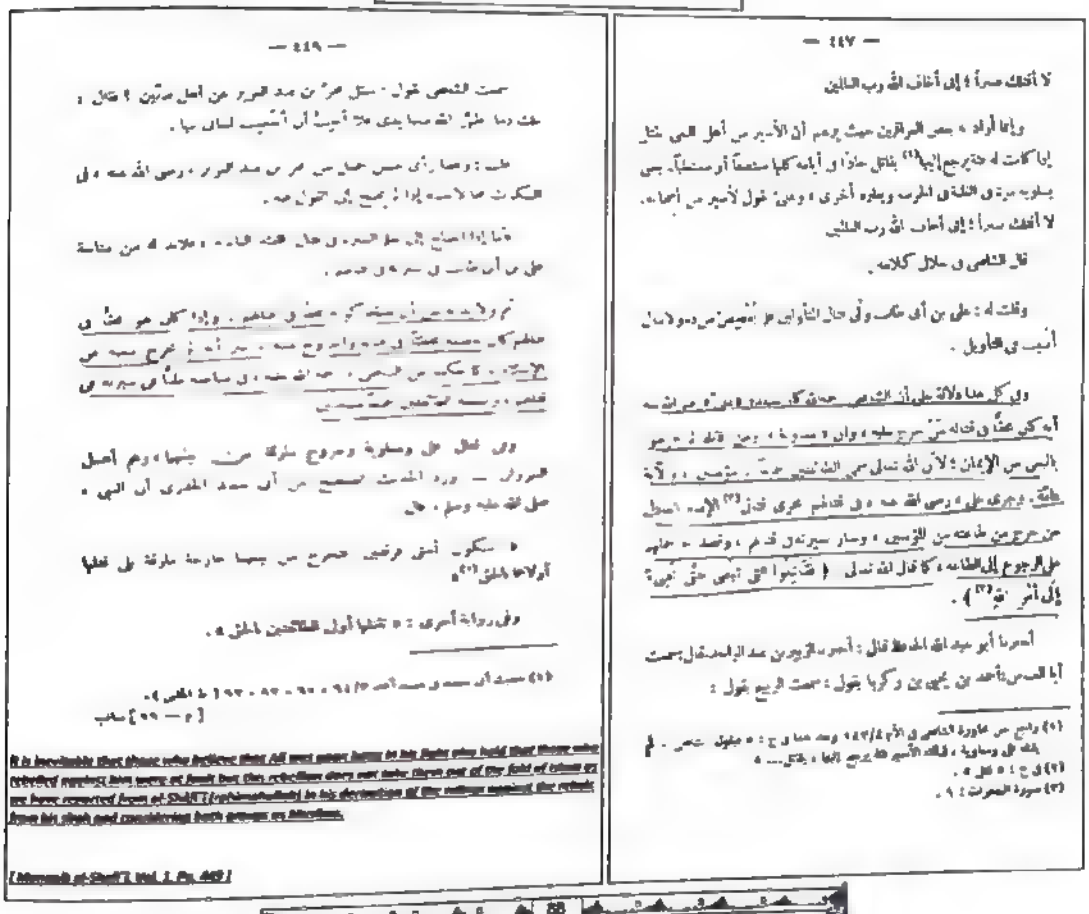

— ٤٤٧ —

لا أنفك صبراً إلى أضاف الله رب العالمين

وإما أولاً ، بعض العراقيين حيث يزعم أن الأمير من أهل البغي مثل إذا كانت له حاجة يرجع إليها[1] بقاتل حاذاً و أبانه كلها متصفاً أو مستطاً بين بلوه مرتى الثلاثة في الحرب وبلوه أخرى ، ومن قول لأمير من أجاه ، لا أنفك صبراً إلى أضاف الله رب العالمين

قال الشافعي في سلال كلامه .

وقلت له : على بن أبي طالب وفي حال الثاني على المتصين من دولا مال أنبت في التأويل .

وفي كل هذا دلالة على أن الشافعي حقاً كان يعتقد [illegible] أنه كان عنده في ذلك من حرج عليه ، وإن [illegible] ، ومن قاتله [illegible] بالبغي من الإيمان ؛ لأن الله تعالى سمى الطائفتين [illegible] ، ولأنه قاتله ، وهو على ، رضي الله عنه ، في تعليم عمري فنزل[2] الإمام أصول من خرج من طاعته من الرعية ، وسار سيرتهم فيهم ، وقصد جانبه على الرجوع إلى الطاعة ، كما قال الله تعالى ﴿ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ[3] ﴾ .

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ قال : أخبرنا الربيع بن عبد الرحمن قال سمعت أبا العباس أحمد بن يحيى بن زكريا يقول : سمعت الربيع يقول :

(١) راجع من عاورة الشافعي في الأم ٤/١٤٢ ، وسعد مناقب : « مقتول [illegible] بقاتل ومعاوية ، فقاتل الأمير [illegible] إلى [illegible] » .
(٢) في ج : « فقال » .
(٣) سورة الحجرات : ٩ .

— ٤٤٩ —

سمعت الشافعي يقول : سئل عمر بن عبد العزيز عن أهل صفين ؟ فقال : تلك دماء طهر الله منها يدي فلا أحب أن أخضب لساني بها .

قلت : وصار رأي جمع جلة من عمر بن عبد العزيز ، رضي الله عنه ، في الكف عن الاستدلال إذا لم يصح إلى علم الصدر في حال الفتنة قائمة ، فلا بد له من مناسبة على من أن يتأمل في سيرة في [illegible] .

ثم ولا [illegible] ، وإذا كان هو [illegible] في علمه كان [illegible] ، وإن [illegible] ، [illegible] من الإيمان ، لا يمكن من [illegible] ، [illegible] في سيرته في [illegible] .

وفي قتال علي ومعاوية وخروج طائفة من [illegible] ، وهم أهل الصدر الأول — ورد الحديث الصحيح من أبي سعيد الخدري أن النبي ، صلى الله عليه وسلم ، قال :

« يكون أمتي فرقتين تخرج من بينهما مارقة يلي قتلها أولاهما بالحق[1] » .

وفي رواية أخرى : « تقتلها أولى الطائفتين بالحق » .

(١) مسند أبي سعيد في مسند أحمد ٣/٦١ ، ٦٥ ، ٨٢ ، ٩٢ [illegible] .
[illegible] ٩٩ — [illegible] .

It is inevitable that those who believe that all were equally having in his Ijtihad when hold that those who rebelled against being aware of Ahadith that this rebellious party will make their part of the field of battle as [illegible] are those concerned from of Shafi'i (rahmatullahi) in his discussion of the matter mentioned the rebels from his Ijtihad and considering both groups as Mujtahid.

(Manaqib al-Shafi'i, Vol. 1, Pg. 449)

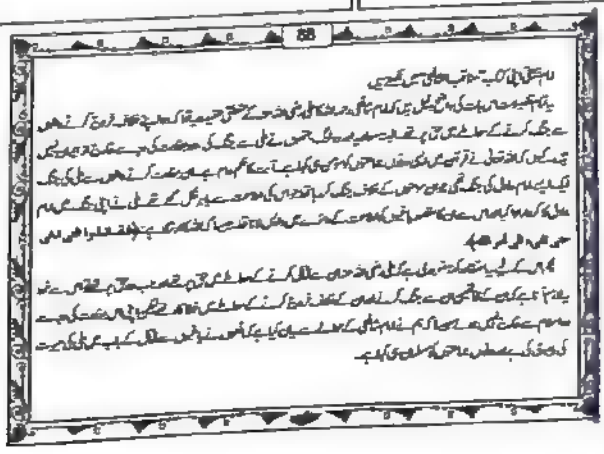

''یہ تمام تصنیفات اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق عقیدہ یہ تھا کہ وہ اپنے خلاف خروج کرنے والوں سے جنگ کرنے کے معاملے میں حق پر تھے۔ البتہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور وہ لوگ جنہوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وہ بغاوت کی وجہ سے خارج از ایمان نہیں ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایسی دونوں جماعتوں کو مومن ہی کہا ہے۔ آیت کا حکم عام ہے۔ اُن بغاوت کرنے والوں سے علی کی جنگ ایک ایسے اِمامِ عادل کی جنگ تھی جو اُن مومنوں کے خلاف جنگ کر رہا تھا جو اُس کی اِطاعت سے باہر نکل گئے تھے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جنگ میں امام عادل کا کردار ادا کیا اور اِس سے اُن کا مقصد باغیوں کو اِطاعت کے دائرے میں واپس لانا تھا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ﴾۔

پھر اِس کے لیے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اُن سے قِتال کرنے کے معاملے میں حق پر تھے اور جب وہ حق پر تھے اُس سے خود یہ لازم آتا ہے کہ اُن کے مخالفین اُن سے جنگ کرنے اور اُن کے خلاف خروج کرنے کے معاملے میں خطا کار تھے لیکن اپنی اِس بغاوت کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوئے جیسا کہ ہم نے اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے باغیوں سے قتال کے باب میں علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کی پیروی کی اور دونوں جماعتوں کو مسلمان ہی کہا ہے۔[1]

1. مناقب الشافعی (عربی)، صفحہ: 447-449، The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources By Sayyid Hasnain Bukhari (English), 2018، جمل وصفین: حدیث وتاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ:88

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

”جس نے علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی خلافت کے زمانے میں جنگ کی وہ ’باغی‘ ہے۔“

الاعتقاد

قال الأصم ، وحدثنا إبراهيم بن مرزوق ، ثنا أبو داود ، ثنا قعنبة ، عن خالد الحذاء ، عن الحسن بن أبي الحسن ، عن أمه ، عن أم سلمة أن رسول الله ﷺ قال لعمار : «تقتلك الفئة الباغية» .

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، قال : سمعت أبا بكر محمد بن جعفر الزكي ، وأبا الطيب محمد بن أحمد الكرابيسي ، وأبا أحمد بن أبي الحسن الدارمي يقولون . سمعنا أبا بكر محمد بن إسحاق يقول - وهو ابن خزيمة - رحمه الله - : خير الناس بعد رسول الله ﷺ وأولاهم بالخلافة أبو بكر الصديق ، ثم عمر الفاروق ، ثم عثمان ذو النورين ، ثم علي بن أبي طالب ، رحمة الله ورضوانه عليهم أجمعين .

قال : وكل من نازع أمير المؤمنين علي بن أبي طالب في إمارته فهو باغ ، على هذا عهدت مشايخنا وبه قال ابن إدريس - يعني الشافعي - رحمه الله .

قال الشيخ : ثم لم يخرج من خرج عليه بشيء عن الإسلام ، فقد كان رسول الله ﷺ قال : «لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان تكون بينهما مقتلة عظيمة ودعواهما واحدة» .

أخبرنا أبو طاهر الفقيه ، أنا أبو بكر القطان ، ثنا أحمد بن يوسف السلمي ، ثنا عبد الرزاق ، أنا معمر ، عن همام بن منبه قال : هذا ما حدثنا أبو هريرة قال : قال رسول الله ﷺ فذكره[1] .

= وقد أورد الكتاني في «نظم المتناثر» (ص ١٢٦) من طريق واحد وثلاثين صحابيًا ، ثم قال : ومن صرح بتواتره السيوطي في «خصائص الكبرى» .

وقال الحافظ ابن حجر في «تخريج أحاديث الرافعي» : قال ابن عبد البر : تواتر الأخبار بذلك ، وهو من أصح ما عليه المحدثون .

وقال ابن دحية : لا مطعن في صحته ، ولو كان غير صحيح لرده معاوية وأنكره ، لتهمم الرواة به .

(١) حديث صحيح

وأخرجه البخاري (٣٦٠٨ ، ٣٦٠٩ ، ٦٩٣٥ ، ٧١٢٢) ، ومسلم (٤/ ٢٢١٤) ، وأحمد .

Whoever fought Amir al-Mu'minin Ali Ibn Abi Talib during his Caliphate was a rebel and our teachers committed us to this position and it is the position of Ibn Idris al-Shafi'i

[al-I'tiqad, p. 531]

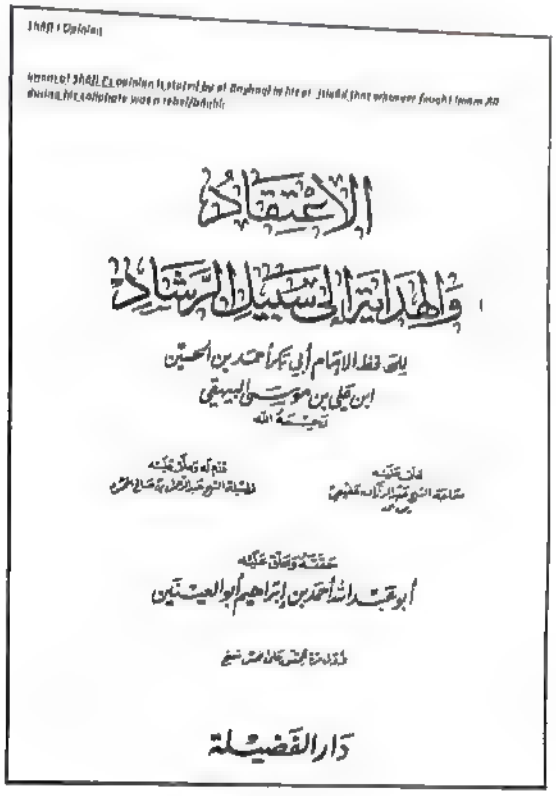

I'tiqad / Opinion

Imam al-Shafi'i explained it, stated by al-Baihaqi in his al-I'tiqad that whoever fought against Ali during his caliphate was a rebel/bakhi

الاعتقاد

والهداية إلى سبيل الرشاد

تأليف الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين
ابن علي بن موسى البيهقي
رحمه الله

قدم له وعلق عليه
فضيلة الشيخ عبد الرزاق عفيفي
رئيس اللجنة الدائمة للإفتاء

حققه وعلق عليه
أبو عبد الله أحمد بن إبراهيم أبو العينين

دار الفضيلة

امام بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الاعتقاد“ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: ”جس نے بھی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی خلافت کے زمانے میں جنگ کی تھی، وہ ”باغی“ تھا، ہمیں یہ بات ہمارے استاد نے بتائی اور وہ امام ابن اِدریس یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔“[1]

1. الاعتقاد (عربی)، صفحہ: 531، بحوالہ: The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, Author : Sayyid Hasnain Bukhari, p. 121-122

اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

''اگر ہم اِس زمانے (جنگِ صفّین) میں ہوتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے۔''

جنگِ صفّین اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے سے متعلق اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول احناف علماء کی کتابوں میں درج ہے جسے پڑھ کر آپ اِمامِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ سمجھ سکتے ہیں اور خود کو حنفی کہلانے والے اہلِ علم آج بھولی بھالی عوام کو کس راہ پر چلا رہے ہیں !!!

علّامہ صدر الائمہ ابو المؤید اِمام موفق بن احمد المکّی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مناقب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' میں لکھتے ہیں :

Abū Hanīfah said: Alī was on haqq in all his battles against whomever he fought and had we not the practice of Alī we would not have known the rulings for battles between Muslims.

[Manāqib Abī Hanīfah, Vol. 2, Pg. 83]

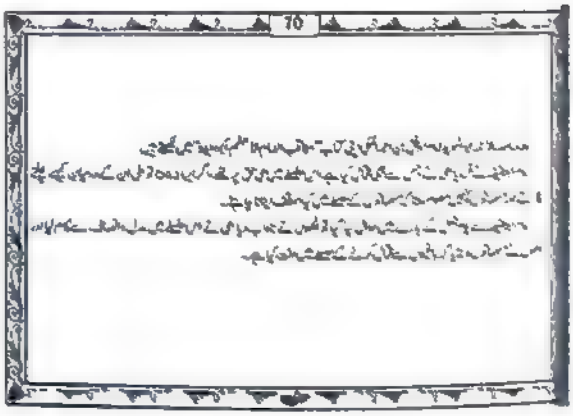

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی قتال کیا ہے، اُس سلسلے میں علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ جنگیں نہ کرتے تو ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ مسلمان باغیوں سے کیسے قتال کیا جائے۔''(1)

1 مناقب امام ابو حنیفہ، 2/83 ، بحوالہ: The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, Author : Sayyid Hasnain Bukhari ، جمل وصفّین: حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ: 69-70

Imam Abū Ḥanīfah was asked about the battle of Jamal, He replied: Alī was upon justice and it is Alī who taught Muslims the Sunnah of how to derive rulings for battles with Muslim rebels.

[Manāqib Abī Ḥanīfah, Vol. 2, Pg. 84]

ایک اور جگہ جب اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جنگِ جمل کے بارے میں سوال کیا گیا، تو اُنہوں نے جواب دیا: ''علی رضی اللہ عنہ نے اِس سلسلے میں عدل و انصاف سے کام لیا اور اُنہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ مسلمان باغیوں سے قتال کے سلسلے میں سنّت کیا ہے۔''(1)

1. مناقب امام ابو حنیفہ، 2/84 ، بحوالہ: The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, Author : Sayyid Hasnain Bukhari, P. 101-103 ، جمل وصِفّین: حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ: 69-70

Imam Abu Hanifah asked his people, do you know why the Shamis hate us? We said, No! He replied: Because if we were during the times of Ali Ibn Abi Talib (radi Allah anhu) and Mu Awiyah, we would have fought on the side of Ali And he said, Do you know why ahl al hadith hate us? We said: No! He replied: because we love the ahl al-Bayt and acknowledge their excellence.

[Manaqib Abi Hanifah, Vol. 2, Pg. 8]

اور ہمارا یہ کہنا کہ حضرت معاویہ حضرت علی سے جنگ کرنے میں باغی تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓ الی امر اللہ" (الحجرات-۹) اور اگر مؤمنوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو پس اگر دونوں میں سے ایک دوسرے سے سرکشی کرے تو جو سرکشی کرے اس سے لڑو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے طائفوں میں سے ایک کو باغی فرمایا پس جو حق پر نہ ہو وہ باغی اور اس پر دلیل کہ وہ باغی تھے یہ ہے کہ قاضی جلیل ابن احمد بجری سمرقندی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور نے عمار ابن یاسر سے فرمایا تھا: "تقتلک الفئة الباغیة" کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور ان کو حضرت معاویہ کے لشکر نے شہید کیا تو حضور اقدس ﷺ نے اس لشکر کا نام باغی رکھا۔

ابوحنیفہ اور حُبِّ علی

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اپنے اصحاب اعلامذہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اہل شام ہم سے کیوں بغض رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔

فرمایا: اس لیے کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر ہم اس زمانہ میں ہوتے تو حضرت معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علی کی مدد کرتے اور ان کے ساتھ ہو کر حضرت معاویہ سے حضرت علی کی حمایت میں جنگ کرتے۔

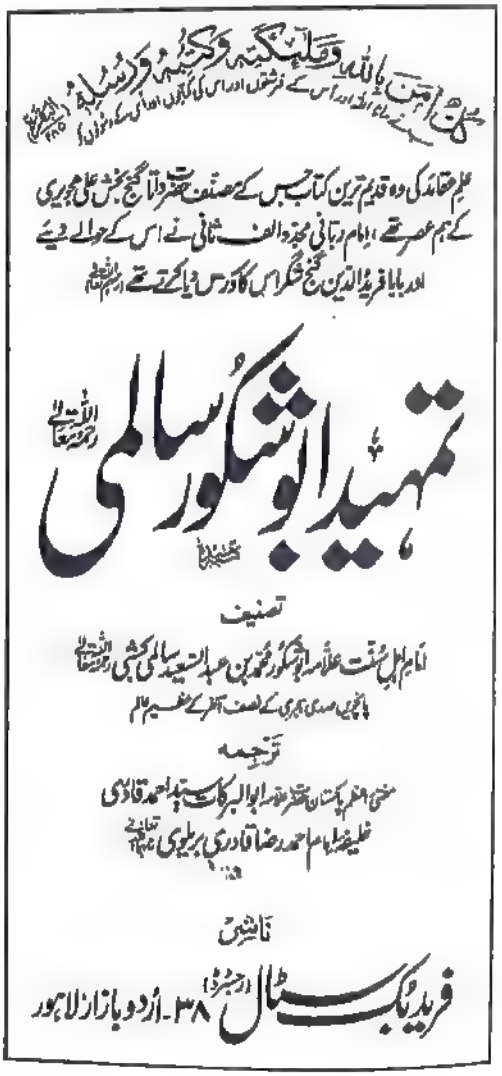

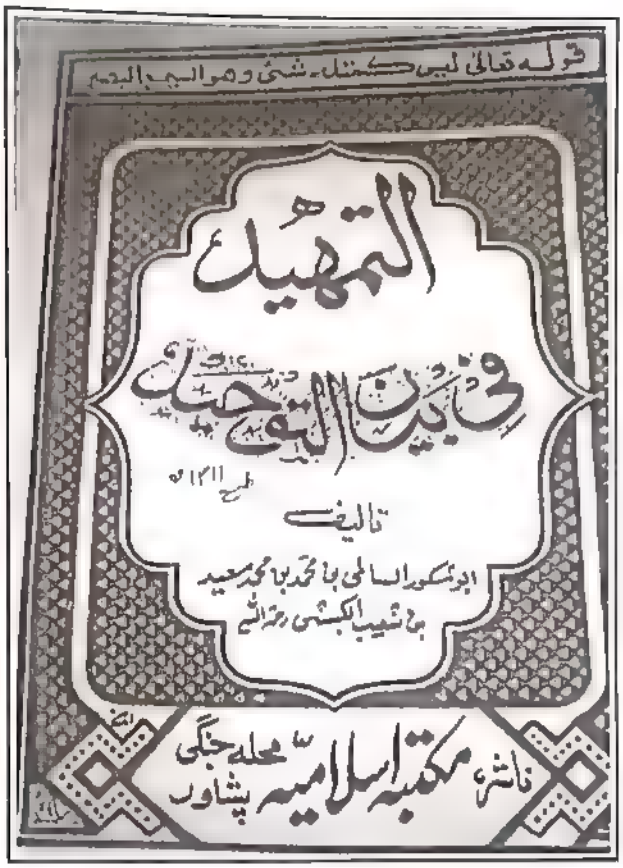

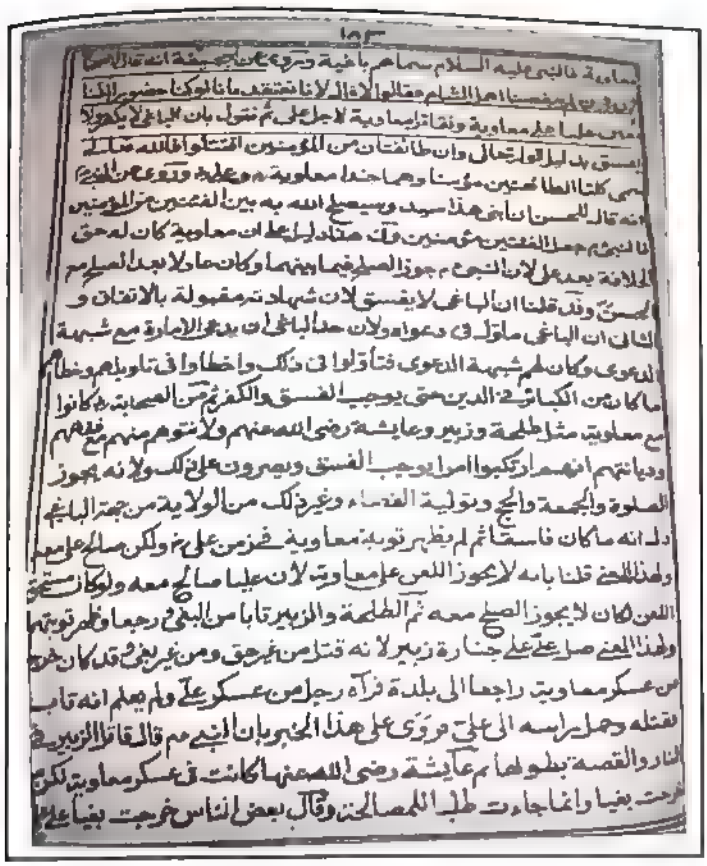

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اپنے اصحاب و تلامذہ سے فرمایا کہ ''تم جانتے ہو کہ اہلِ شام ہم سے کیوں بغض رکھتے ہیں؟'' اُنہوں کہا، ''نہیں'' فرمایا: ''اِس لیے کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر ہم اُس زمانہ میں ہوتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے اور اُن کے ساتھ ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ کرتے۔''(1)

1. مناقب امام ابو حنیفہ، 2/8، بحوالہ: The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, Author : Sayyid Hasnain Bukhari, P. 101-103، ابو شکور سالمی فی التمہید فی بیان التوحید (عربی)، صفحہ: 183، (اُردو ترجمہ: ابو البرکات سعید احمد قادری) صفحہ: 370

قاضی عماد الاسلام ابی العلاء صاعِد بن محمد بن احمد نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا ہی قول نقل کرتے ہیں:

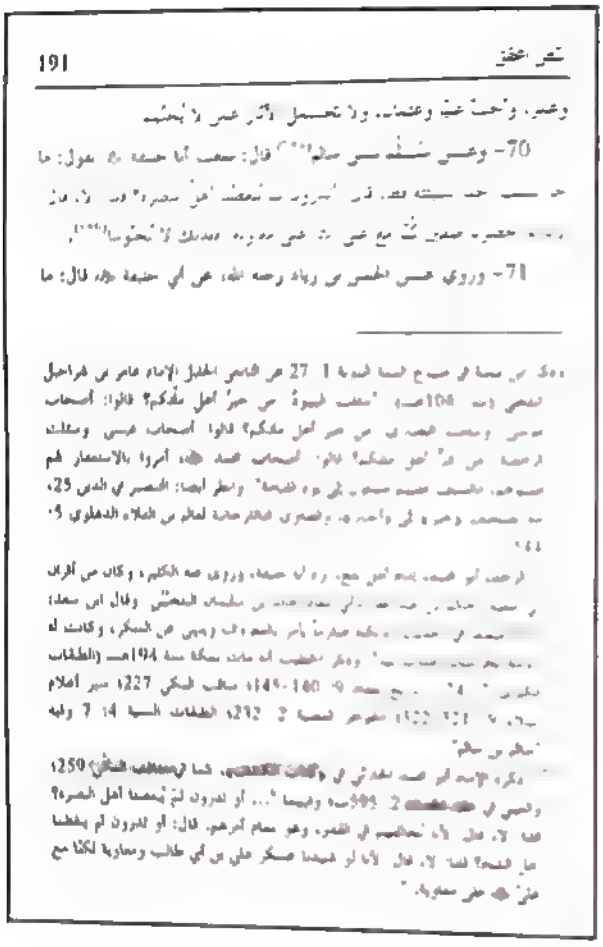

سیّد حسنین بن زاہد حسین بخاری نے بھی اِمام ابوحنیفہ کا ایسا ہی قول اپنی کتاب ''The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources,'' میں اِمام الموافق الدین المکّی الخوارزمی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مناقب اِمامِ اعظم'' نقل کیا ہے۔

اِمام جصّاص رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حجّت الاسلام اِمام ابو بکر احمد بن علی رازی الجصّاص رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی: سن 370 ہجری اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

احکام القرآن

لحجۃ الاسلام الامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص

تحقیق
محمد الصادق قمحاوی

الجزء الثالث

دار احیاء التراث العربی — مؤسسۃ التاریخ العربی
بیروت - لبنان
۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲م

۲۸۰ احکام القرآن للجصاص

بالعصا قال ابو بکر قد اقتضی ظاهر الآية الأمر بقتال الفئة الباغية حتى ترجع إلى أمر الله وهو عموم في سائر ضروب القتال فإن فاءت إلى الحق بالقتال بالعصى والنعال لم يجاوز به إلى غيره وإن لم تف بذلك قوتلت بالسيف على ما اقتضته ظاهر الآية وغير جائز لأحد الاقتصار على القتال بالعصى دون السلاح مع الإقامة على البغي وترك الرجوع إلى الحق وذلك أحد ضروب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وقد قال النبي ﷺ من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان فأمر بإزالة المنكر باليد ولم يفرق بين السلاح وما دونه فظاهره يقتضي وجوب إزالته بأي شيء أمكن وذهب قوم من الحشو إلى أن قتال أهل البغي إنما يكون بالعصى والنعال وما دون السلاح وأنهم لا يقاتلون بالسيف واحتجوا بما روينا من سبب نزول الآية وقال القوم الذين تقاتلوا بالعصى والنعال وصفا لا دلالة فيه على ما ذكروا لأن القوم تقاتلوا بما دون السلاح فأمر الله تعالى بقتال الباغي منهما ولم يخصص قتالنا إياه بما دون السلاح وكذلك نقول متى ظهر لنا قتال من فئة على وجه البغي قاتلناه بالسلاح وما دونه حتى ترجع إلى الحق وليس في نزول الآية على حال قتال الباغي لنا بغير سلاح ما يوجب أن يكون الأمر بقتالنا إياه مقصورا على ما دون السلاح مع اتفاق عموم اللفظ للقتال بسلاح وغيره ألا ترى أنه لو قال من قاتلكم بالعصى فقاتلوه بالسلاح لم يتناقض القول به فكذلك أمره إيانا بقتالهم إذ كان عمومه يقتضي القتال بسلاح وغيره وجب أن يجري على عمومه وأيضا قاتل علي بن أبي طالب رضي الله عنه الفئة الباغية بالسيف وسمه من كبراء الصحابة وأهل بدر من قد علم مكانهم وكان عثمان قتله فلم يخالف فيه أحد إلا الفئة الباغية التي قاتلته واتباعها وقال النبي ﷺ لعمار تقتلك الفئة الباغية وهذا خبر مقبول من طريق التواتر حتى أن معاوية لم يقدر على جحده لما قال له عبد الله بن عمرو إنما قتله من جاء به فطرحه بين أسنتكم رواه أهل الكوفة وأهل البصرة وأهل الحجاز وأهل الشام وهو علم من أعلام النبوة لأنه خبر عن غيب لا يعلم إلا من جهة علام الغيوب وقد روي عن النبي ﷺ في أصحاب قتال المحاربين وقتلهم أخبار كثيرة متواترة منها حديث أنس وأبي سعيد أن رسول الله ﷺ قال سيكون في أمتي اختلاف وفرقة قوم يحسنون القول ويسيئون العمل يمرقون من الدين كما يمرق السهم

۲۳۳

کے ساتھ قتال کا مقتضی ہے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ اگر اللہ کا حکم یہ ہوتا کہ جو شخص تمہارے ساتھ زیادتی کے ساتھ لڑائی کرے تو اس کے ساتھ ہتھیار سے لڑو تو اس صورت میں اس حکم کے اندر کوئی تناقض نہ ہوتا۔ یہی صورت اس حکم کی ہے جو اللہ نے ہمیں اہل بغی کے خلاف قتال کے سلسلے میں دیا ہے کیونکہ اس کا عموم ہتھیار اور غیر ہتھیار دونوں کا مقتضی ہے۔

اس لحاظ سے عموم کی صورت میں باقی رکھنا واجب ہے۔ حضرت علیؓ نے بھی ہتھیاروں کے ساتھ باغیوں کے خلاف جنگ کی تھی آپ کے ساتھ جلیل القدر صحابہ کرام تھے جن میں بدری بھی (غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے) بھی تھے۔ حضرت علیؓ ان باغیوں کے خلاف جنگ کرنے میں برحق تھے۔ کسی نے آپ کی مخالفت نہیں کی صرف یہ باغی گروہ اور اس کے ہمنوا جن کا آپ نے مقابلہ کیا تھا اس معاملے میں آپ کے مخالف تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا تقتلك الفئة الباغية تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا یہ حدیث تواتر کی بنا پر خبر مقبول کا درجہ رکھتی ہے حتیٰ کہ حضرت معاویہؓ کو بھی اس کے انکار کی ہمت نہیں ہوئی۔ جب حضرت ابن عمروؓ نے ان سے اسے بیان کیا اس موقعہ پر انہوں نے صرف اتنا ہی کہا عمارؓ کو دراصل اس نے قتل کیا جو انہیں اپنے ساتھ لے کر آیا تھا (اشارہ حضرت علیؓ کی طرف ہے) اور جو انہیں جہاد سے نیزوں کے درمیان پھینک گیا: اس حدیث کی اہل کوفہ، اہل بصرہ، اہل حجاز اور اہل شام سب نے روایت کی ہے۔

یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے کیونکہ یہ آئندہ رونما ہونے والے واقعہ کے متعلق اطلاع ہے جس کا علم صرف علام الغیوب کی طرف سے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ امام کے خلاف جنگ کرنے والے اور انہیں قتل کرنے کے ایجاب کی بہت سی روایتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں۔

حضرت انس اور حضرت ابو سعید نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں عنقریب اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ ایک گروہ ایسا ہوگا جو باتیں تو بڑی اچھی کرے گا لیکن اس کے اعمال بہت بُرے ہوں گے، وہ دین سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح تیر اپنے نشانے سے باہر نکل جاتا ہے۔ یہ لوگ واپس نہیں ہوں گے جب تک کہ تیر واپس نہ آ جائے (اور یہ محال ہے) یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں، سعادت ہے اس شخص کے لیے جو انہیں قتل کرے یا ان کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔ یہ لوگ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے لیکن کتاب اللہ کے ساتھ تو ان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

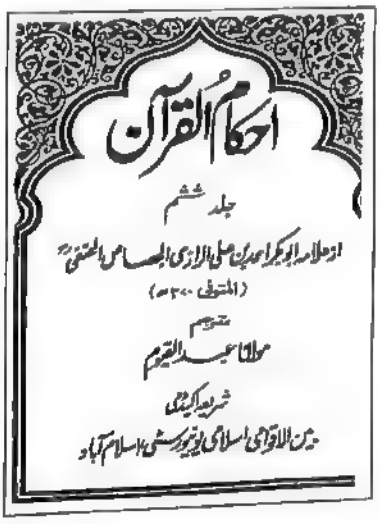

احکام القرآن

جلد ششم

از علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ
(المتوفی ۳۷۰ھ)

مترجم
مولانا عبد القیوم

شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہتھیاروں کے ساتھ باغیوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ آپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جلیل قدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن میں بدریین (غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے) بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن باغیوں کے خلاف جنگ کرنے میں برحق تھے۔ کسی نے آپ کی مخالفت نہیں کی صرف یہ باغی گروہ اور اُس کے ہم نوا جن کا آپ نے مقابلہ کیا تھا، اِس معاملے میں آپ کے مخالف تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمّار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا، ''تمہیں ایک باغی گروہ قتل کر دے گا''، یہ حدیث تواتر کی بنیاد پر خبرِ مقبول کا درجہ رکھتی ہے حتّٰی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اِس کے اِنکار کی ہمّت نہیں ہوئی۔ جب حضرت ابن عُمر و رضی اللہ عنہ نے اُن سے اِسے بیان کیا، اُس موقعہ پر اُنہوں نے صرف اِتنا ہی کہا، ''عمّار رضی اللہ عنہ کو در اصل اُس نے قتل کیا جو اُنہیں اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ (اشارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے) اور پھر اُنہیں ہمارے نیزوں کے درمیان پھینکا گیا۔'' اِس حدیث کو اہلِ کوفہ، اہلِ بصرہ، اہلِ حجاز اور اہلِ شام سب نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے، کیوں کہ یہ آئندہ رونما ہونے والے واقعہ کے متعلق اطلاع ہے جس کا علم صرف علّام الغیوب کی طرف سے اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

---

1 احکام القرآن (اردو)، 6/433

2. احکام القرآن (عربی)، 5/280

اِمام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 544 ہجری اپنی کتاب ''مشارق الانوار علیٰ صحاح الآثار'' میں نقل کرتے ہیں:

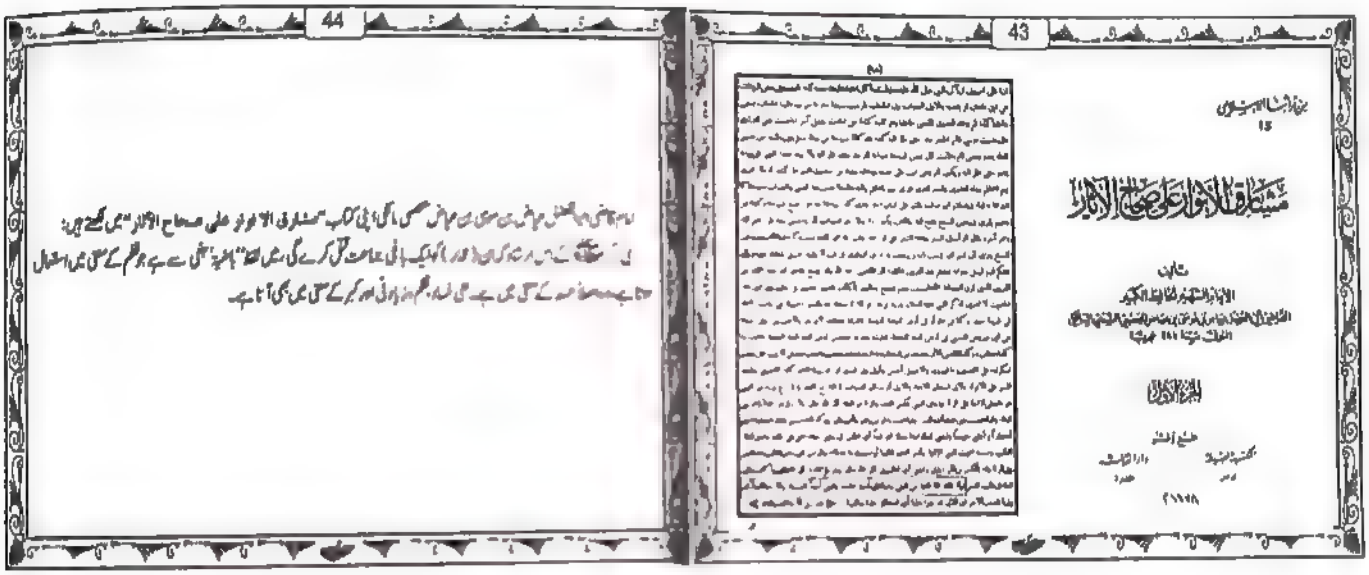
مشارق الانوار على صحاح الآثار

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ارشاد کہ اُن (عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، میں لفظ ''باغیة''، ''بغی'' سے ہے جو ظلم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، وہ اصلاً 'حسد' کے معنی میں ہے۔ ''بغی'' فساد، ظلم وزیادتی اور کبر کے معنی میں آتا ہے۔[1]

1. The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018، جمل وصفین: حدیث وتاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ: 43-44

اِمام قُرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری جزری اندلسی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 671 ہجری اپنی کتاب ''کتاب التذکرۃ باحوال الموتٰی واُمور الآخرۃ'' میں لکھتے ہیں :

كتاب التذكرة باحوال الموتى وأمور الآخرة ١٠٨٨

قال ابن شهاب: فأنشدت عائشة رضي الله عنها أبياته هذه فقالت: ما سمعت شاعراً أصدق شعراً منه[1].

قال الحافظ ابن دحية قوله: «بل نرى أن نضارب»، أنّ هنا مخففة من الثقيلة، محذوفة الاسم تقديره: أننا، وقوله: «كفعل الخادرات الذراب» الخادرات: الأسود التي لا تغير عن فرائسها؛ لأنها قد ضريت بها، ودرب عليها، والذربة: الضراوة.

يقال: ذرب يذرب، وذرع الذراب؛ لأنها يذك من الضبر في يذبرها.

قال: والإجماع منعقد على أن طائفة الإمام طائفة عدل، والأخرى طائفة بغي، ومعلوم أن علياً رضي الله عنه كان الإمام.

وروى مسلم في صحيحه[2] قال: ثنا محمد بن المثنى وابن بشار واللفظ لابن المثنى قال: ثنا محمد بن جعفر قال: ثنا شعبة عن أبي مسلمة قال: سمعت أبا نضرة يحدث عن أبي سعيد الخدري قال: أخبرني من هو[3] خير مني أن رسول الله ﷺ قال لعمار حين جعل[4] يحفر الخندق، جعل يمسح رأسه ويقول: «بؤس ابن سمية تقتلك فئة باغية»، وخرّجه أيضاً من طريق إسحاق بن إبراهيم وإسحاق بن منصور ومحمد بن غيلان ومحمد بن قدامة قالوا: أخبرنا النضر بن شميل عن شعبة عن أبي مسلمة هذا الإسناد نحوه غير أن في حديث النضر قال: أخبرني من هو خير مني أبو قتادة[5]، وله طريق[6] غير هذا في صحيح مسلم[7].

وقال: أبو عمر بن عبد البر في كتاب الاستيعاب[8] في ترجمة عمار: وتواترت الأخبار عن النبي ﷺ أنه قال: «تقتل عمار[9] الفئة الباغية»، وهو من أصح الأحاديث.

(١) لم أقف على قولها.
(٢) ٤/٢٢٣٥، ح٢٩١٥.
(٣) ما بين المعقوفتين من (ظ).
(٤) في (ظ): جعل.
(٥) انظر: صحيح مسلم ٤/٢٢٣٥، ح٢٩١٥.
(٦) في (ظ): طرق.
(٧) في صحيحه ٤/٢٢٣٦، ح٢٩١٦.
(٨) في موضعين ٢/٤٤٨، و٣/١١٤٠.
(٩) في (ظ): عماراً، وهو الصواب لأن الفئة الباغية هي القاتلة فيكون التقدير: تقتل الفئة-

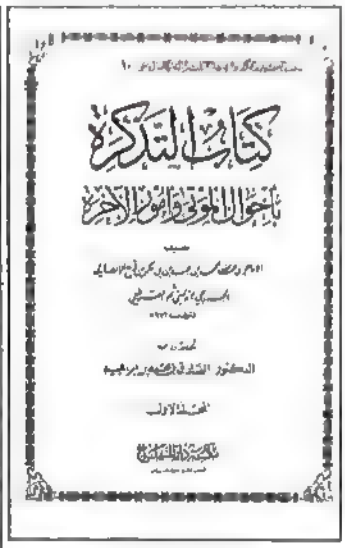

كتاب التذكرة
باحوال الموتى وامور الآخرة

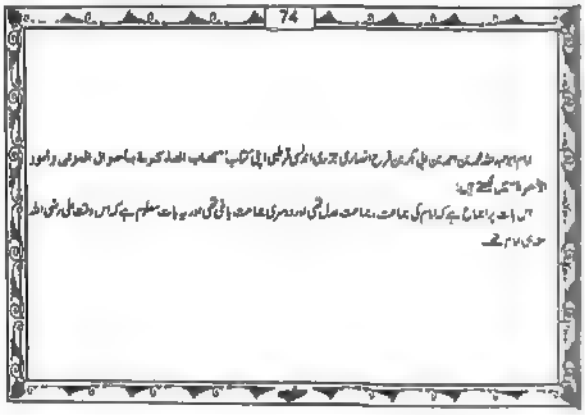

74

ترجمہ

''اس بات پر اجماع ہے کہ اِمام کی جماعت، جماعتِ عدل تھی اور دوسری جماعت (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت) باغی تھی اور یہ بات معلوم ہے کہ اُس وقت علی رضی اللہ عنہ ہی اِمام تھے۔[1]

1 کتاب التذکرۃ باحوال الموتی واُمور الآخرۃ، صفحہ : 1088 ، The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018 ، جمل وصفین : حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اُردو) : صفحہ : 74

اِمام برہان الدّین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی ماتُریدی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 593 ہجری اپنی کتاب ''الہدایۃ'' میں لکھتے ہیں:

ترجمہ

''کیوں کہ جو شخص منصب طلب کرتا ہے، وہ بھروسہ اپنی ذات پر کرتا ہے، اِس لیے وہ توفیقِ الٰہی سے محروم کر دیا جاتا ہے، لیکن جس کو منصب اِصرار کر کے زبردستی دیا جاتا ہے، وہ اُسے اللہ جل جلالہ پر بھروسہ کرتے ہوئے قبول کر لیتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ جل جلالہ کی طرف سے رُشد وثواب کا الہام ہوتا ہے۔ ظالم بادشاہ کی طرف سے دیا جانے والا منصب بھی اسی طرح قبول کرنا جائز ہے، جس طرح عادل بادشاہ کی طرف سے دیے جانے والا منصب کو قبول کرنا جائز ہے۔ اِس کی دلیل یہ ہے کہ صحابۂ کرام میں سے بعض نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے دیے جانے والے مناصب قبول کیے تھے جب کہ حق علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ اسی طرح تابعین نے بھی حجاج کی تقلید کی تھی۔

1. الہدایۃ (عربی)، 3/141-142

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر'' میں لکھتے ہیں:

103

تلخیص الحبیر

فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر

لشیخ الإسلام حافظ الدنیا أبی الفضل شهاب الدین أحمد بن علی
ابن محمد بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی الشافعی

المجلد الرابع

حقق علیه واعتنی به
أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب

مؤسسة قرطبة

إسناده كروز من سكم، وقد قال البخاري: إنه مجهول.

قوله: إن أبا بكر قاتل مانعي الزكاة، وسبب أن مانعيها قالوا له: إنما نمنع الزكاة التي من صلاتك سكن لنا، وهو رسول الله على ما قال الله: ﴿خذ من أموالهم صدقة﴾ - إلى قوله - ﴿سكن لهم﴾ قالوا: وصلواتك عندنا ليست سكنا لنا، فقال أبو بكر: لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة، وقد قاتلنا على ما سمعت أبي عبيدا وغيره، وتقدم في الزكاة، وأما ما نسب إلى أنس فلم أقف له على أصل.

قوله: وإن علي قاتل أصحاب الجمل، وأهل النهروان، ولم يقع بعد الاستيفاء ما أخبروه من الخروج، وبعضا مذكورة في الخوارج خاصة، وقد استوفاه أبو عمار بن عبد الحليم وغيره، وهو شيء من تكلف فيه الأشياء له، وقد سكن معاوية، عن حكام وعدد فيها أشكرا وأما الجمل أصلا ورثنا، وكانا أشار إلى إنكارها أبو بكر بن الشرعي في شرحه، وابن حزم، وقد ذكرها خلف أصلا ورأيناه أنكرا وقوع الضرب فيها على كيفية مخصوصة، وعلى كل حال فهو مردود لأنه سكنوا له أنت بالخوض الخطرج ه.

(٤٤٤٤) كانت وقعة الجمل في سنة ست وثلاثين، وكانت وقعة صفين في ربيع الأول سنة سبع وثلاثين وتصرمت ثلاثة أشهر، وكانت النهروان في سنة ثمان وثلاثين.

قوله: ثبت أن أهل الجمل وصفين والنهروان بغاة. هو كما قال، ويدل عليه حديث علي: أمرت بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين، رواه النسائي[١٩٦] في خصائص، والبزار[١٩٧] والطبراني[١٩٨] والناكثين: أهل الجمل لأنهم نكثوا بيعته، والقاسطين: أهل الشام لأنهم عدلوا عن الحق في عهد معاوية، والمارقين: أهل النهروان لقوله الخوارج فيه: أنهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية، ولست في أهل الشام حديث صحيح، فقد تقدم، وهو الذي من الأحاديث.

(١٩٦) [illegible]
(١٩٧) [illegible]
(١٩٨) [illegible]

104

شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی شافعی اپنی کتاب ''تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر'' میں لکھتے ہیں:

ان کا یہ قول: یہ بات ثابت ہے کہ اہل جمل، اہل صفین اور اہل نہروان باغی تھے، درست ہے اور اس کی دلیل علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کروں۔ اس حدیث کو نسائی نے خصائص میں، اور بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ناکثین سے مراد اہل جمل ہیں کیوں کہ انھوں نے علی کی بیعت توڑی تھی، قاسطین سے مراد اہل شام ہیں کیوں کہ انھوں نے علی کے ہاتھ پر بیعت نہ کر کے حق سے انحراف کیا تھا اور مارقین سے مراد اہل نہروان ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اہل شام کے بارے میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ انھیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

ترجمہ

یہ بات ثابت ہے کہ اہلِ جمل، اہلِ صفّین اور اہلِ نہروان باغی تھے، درست ہے اور اِس کی دلیل علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کروں۔'' اِس حدیث کو اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص'' میں، اور اِمام بزّار رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

ناکثین (خلاف ورزی کرنے والے) سے مراد اہلِ جمل ہیں کیوں کہ اُنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑی تھی، قاسطین سے مراد اہلِ شام ہیں کیوں کہ اُنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کر کے حق سے انحراف کیا تھا اور مارقین سے مراد اہلِ نہروان ہیں، جیسا کہ اُن کے بارے میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ وہ دین سے اِسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے، اہلِ شام کے بارے میں حدیثِ عمّار بھی ثابت ہے کہ اُنہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

1. تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر (عربی)، 4/84،
The Judgement of Ahl Al-Sunnah on Siffin From Classical Sunni Sources, By Sayyid Hasnain Bukhari, 2018، جمل وصفّین: حدیث و تاریخ کی روشنی میں (اُردو): صفحہ: 103-104

اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' میں لکھتے ہیں :

كتاب الفتن باب ٢٤

«لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض لا إله إلا الله» أخرجه أحمد بسند قوي، وهو عند مسلم بلفظ «الله الله» وله من حديث أبي سعيد «لا تقوم الساعة إلا على شرار الناس» ولأحمد مثله من حديث علباء السلمي بكسر العين المهملة وسكون اللام بعدها موحدة خفيفة وبعد بلفظ «حثالة» بدل «شرار» وقد تقدمت شواهده في «باب إذا بقي حثالة من الناس» وللطبراني من وجه آخر عن «لا تقوم الساعة على مؤمن» ولأحمد بسند جيد عن عبد الله بن عمرو «لا تقوم الساعة حتى يأخذ الله ميثاقه من أهل الأرض، فيبقى عجاج لا يعرفون معروفاً ولا ينكرون منكراً» وللطيالسي عن أبي هريرة «لا تقوم الساعة حتى يرجع ناس من أمتي إلى الأوثان يعبدونها من دون الله» وقد تقدم حديثه في ذكر ذي الخلصة قريباً، ولابن ماجه من حديث حذيفة «ويبقى طوائف من الناس الشيخ الكبير والعجوز يقولون أدركنا آباءنا على هذه الكلمة لا إله إلا الله فنحن نقولها» ولمسلم وأحمد من حديث ثوبان «ولا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين، وحتى تعبد قبائل من أمتي الأوثان» ولمسلم أيضاً عن عائشة «لا تذهب الأيام والليالي حتى تعبد اللات والعزى من دون الله» الحديث وفيه «ثم يبعث الله ريحاً طيبة فيتوفى بها كل مؤمن في قلبه مثقال حبة من إيمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون إلى دين آبائهم». وفي حديث حذيفة عن أسيد عند مسلم وفي الدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها كالحامل التم ونزول عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج والريح التي تهب بعد موت عيسى فتقبض أرواح المؤمنين، وقد استشكلوا على ذلك حديث «لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق حتى يأتي أمر الله» فإن ظاهر الأول أنه لا يبقى أحد من المؤمنين فصلاً عن القائم بالحق، وظاهر الثاني البقاء، ويمكن أن يكون المراد بقوله: «أمر الله» هبوب تلك الريح فيكون الظهور قبل هبوبها، فبهذا الجمع يزول الإشكال بتوفيق الله تعالى، فأما بعد هبوبها فلا يبقى إلا الشرار وليس فيهم مؤمن فعليهم تقوم الساعة، وعلى هذا فآخر الآيات المؤذنة بقيام الساعة هبوب تلك الريح، وسأذكر في آخر الباب قول عيسى عليه السلام «إن الساعة حينئذ تكون كالحامل التم لا يدري أهلها متى تضع».

(فصل): وأما قوله: «حتى تقتتل فئتان» الحديث تقدم في كتاب الرقاق أن المراد بالفئتين علي ومن معه ومعاوية ومن معه، ويؤخذ من تسميتهم مسلمين ومن قوله دعوتهما واحدة الرد على الخوارج ومن تحاجهم في تكفيرهم كلاً من الطائفتين، وفيه حديث «تقتل عمار الفئة الباغية» على أن علياً كان المصيب في تلك الحرب لأن أصحاب معاوية قتلوه، وقد أخرج البزار بسند جيد عن زيد بن وهب قال: كنا عند حذيفة فقال: كيف أنتم وقد خرج أهل دينكم يضرب بعضهم وجوه بعض بالسيف؟ قالوا: فما تأمرنا؟ قال: انظروا الفرقة التي تدعو إلى أمر علي فالزموها فإنها على

كتاب الفتن باب ٢٤ — ١٠٧

الحق» وأخرج يعقوب بن سفيان بسند جيد عن الزهري قال «لما بلغ معاوية غلبة علي على أهل

فتح الباري
شرح
صحيح البخاري
تأليف
الإمام الحافظ شهاب الدين أحمد بن علي بن حجر العسقلاني
الشافعي
الجزء الثالث عشر
DKI

فيض الباري پارہ ٢٩ — 367 — كتاب الفتن

أَكْلَةً إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی لوقمی کا دودھ لے کر پھرے گا یعنی سونہ پہنچا ہوگا برتن اس کے منہ تک کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سونہ پا چکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمے کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

فائدہ: مراد فتنہ سے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں پر کہ وہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ مارے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اس کو لازم پکڑ اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی رضی اللہ عنہ اہل دالوں پر غالب ہوئے تو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ کیا تو شام والوں نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ صفین میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اس نے معاویہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں نازع کرتا ہے کیا تو اس کے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ میں اس کے برابر نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں اس کا بھائی ہوں اور ولی ہوں میں اس کا قصاص چاہتا ہوں سو تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو مارے حوالے کر دیں سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاویہ بیعت میں داخل ہوئے پھر ان کا میرے پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہا نہیں تو علی رضی اللہ عنہ عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اترا اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام کیا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پھر جب شام والوں نے دیکھا

''اور یہ جو فرمایا کہ ہائے! عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا'' تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق تھے اور مُصیّب تھے اُن لڑائیوں میں اُس واسطے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی بزّار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اُس نے کہا کہ ''کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہلِ دین یعنی مسلمان باغی ہوئے، بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں'' اُنہوں نے کہا: سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اُس کو لازم پکڑو، اِس واسطے کہ وہ حق پر ہے۔''[1]

1. فتح الباری (عربی)، 16/106-107، فیض الباری (اردو)، 28/367

علّامہ بدر الدّین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علّامہ بدر الدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' میں لکھتے ہیں:

٣٠٨ ٨ ـ كتاب الصلاة/ باب (٦٣)

إلى النار، أي: يدعو هؤلاء الفئة الباغية عمارًا إلى النار. إن قيل: كان قتل عمار بصفين، وكان مع علي رضي الله تعالى عنه، وكان الذين قتلوه مع معاوية، وكان معه جماعة من الصحابة فكيف يجوز أن يدعوه إلى النار؟ فأجاب ابن بطال عن ذلك فقال: إنما يصح هذا في الخوارج الذين بعث إليهم علي عمارًا يدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح في أحد من الصحابة لأنه لا يجوز أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل. قلت: تبع ابن بطال في ذلك المهلب، وتابعه على ذلك جماعة في هذا الجواب، ولكن لا يصح جدًا لأن الخوارج إنما خرجوا على علي رضي الله تعالى عنه بعد قتل عمار بلا خلاف بين أهل العلم بذلك، لأن ابتداء أمرهم كان عقيب التحكيم بين علي ومعاوية، ولم يكن التحكيم إلا بعد انقضاء القتال بصفين، وكان قتل عمار قبل ذلك قطعًا، وأجاب بعضهم بأن المراد بالذين يدعونه إلى النار كفار قريش، وهذا أيضًا لا يصح، لأنه وقع في رواية ابن السكن وكريمة وغيرهما زيادة توضيح بأن الضمير يعود على قتلة عمار، وهم أهل الشام. وقال الحميدي: لعل هذه الزيادة لم تقع للبخاري، أو وقعت فحذفها عمدًا ولم يذكرها في الجميع. قال: وقد أخرجها الإسماعيلي والبرقاني في هذا الحديث، والجواب الصحيح في هذا أنهم كانوا مجتهدين ظانين أنهم يدعونه إلى الجنة، وإن كان في نفس الأمر خلاف ذلك، فلا لوم عليهم في اتباع ظنونهم، فإن قلت: المجتهد إذا أصاب فله أجران، وإذا أخطأ فله أجر، فكيف الأمر هنا؟ قلت: الذي قلنا جواب إلزامي فلا يليق أن يذكر في حق الصحابة خلاف ذلك، لأن الله تعالى أثنى عليهم وشهد لهم بالفضل، بقوله: ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس﴾ [آل عمران: ١١٠]، قال المفسرون: هم أصحاب محمد ﷺ.

ذكر ما يستنبط منه من الفوائد: فيه: أن الصلاة في بناء المسجد من أفضل الأعمال لأنه مما يجري للإنسان أجره بعد موته، ومثل ذلك حفر الآبار وكري الأنهار وتحبيس الأموال التي يعم المنفعة نفعها. وفيه: الحث على أخذ العلم من كل أحد وإن كان الآخذ أفضل من المأخوذ منه، ألا ترى أن ابن عباس مع سعة علمه أمر ابنه عليًا بالأخذ عن أبي سعيد الخدري؟ قيل: يحتمل أن يكون إرسال ابن عباس إليه لطلب علو الإسناد لأن أبا سعيد أقدم صحبة وأكثر سماعًا من النبي ﷺ. قلت: مع هذا لا ينافي ذلك ما ذكرناه. وفيه: أن العالم له أن يتهيأ للحديث ويجلس له جلسة. وفيه: ترك التحديث في حالة السهو إعظامًا للحديث وتوقيرًا لصحابه. وهكذا كان السلف. وفيه: أن للإنسان أن يأخذ من أفضل الأمر ما يشق عليه إن شاء كما أخذ عمار لبنين. وفيه: إكرام العامل في سبيل الله والإحسان إليه بالفعل والقول. وفيه: علامة النبوة لأنه ﷺ أخبر بما يكون فكان كما قال. وفيه: إصلاح الشخص: بما يتعلق بأمر دنياه كإصلاح بدنه وكرمه بنفسه وكان السلف على ذلك لأن فيه إظهار التواضع ودفع التكبر وهما من أفضل الأعمال الصالحة. وفيه: فضيلة ظاهرة لعلي وعمار، ورد على النواصب القائلين أن عليًا لم يكن مصيبًا في حروبه. وفيه: استحباب الاستعاذة من الفتن لأنه لا يدري أحد في الفتنة أمأجور هو أم مأزور؟ إلا بغلبة الظن، ولو كان

''اس حدیث میں واضح فضیلت ہے علی رضی اللہ عنہ اور عمّار رضی اللہ عنہ کی اور اُس میں رد ہے اُن نواصب کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اپنی جنگوں میں حق پر نہیں تھے۔''

1 عینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی)، 4/308

''باغی'' سے مراد ''امیر معاویہ کی جماعت'':
شرح مشکوٰۃ المصابیح

امام مُلّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اُردو جلد یازدھم ۳۸ کتاب الفتن

طیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آنحضرتؐ کو حضرت عمار بن یاسر پر باغی جماعت کی جانب سے آنے والی تکلیف پر رحم آ رہا تھا، اور باغی جماعت سے مراد آنحضرتؐ کی پیشینگوئی حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت کے متعلق تھی کیونکہ حضرت عمار جنگ صفین میں شہید کر دیے گئے تھے۔ ابن ملک کہتے ہیں: حضرت عمارؓ کو حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت نے قتل کیا۔ لہٰذا آپؐ کی پیشینگوئی کے مطابق اس حدیث سے یہی جماعت سرکش اور باغی تھی کیونکہ عمارؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج میں تھے اور اس وقت حضرت علیؓ ہی امامت کے مستحق تھے، جن کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت نے انکار کیا تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ اس حدیث کے الفاظ میں تاویل کرتے ہوئے فرماتے تھے لفظ باغیہ یہاں بغی سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی بغاوت کے ہیں، بلکہ بغاء سے مشتق ہے جس کے معنی ڈھونڈنا، طلب کرنا ہیں، اس اعتبار سے ان کے نزدیک آنحضرتؐ کے ارشاد تقتلک الفئۃ الباغیۃ کا ترجمہ یہ ہوا کہ تمہیں مطالبہ کرنے والوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور فرماتے تھے:

نحن فئۃ باغیۃ طالبۃ بدم عثمان، یعنی ہم حضرت عثمان کے خون بہا کا مطالبہ کرنے والی جماعت ہیں۔ لیکن عقل و نقل کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کی یہ تاویل نہیں بلکہ صریح تحریف ہے کیونکہ خون بہاء کے مطالبہ کے ساتھ یہاں یہ معنی کرنا مناسب نہیں، اس لئے کہ آنحضرتؐ نے یہ حضرت عمارؓ کی فضیلت اور اس کے قاتل کے خون کے اظہار کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ ان کے قاتل کے حق میں لفظ ویح منقول ہے، اور لفظ ویح ایک ایسا کلمہ ہے جو ایسے شخص کے متعلق کہا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق ہو اور کسی طرح کے دعا کا حقدار نہ ہو، اور وہ غیب بعد میں بھی اس کے ساتھ رہے جب کہ اس کے مقابلہ میں لفظ ویل کلمہ زجر و عقوبت ہے اور یہ اس شخص پر بولا جاتا ہے، جو سزا کا مستحق ہو اور اس کے لئے دعا نہیں ہوتی ہے۔

''طیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پر باغی جماعت کی جانب سے آنے والی تکلیف پر رحم آ رہا تھا اور باغی جماعت سے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی جماعت کے متعلق تھی کیوں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگِ صفین میں شہید کر دیے گئے تھے۔ ابن مالک کہتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی جماعت نے قتل کیا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اِس حدیث سے یہی جماعت سرکش اور باغی تھی۔ کیوں کہ عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے اور اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اِمامت

کے مستحق تھے جن کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کی جماعت نے اِنکار کیا تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اِس حدیث کے الفاظ میں تاویل کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ لفظ ''باغیہ'' یہاں ''بغی'' سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی بغاوت کے ہیں، بلکہ ''بغاء'' سے مشتق ہے جس کے معنی ڈھونڈنا، طلب کرنا ہیں، اِس اعتبار سے اُن کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد تقتلك الفئة الباغية کا ترجمہ یہ ہوا کہ تمہیں مطالبہ کرنے والوں کا گروہ قتل کرے گا اور فرماتے تھے: نحن فئة باغية طالبة بدم عثمان یعنی ہم حضرت عثمان کے خون بہا کا مطالبہ کرنے والی جماعت ہیں۔ لیکن عقل ونقل کی روشنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل نہیں بلکہ صریح تحریف ہے کیوں کہ خون بہا کے مطالبہ کے ساتھ یہاں یہ معنی کرنا مناسب نہیں، اِس لیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اُس کے قاتل کے خون کے اظہار کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور دلیل یہ ہے کہ اُن کے قاتل کے حق میں لفظ ویحٌ منقول ہے اور لفظ ویحٌ ایک ایسا کلمہ ہے جو ایسے شخص کے متعلق کہا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق ہو اور کسی طرح کی دعا کا حق دار نہ ہو اور وہ عیب بعد میں بھی اُس کے ساتھ رہے کہ جب کہ اُس کے مقابلہ میں لفظ ویل کلمۂ جبر وعقوبت ہے اور یہ اُس شخص پر بولا جاتا ہے، جو سزا کا مستحق ہوا اور اُس کے لیے دعا نہیں ہوتی ہے۔[1]

1. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو): 11/38

کیا اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے؟ علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا عقیدہ

امام بدر الدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ یہ کیسے کہہ دیا جاتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں خطا کی، سوال یہ ہے کہ اُن کے اجتہاد پر دلیل کیا ہے؟ حالانکہ اُنہیں وہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابن سُمیّہ (یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) پر رحمت ہو، اس کو باغی گروہ قتل کرے گا، ابن سمیّہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اُنہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے شہید کیا تھا۔ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہیں کہ اُن کا معاملہ برابر - برابر ہو جائے، چہ جائیکہ اُن کے لیے (غلط اجتہاد کا) اَجر واحد ہو؟''(1)

1. عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی): 24/192

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطن میں باغی تھے: علّامہ ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

علّامہ ملّا علی بن سلطان القاری ہروی حنفی، نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:

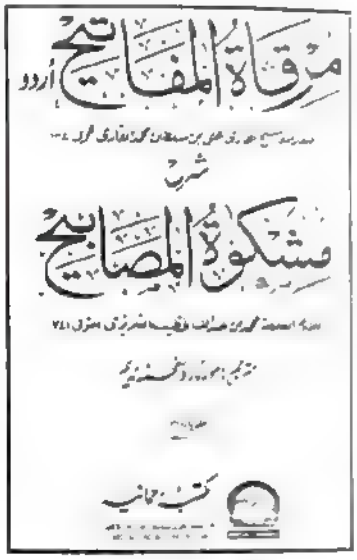

ملا علی قاری فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہؓ پر واجب تھا کہ وہ اپنی بغاوت کو چھوڑ کر امام برحق کی اطاعت کریں اور مخالفت اور خلافت کی طلب کو چھوڑ دیں تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ باطناً باغی تھے اور ظاہر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے طالب، مراعی و مرائی تھے۔

"مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر واجب تھا کہ وہ اپنی بغاوت کو چھوڑ کر امامِ برحق کی اطاعت کریں اور مخالفت اور خلافت کی طلب کو چھوڑ دیں تو اِس سے ظاہر ہوا کہ وہ باطن میں باغی تھے اور ظاہر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے طالب، مراعی و مرائی تھے۔"[1]

1. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو): 11/39

مُلّا علی قاری ہروی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''شرح الشفا للقاضی عیاض'' میں لکھتے ہیں :

النوجع) لإصلاح العباد، (قال مالكٌ رَحِمَهُ الله تعالى مَنْ شَتَمَ النبيَّ) أي جنس الأنبياء (قُتِلَ وَمَنْ شَتَمَ أصحابَهُ أُدِّبَ) أي جلد وضرب وقد تقدم الحديث بذلك (وقالَ) أي مالك (أيضاً مَنْ شَتَمَ أحداً مِنْ أصحابِ النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم أبا بكرٍ أو عُمَرَ أو عثمانَ أو مُعاوِيَةَ أو عَمْرَو بنَ العاصِ) وسقط أو علياً من أصل الدلجي فقال ولم يذكر المصنف علياً لأن محبيه كثيرون انتهى ولا يخفى أن الكثرة إنما هي بالنسبة إلى معاوية وعمرو بن العاص لا بالإضافة إلى من قبله فقد اختلفت المبتدعة في حب علي كالروافض وبغضه كالخوارج (فإنْ قال) شاتمهم (كانوا) أي الصحابة كلهم (على ضَلالٍ وكُفْرٍ) عطف تفسير (قُتِلَ) لتكذيبه القرآن فيما أثنى الله عليهم لقوله تعالى ﴿رضي الله عنهم﴾ وحديث أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم وحديث لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه أي نصفه (وإنْ شَتَمَهُمْ) أي كلهم أو بعضهم (بِغَيْرِ هذا) الذي ذكر (مِنْ مُشاتَمَةِ النَّاسِ نُكِّلَ) بصيغة المجهول مشدداً ومخففاً أي ردع وزجر وعوقب (نَكالاً شَديداً، وقال ابنُ حَبيبٍ مَنْ غَلا) أي تجاوز عن الحد وتعدى (مِنَ الشِّيعَةِ) أو الخوارج (إلى بُغْضِ عُثْمانَ والبَرَاءَةِ مِنْهُ) أي وإلى التبري من محبته (أُدِّبَ أدباً شَديداً وَمَنْ زادَ) أي إلى ذلك ما في نسخة أي ضم إليه (بُغْضِ أبي بَكْرٍ وَعُمَرَ فالعُقُوبَةُ عليه أشَدُّ) أي كمية وكيفية (وَيَكْثُرُ ضَرْبُهُ) بقدر زيادة بغض صحبه عليه الصلاة والسلام وحزبه (ويُطالُ سِجْنُهُ) أي مدة حبسه (حَتَّى يَمُوتَ ولا يُبْلَغُ بِهِ) أي فيه (القَتْلُ إلاَّ في سَبِّ النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم) وإلا في إنكار صحبة أبي بكر وكذا في صحة خلافته المجمع عليهما ولا عبرة بمخالفة الشيعة فيهما وكذا إذا قيل له قل رضي الله تعالى عنهم فأبى فإنه كالإنكار لما في القرآن (وقال سُحْنُونُ مَنْ كَفَّرَ أحداً مِنْ أصحابِ النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم عَلِيّاً أو عثمانَ أو غَيْرَهُما) كمعاوية وعمرو بن العاص (يُوجَعُ) بصيغة المجهول مخففاً أو مشدداً (ضَرْباً) بالنصب على التمييز وإنما خص علياً وعثمان بالذكر لأن الخوارج قالوا بتكفيرهما بناء على قواعدهم الفاسدة وأصولهم الكاسدة ولم يختلفوا في تعظيم الشيخين للإجماع على خلافتهما وعدم ما يقتضي هتك حرمتهما فمن كفرهما كفر خلافاً للروافض ولا عبرة بقولهم المناقض بل التحقيق أن أصل مذهب الشيعة ليس تكفيرهما بل ينسبونهما إلى المخالفة في أمر الخلافة بناء على أنهم يفضلون علياً عليهما وإنما الذم والتكفير صدر من غلاتهم ولعل هذا معنى ما روي من أن سب الشيخين كفر المفهوم منه أن سب غيرهما ليس كذلك لتفاوت رتبتهما هنالك وأما معاوية وأتباعه فيجوز نسبتهم إلى الخطأ والبغي والخروج والفساد وأما لعنهم فلا يجوز أصلاً بخلاف يزيد وابن زياد وأمثالهما فإن بعض العلماء جوزوا لعنهما بل الإمام أحمد بن حنبل قال بكفر يزيد لكن جمهور أهل السنة لا يجوزون لعنه حيث لم يثبت كفره عندهم وعلى التنزل فلعله مات تائباً ولهذا قالوا لا يجوز لعن كافر بعينه إلا إذا ثبت كفره وقوله عليه بدليل قطعي من كتاب أو سنة كفرعون وأبي لهب وأبي جهل وأمثالهم والله تعالى أعلم وربما قررنا اندفع اعتراض

شرح الشفا
للقاضي عياض

شرحه
الملا علي القاري الهروي الحنفي
المتوفى سنة ١٠١٤هـ

ضبط وصححه
عبد الرزاق مهدي

الجزء الثاني

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

''معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے متابعین کی طرف غلطی، بغاوت، خروج اور فساد کی نسبت کرنا جائز ہے، البتہ اُن پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔''(1)

1. شرح الشفا للقاضی عیاض (عربی)، 2/552

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہیں: مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ

مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور شرح ''مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں 'حدیثِ عمار' حدیث نمبر: 5622 کی تشریح میں کچھ یوں نقل کرتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِیْنَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ رَاْسَہٗ وَیَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُکَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ. (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۲۲) روایت ہے حضرت ابوقتادہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ اے ابن سمیہ کی تختی! تم کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم)

(۵۶۲۲) حضرت عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت ابی حذیفہ تھا قبیلہ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں ابوجہل اور دیگر کفار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں اس جملہ کی کئی ترکیبیں ہیں آسان ترکیب یہ ہے بوس ایک پوشیدہ فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیہ منادی ہے یعنی اے سمیہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔ اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں حضرت عمار جناب مولیٰ کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادت عمار کے بعد حضرت امیر معاویہ کو پہنچی کہ عمرو ابن عاص نے کہا کہ معاویہ غضب ہوگیا حضرت عمار ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور انور نے ان کے قاتلین کو فئۃ باغیہ فرمایا ہے ہم اس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے تو امیر معاویہ نے فرمایا نحن امۃ باغیۃ للدم عثمان یعنی یہاں باغیہ بغاوت سے نہیں بلکہ بمعنی مطالبہ سے ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں اس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی ہیں جو انہیں جنگ میں لائے ہم تو عمار کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ کے قاتل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہی آپ کو جنگ اُحد میں لے گئے تھے بہرحال حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ ان کی مخالفت کی بناء پر باغی ہیں

ترجمہ

روایت ہے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جب کہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ اُن کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ 'اے ابن سُمیّہ! تم کو باغی جماعت قتل کرے گی۔'

اِس حدیث کو اِمام مسلم نے بھی اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام سُمیّہ بنت ابی حُذیفہ تھا، قبیلۂ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں، ابوجہل اور دیگر کفّار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں، اِس جملے کی کئی ترکیبیں ہیں، آسان ترکیب یہ ہے: ''بوءس'' ایک پوشیدہ فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیّہ منادی ہیں یعنی اے سمیّہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔ اِس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے، دوسری یہ کہ مظلوم ہوں گے، تیسری یہ کہ اُن کے قاتل باغی ہوں گے۔ یعنی اِمام برحق پر بغاوت کرنے والے۔ یہ تینوں خبریں من وعن اِسی طرح ظاہر ہوئیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جناب مولائے کائنات علیّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، جنگِ صفّین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادتِ عمار رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ عمرو بن عاص نے کہا کہ 'معاویہ رضی اللہ عنہ! غضب ہو گیا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قاتلین کو ''فئة باغية'' فرمایا ہے، ہم اِس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے' تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہاں 'باغية' بغاوت سے نہیں بلکہ 'باغیٌ' بمعنی مطالبہ سے، ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں، اِس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں، دوسرا یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی رضی اللہ عنہ ہیں، جو اِنہیں جنگ میں لائے، ہم تو عمار رضی اللہ عنہ کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہی آپ کو جنگ اُحد میں لے گئے تھے۔'' بہر حال، حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق ہیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کی مخالفت کی بناء پر باغی ہیں۔[1]

1. مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 8/159-160

اب جب کہ بات جنگِ اُحد کی آ ہی گئی ہے تو کیوں نہ سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ قارئین جان لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا، سیّد الشہداء سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے ساتھ بعدِ شہادت کس نے کیا وحشیانہ کارنامہ انجام دیا۔ جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو صِفّین میں اُحد یاد دلوا رہے ہیں وہ (امیر معاویہ) اور اُن کے والدین ابوسفیان و ہِند انے صحابۂ کرام پر کتنے ظلم کیے تھے۔

جنگِ اُحد کے اِس پورے واقعہ کو اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں روایت کیا ہے۔

سیّدنا حمزہ سیّد الشہداء ہیں:
صحیح حدیث

اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'مُستدرک' میں، اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معجم الاوسط'' میں اور شیخ ناصر الدّین اَلبانی نے اپنی ''صحیحہ'' میں حدیث نقل کی ہے:

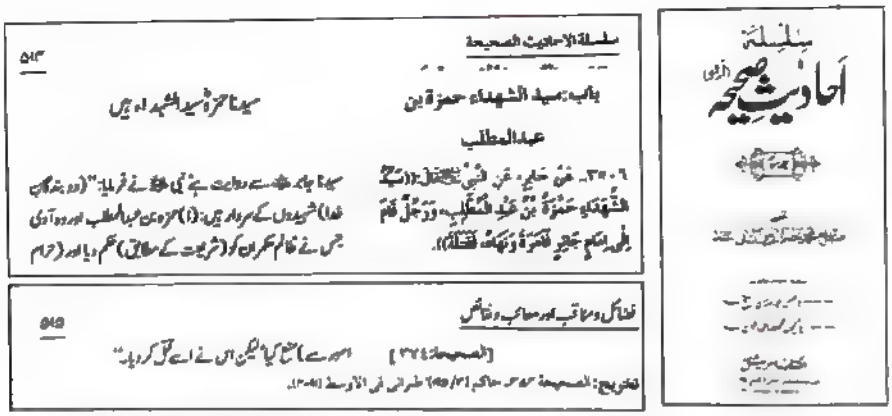
سلسلة الأحاديث الصحيحة
أحاديث صحيحة

سلسلة الأحاديث الصحيحة — ۵۱۴
باب: سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب
سیدنا حمزہ سید الشہداء ہیں
۳۵۰۶- عن جابر، عن النبي ﷺ قال: «سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب، ورجل قام إلى إمام جائر فأمره ونهاه فقتله».
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "(دو بندگانِ خدا) شہیدوں کے سردار ہیں: (۱) حمزہ بن عبدالمطلب اور وہ آدمی جس نے ظالم حکمران کو (شریعت کے مطابق) حکم دیا اور (حرام امور سے) منع کیا لیکن اس نے اسے قتل کر دیا۔"

فضائل ومناقب ومعائب وخصائص — ۵۱۵
[الصحيحة: ۳۷۴] (امور سے) منع کیا لیکن اس نے اسے قتل کر دیا۔"
تخريج: الصحيحة ۳۵۰۶، حاكم ۳/۱۹۵، طبراني في الأوسط ۳۰۸۱.

ترجمہ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(دو بندگانِ خدا) شہیدوں کے سردار ہیں: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور وہ آدمی جس نے ظالم حکمران کو (شریعت کے مطابق) حکم دیا اور (حرام اُمور سے) منع کیا، لیکن اُس نے اُسے قتل کر دیا۔''

شیخ ناصر الدّین اَلبانی نے اس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سلسلة الاحاديث الصحيحة (اردو)، 3/514-515 رقم: 3506

مُسند احمد کی صحیح حدیث :

اُحد میں سیّد الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا گیا

المسند

لأحمد بن محمد بن حنبل

٢٤١ - ١٦٤ هـ

أحمد محمد شاكر

دار الحديث

٤٤١٤ - حدثنا عفان، حدثنا حماد، حدثنا عطاء بن السائب، عن الشعبي، [illegible] أحد خلف المسلمين، [illegible] يريد الدنيا، حتى أنزل الله عز وجل ﴿ منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة ثم صرفكم عنهم ليبتليكم ﴾، فلما خالف أصحاب النبي ﷺ وعصوا ما أُمروا به، أقرد رسول الله ﷺ في تسعة: سبعة من الأنصار، ورجلين من قريش، وهو عاشرهم، فلما رهقوه قال: «رحم الله رجلاً ردّهم عنا»، فقام رجل من الأنصار، فقاتل ساعة حتى قُتل، فلما رهقوه أيضاً قال: «رحم الله رجلاً ردّهم عنا»، فلم يزل يقول ذلك حتى قُتل السبعة، فقال النبي ﷺ لصاحبيه: «ما أنصفنا أصحابنا»، فجاء أبو سفيان، فقال: اعْلُ هُبَل!، فقال رسول الله ﷺ: «قولوا: الله أعلى وأجل»، فقالوا: الله أعلى وأجل، فقال أبو سفيان: لنا عُزّى ولا عُزّى لكم!، فقال رسول الله ﷺ: «قولوا: الله مولانا، ولا مولى لكم»، ثم قال أبو سفيان: يوم بيوم بدر، يوم لنا، ويوم علينا، ويوم نُساء، ويوم نُسَرّ، حنظلة بحنظلة، وفلان بفلان، وفلان بفلان. فقال رسول الله ﷺ: «لا سواء، أما قتلانا فأحياء يُرزقون، وقتلاكم في النار يُعذّبون». قال أبو سفيان: قد كانت في القوم مُثلة، وإن كانت لَعَن غير مَلإٍ منا، ما أمرت ولا نهيت، ولا أحببت ولا كرهت، ولا ساءني ولا سرّني. قال: فنظروا، فإذا حمزة قد بُقر بطنه، وأُخذت هند كبده فلاكتها، فلم تستطع أن تأكلها، فقال رسول الله ﷺ: «أكلت منه شيئاً؟»، قالوا: لا. قال: «ما كان الله ليُدخل شيئاً من حمزة النار»، فوضع رسول الله ﷺ حمزة فصلى عليه، وجيء برجل من الأنصار فوضع إلى جنبه فصلى عليه، فرفع الأنصاري وترك حمزة، ثم جيء بآخر فوضعه إلى جنب حمزة، فصلى عليه، ثم رفع وترك حمزة، حتى صلى عليه يومئذ سبعين صلاة.

(٤٤١٤) إسناده صحيح، وهو في مصنف عبد الرزاق ٦ / ١٠٩ - ١١٠ وقال: «رواه أحمد، وفيه عطاء بن السائب، وقد اختلط». وعلقه ابن كثير في التفسير ٢ / ٣٦٢ - ٣٦٣ والتاريخ ٤ / ١٠٠ - ١٠١، وقال في التاريخ: «تفرد به أحمد، وهذا إسناده فيه ضعف أيضاً من جهة عطاء بن السائب». وذكره الهيثمي في المجمع ٦ / ٨٤ - ٨٥ وبسط أيضاً لابن أبي شيبة وابن المنذر. وصحيح الإسناد بعطاء غير جيد، فإن حماداً بن سلمة سمع منه قبل اختلاطه، وعفان: هو ابن مسلم الصفار، ومعنى «رهقه»: أي غشيه، وأرهقه: أي أعجله. وقال ابن الأثير: «الصاحبية في ح الصاحبية»، وهو خطأ، صحيح من ك وص والتاريخ المذكور، وعن غير ملا سكه أي عن غير الشاذ من أشرفها وصاحبها، فرهقه أي شق وفتح فلاكها أي مضغها.

(٢٥٠)

المسند

لأحمد بن محمد بن حنبل

٢٤١ - ١٦٤ هـ

أحمد محمد شاكر

دار الحديث

مسند الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

أشرف على تحقيقه: الشيخ شعيب الأرنؤوط

شارك في تحقيق أحاديثه وعلق عليه: عادل مرشد، محمد نعيم العرقسوسي، إبراهيم الزيبق

الرسالة

مؤسسة الرسالة

صاحبيكم خليلاً».

٤٤١٤ - حدثنا عفان، حدثنا حماد، حدثنا عطاء بن السائب، عن الشعبي

عن ابن مسعود، أن النساء كُنّ يوم أُحُد خلف المسلمين، يُجهزن على جَرْحَى المشركين، فلو حلفتُ يومئذٍ رجوتُ أن أبرّ؛ إنه ليس أحدٌ مما يريد الدنيا، حتى أنزل الله عز وجل: ﴿منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة ثم صرفكم عنهم ليبتليكم﴾ [آل عمران: ١٥٢]، فلما خالف أصحابُ النبيِّ ﷺ، وعصوا ما أُمروا به، أقرد رسولُ الله ﷺ في تسعة: سبعةٍ من الأنصار، ورجلين من قريش، وهو عاشرهم، فلما رَهِقُوه(١)، قال: «رَحِمَ الله رجلاً ردَّهم عنا»، قال: فقام رجلٌ من الأنصار، فقاتل ساعةً حتى قُتل، فلما رهقوه أيضاً، قال: «رَحِمَ الله رجلاً ردَّهم عنا»، فلم يزل يقول ذا، حتى قُتل السبعةُ، فقال النبي ﷺ لصاحبَيْه: «ما أنصفنا أصحابَنا»، فجاء أبو سفيان، فقال: اعْلُ هُبَل. فقال رسول الله ﷺ: «قولوا: اللهُ أعلى وأجَلّ»، قالوا: اللهُ أعلى وأجَلّ، قال أبو سفيان: لنا عُزّى، ولا عُزّى لكم. فقال رسول الله ﷺ: «قولوا: اللهُ مَوْلانا، والكافرونَ لا مَوْلى لهم»، ثم قال أبو سفيان: يومٌ بيومِ بدرٍ، يومٌ لنا، ويومٌ علينا، ويومٌ نُساءُ، ويومٌ نُسَرُّ، حَنْظَلَةُ بحنظلة، وفلانٌ بفلانٍ، وفلانٌ بفلانٍ. فقال رسول الله ﷺ: «لا سَوَاءَ، أمّا قتلانا فأحياءٌ يُرْزَقُون، وقتلاكم في النار يُعَذَّبُون». قال أبو سفيان: قد كانت في القوم مُثْلَةٌ، وإن كانت لَعَنْ غيرِ مَلإٍ منّا، ما أمرتُ ولا نَهَيْتُ، ولا أَحْبَبْتُ ولا كَرِهْتُ، ولا سَاءَنِي ولا سَرَّنِي. قال: فنظروا، فإذا حمزةُ قد بُقِرَ بطنُه، وأُخِذَتْ هندٌ كَبِدُهُ فَلَاكَتْهَا، فلم تَسْتَطِعْ أن تأكلها، فقال رسول الله ﷺ: «أَكَلْتِ منه شيئاً؟»، قالوا: لا. قال: «وما كان الله لِيُدْخِلَ شيئاً من حَمْزَةَ النارَ». فوضعَ رسولُ الله ﷺ حمزةَ، فصلّى عليه، وجيءَ(٢) برجلٍ من الأنصار، فوُضِعَ إلى جنبه، فصلّى عليه، فرُفِعَ الأنصاريُّ، وتُرِكَ حمزةُ، ثم جيءَ بآخرَ فوُضِعَ إلى جَنْبِ حمزةَ، فصلّى عليه، ثم رُفِعَ وتُرِكَ حمزةُ، حتى صلّى عليه يومئذٍ سبعينَ صلاةً(٣).

(١) في (ظ): «لم جيء».

(٢) حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه، الشعبي - وهو عامر بن شراحيل - لم يسمع من عبد الله بن مسعود، وبقية رجاله ثقات رجال الصحيح غير عطاء بن السائب، فقد روى له أصحاب السنن والبخاري مقروناً، وهو صدوق اختلط -

٤١٩

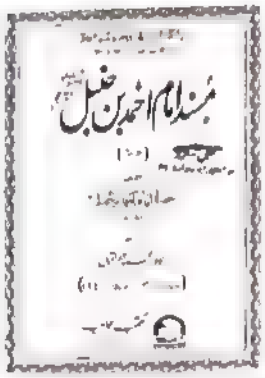

مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۵ مُسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۴۴۱۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد کے دن خواتین مسلمانوں کے پیچھے تھیں اور مشرکین کے زخموں کی دیکھ بھال کر رہی تھیں، اگر میں قسم کھا کر کہوں تو میری قسم صحیح ہوگی (اور میں اس میں حانث نہیں ہوں گا) کہ اس دن ہم میں سے کوئی شخص دنیا کا خواہش مند نہ تھا، یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی "تم میں سے بعض لوگ دنیا چاہتے ہیں اور بعض لوگ آخرت، پھر اللہ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے"

جب نبی رضی اللہ عنہ کے صحابہ نے حکمِ نبوی کی مخالفت کرتے ہوئے اس کی تعمیل نہ کی تو نبی رضی اللہ عنہ صرف نو افراد کے درمیان تنہا رہ گئے جن میں سات انصاری اور دو قریشی تھے، دسویں خود نبی رضی اللہ عنہ تھے، جب مشرکین نے نبی رضی اللہ عنہ پر ہجوم کیا تو نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو انہیں ہم سے دور کرے، یہ سن کر ایک انصاری آگے بڑھا، کچھ دیر قتال کیا اور شہید ہو گیا، اسی طرح ایک ایک کر کے ساتوں انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے، یہ دیکھ کر نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

تھوڑی دیر بعد ابوسفیان آیا (جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا) اور اہل کی بے کاری کا نعرہ لگانے لگا، نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اسے جواب دو کہ اللہ ہی بلند و برتر اور بزرگ ہے، ابوسفیان کہنے لگا کہ ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں، نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے جواب دو کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں، پھر ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن جنگ بدر کا بدلہ ہے، ایک دن فتح اور ایک دن ہار ہے، ایک دن میں تکلیف ہوئی اور ایک دن ہم فتح مند ہوئے، حنظلہ

مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۶ مُسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کے بدلے، فلاں فلاں کے بدلے اور فلاں فلاں کے بدلے، نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں اور ہم میں برابری کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتولین زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں جبکہ تمہارے مقتولین جہنم کی آگ میں مزا پاتے ہیں۔

پھر ابوسفیان نے کہا کہ کچھ لوگوں کی لاشوں کا مثلہ کیا گیا ہے یہ ہمارے سرداروں کا کام نہیں ہے، میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اس سے روکا، میں اسے پسند کرتا ہوں اور نہ ہی ناگواری ظاہر کرتا ہوں، مجھے یہ برا لگا اور نہ ہی خوشی ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا تھا، اور ابوسفیان کی بیوی ہند نے ان کا جگر نکال کر اسے چبایا تھا لیکن اسے کھا نہیں سکی تھی، نبی رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش دیکھ کر پوچھا کیا اس نے اس میں سے کچھ کھایا بھی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا نہیں، نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں کرنا چاہتا، پھر نبی رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش کو سامنے رکھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا گیا، نبی رضی اللہ عنہ نے ان کی بھی نماز جنازہ پڑھائی، پھر انصاری کا جنازہ اٹھا لیا گیا، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا گیا، پھر ایک اور جنازہ لا کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا اور نبی رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، پھر اس کا جنازہ اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا گیا، اس طرح اس دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ستر مرتبہ ادا کی گئی۔

''مسند احمد'' کے محقق شیخ شعیب ارنؤوط نے اِس حدیث کو ''حسن لِغیرہٖ'' کہا ہے۔[1]

ترجمہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ اُحد کے دِن خواتین مسلمانوں کے پیچھے تھیں اور مشرکین کے زخموں کی دیکھ بھال کر رہی تھیں، اگر میں قسم کھا کر کہوں تو میری قسم صحیح ہوگی (اور میں اِس میں حانث نہیں ہوں گا) کہ اُس دِن ہم میں سے کوئی شخص دنیا کا خواہش مند نہ تھا، یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیات نازل فرما دی، ''تم میں سے بعض لوگ دنیا چاہتے ہیں اور بعض لوگ آخرت، پھر اللہ نے تمہیں اُن سے پھیر دیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے۔''

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے حکمِ نبوی کی مخالفت کرتے ہوئے اُس کی تعمیل نہ کی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نو (9) (Nine) افراد کے درمیان تنہا رہ گئے جن میں سات انصاری اور دو قریشی تھے، دسویں خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، جب مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہجوم کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''یا اللہ اُس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرما جو اِنہیں ہم سے دور کرے''، یہ سن کر ایک انصاری آگے بڑھا، کچھ دیر قِتال کیا اور شہید ہو گیا، اِس طرح ایک-ایک کر کے ساتوں انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم

1. مسند احمد (عربی)، 7/418-419، رقم: 4414

شہید ہوگئے، یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔''

تھوڑی دیر بعد ابوسفیان آیا (جنہوں نے اُس وقت تک اِسلام قبول نہیں کیا تھا) اور 'ہُبل کی جئے کاری' کا نعرہ لگانے لگا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اِسے جواب دو کہ ''اللہ ہی بلند و برتر اور بزرگ ہے''، ابوسفیان کہنے لگا کہ ''ہمارے پاس 'عُزّیٰ (ایک بُت)' ہے، تمہارا کوئی 'عُزّیٰ' نہیں،'' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اِسے جواب دو کہ اللہ ہمارا مولا ہے اور کافروں کا کوئی مولا نہیں۔'' پھر ابوسفیان نے کہا، آج کا دِن ''جنگِ بدر'' کا بدلہ ہے، ایک دِن ہمارا اور ایک دِن ہم پر، ایک دِن ہمیں تکلیف ہوئی اور ایک دِن ہم خوش ہوئے، حنظلہ - حنظلہ کے بدلے، فلاں فلاں کے بدلے اور فلاں فلاں کے بدلے، ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں اور ہم میں پھر بھی کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتولین زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں جب کہ تمہارے مقتولین جہنم کی آگ میں سزا پاتے ہیں۔''

پھر ابوسُفیان نے کہا کہ ''کچھ لوگوں کی لاشوں کا 'مثلہ' کیا گیا ہے، یہ ہمارے سرداروں کا کام نہیں ہے، میں نے اِس کا حکم دیا اور نہ ہی اِس سے روکا، میں اِسے پسند کرتا ہوں اور نہ ہی ناگواری ظاہر کرتا ہوں، مجھے یہ برا لگا اور نہ ہی خوشی ہوئی۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا تھا، اور ابوسُفیان کی بیوی ہِند (یعنی ابو یزید معاویہ کی ماں) نے اُن کا جگر نکال کر اُسے چبایا تھا لیکن اُسے کھا نہیں سکی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی لاش دیکھ کر پوچھا، ''کیا اُس نے اِس میں سے کچھ کھایا بھی ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا: ''نہیں''، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصّے کو آگ میں داخل نہیں کرنا چاہتا''، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی لاش کو سامنے رکھ کر اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر انصاری کا جنازہ اُٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا گیا۔ پھر ایک اور جنازہ لا کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھائی، پھر اُس کا جنازہ اُٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا گیا، اِس طرح اُس دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ ستّر مرتبہ ادا کی گئی۔[1]

''مسند احمد'' کے محقق 'احمد محمد شاکر نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

1. مسند احمد (اردو)، 2/765-766، رقم: 4414
2. مُسند احمد (عربی)، 4/250-251، رقم: 4414

تاریخِ طبری کی ایک روایت
ابوسُفیان نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش میں نیزہ مارا

تاریخِ طبری میں اُحد کا ایک واقعہ یوں نقل ہے:

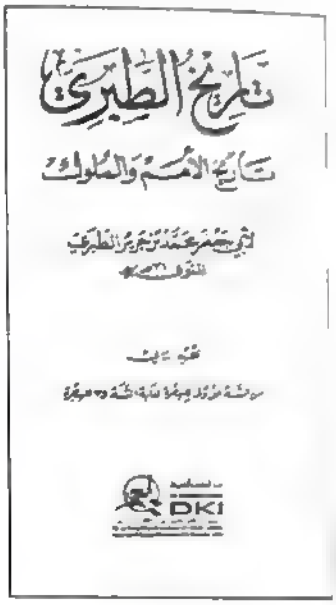

سنة ٣ ٧١

حدّثنا ابنُ حميد ، قال : حدّثنا سلمة ، عن ابن إسحاق ، قال في حديثه : لمّا أخاف عمرُ أبا سفيان قال له أبو سفيان : هلمّ يا عمر ، فقال له رسولُ الله ﷺ : إيتِه فانظرْ ما شأنه ؟ فجاءه فقال له أبو سفيان : أنشدُك الله يا عمر ، أقتلنا محمداً ؟ فقال عمر : اللهمّ لا ، وإنه ليسمع كلامَك الآن ، فقال : أنت أصدق عندي من ابن قَمِئة وأبرّ ، لقول ابن قمئة لهم : إنّي قتلت محمداً . ثمّ نادى أبو سفيان ، فقال : إنّه قد كان في قتلاكم مُثْلٌ والله ما رضيت ولا سخطت ، ولا نهيت ولا أمرت .

وقد كان الحُلَيْس بن زَبّان أخو بني الحارث بن عبد مَناة ، وهو يومئذ سيّد الأحابيش ، قد مرّ بأبي سفيان بن حرب ، وهو يضرب في شِدْق حمزة بزُجّ الرّمح ، وهو يقول : ذُقْ عُقَقْ ! فقال الحُلَيْس : يا بني كنانة ، هذا سيّد قريش يصنع بابن عمّه كما ترون لحماً ! فقال : اكتمها ، فإنّها كانت زَلّة ، فلمّا انصرف أبو سفيان ومَنْ معه نادى : إنّ موعدَكم بدر للعام المقبل ، فقال رسولُ الله ﷺ لرجل من أصحابه : قل نعمْ هي بيننا وبينك موعد .

ثم بعث رسولُ الله ﷺ عليّ بن أبي طالب عليه السّلام ، فقال : اخرُجْ في آثار القوم فانظر ماذا يصنعون ، وماذا يريدون ! فإن كانوا قد اجتنبوا الخيل ، وامتطوا الإبل ، فإنّهم يريدون مكّة ، وإن ركبوا الخيل ، وساقوا الإبل ، فهم يريدون المدينة ، فوالّذي نفسي بيده ، لئن أرادوها لأسيرنّ إليهم فيها ثم لأناجزنّهم . قال عليّ : فخرجت في آثارهم أنظر ماذا يصنعون ، فلما اجتنبوا الخيل وامتطوا الإبل توجّهوا إلى مكّة ، وقد كان رسولُ الله ﷺ قال : أيّ ذلك كان فأخْبِرْه حتى تأتيني . قال عليٌّ عليه السلام : فلما رأيتهم قد توجّهوا إلى مكّة أقبلت أصيح ، ما أستطيع أن أكتم الذي أمرني به رسولُ الله ﷺ لما بي من الفَرَح ، إذ رأيتهم انصرفوا إلى مكّة عن المدينة .

وفرغ الناس لقتلاهم ، فقال رسولُ الله ﷺ - كما حدّثنا ابنُ حُميد ، قال : حدّثنا سلمة ، قال :

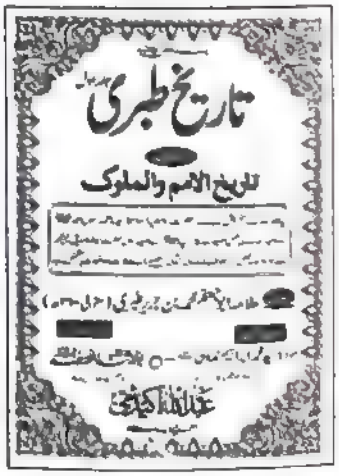

تاریخ طبری 645 جلد اول

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اُس نے اُن سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے، عمرؓ اس کے پاس آئے، ابوسفیان نے اُن سے کہا اے عمرؓ! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا ہے؟ عمرؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمئہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اس کے اس دعوے کے مقابلہ میں کہ اُس نے محمد کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں، اس کے بعد اُس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی، اسی لئے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ بُرا۔ حالانکہ بنوالحارث بن عبد مناۃ کے حلیس بن زبان نے جو اُس روز حبیش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا لے اس کا مزہ چکھ اور پھر اُس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے

تاریخ طبری 646 جلد اول

ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے اُس سے کہا خاموش رہو، اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

''ابن اسحاق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عُمر رضی اللہ عنہ نے ابوسُفیان کو جواب دیا تو اُس نے اُن سے کہا کہ ''ذرا یہاں آؤ''، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ ''جاؤ! دیکھو وہ کیا کہتا ہے'' عُمر رضی اللہ عنہ اُس کے پاس آئے، ابوسُفیان نے اُن سے کہا، ''اے عُمر! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا؟'' ''عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ''بخدا، ہرگز نہیں، وہ اِس وقت بھی تمہاری گفتگو سُن رہے ہیں'' ابوسفیان نے کہا، ''تم کو میں ابن قمیئہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اُس کے اِس دعوے کے مقابلہ میں کہ اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں''، اِس کے بعد اُس نے بلند آواز میں کہا، ''تمہارے مقتولین میں 'مقطوع الاعضاء' لوگ ہیں (یعنی مقتولین کے اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں)، مگر میں نے نہ اُس کی اِجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی، اِس لیے اِس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا نہ برا۔'' حالانکہ بنو حارث بن عبدِ مناۃ کے طیس بن زیان نے جو اُس روز حبوش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے جبڑے میں نیزے کی اَنی بھونک کر یہ کہتے سنا، ''لے! اِس کا مزہ چکھ'' اور پھر اُس نے کہا، ''اے بنو کنانہ دیکھتے ہو، یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔'' ابوسُفیان نے اُس سے کہا، ''خاموش رہ، اِس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا مجھ سے لغزش ہوگئی۔''(1)

1. تاریخ طبری (عربی)، 2/71
2. تاریخ طبری (اُردو)، 1/645-646

اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم
اور
سیّدہ فاطمہ زہراء و اِمام مولا علی رضی اللہ عنہما

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں حدیث نقل کی ہے:

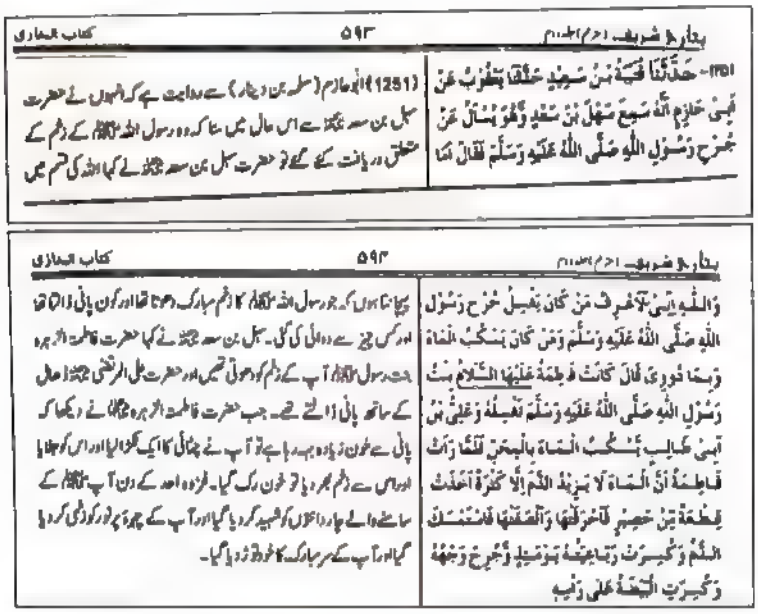
بخاری شریف (جلد دوم) ۵۹۳ کتاب المغازی

(1251) - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا

(1251) ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس حال میں سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم کے متعلق دریافت کیے گئے تو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں

بخاری شریف (جلد دوم) ۵۹۳ کتاب المغازی

وَالْمَاءُ يُسْكَبُ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ

پہچانتا ہوں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زخم مبارک دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا اور کس چیز سے دوائی کی گئی۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے زخم کو دھوتی تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال کے ساتھ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے دیکھا کہ پانی سے خون زیادہ بہہ رہا ہے تو آپ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو جلایا اور اس سے زخم بھر دیا تو خون رک گیا۔ غزوہ احد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے چار دانتوں کو شہید کر دیا گیا اور آپ کے چہرہ پرنور کو زخمی کر دیا گیا اور آپ کے سر مبارک کا خود توڑ دیا گیا۔

نوٹ: اِس حدیث میں اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ فاطمہ کے نام کے ساتھ ''علیہا السلام'' لکھا ہے۔

ترجمہ

ابو حازِم (سلمہ بن دینار) سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اِس حال میں سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم کے متعلق دریافت کیے گئے تو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں پہچانتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زخم مبارک دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا اور کس چیز سے دوائی کی گئی۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے زخم کو دھوتی تھیں اور حضرت علیّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال کے ساتھ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے دیکھا کہ پانی سے خون زیادہ بہہ رہا ہے تو آپ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اُس کو جلایا اور اُس سے زخم بھر دیا تو خون رُک گیا۔ غزوۂ اُحد کے دِن آپ کے سامنے والے چار دانتوں کو شہید کر دیا گیا اور آپ کے چہرۂ پرنور کو زخمی کر دیا گیا اور آپ کے سر مبارک کا خود (سر پر پہننے کی لوہے کی ٹوپی) توڑ دیا گیا۔[1]

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/593-594، رقم: 1251، انٹرنیشنل نمبر: 3703

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اہلِ بیت کے ناموں کے ساتھ لفظ ''علیہ السلام'' کا استعمال

٢٥ - باب ما اصاب النبي ﷺ من الجراح يوم أحد

٤٠٧٣ - حدثنا إسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن همام سمع أبا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اشتد غضب الله على قوم فعلوا به ... بشر أبي رباعية ... اشتد غضب الله على رجل قتله رسول الله ﷺ في سبيل الله

٤٠٧٤ - حدثني محمد بن مالك حدثنا يحيى بن سعيد الأموي حدثنا ابن جريج، عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال اشتد غضب الله على من قتله نبي ﷺ في سبيل الله، اشتد غضب الله على قوم دموا وجه نبي الله ﷺ [الحديث ٤٠٧٤ - طرفه في: ٤٠٣٦]

٢٦ - باب

٤٠٧٥ - حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا يعقوب، عن أبي حازم أنه سمع سهل بن سعد، وهو يسأل عن جرح رسول الله ﷺ، فقال ... وأنا أعرف من كان يغسل جرح رسول الله ﷺ، ومن كان يسكب الماء ... فقال كانت فاطمة عليها السلام بنت رسول الله ﷺ تغسله، والمجن يسكب الماء بالمجن، فلما رأت فاطمة أن الماء لا يزيد الدم إلا كثرة، أخذت قطعة من حصير، فأحرقتها، فألصقتها، فاستمسك الدم، وكسرت رباعيته يومئذ، وجرح وجهه، وكسرت البيضة على رأسه [طرفه في ٢١٣]

٤٠٧٦ - حدثني عمرو بن علي حدثنا أبو عاصم حدثنا ابن جريج، عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس قال اشتد غضب الله على من قتله نبي، واشتد غضب الله على من دمى وجه رسول الله ﷺ. [طرفه في ٤٠٧٤]

٢٧ - باب ﴿الذين استجابوا لله والرسول﴾ [آل عمران: ١٧٢]

٤٠٧٧ - حدثنا محمد حدثنا أبو معاوية، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها ﴿الذين استجابوا لله والرسول من بعد ما أصابهم القرح للذين أحسنوا منهم واتقوا أجر عظيم﴾ قالت لعروة يا ابن أختي، كان أبواك منهم الزبير وأبو بكر، لما أصاب رسول الله ﷺ ما أصاب يوم أحد وانصرف عنه المشركون خاف أن يرجعوا، قال من يذهب في إثرهم؟ فانتدب منهم سبعون رجلاً، قال كان فيهم أبو بكر والزبير

٢٨ - باب من قتل من المشركين يوم أحد، منهم: حمزة بن عبد المطلب، والمهاجر، وأنس بن النضر، وخيثمة بن الحسن

٤٠٧٨ - حدثني عمرو بن علي حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني أبي، عن قتادة قال ما علمنا حياً من أحياء العرب، أكثر شهداء أعز يوم القيامة من الأنصار

قال قتادة وحدثنا أنس بن مالك أنه قتل منهم يوم أحد سبعون، ويوم بئر معونة سبعون، ويوم اليمامة سبعون، قال وكان بئر معونة على عهد رسول الله ﷺ، ويوم اليمامة على عهد أبي بكر، يوم مسيلمة الكذاب

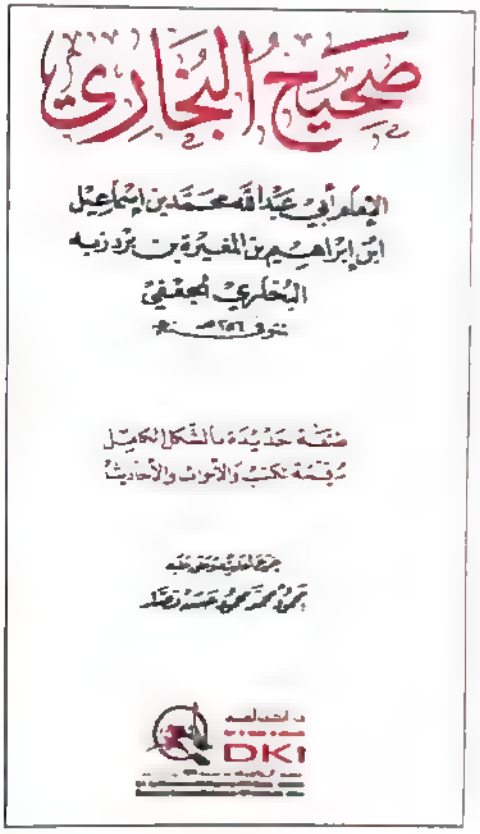

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نام کے ساتھ لفظ ''علیہا السلام'' استعمال کیا ہے۔

صحیح مسلم کی احادیث

امام مسلم نے بھی ایسی ہی حدیث دوسرے طریق سے روایت کی ہے:

ترجمہ

ابو حازِم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے جنگِ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی ہونے کے متعلق سوال کیا گیا، اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور زخمی ہو گیا تھا اور سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اور سر مبارک پر خود (لوہے کی ٹوپی) ٹوٹ گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا (آپ کے چہرے سے) خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ڈھال میں پانی لا کر ڈال رہے تھے، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا کہ پانی ڈالنے سے تو خون زیادہ نکل رہا ہے، تو اُنہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور اُس کی راکھ زخم پر لگا دیا، پھر خون بند ہو گیا۔[1]

1. صحیح مسلم (اردو)، s2/557-558، رقم: 4618-4619-4620، انٹرنیشنل نمبر: 4642-4643-4644

باب - 7

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ

خلیفۂ راشد سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت کے دور میں ہوئی تمام جنگوں میں حق پر ہونا صحیح احادیث کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے اور یہی اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے۔ اب جب مولا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تو پھر خلیفۂ راشد سیّدنا اِمام حسن نے اُن کے ساتھ صلح کیوں کی؟

- کیا اِمام حسن رضی اللہ عنہ شروع سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح چاہتے تھے؟
- کیا صلح کی پیشکش اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے کی تھی؟
- کیا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے اُن کے والد مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ لڑی تھی، اُن کی 'بیعتِ اِطاعت' کر لی تھی؟ اِن تمام سوالوں کے جواب اِس باب میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اُن سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کیوں کی؟

اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور اُس جنگ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر تھے اور یہ جنگ قرآن کی تاویل پر تھی تو پھر سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے دشمن سے صلح کیوں کی؟

قارئینِ کرام! پھر سے ایک بار یہ بات ذہن میں رکھ لیجیے کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے جس کو ہم قرآن سے ثابت کریں گے۔

اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا قرآن پر عمل:
صلحِ اِمام حسن میں

شہادتِ اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کے بعد جب سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو صحابۂ کرام نے خلیفہ نامزد کیا تو سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی مولا علی رضی اللہ عنہ کے طریقے پر چلتے ہوئے اِسی ''سورۂ حجرات'' کی آیت پر عمل کرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تیّاری شروع کر دی۔

قارئینِ کرام! یہاں غور کیجیے گا! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کو کچلنے کی تیّاری اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی شروع کر دی، یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنگ کی دعوت اِمام حسن رضی اللہ عنہ دے رہے ہیں۔ یعنی اِمام حسن رضی اللہ عنہ ''سورہ حجرات'' کی آیت اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی سنّت پر عمل پیرا تھے اور چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ جنگ کے لیے تیّار تھے۔ تو پھر ایسا کیا ہوا کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی؟ کیا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خود سے زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے تھے؟ بالکل نہیں۔

مگر حقیقت میں یوں ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس وقت خود سامنے سے چل کر اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام بھیجا جس سے اِمام حسن رضی اللہ عنہ قرآن کی ''سورہ انفال'' کی آیت 61 پر عمل پیرا ہوئے جو اِس طرح ہے:

۞ وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٦١﴾

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں (صلح چاہیں) تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو، بیشک وہی ہے سنتا جانتا۔

وَإِن يُرِيدُوٓا۟ أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ ٱللَّهُ ۚ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

اور اگر وہ تمہیں فریب دینا (دھوکا دینا) چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے، وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا (قوت دی) اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔[1]

1. سورۃ الانفال، 8:61-62، ترجمہ: کنز الایمان

اِس ''سورۂ اَنفال'' میں اللہ کافروں کے بارے میں اِس آیت - 61 کے ماتحت فرما رہا ہے کہ اگر وہ یعنی کافر سامنے سے صلح کی پیشکش کریں تو تم بھی اُن سے صلح کر لو۔

قارئین کرام! جب قرآن میں اللہ کافروں سے صلح کا یہ حکم دے رہا ہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کا گروہ تو مسلمان ہے جب وہ سامنے سے صلح کی پیشکش کرتے تو پھر اِمام حسن رضی اللہ عنہ قبول کیوں نہ کرتے؟ کیوں کہ اگر قبول نہ کرتے تو یہ قرآن کی خلاف ورزی ہوتی اور قرآن کی تفسیر کو اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ، اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون سمجھے گا کہ جو صاحبِ قرآن کے سائے میں پلے بڑے ہیں۔

ہم یہاں پر مشہور اہل حدیث عالم مولانا اِسحاق صاحب کے خطبوں کی کتاب 'مقصدِ حسین' سے ''سورہ انفال'' کی آیت 61 اور 62 کی تفسیر بیان کر رہے ہیں، مولانا اِسحاق صاحب فرماتے ہیں:

'اب ذرا سورہ انفال کی آیت 61 اور 62 پڑھیں، جو لوگ شروع سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کر رہے تھے اور اُن کی عداوت چھپی ہوئی نہ تھی، اُن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اِن لوگوں کی دشمنی اگرچہ بالکل واضح ہے اور آئندہ بھی باز آنے والے نہیں ہیں، یہ دھوکا کریں گے، اُن سب باتوں کے باوجود حکم ہوا کہ اگر کفّار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالتِ جنگ میں بھی صلح کی پیشکش کریں تو اُن سے صلح کرلیں، اِسلام پر عمل کرنا پُل صراط سے گزرنا ہے، اسلام اخلاقیات کا پابند ہے جب کہ سیاسی چالیں اور ہیں۔ اگر کفّار سے اُن کی پیشکش کے باوجود صلح نہ کریں تو اُن کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل جائے گا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں صلح سے نفور ہیں اور صرف فساد چاہتے ہیں۔ فرمایا اگر کافر صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھی بھروسہ رکھو (اگرچہ اللہ عزوجل کو معلوم ہے کہ کفّارِ مکّہ اور یہود باز نہ آئیں گے مگر صلح کا حکم فرمایا کیوں کہ صلح نہ کرنے سے بدنامی ہوگی، اللہ عزوجل سب کچھ دیکھنے والا جاننے والا ہے، اگر کافر صلح کے پردے میں دھوکہ دینے کا اِرادہ رکھتے ہیں اور یہ صلح صرف چال ہے تو آپ یہ بدنامی نہ لیں کہ مسلمان صلح کرنا جانتے نہیں ہیں) اللہ تیرے لیے کافی ہے۔

یہ قرآن کا ہی حکم تھا کہ خندق کی جنگ لڑنے اور کفّار کو بے بس کر دینے کے بعد حُدیبیہ کے مقام پر کفّار نے صلح کی پیشکش کی تو فوراً منظور فرمائی ورنہ اشارہ فرماتے تو جانثار کفّار کی بوٹیاں اُڑا دیتے کیوں کہ وہ کافر وہی تو تھے جو کئی دفعہ

چکے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا 'صلح کر لیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی اور ایسی شرطوں پر کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے محدّث نے اُن شرطوں پر احتجاج کیا جیسے اللہ عزوجل نے پہلے ہی فرما دیا تھا، کفّار نے صلح کے بعد دھوکا کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے والوں نے بھی دھوکا کیا۔

اِس کے بعد مولانا اِسحاق صاحب آگے فرماتے ہیں:

'کچھ مؤرخین (Historian) نے جھوٹ لکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کی پیشکش کے خط لکھنا شروع کر دیے۔ صحیح بخاری اور دوسری کتابیں پڑھو، کیا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک بار بھی صلح کی پیشکش کی؟

مؤرخین نے مزید یہ جھوٹ بولا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بزدِل آدمی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی اُن کو جنگ سے روکتے رہے۔ اِس طرح جھوٹ لکھ لکھ کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغ دار کر دیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک دِن بھی امیر معاویہ کو صلح کی پیشکش نہیں کی بلکہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی پیشکش کی تھی۔'[1]

قارئین کرام! ایک اہلِ حدیث عالم نے یہاں برجستہ حق بلند کیا کہ جس طرح صلح حُدیبیہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا بالکل اُسی طرح سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سامنے سے صلح کی پیشکش کی تو اُسے قبول کر کے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کیا اور جس طرح مولا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے 'قرآن کی تاویل کے لیے جنگ کرے گا' الفاظ کو سچا ثابت کیا بالکل اُسی طرح سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ 'میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل اِس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروا دے گا' الفاظ کو سچا ثابت کیا۔

1. مولانا محمد اسحاق، مقصد حسین (اردو)، صفحہ: 242 سے 243

صلح کا واقعہ

جیسے ہی صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو خلیفہ منتخب کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کے ساتھ امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے روانہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِس اقدام پر مولانا شاہ معین الدّین احمد ندوی لکھتے ہیں:

'جنابِ امیر (سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ) اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت قدیم اختلاف چلا آرہا تھا۔ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کی حیات ہی میں عالمِ اسلام پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے لیکن جناب امیر علیہ السلام کی زندگی میں یہ خواب منّت کش تعبیر نہ ہوا، آپ کی وفات کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جذبہ دفعتاً نہایت شدّت سے اُبھر آیا۔[1]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے عبد اللہ بن عامر بن کُریز کو 'مقدّمۃ الجیش' کے طور پر آگے روانہ کر دیا اور پھر خود بھی فوج لے کر پہنچ گئے۔ افسوس کہ اُنہوں نے اِس کا کچھ خیال نہ کیا کہ فرزندِ رسول جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر ہیں، اُن پر حملہ اور فوج کشی کرنا کیسا ہے؟ اور اُن کی اولاد و خاندان پر اِس کا کیا اثر پڑے گا؟ اِدھر امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن علیہ السلام اہلِ عراق کے ساتھ روانہ ہوئے، اللہ عزوجل کا اِرشاد ہے:

فَقَٰتِلُواْ ٱلَّتِي تَبۡغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمۡرِ ٱللَّهِۚ

''تو اُس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔''[2]

چنانچہ ارضِ کوفہ کی ایک منزل پر دونوں کا آمنا سامنا ہوا جہاں امیر المؤمنین سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پہاڑوں سا لشکر لے کر آئے۔

1. معین الدین احمد فی سیر الصحابۃ (اردو): 04/21
2. سورۃ الحجرات، 49:09، ترجمہ: کنز الایمان

اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی پیشکش نہیں کی :
صحیح بخاری کی حدیث

اِمام حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر جنگ کرنے آئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو سامنے سے صلح کا پیغام بھیجا، اِس بات کو واضح کرنے کے لیے ہم کوئی تاریخی حوالہ نہیں پیش کر رہے ہیں بلکہ اہلِ سنّت کی حدیث کی اوّل درجے کی کتاب 'صحیح بخاری' کی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں :

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ صحیح بخاری سے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ

(فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا)

٢٥١٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ اسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تُقْتَلَ أَقْرَانُهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللَّهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ وَجُنْدَبِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ الْحَقَا بِي هَذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا قَبْلَ لَا يَكُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهَذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا تَبَيَّنَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا تَبَيَّنَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ

باب ۱۶۸۵: نبی اکرم ﷺ کا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمان کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعے دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا اور اللہ تعالیٰ جلّ ذکرہ کا فرمان اُن کے درمیان صلح کراؤ

(۲۵۱۶) ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ بصری) سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ اللہ کی قسم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہاڑوں کی طرح لشکر لے کر آئے ہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا میں دیکھتا ہوں وہ ایسا لشکر لے کر آئے ہیں جب تک وہ اپنے مدمقابل کا صفایا نہ کر دیں اس وقت تک واپس نہ جائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بارہ مردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے، عمرو بن عاص سے کہا اگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ہمارے لشکر کو اور ہمارے لشکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا۔ (یعنی دونوں لشکروں پر اللہ کے نزدیک میں ہی مطالبہ کیا جاؤں گا)۔ اُن کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا۔ اُن کی جائیدادوں یا اُن کے بچوں اور بڑھوں کی حفاظت کون کرے گا۔ اور اُن کی طرف قریش کے قبیلہ بنو عبس سے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرہ (بن حبیب) اور عبداللہ بن عامر بن کریز بھیجے۔ امیر معاویہ نے کہا تم دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور اُن کو صلح کی طرف مائل کرو۔ وہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُن سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں سے فرمایا۔ ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ (یعنی بزرگ ہماری جماعت ہے) اور یہ مال ہم نے (بسبب خلافت) حاصل کیا (جو ہم مال دولت پر خرچ کرتے ہیں) اور یہ امت اپنے خونوں میں تبتر جائے گی (یعنی ایک دوسرے کو قتل کریں گے)۔ اُن دونوں نے کہا امیر معاویہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا ضامن کون ہوگا۔ اُن دونوں نے کہا ہم (جو بات کر رہے ہیں) اس کے ضامن ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا ہم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ لہٰذا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابوبکرہ (نفیع بن حارث) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر شریف پر دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ﷺ ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے میرا یہ بیٹا سردار ہے اور بالیقین اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ (مدینی) نے کہا حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

ترجمہ

ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ بصری) سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، ''اللہ عزوجل کی قسم! حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہاڑوں کی طرح لشکر لے کر آئے ہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا، میں دیکھتا ہوں وہ ایسا لشکر لے کر آئے ہیں جب تک وہ اپنے مدمقابل کا صفایا نہ کر دیں اُس وقت تک واپس نہ جائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، جو دو مردوں (معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے، عمرو بن عاص سے کہا: ''اگر حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لشکر نے ہمارے لشکر کو اور ہمارے لشکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر کو قتل کر دیا تو لوگوں کے اُمور کی نگرانی کون کرے گا؟ (یعنی دونوں تقدیروں پر اللہ کے نزدیک میں ہی مطالبہ کیا جاؤں گا) اُن کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا، اُن کی جائدادوں یا اُن کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟'' اور اُن کی طرف قریش کے قبیلے بنوشمس سے دو آدمی عبد الرحمٰن بن سمرہ (بن حبیب) اور عبد اللہ بن عامر بن کُریز بھیجے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور اُن کو صلح کی طرف مائل کرو، وہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُن سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں سے فرمایا، ''ہم عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں (یعنی جود وسخا ہماری جبلّت ہے) اور یہ مال ہم نے (بسبب خلافت) حاصل کیا (جو ہم اہل وحواشی پر خرچ کرتے ہیں) اور یہ امّت اپنے خونوں میں لتھڑ جائے گی (یعنی ایک دوسرے کو قتل کریں گے)۔'' اُن دونوں نے کہا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اِس کا ضامن کون ہوگا؟'' اُن دونوں نے کہا، ''ہم (جو بات کر رہے ہیں) اُس کے ضامن ہیں۔'' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے متعلق دریافت کیا اُنہوں نے کہا، ''ہم اُس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔'' لہٰذا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا، ''میں نے ابوبکرہ (نفیع بن حارث) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار لوگوں کی طرف متوجّہ ہوئے اور کبھی اُن کی طرف متوجّہ ہو کر

فرماتے، ''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور بالیقین اللہ جل جلالہ ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔'' ابوعبد اللہ (یعنی اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا، 'مجھ سے علی بن عبد اللہ (مدنی) نے کہا، حسن بصری کا ابو بکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔'[1]

تشریح

بخاری کی اِس حدیث کی تشریح میں ہم آپ کے سامنے اہلِ سنّت کے جلیل القدر محدثین و شارح کی روایتیں پیش کر رہے ہیں:

- **اِس حدیث میں مذکور ہے:**

1. **فقال عمرو ابن العاص إني لأرى كتائب لا تولى حتى تقتل أقرانها**

ترجمہ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں دیکھتا ہوں وہ ایسا لشکر لے کر آئے ہیں جب تک وہ اپنے مدّ مقابل کا صفایا نہ کر دیں اُس وقت تک واپس نہ جائیں گے۔''

اِس سے معلوم ہوا کہ اہلِ شام نے سوچا اِمام حسن رضی اللہ عنہ جو کچھ بھی ہوں گے علی رضی اللہ عنہ تو نہ ہوں گے سو آپ رضی اللہ عنہ پر فوج کشی کر دی معاذ اللہ! اِمام حسن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ تو نہ تھے پر آپ صرف حسن رضی اللہ عنہ بھی نہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ مولا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادے تھے جنہیں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہیبت و سرداری عطا فرمائی تھی اور مزید یہاں آپ کے ساتھ پہاڑوں سا لشکر تھا جس نے ایک بار پھر جنگِ صفّین کی یاد دلا دی جس کے پیشِ نظر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اپنے مخالفین کو مارے بغیر نہیں لوٹے گا، چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کام صفّین میں کیا تھا یعنی قرآن کو نیزوں پر اُٹھا کر مولا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پھوٹ ڈال کر اپنی جانیں اور حکومتِ شام بچا لی تھی ٹھیک اُسی طرح یہاں بھی صلح کی پیشکش کر دی۔

---

1. صحیح بخاری (اردو)، 1/1072-1073، رقم: 2516، انٹرنیشنل نمبر: 2704 اور 7109

2. فقال له معاوية - وكان الله خير الرجلين - أي عمرو إن قتل هؤلاء هؤلاء وهؤلاء هؤلاء من لي بأمور الناس من لي بنسائهم

ترجمہ

حضرت امیر معاویہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لشکر نے ہمارے لشکر کو اور ہمارے لشکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر کو قتل کر دیا تو لوگوں کے اُمور کی نگرانی کون کرے گا؟

اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اِس وقت بھی لوگوں کے اُمور کی نگرانی یعنی حکومت کے حریص تھے، وہ لوگوں پر کسی بھی حال میں حکمرانی چاہتے تھے۔

حکومت کے حرص کے بارے میں آپ خود بھی بیان کرتے ہیں:

'عبد الملک بن عمر بیان کرتے ہیں کہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلسل خلافت کی حرص (طمع) میں مبتلا رہا جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: 'اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔'[1]

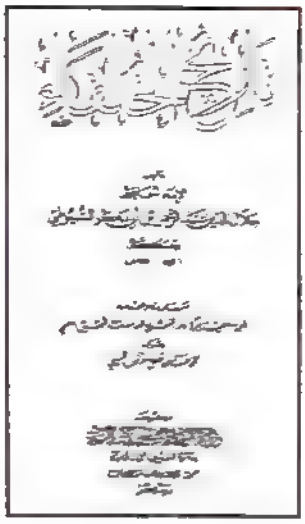

وأخرج أحمد في «مسنده» عن العرباض بن سارية: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «اللهمّ، علّم معاوية الكتابَ والحسابَ، وقِهِ العذابَ»[1].

وأخرج ابن أبي شيبة في «المصنف»، والطبراني في «الكبير» عن عبد الملك بن عُمير قال: قال معاوية: ما زلت أطمع في الخلافة منذ قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يا معاويةُ، إنّا ملّكْتَ.. فأحْسِن»[2].

وكان معاوية رجلاً طويلاً أبيض، جميلاً مهيباً.

وكان عمر ينظر إليه فيقول: «هذا كسرى العرب»[3].

وعن علي قال: «لا تكرهوا إمرة معاوية، فإنكم لو فقدتموه.. لرأيتم الرؤوس تندر عن كواهلها»[4].

وقال المقبري: «تعجبون من دهاء هرقل وكسرى وتدعون معاوية؟!»[5].

وكان يضرب بحلمه المثل، وقد أفرد ابن أبي الدنيا وأبو بكر بن أبي عاصم تصنيفاً في حلم معاوية.

قال ابن عون: «كان الرجل يقول لمعاوية: والله، لتستقيمن بنا يا معاوية، أو لنقومنك، فيقول: بماذا؟ فيقولون: بالخشب، فيقول: إذن تستقيم»[6].

وقال قبيصة بن جابر: «صحبت معاوية، فما رأيت رجلاً أقل حلماً، ولا أبطأ جهلاً، ولا أبعد أناة منه»[7].

ولما بعث أبو بكر الجيوش إلى الشام.. سار معاوية مع أخيه يزيد بن

(1) مسند أحمد (4/127).
(2) مصنف ابن أبي شيبة (37258)، والمعجم الكبير (19/351).
(3) أخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (59/115)، وانظر «تاريخ الإسلام» (3/311).
(4) أخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (59/107)، وانظر «تاريخ الإسلام» (3/311).
(5) أخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (59/115)، وانظر «تاريخ الإسلام» (3/311).
(6) أخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (59/168)، وانظر «تاريخ الإسلام» (3/315).
(7) أخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (59/168)، وانظر «تاريخ الإسلام» (3/315).

٣٢٤

1. سیوطی فی تاریخ الخلفاء، (اردو)، صفحہ: 281، (عربی) صفحہ: 324

نیز علّامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ''مروی ہے کہ: 'جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ فرمایا کہ اگر تو کبھی حکمران بن جائے تو لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اُس وقت سے میرے دل میں لالچ پیدا ہو گیا تھا۔''(1)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت کی اِس قدر حرص تھی کہ عوام کو بھی یہ کہنا پڑا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حکومت کا میٹھ کوئی نہیں ملا۔ چنانچہ اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ''دلائل النّبوۃ'' اور ''تاریخِ بخاری'' میں معمر سے روایت ہے کہ:

'میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو حکومت کا میٹھا نہیں پایا۔

3. فقال اذهبا إلى هذا الرجل فاعرضا عليه وقولا له واطلبا إليه

ترجمہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: 'تم دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور اُن کو صلح کی طرف مائل کرو۔

اِس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو صرف حکومت چاہیے تھی کیوں کہ آپ نے جو صلح کا پیغام بھیجا تھا اُس میں آپ نے یہ شرط پیش کی کہ 'اگر اُن کو کوئی حادثہ پیش آ گیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ زندہ رہیں تو وہ خلافت اُن کو سونپ دیں گے۔' جب کہ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ امیر المؤمنین سیّدنا حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیعت کر کے اِس فتنے اور خوں ریزی کو روکتے نہ کہ خونِ عثمان کی آڑ میں مسلمانوں کا خون بہاتے حالانکہ جنگِ صفّین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے خلق خدا کا ناحق خون بہانے کے بجائے باہم جنگ کرنے کو کہا تا کہ فیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ مولانا شاہ معین الدّین احمد ندوی جنگِ صفّین کے حالات میں لکھتے ہیں کہ 'حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ خود فوج کے آگے تھے اور اِس جانبداری سے لڑ رہے تھے کہ حریف کی صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مکسورہ تک پہنچ گئے، آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

أضربهم ولا أرى معاويه الجاحظ العين العظيم الحاويه

قریب پہنچ کر پکار کر کہا: 'معاویہ رضی اللہ عنہ خلقِ خدا کا خون گراتے ہو تو، آؤ ہم تم باہم اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر لیں۔'

اس مبارزت پر عمرو بن عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل مکالمہ ہوا:

1. ابن اثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (اردو): 05/204

عمرو بن عاص: 'بات انصاف کی ہے۔'

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: 'خوب کیا انصاف ہے؟ تم جانتے ہو کہ جو اُس شخص کے مقابلے میں جاتا ہے پھر زندہ نہیں بچتا'۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: جو کچھ ہو، تاہم مقابلے کے لیے نکلنا چاہیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرا کے میرے منصب پر قبضہ کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اعراض پر عمرو بن عاص خود شیرِ خدا کے مقابلے کے لیے نکلے، دیر تک دونوں میں تیغ وسنان کا ردّ وبدل ہوتا رہا، ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا وار کیا کہ اُس سے سلامت بچنا ناممکن تھا، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس بدحواسی کے ساتھ گھوڑے سے گر کے بالکل برہنہ (بن کپڑوں کے) ہو گئے۔ فاتحِ خیبر نے اپنے حریف کو برہنہ (بنا کپڑوں کے) دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زندہ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔[1]

خلفائے راشدین ۲۳۲

حضرت ابوالدرداء کو عثمان غنی نے قتل کیا ہے؟

امیر معاویہ: قتل تو نہیں کیا ہے، قاتلوں کو پناہ دی ہے، اگر وہ ان کو میرے سپرد کر دیں تو سب سے پہلے بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اس گفتگو کے بعد حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوامامہ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر معاویہ کی شرائط سے مطلع کیا۔ اسے سن کر تقریباً تیس ہزار سپاہیوں نے علوی فوج سے نکل کر کہا کہ "ہم سب عثمان کے قاتل ہیں"۔ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوامامہ نے یہ رنگ دیکھا تو لشکرِ علی کو چھوڑ کر ساحلی علاقے کی طرف چلے گئے اور اس جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

غرض پہلی رجب سے اخیر محرم ۳۷ھ تک طرفین سے سکون رہا اور کوئی قابل ذکر معرکہ پیش نہ آیا۔ آغاز صفر سے پھر از سر نو جنگ شروع ہوئی اور اس قدر خونریز لڑائیاں پیش آئیں کہ ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے۔ پھر بھی اس خانہ جنگی کا فیصلہ نہ ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس طوالت سے تنگ آ کر اپنی فوج کے سامنے نہایت پرجوش تقریر کی اور اس کو فیصلہ کن جنگ کے لئے ابھارا۔ تمام فوج نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ اس تقریر کو لبیک کہا اور اپنے حریف پر اس زور سے حملہ کیا کہ شامی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حیدر کرار تو فوج کے آگے تھے اور اس چابکدستی سے تلوار چلا رہے تھے کہ حریف کی صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہ کے مقصورہ تک پہنچ گئے۔ آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

اضربهم ولا ارى معاوية — الحاطئ العين العظيم الحاوية

قریب پہنچ کر پکار کر کہا "معاویہ! مخلوق خدا کا خون گراتے ہو، آؤ ہم تم باہم اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر لیں"۔

اس مبارزت پر عمرو بن العاص اور امیر معاویہ میں حسب ذیل مکالمہ ہوا:

عمرو بن العاص: بات انصاف کی ہے۔

امیر معاویہ: خوب کیا انصاف ہے؟ تم جانتے ہو کہ جو اس شخص کے مقابلہ میں جاتا ہے پھر زندہ نہیں بچتا۔

عمرو بن العاص: جو کچھ ہو، تاہم مقابلے کے لئے نکلنا چاہئے۔

امیر معاویہ: تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرا کے میرے منصب پر قبضہ کرو۔

امیر معاویہ کے اعراض پر عمرو بن العاص خود شیر خدا کے مقابلے کے لئے نکلے۔ دیر تک [illegible] دفعہ حضرت علی نے ایسا وار کیا کہ اس سے سلامت [illegible] تھا۔ عمرو بن العاص اس بدحواسی کے ساتھ گھوڑے سے گر کے بالکل برہنہ ہو گئے۔

خلفائے راشدین ۲۳۳

فاتح خیبر نے اپنے حریف کو برہنہ دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زندہ چھوڑ کر واپس چلے آئے۔

1. معین الدین احمد فی سیر الصحابہ (اردو): 01/242-243

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد کی بیعت نہیں کی نہ ہی صلح

اِس جنگ سے پہلے بھی مولا علی رضی اللہ عنہ نے بار بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے ہوئے صلح کی دعوت دی کہ کسی بھی طرح جنگ رُک جائے اور اُن خطوط میں سے ایک خط جو صلح کی دعوت دیتے ہوئے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر اُن کے ساتھ بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا۔

صلح کی دعوت

[illegible] یہ معلوم تھا کہ امیر معاویہ آپ کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے تاہم اتمام حجت کے لئے ایک دفعہ پھر صلح کی دعوت دی اور جریر بن عبداللہؓ کو قاصد بنا کر بھیجا، جریر ایسے وقت میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے کہ ان کے دربار میں رؤسائے شام کا مجمع تھا، امیر معاویہ نے خط سے پہلے خود پڑھ چکے بالآخر بلند حاضرین کو سنایا، بعد حمد و نعت کے خط کا مضمون یہ تھا۔

تم اور تمہارے زیر اثر جس قدر مسلمان ہیں، سب پر میری بیعت لازم ہے کیونکہ مہاجرین و انصار نے اتفاق عام سے مجھے منصب خلافت کے لئے منتخب کیا ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو بھی انہی لوگوں نے منتخب کیا تھا۔ اس لئے جو شخص اس بیعت کے بعد سرکشی اور اعراض کرے گا وہ جبراً اطاعت پر مجبور کیا جائے گا۔ پس تم مہاجرین و انصار کی اتباع کرو یہی سب سے بہتر طریقہ ہے، ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم نے عثمانؓ کی

شہادت کو اپنی مقصد برآری کا وسیلہ بنایا ہے، اگر تم کو عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا حقیقی جوش ہے تو پہلے میری اطاعت قبول کرو، اس کے بعد باضابطہ اس مقدمہ کو پیش کرو، میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا۔ ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔

"تم اور تمہارے زیر اثر جس قدر مسلمان ہیں، سب پر میری بیعت لازم ہے کیوں کہ مہاجرین و انصار نے اتفاقِ عام سے مجھے منصب خلافت کے لیے منتخب کیا ہے۔ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو بھی اِنہی لوگوں نے منتخب کیا تھا، اِس لیے کوئی شخص اس بیعت کے بعد سرکشی اور اعراض کرے گا وہ جبراً اطاعت پر مجبور کیا جائے گا۔ پس تم مہاجرین و انصار کی اتباع کرو یہی سب سے بہتر طریقہ ہے، ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو اپنا مقصد برآری کا وسیلہ بنایا ہے، اگر تم کو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا حقیقی جوش ہے تو پہلے میری اطاعت قبول کرو، اِس کے بعد باضابطہ اس

مقدمہ کو پیش کرو، میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا، ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔[1]

پر افسوس کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزاروں عورتوں کو بیوہ اور ہزاروں بچوں کو یتیم کرنا تو گوارہ کر لیا پر صلح نہیں کی اور صلح کرتے بھی کیسے؟ کیوں کہ یہاں تو حکومتِ شام چھوڑنی پڑتی جو کہ سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ اُموی عمال (گورنر) کو بھی اُن کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے معزول کر دیا تھا اور یہ معزول کردہ تمام اُموی العمال (گورنر) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد و پیش جمع ہو گئے تھے اور بعض صحابہ بھی اپنے مقاصد کے لیے اُن کے دست و بازو بن گئے تھے۔

چنانچہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو بیس بائیس (20-22) سال سے شام کے والی (گورنر) تھے اور اِس طویل حکومت نے اُن کے دِل میں استقلال و خود مختاری کی تمنا پیدا کر دی تھی، جس کے حصول کے لیے اِس سے بہتر موقعہ میسر نہیں ہو سکتا تھا سو نہ آپ نے صلح کی دعوت قبول کی نہ بیعت کی، بلکہ بغاوت پر اُتر آئے اور مولا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور خود کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کر لیا، اِسی طرح اُنہوں نے یہاں سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر بھی خروج کیا۔

4. **فقال لهما الحسن ابن علي إنا بنو عبد المطلب قد أصبنا من هذا المال وإن هذه الأمة قد عاثت في دمائها**

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: 'ہم عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں (یعنی جود وسخا ہماری جبلّت ہے) اور یہ مال ہم نے (بسبب خلافت) حاصل کیا (جو ہم اہل وحواشی پر خرچ کرتے ہیں) اور یہ اُمّت اپنے خونوں میں لتھڑ جائے گی (یعنی ایک دوسرے کو قتل کریں گے)۔

اِس کی شرح میں علّامہ ابوالحسن علی بن خلف بن بطّال فرماتے ہیں:

'حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'ہم بنو عبد المطلب ہیں، ہماری فطرت میں یہ ہے کہ ہم اپنے گرد لوگوں پر کرم اور سخاوت سے کام لیں، ہم نے خلافت سے اِس مال کو حاصل کیا ہے اور لوگوں پر خرچ کرنا اور سخاوت کرنا ہماری عادت بن گئی ہے۔ اگر ہم خلافت کو چھوڑ دیں تو یہ ہماری عادت کے خلاف ہوگا اور ہمارے ساتھ جو لشکر ہے یہ لڑائی میں ماہر ہے، یہ بغیر رقم لیے ماننے والے نہیں ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ بغیر مال خرچ کیے فتنے کو ٹھنڈا کرنا ممکن نہیں ہے، اُن دونوں نے کہا: 'ہم آپ کے لیے ہر سال اتنا مال، اتنا غلّہ اور اَناج اور اِتنے کپڑے مقرر کرتے ہیں اور اِن کے علاوہ جو آپ کی ضرورت ہو، پھر اُن دونوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔'[2]

---

1. معین الدین احمد فی سیر الصحابہ (اردو): 01/238-239
2. ابن بطّال فی شرح صحیح البخاری (عربی): 08/96

اِس سے یہ بھی عیاں ہو گیا کہ نواصب امام حسن رضی اللہ عنہ پر جو مال و تحفے کی تہمت لگا کر آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کو بگاڑنا چاہتے ہیں وہ کتنے بڑے دھوکے باز ہیں اور کس طرح سے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں، گویا سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیچ دیا تھا، معاذ اللہ! اس طرح کی روایت میں جو کچھ کہا گیا ہے سب ناقابلِ قبول ہیں، اُن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

صُلح کی پیشکش امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی

- امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ 'فتح الباری' میں لکھتے ہیں:

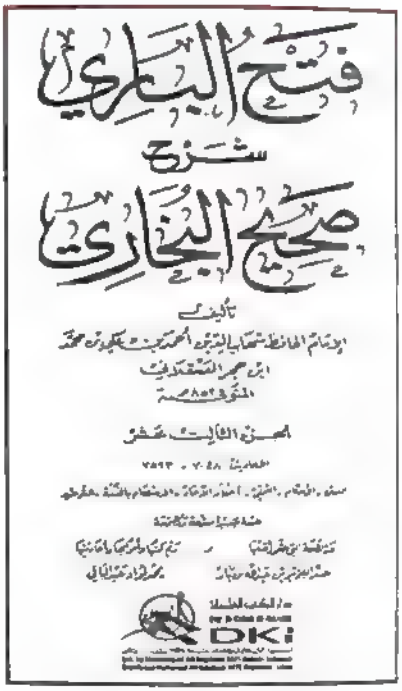
فتح الباري
شرح
صحيح البخاري

٨٠ كتاب الفتن/ باب ٢٠

فيمكن الجمع بأنهما عرضا أنفسهما فوافقهما ولفظه هناك «فبعث إليه رجلين من قريش من بني عبد شمس» أي ابن عبد مناف بن قصي «عبد الرحمن بن سمرة» زاد الحميدي في مسنده عن سفيان بن حبيب بن عبد شمس «قال سفيان وكانت له صحبة» قلت: وهو راوي حديث «لا تسأل الإمارة» وسيأتي شيء من خبره في كتاب الأحكام. وعبد الله بن عامر بن كريز بكاف وراء ثم زاي مصغر زاد الحميدي «ابن حبيب بن عبد شمس» وقد مضى له ذكر في كتاب الحج وغيره، وهو الذي ولاه معاوية البصرة بعد الصلح، وبنو حبيب بن عبد شمس بنو عم بني أمية بن عبد شمس، ومعاوية هو ابن أبي سفيان صخر بن حرب بن أمية (فقال معاوية: اذهبا إلى هذا الرجل فاعرضا عليه) أي ما شاء من المال (وقولا له) أي في حقن دماء المسلمين بالصلح (واطلبا إليه) أي اطلبا منه خلعه نفسه من الخلافة وتسليم الأمر لمعاوية وابذلا له في مقابلة ذلك ما شاء (قال فقال لهما الحسن بن علي: إنا بنو عبد المطلب قد أصبنا من هذا المال، وإن هذه الأمة قد عاثت في دمائها، قالا فإنه يعرض عليك كذا وكذا ويطلب إليك ويسألك، قال فمن لي بهذا؟ قالا: نحن لك به فما سألهما شيئاً إلا قالا نحن لك به، فصالحه) قال ابن بطال: هذا يدل على أن معاوية كان هو الراغب في الصلح وأنه عرض على الحسن المال ورغبه فيه وحثه على رفع السيف وذكره ما وعده به جده ﷺ من سيادته في الإصلاح به، فقال له الحسن: إنا بنو عبد المطلب أصبنا من هذا المال، أي إنا جبلنا على الكرم والتوسعة على أتباعنا من الأهل والموالي وكنا نتمكن من ذلك بالخلافة حتى صار ذلك لنا عادة وقوله إن هذه الأمة أي

'پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں سے کہا کہ اُس مرد کے پاس جاؤ اور اُس کے سامنے مال کی پیشکش کرو۔ جتنا وہ چاہے اور اُن سے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کی خاطر صُلح کی بات کرنا اور اُن سے خلافت سے دست برداری کو طلب کرنا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حکومت کو تسلیم کر لینے کی دعوت دینا اور اِس کے بدلے میں وہ جو چاہے خرچ کر دینا۔[1]

1 فتح الباری (عربی)، شرح صحیح البخاری لِامام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، 16/80، رقم حدیث: 7109

آگے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن بطال کا قول نقل کیا ہے:

ابن بطال نے کہا کہ یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صلح میں رغبت رکھتے تھے اور یہ کہ انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے مال بھی پیش کر دیا اور ان کو صلح کی ترغیب دی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ تلوار رکھ دیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ وعدہ یاد دلایا جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کی سرداری اور ان کے ذریعے صلح کا جو وعدہ کیا تھا۔[1]

مؤرخِ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تجدیدِ بیعت کے کام سے فارغ ہو کر اور ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر دمشق سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ صلح جنگ سے بہتر ہے اور مناسب یہی ہے کہ آپ مجھے خلیفۂ وقت تسلیم کر کے میرے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ کا عزم رکھتے ہیں، چالیس ہزار کا لشکر ہمراہ لیا اور کوفہ سے روانہ ہوئے۔''[2]

اس سے پتہ چلا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود صلح کی پیشکش کر رہے تھے اور انہوں نے اس پیشکش کے ساتھ عبد اللہ بن عامر کو بھیجا۔

مؤرخِ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں آگے لکھتے ہیں:

''عبد اللہ بن عامر کو مدائن کے قریب پہنچا سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ مقابلے کے لیے مع لشکر مدائن سے نکلے۔ عبد اللہ بن عامر نے اپنے مقابلے پر لشکر کو آتے ہوئے دیکھ کر اور قریب پہنچ کر اہلِ عراق کو مخاطب کر کے کہا کہ میں لڑنے کے لیے نہیں آیا۔ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمۃ الجیش (A Head of Army) ہوں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انبار میں بڑے لشکر کے ساتھ مقیم ہیں۔ تم لوگ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ''میرا سلام پہنچاؤ اور عرض کرو کہ عبد اللہ آپ کو اللہ کا واسطہ

---

1. فتح الباری (عربی)، شرح صحیح البخاری للامام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، 16/80، رقم: 7109
2. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخ اسلام (اردو): 1/616

دے کر کہتا ہے کہ لڑائی سے ہاتھ روکو تاکہ ہلاکت سے بچ جائیں۔'' جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو مدائن واپس چلے آئے اور عبد اللہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں امیر معاویہ کے ساتھ صلح کرنے اور خلافت سے دست بردار ہونے پر آمادہ ہوں۔''(1)

آخر میں ہم بخاری کی اِس حدیث - 2704 کی شرح میں اہلِ حدیث عالم مفتی مولانا اِسحاق صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔

'اِس صلح نامے میں کہیں رقم لینے دینے کا ذکر نہیں ہے۔'(2) جو اِمام بخاری رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'ہم بنو عبد المطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپے پیسے خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں، بغیر روپے دیے ماننے والے نہیں۔'

اِس کا مطلب یہ تھا کہ جیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شامیوں پر مال دولت نچھاور کر کے اُن کو گھی شکر کا عادی بنا دیا ہے، بیت المال کو منصفانہ طور پر تقسیم کر کے ہمیں بھی ہمارا پورا پورا حق دینا ہوگا تاکہ ہم عراقیوں کو دے سکیں جیسا کہ بخاری کی عبارت میں یہ صراحت موجود ہے جب کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور اُن کے خاندان کا گزران تو فقیرانہ تھا جو کہ ایک مسلّم حقیقت ہے۔

1. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخِ اسلام (اردو): 1/617-618
2. مولانا اسحاق فی مقصد حسین (اردو)، صفحہ: 251

بخاری کی ایک اور حدیث

(نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری شریف، جلد: 15، صفحہ: 1018، حدیث: 7109)

۲۰۔ بَابُ: قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۷۱۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى وَلَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ وَجَاءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِي عَلَى عِيسَى فَلِأَعِظَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرَى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتَّى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

نبی ﷺ کا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے یہ ارشاد کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: ہمیں علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں اسرائیل ابوموسیٰ نے حدیث بیان کی، سفیان نے کہا کہ میری حضرت ابوموسیٰ سے کوفہ میں ملاقات ہوئی، وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے، پس انہوں نے کہا: مجھے عیسیٰ (بن موسیٰ امیر کوفہ) کے پاس لے جائیں تو میں ان کو نصیحت کروں، پس گویا کہ ابن شبرمہ اس سے ڈرے، سو انہوں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حسن بصری نے حدیث بیان کی کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو پیٹھ نہیں پھیرے گا حتیٰ کہ وہ آخر تک مقابلہ کرے گا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر مسلمانوں کے بچوں کا والی کون ہوگا؟ تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں! پس عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا: ہم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کو صلح کی دعوت دیتے ہیں، پس حسن بصری نے کہا: میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ جس وقت نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے۔

(صحیح البخاری: ۳۷۰۴، ۳۶۹۸، ۲۷۰۴، ۲۰۶۶، ۲۵۳، ۲۵۳، ۲۵۵۰، ۲۶۵۱، ۷۰۹۵، سنن ترمذی: ۳۷۰۶، مسند احمد: ۵۹۷۵)

ترجمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ ارشاد کہ ''میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور بیشک اللہ عزوجل اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔''

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: ''ہمیں علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی، اُنہوں نے کہا ہمیں سفیان نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں اسرائیل ابو موسیٰ نے حدیث بیان کی، سفیان نے کہا کہ میری حضرت ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے کوفہ ملاقات ہوئی وہ ابن شُبرمہ کے پاس آئے، پس اُنہوں نے کہا: 'مجھے عیسیٰ (ابن موسیٰ امیرِ کوفہ) کے پاس لے جائیں تو میں اُن کو نصیحت کروں، پس گویا کہ ابن شُبرمہ اِس سے ڈرے، سو اُنہوں نے ایسا نہیں کیا، اُنہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو پیٹھ نہیں پھیرے گا حتّٰی کہ وہ آخر تک مقابلہ کرے گا''، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ''پھر مسلمانوں کے بچوں کا والی کون ہوگا؟'' تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا، ''میں!'' پس عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سُمرہ نے کہا: ''ہم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملاقات کرتے ہیں اور اُن کو صلح کی دعوت دیتے ہیں، پس حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل اِس کے سبب مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے۔''[1]

قارئین کرام! بخاری شریف کی اِن حدیثوں سے پتہ چلا کہ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ تو قرآن کی سورہ اَنفال کی آیت نمبر - 61 پر عمل کر رہے تھے۔ آپ حکمِ قرآن کے مطیع تھے۔ اگر آپ یہ صلح قبول نہ فرماتے تو نہ جانے کتنے اِلزام آپ پر لگا دیے جاتے کہ آپ فساد کو پسند کرتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بظاہر مصلحت کی چادر اوڑھ کر مسلمانوں کی خیر خواہی کا بہانہ بنا کر صلح کی پیشکش کی، اب اگر اِمام حسن رضی اللہ عنہ اِس پیشکش کو ردّ کر دیتے تو عوام میں اُن کو بدنام کرنے کا اچھا خاصہ بہانہ ہاتھ آ جاتا کہ یہ مسلمانوں کے بچے مروا کر خوش ہیں۔

اِس سے پہلے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ Policy حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا چکے تھے اُس وقت اُنہوں نے قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا بہانہ بنایا حالانکہ ملوکیت ملنے کے بعد نہ کوئی قصاص لیا نہ کبھی قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا!

1. نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، 15/1018، رقم: 7109، انٹرنیشنل نمبر: 7109

اُمّت کو قتل و خوں ریزی سے بچانے کے لیے صلح

مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'میں نے صلح صرف امّت کی اِصلاح اور اُمّت کو قتل وخوں ریزی سے بچانے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے کی ہے۔

لقد کان الحسن فی صلحہ مع معاویۃ مصیب، بارّ راشد، ممدوح ولیس یجد فی نفسہ حرجاً۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اُس میں امام حسن رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ آپ راست باز، راست رو اور ممدوح تھے، اپنے دل میں کوئی تنگی اور ملامت اور ندامت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ آپ اُس سے راضی اور خوش تھے اور جب ابو عامر سفیان بن لیل نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح کرنے پر عار دِلائی تو آپ نے ابو عامر کو کہا:

ولکنی کرھت ان اقتلھم علی الملک

کہ 'میں نے بادشاہت اور دنیا کے لیے لڑنا پسند نہیں کیا'

لہٰذا میں نے صلح کر لی ہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کے ذریعے امّت کے خوں کو رائیگاں بہنے سے بچا لیا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس بارے میں آپ کی مدح کی ہے جیسے کہ پہلے صحیح حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔[1]

مؤرخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

(امام حسن رضی اللہ عنہ) منزلیں طے کرتے ہوئے جب مقامِ دریائے عبد الرحمٰن میں پہنچے تو قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار کی جمعیت سے بطور مقدمۃ الجیش (A Head of Army) آگے روانہ کیا۔ سابات مدائن میں پہنچ کر لشکر کا قیام ہوا تو وہاں کسی نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ مارے گئے ہیں۔

1. غلام رسول جماعتی فی امام حسن رضی اللہ عنہ اور خلافت راشدہ (اردو)، صفحہ: 160-161

اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے یہاں ایک روز قیام کیا تاکہ سواری کے جانوروں کو آرام کرنے کا موقع مل جائے۔ اس جگہ آپ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ اِرشاد فرمایا اور حمد و ثناء کے بعد کہا کہ: ''لوگوں! تم نے میرے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کی ہے کہ صلح و جنگ میں میری متابعت کرو گے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ کو کسی سے بُغض و عداوت نہیں۔ مشرق سے مغرب تک ایک شخص بھی مجھ کو ایسا نظر نہیں آتا کہ میرے دل میں اِس کی طرف سے رنج و ملال اور نفرت ہو۔ اتفاق و اتحاد، محبت و سلامتی اور صلح و اسلام کو میں نااتفاقی اور دشمنی سے بہرحال بہتر سمجھتا ہوں۔[1]

اِمام حسن رضی اللہ عنہ و اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ پر کفر کے فتوے اور امّت میں مسلمانوں پر فتویٰ بازی کا آغاز

مؤرّخِ اِسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اِس تقریر کو سن کر خوارج اور منافقین نے فوراً تمام لشکر میں یہ بات مشہور کی کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ساتھ ہی اِمام حسن رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگانے کی رسم منافقوں اور سبائیوں کی ایجاد کردہ رسم ہے۔ اُنہی لوگوں نے اِمام علی رضی اللہ عنہ پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ (اِمام علی رضی اللہ عنہ پر خوارج نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا جن میں سبائی اور منافقین بھی شامل تھے۔)''

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ آج ہمارے زمانے کے بڑے بڑے علماء اور افضل الفضلاء کہلانے والے جبّہ پوش مفتی منافقوں اور مسلم نما یہودیوں کی پلید سنّت کو زندہ رکھنے اور اُمّتِ محمدیہ کے شیرازہ کو اپنی تکفیر بازی اور فتویٰ گری کے خنجر سے پارہ-پارہ اور پریشان کرنے میں پوری مستعدی و سرگرمی کو کام میں لا رہے ہیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔[2]

1. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخِ اسلام (اردو): 1/616
2. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخِ اسلام (اردو): 1/616-617

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ لوٹا گیا

غرض اِس کفریہ فتوے کا امام حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر پر یہ اثر ہوا کہ تمام لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ کوئی کہتا تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا تھا کافر نہیں ہوئے۔ آخر کافر کہنے والوں کا زور ہو گیا اور اُنہوں نے اپنے مخالف خیال کے لوگوں پر زیادتی اور مار دھاڑ شروع کردی۔ پھر بہت سے لوگ کافر کہتے ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ کے خیمے میں گھس آئے اور ہر طرف سے آپ کا لباس پکڑ پکڑ کر کھینچنا شروع کیا، یہاں تک کہ آپ کے جسم پر تمام لباس پارہ پارہ ہو گیا۔ آپ کے کاندھے پر سے چادر کھینچ کر لے گئے اور ہر چیز خیمے کی لوٹ لی۔ یہ حال دیکھ کر امام حسن رضی اللہ عنہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قومِ ربیعہ و ہمدان کو آواز دی۔ یہ دونوں قبیلے آپ کی حمایت وحفاظت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بدمعاشوں کو آپ کے پاس سے دِفاع کرنے میں کامیاب ہوئے۔ کچھ دیر بعد وہ شور وشر جو لشکر میں برپا تھا، فروغ ہوا۔ وہاں سے آپ شہرِ مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک خارجی نے جس کو جراح بن قبیضہ کہتے تھے، موقع پاکر آپ کو ایک نیزہ مارا جس سے آپ کی ران زخمی ہوگئی۔ آپ کو ایک چارپائی یا سہری پر اُٹھا کر مدائن کے قصر ابیض (White Palace) میں لائے اور وہیں آپ مقیم ہوئے۔ عبد اللہ بن خظل اور عبد اللہ بن ظبیان نے جراح بن قبیضہ بن خارجی کو قتل کیا۔ قصرِ ابیض میں آپ کے زخم کا علاج جراحوں (Surgeons) نے کیا اور جلد یہ زخم اچھا ہوگیا۔ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جو بارہ ہزار کا لشکر لے کر بطور مقدمۃ الجیش (Vanguard) (A Head of Army) آگے روانہ ہوئے تھے، مقامِ اَنبار میں مقیم تھے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آکر اُن کا محاصرہ کر لیا اور عبد اللہ بن عامر کو تحریکِ صلح کے لیے مدائن کی طرف بطور مقدمۃ الجیش (Vanguard) (A Head of Army) روانہ کیا۔ اُدھر مدائن پہنچ کر اور اپنے لشکروالوں کی یہ بدتمیزیاں دیکھ کر امام حسن رضی اللہ عنہ پہلے ہی صلح کا اِرادہ کرکے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد یعنی عبد اللہ بن حارث بن نوفل کو جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے، مع درخواست صلح روانہ کر چکے تھے۔ (1)

1. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخ اسلام (اردو): 1/616

حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی ایک اور وجہ:

سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ

مفتی مولانا اسحاق صاحب لکھتے ہیں: ''یہ گواہی خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے کی ہے، امیر معاویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اُن خطوط کا پلندہ بھجوایا جو آپ کے لشکر کے جرنیلوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھے تھے۔ اوپر [illegible] ہوں [illegible] کرپشن کو روتے ہیں، یہ سلسلہ پرانا ہے، اُن جرنیلوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ 'ہم حسن رضی اللہ عنہ و لشکر سے [illegible] کر رہے ہیں اور خود اُنہیں گرفتار کر کے تیرے حوالے کر دیں گے۔' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام بھجوایا کہ حسن [illegible]! یہ خط پڑھ لو، اِس فوج کے سہارے مجھ سے جنگ لڑنے آ رہے ہو؟ حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا اِس سے پہلے صلح کا کوئی ارادہ نہیں تھا بلکہ آپ قیس بن سعد صحابی رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بطور ہراول بھجوا چکے تھے اور خود پیچھے لشکر لے کر جا رہے تھے۔ اِسی دوران امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیشکش کر دی۔ مقصد یہ تھا کہ صلح نہ کی تو بدنام کریں گے اور جو کر لی تو پھر بعد میں جو چاہے کریں گے کون پوچھے گا؟ اور ایسا ہی کیا۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پیچھے لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اموی جاسوسوں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں۔ اِس افواہ کے بعد آپ کے لشکر میں شامل منافقین نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا، اُن کے نیچے سے مصلّہ کھینچ لیا اور آپ کے کندھے پر تلوار مار کر زخمی کیا۔ فوج کا یہ حال دیکھ کر آپ مدائن چلے گئے، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں کا کارنامہ تھا۔[1]

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ متوفّٰی: 630 ہجری اپنی مشہور تاریخ کی کتاب میں یہ پورا واقعہ کچھ اِس طرح نقل کرتے ہیں:

---

1. مولانا اسحاق فی مقصد حسین، صفحہ: 246-247

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سلطنت سپرد کرنا

''امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کے لشکر کے چالیس ہزار آدمیوں نے موت تک اُن کا ساتھ دینے کے وعدے سے بیعت کی تھی، یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب وہ اُن لوگوں سے شام کے متعلق کچھ باتیں بیان کرتے تھے۔ مگر اِس اِثنا میں کہ وہ روانگی کی تیّار کر رہے تھے شہید ہوگئے۔ حق یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اُسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ غرض کہ وہ شہید ہوگئے اور لوگوں نے بڑے صاحب زادے اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو آپ کو یہ خبر ملی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اہلِ شام کو ہمراہ لے کر اُن پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ اور اُن کا لشکر جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تیّار ہوکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے کوفہ سے روانہ ہوئے، اِس عرصے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسکن تک پہنچ چکے تھے۔ اُدھر مدائن میں حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ پہنچ کر قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنے بارہ ہزار آدمیوں مقدّمۃ الجیش کا سردار مقرر کر دیا اور یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے مقدّمۃ الجیش پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا۔ جب اِمام حسن رضی اللہ عنہ مدائن پہنچے تو کسی نے فوج میں بآوازِ بلند پکار کر کہا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے یہاں سے بھاگ چلو، یہ سنتے ہی لوگ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے خیمے میں گھس گئے اور آپ کا خیمہ لوٹنا شروع کیا یہاں تک کہ جس بچھونے پر آپ بیٹھے تھے اُس کو بھی کھینچ لیا۔''(1)

1. الکامل فی تاریخ۔ ابن اثیر (اردو): 3/25

صلح سے پہلے سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حالات ایسے ہوئے کہ لشکر کے جرنیل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گئے اور حسن رضی اللہ عنہ کو پتہ چل گیا کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ صلح قبول کریں یا موت قبول کریں تو اُنہوں نے صلح کر لی کیوں کہ ایسی موت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اُن کو خاموشی سے شہید کر دیا جانا تھا جب کہ اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ موت قبول کی جس کے بعد قاتل اپنے چہرے چھپا نہ سکے۔

اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: ہمیں اہلِ شام (کی لڑائی) سے کسی شک یا ندامت نے نہیں روکا بلکہ ہم اہلِ شام سے سلامتی اور صبر کے ساتھ لڑتے تھے مگر اب عداوت کی وجہ سے سلامتی جاتی رہی اور جزع (گھبراہٹ) کے سبب سے صبر چلا گیا، جب جنگِ صفّین کی طرف تم بلائے جاتے تھے تو اُس وقت تمہارا دین، دنیا سے مقدّم تھا، مگر اب تمہاری دنیا تمہارے دین سے مقدّم ہوگئی ہے، آگاہ رہو ہم تو اب بھی تمہارے لیے ویسے ہی ہیں جیسے تھے مگر تم ہمارے لیے ویسے نہیں رہے جیسے تھے۔ اِس وقت دو قسم کے لوگ تمہارے مقتول ہو چکے ہیں، کچھ تو صفّین میں مقتول ہو چکے ہیں، جن کے لیے تم رو رہے ہو اور کچھ لوگ نہروان میں مقتول ہوئے ہیں جن کا انتقام تم طلب کر رہے ہو، جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ ناکام ہیں اور جو رو رہے ہیں وہ پریشان ہیں۔ سنو! معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک ایسی بات کی طرف بلایا ہے جس میں نہ عزت ہے نہ انصاف پس اگر تم موت کے خواہش مند ہو تو، ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات نامنظور کر دیں اور اللہ جل جلالہ کے سامنے تلوار کی باڑھ سے فیصلہ کریں اور اگر تم زندگی کے خواہش مند ہو تو، ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات مان لیں اور جس بات پر تم راضی ہوں اُسی کو اختیار کریں، تو سب لوگوں نے ہر طرف سے اُنہیں آواز دی، کہ ''ہم باقی رہنے کے خواہش مند ہیں'' جب سب نے متفق ہو کر یہی بات کہی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح منظور کر لی۔''(1)

---

1. اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (اردو)۔ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ: 3/562

نفاق کی بنیاد پر صلح: ایک اور صحیح حدیث

صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ پر ایک اور صحیح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ پر جو لوگ منبروں اور کانفرنس کے اسٹیجوں سے چلّاتے ہیں اور اس صلح کی بنیاد پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں شاید اُنہوں نے بخاری و مسلم کی ایک ہی حدیث پڑھی ہے جس کی تشریح ہم لوگ بیان کر چکے ہیں مگر افسوس اُنہوں نے 'مشکوۃ' اور 'ابو داؤد' کی اُن صحیح احادیث کا علم نہیں لیا جو اِس صلح کو 'نفاق کی بنیاد کے ساتھ صلح' بتاتی ہے۔ ہم حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہلِ سنّت کے محدّثین کی شرح سے یہ ثابت کریں گے کہ یہ صلح دِلی رضامندی سے نہیں تھی بلکہ نفاق پر ہوئی تھی اور اِس پر ہم مشکوٰۃ کی ایک حدیث پیش کر کے اُس پر اہلِ حدیث محقق زبیر علی زئی و دیوبندی محدث مولانا راؤ محمد ندیم و بریلوی محدث مفتی احمد یار خان نعیمی کا 'مشکوٰۃ' کی حدیث کی تحقیق پیش کریں گے اور ساتھ میں ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بھی پیش کریں گے۔

مشکوٰۃ کی صحیح حدیث

٥٣٩٦: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ، كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ؟ قَالَ: ((السَّيْفُ)) قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَكُوْنُ إِمَارَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ)). قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ، فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَأَطِعْهُ، وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جَذْلِ شَجَرَةٍ)). قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ، مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ. وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ، وَجَبَ وِزْرُهُ، وَحُطَّ أَجْرُهُ)). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)). وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: ((هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ، وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ)). قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ؟ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ)). قُلْتُ: بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: ((فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ، فَإِنْ مُتَّ يَا حُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جَذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ [1]

[1] صحيح، رواه ابو داود (٤٢٤٤، صحيح، ٤٢٤٧، حسن)۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيَكُوْنُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُوْنُ إِمَارَةٌ عَلٰى أَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جَذْلِ شَجَرَةٍ فَقُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ تَعْدُ مَعَهُ نَهَرٌ وَنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وِزْرُهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهَرِهِ وَجَبَ وِزْرُهُ وَحُطَّ أَجْرُهُ فَقَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَتَّبِعُ الْمُهَرُ فَلَا تَقُوْمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلٰى أَقْذَاءٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُدْنَةٌ عَلٰى الدَّخَنِ مَا هِيَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ فِتَنٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ النَّارِ فَإِنْ مُتَّ يَاحُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جَذْلِ شَجَرَةٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

(۵۱۵۵) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی جیسے اس سے پہلے تھی؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا تو حفاظت کیا ہے فرمایا تلوار میں نے عرض کیا کیا تلوار کے بعد کچھ بقایا ہے؟ فرمایا ہاں ہوگی سلطنت ناپسندیدگی اور صلح دھوئیں پر میں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے تو اگر زمین پر کوئی اللہ کا خلیفہ ہو تو وہ تمہاری پشت پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے مگر تم اس کی فرمانبرداری کرنا ورنہ اس طرح مرجانا کہ کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو میں نے کہا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر اس کے بعد دجال نکلے گا جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی تو جو اس آگ میں گرے گا اس کا ثواب ثابت ہوجائے گا اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو اس کی نہر میں گرے گا اس کا گناہ ثابت ہو جائے گا اور اس کا ثواب ضبط۔ میں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا پھر گھوڑی بچہ دے گی تو اس پر سواری نہ کی جاسکے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا صلح دھوئیں پر اور لوگوں کا اجتماع ناپسندیدگی میں نے عرض کیا یارسول اللہ کہ دھوئیں پر صلح کیا کیا چیز ہے فرمایا کہ قوموں کے دل اس طرف نہ لوٹیں گے جس پر پہلے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی فرمایا اندھے بہرے گنگے ہوں گے جن پر کچھ لوگ دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے تو اے حذیفہ اگر تم اس حالت میں وفات سے اچھا ہے کہ تم ان میں سے کسی کی پیروی کرو (ابوداؤد)

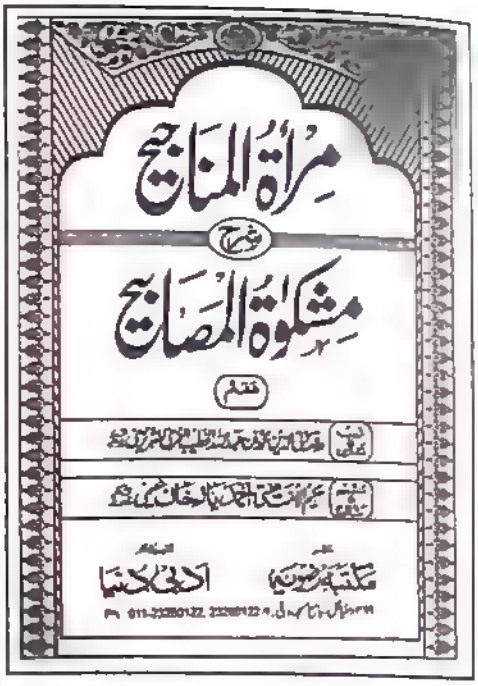

ترجمہ

روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اِس خیر کے بعد شر ہوگی جیسے اِس سے پہلے تھی،'' فرمایا: ''ہاں!''، میں نے عرض کیا، ''تو حفاظت کیا ہے؟'' فرمایا: ''تلوار''، میں نے عرض کیا، ''کیا تلوار کے بعد کچھ بقایا ہے؟'' فرمایا: ''ہوگی، سلطنت ناپسندیدگی اور صلحِ نفاق (دُھوئیں) (دوغلہ پن یا بُغض یا عداوت) پر۔ میں نے عرض کیا: ''پھر کیا ہوگا؟'' فرمایا: ''پھر گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے تو اگر زمین پر کوئی اللہ جل جلالہ کا خلیفہ ہو تو وہ تمہاری پشت پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے مگر تم اُس کی فرمابرداری کرنا ورنہ اِس طرح مرجانا کہ کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو۔'' میں نے کہا، ''پھر کیا ہوگا؟'' فرمایا: ''اِس کے بعد دجّال نکلے گا جس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی تو جو اُس آگ میں گرے گا اُس کا ثواب ثابت ہو جائے گا اور اُس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور جو اُس کی نہر میں گرے گا اُس کا گناہ ثابت ہو جائے گا اور اُس کا ثواب ضبط!'' میں نے عرض کیا:

''پھر کیا ہوگا؟'' فرمایا: ''پھر گھوڑی بچّہ دے گی تو اُس پر سواری نہ کی جا سکے گی حتّٰی کہ قیامت قائم ہو جائے گی'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا: ''صلح نفاق (دھوئیں) پر اور لوگوں کا اجتماع ناپسندیدگی۔'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُھوئیں (نفاق) پر صلح کیا چیز ہے؟'' فرمایا کہ: ''قوموں کے دل اس طرف نہ لوٹیں گے جس پر پہلے تھے۔'' میں نے عرض کیا: ''کیا اِس خیر کے بعد شر ہوگی؟'' فرمایا: ''اندھے بہرے فتنے ہوں گے جن پر کچھ لوگ دوزخ کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے، تو اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! اگر تم اِس حالت میں وفات پاؤ کہ تم کسی درخت کی جڑ دانت سے پکڑے ہو تو تمہارے لیے اُس سے اچھا ہے کہ تم اُن میں سے کسی کی پیروی کرو۔'' (ابوداؤد)[1]

تحقیق:

- اہلِ حدیث محقق و محدث شیخ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے اور کہا ہے کہ اِس کے راوی ابو داؤد کے ہیں۔[2]

تخریج:

- ابوداؤد فی سنن، 4/444، رقم: 4244 (صحیح)
- ابنِ ماجہ فی سنن، 2/1317، رقم: 3981
- احمد فی مسند، 5/403

تشریح:

- اس حدیث کی تشریح ہم ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی 'مرقاۃ المفاتیح' و بریلوی عالم مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مرآۃ المناجیح'' سے پیش کر رہے ہیں اور ساتھ میں ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پیش کر رہے ہیں۔

---

1. مرآۃ المناجیح، اردو ترجمہ و شرح مشکوٰۃ المصابیح، 7/161-162، رقم: 5154
2. شیخ زُبیر علی زئی فی مشکوٰۃ المصابیح مع الکامل فی اسماء الرجال (اردو): 3/238

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ملا علی بن سلطان القاری حنفی اِس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

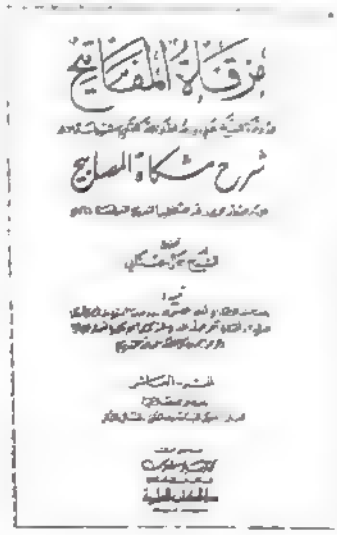
مرقاة المفاتيح
شرح مشكاة المصابيح

كتاب الفتن ٢٣

٥٣٩٦ ـ (١٨) وعن حذيفةَ، قال: قلتُ: يا رسولَ الله! أيكونُ بعد هذا الخير شرٌّ، كما كانَ قبلَه شرٌّ؟ قال: «نعمْ» قلتُ: فما العصمةُ؟ قال: «السَّيفُ» قلتُ: وهلْ بعدَ السَّيفِ بقيَّةٌ؟ قال: «نعمْ، تكونُ إمارةٌ على أقذاءٍ، وهدنةٌ على دَخَنٍ». قلتُ: ثم ماذا؟ قال: «ثمَّ ينشأُ دعاةُ الضَّلالِ، فإنْ

٥٣٩٦ ـ (وعن حذيفة قال: قلت: يا رسول الله أيكون بعد هذا الخير) أي الإسلام والنظام التام المشار إليه بقوله تعالى: ﴿اليوم أكملت لكم دينكم﴾ [المائدة ـ ٣]. والمعنى: أيوجد ويحدث بعد وجود هذا الخير (شر كما كان قبله) أي قبل الخير من الإسلام وهو زمن الجاهلية (شر. قال: نعم) أي لأن ما وراء كل كمال زوال إلا كمال ذي الجلال والإكرام (قلت: فما العصمة) أي فما طريق النجاة من الثبات على الخير والمحافظة عن الوقوع في ذلك الشر. (قال: السيف) أي تحصل العصمة باستعمال السيف أو طريقها أن تضربهم بالسيف. قال قتادة: المراد بهذه الطائفة هم الذين ارتدوا بعد وفاة النبي ﷺ في زمن خلافة الصديق رضي الله عنه كذا ذكره الشراح. ويمكن أن يشمل ما وقع من معاوية مع علي رضي الله عنهما فإن الحق كان مع علي وأن العصمة كانت بالمقاتلة مع معاوية كما يدل عليه حديث عمار: تقتلك الفئة الباغية. وقد قال تعالى: ﴿فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء إلى أمر الله﴾ [الحجرات ـ ٩]. (قلت: وهل بعد السيف بقية) أي من الشر أو من الخير. قال شارح: أي هل يبقى[1] الإسلام بعد محاربتنا إياهم. (قال: نعم تكون إمارة) بكسر الهمزة، أي ولاية وسلطنة. (على أقذاء) في النهاية، الأقذاء جمع قذى والقذى جمع قذاة، وهي ما يقع في العين والماء والشراب من تراب أو تبن أو وسخ أو غير ذلك. أراد أن اجتماعهم يكون على فساد في قلوبهم فشبهه بقذى العين ونحوها. قال القاضي [رحمه الله]: أي إمارة مشوبة بشيء من البدع وارتكاب المناهي. (وهدنة) بضم الهاء، أي صلح. (على دخن) بفتحتين، أي مع خداع ونفاق وخيانة وفي الفائق هدن أي سكن شربه مثلاً لما بينهم من الفساد الباطن تحت الصلاح الظاهر. اهـ. ويمكن أن يكون المعنى: ثم يكون اجتماع الناس على من جعل أميراً بكراهية نفس لا بطيب قلب. يقال: فعلت كذا وفي العين قذى، أي فعلته على كراهة وإغماض عين كما أن العين التي يقع فيها القذى ظاهرها صحيح وباطنها ضريح. وأصل الدخن هو الكدورة واللون الذي يضرب إلى السواد فيكون فيه إشعار إلى أنه صلاح مشوب بالفساد، فيكون إشارة إلى صلح الحسن مع معاوية وتفويض الملك إليه واستقرار أمر الإمارة عليه، وبه يظهر أن معاوية بصلح الحسن لم يصر خليفة خلافاً لمن توهم[2] خلاف ذلك والله [تعالى] أعلم. (قلت: ثم ماذا) أي ماذا يكون (قال: ثم تنشأ) أي تظهر (دعاة الضلال) أي جماعة يدعون الناس إلى البدع أو المعاصي (فإن

الحديث رقم ٥٣٩٦: أخرجه أبو داود في السنن ٤/ ٤٤٤ حديث رقم ٤٢٤٤، أخرجه ابن ماجه ٢/ ١٣١٧ حديث رقم ٣٩٨١، وأحمد في المسند ٥/ ٤٠٣.

(١) في المخطوطة «يبقى». (٢) في المخطوطة «وهم».

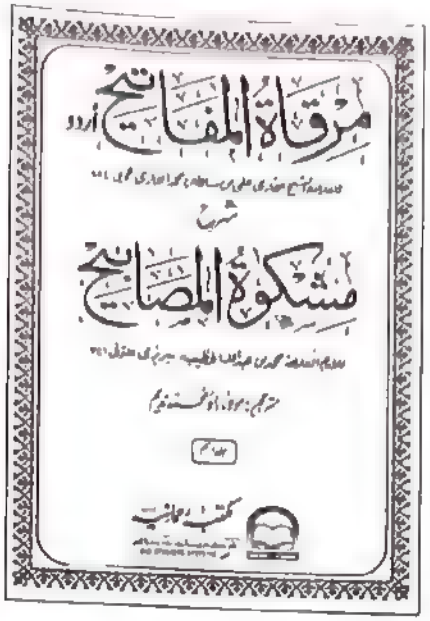

مرقاۃ شرح مشکوۃ اردو جلد دہم ۴۱ کتاب الفتن

قذاء: نہایہ میں لکھا ہے کہ أقذاء، قذی کی جمع ہے اور قذی قذاۃ کی جمع ہے اور "قذاۃ" کے معنی اس کیچڑ، کوڑے اور تنکے کے ہیں جو آنکھ میں یا پانی اور شرب وغیرہ میں پڑ جائے۔

اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت و امارت پر اتفاق اور اجتماعیت تو ہوگی مگر اس کی بنیاد تمہارے دلوں کے فساد پر ہو

مرقاۃ شرح مشکوۃ اردو جلد دہم ۴۲ کتاب الفتن

گی چنانچہ حکومت پر اتفاق اور اجتماعیت کو آنکھ کے کیچڑ وغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔ قاضیؒ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ایسی امارت جس میں بدعات کی آمیزش ہوگی اور نافرمانی کا ارتکاب ہوگا۔

- هدنة: ھاء کے ضمہ کے ساتھ، اس کا معنی ہے صلح۔

دخن: دال اور خاء کے فتحہ کے ساتھ اس کا معنی ہے دھوکہ، نفاق اور خیانت کے ساتھ صلح ہوگی۔

فائق میں لکھا ہے کہ هدن کا معنی ہے سکون۔

اس کا معنی یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ بغیر دلی رضامندی کے نفس کی ناگواری کے ساتھ کسی کی امارت پر اتفاق کریں گے، جب کوئی کام طبیعت کی ناگواری کے ساتھ آنکھوں کو بند کر کے کیا جائے، اُس وقت عربی کلام میں یوں کہا جاتا ہے: فعلته كذا وفي العين قذى۔ یعنی جیسا کہ وہ آنکھ جس میں کوئی تنکا وغیرہ پڑ جائے، بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے مگر اس کے اندر سخت سوزش ہوتی ہے اسی طرح حکومت قائم تو ہوگی مگر عوام اس پر دل سے متفق نہیں ہونگے اور وفاداری نہیں کریں گے۔

- دخن: اصل میں کدورت اور سیاہ مائل رنگ کو کہا جاتا ہے، چنانچہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صلح تو ہوگی مگر اس میں فساد کی آمیزش ہوگی، اور اس میں اس مصالحت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان ہوئی تھی جس کے تحت حضرت حسنؓ نے خلافت سے دستبردار ہو کر ملک کا نظام حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دیا تھا، اور حضرت امیر معاویہؓ نے امارت کو مستحکم کر لیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حسنؓ کی مصالحت کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ اس وقت کے مستحق خلیفہ نہیں بنے، جیسا کہ بعض حضرات کو اس کا وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

ترجمہ

اقذاء : نہایہ میں لکھا ہے کہ أقذاء، قذی کی جمع ہے اور قذی، قذاة کی جمع ہے اور قذاة سے مُراد اس کیچڑ، کوڑے اور تنکے کے ہیں جو آنکھ میں یا پانی اور شُرب وغیرہ میں پڑ جائے۔

اس جملے سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت و امارت پر اتفاق اور اجتماعیت تو ہوگی مگر اُس کی بنیاد تمہارے دلوں کے فساد پر ہوگی چنانچہ حکومت پر اتفاق اور اجتماعیت کو آنکھ کے کیچڑ وغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ایسی امارت جس میں بدعات کی آمیزش ہوگی اور نافرمانی کا ارتکاب ہوگا۔

هدنة : 'هاء' ضمہ کے ساتھ، اِس کا معنی 'صلح' ہے۔

دخن : 'دال' اور 'خ' فتحہ کے ساتھ، اِس کا معنی ہے 'دھوکا، نفاق اور خیانت' کے ساتھ صلح ہوگی'' فائق میں لکھا ہے کہ هدن کا معنی ہے 'سکون'۔

اِس کا معنی یہ بھی ہے کہ لوگ بغیر دِلی رضامندی کے نفس کی ناگواری کے ساتھ کسی کی امارت پر اتفاق کریں گے، جب کوئی طبیعت کی ناگواری کے ساتھ آنکھوں کو بند کر کے کیا جائے، اُس وقت عربی کلام میں یوں کہا جاتا ہے : "فعلته كذا وفي العين قذى" یعنی جیسا کہ وہ آنکھ جس میں کوئی تنکا وغیرہ پڑ جائے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے مگر اُس کے اندر سخت سوزش ہوتی ہے، اِسی طرح حکومت قائم ہوگی مگر عوام اُس پر دِل سے متفق نہیں ہوں گے اور وفاداری نہیں کریں گے۔

دخن : اصل میں کدورت اور سیاہ مائل رنگ کو کہا جاتا ہے، چنانچہ اِس میں اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ صلح تو ہوگی مگر اس میں فساد کی آمیزش ہوگی، اور اُس میں اِس مصالحت کی طرف اِشارہ ہے جو سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی جس کے تحت سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دست بردار ہو کر ملک کا نظام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امارت کو مستحکم کر لیا تھا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی مصالحت کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُس وقت کے مستحق خلیفہ نہیں بنے، جیسا کہ بعض حضرات کو اِس کا وہم ہوا ہے۔ (1)

1. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح (عربی) : 11/23 ؛ اُردو : 10/41-42

عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

اشعۃ اللمعات اردو جلد ۶ — ۲۸۴ — فتنے کا بیان۔ فصل ۱

۵۱۳۷ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي

اور انہی سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس کے پیشِ نظر کہ

اشعۃ اللمعات اردو جلد ۶ — ۲۸۵ — فتنے کا بیان۔ فصل ۱

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ كَانَ شَرٌّ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْتَدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ فِي الدَّارِمِيِّ

کہیں وہ مجھے پہنچ جائے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پہلے جہالت و شر میں تھے پھر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا۔ فرمایا ہاں! عرض کی گئی اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا ہاں مگر اس خیر میں کدورت ہوگی۔ عرض کیا کدورت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ قوم جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری ہدایت کے خلاف ہدایت قبول کرے گی ان کی بعض باتیں اچھی پاؤ گے اور بعض بری۔ عرض کیا گیا اس خیر کے بعد شر ہوگی فرمایا ہاں دوزخ کے دروازہ پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف ان کی بات مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ان کی علامت بھی بتا دیجئے۔ فرمایا وہ ہمارے گروہ سے ہوں گے ہماری زبان میں کلام کریں گے۔ عرض کیا اگر میں یہ پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو پکڑے رہنا۔ عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو؟ فرمایا ان تمام فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ اس طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ اور تنے سے پکڑ لو یہاں تک کہ تم کو اسی حالت میں موت آجائے۔

(دارمی) اور مسلم کی روایت میں یہ بھی آیا ہے فرمایا میرے بعد ایسے پیشوا ہوں گے جو نہ تیری سنت اختیار کریں گے اور نہ میرے طریقے کو اپنائیں گے ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے دیکھنے میں انسان ہوں گے۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں یہ وقت پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا اپنے امیر کی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تیری پیٹھ ہی پر مارا جائے اور تیرا مال لے لیا جائے پھر بھی سنو اور اطاعت کرو۔

اشعۃ اللمعات اردو جلد ۶ — ۲۸۶ — فتنے کا بیان۔ فصل ۱

سلہ عقل مند آدمی کے نزدیک نفع کے حصول سے نقصان سے تحفظ رہنا اہم ہے۔ شر سے مراد فتنے اور حوادث ہیں جو لوگوں کے درمیان ان کے نزاع و جدال کی وجہ سے ظاہر و واقع ہوئے کیا گرچہ مواقع حق نہ تھے باقی منہیات شریعت میں حصین ہیں اور ان کا سوال ان سے بھی مخصوص نہیں جیسا کہ سیاق حدیث اس پر دال ہے

سلہ آپ کے مبارک وجود مسعود کے ذریعے اسلام عطا فرمایا اور اس پر ثابت کی توفیق دی۔

سلہ کیا اس خیر کے بعد شر یا ظلم اور دین میں اختلال کا اندیشہ ہے۔

سلہ دین اس نہج پر قائم ہو جائے جس طرح کہ تھا۔

سلہ دَخَن، دال اور خاء دونوں پر زبر یا دخان کے معنی میں ہے یعنی چیز جو شر کے ساتھ متصل ہو یعنی لوگوں کے دلوں میں جو صدق اور خلوص تھا نہ رہے گا۔ وہ اعتقادات صحیحہ، اعمال صالحہ اور عادات حسنہ کا اختلاف جو قرن اول میں تھا نہ رہے گا، برائی اور بدعات پیدا ہو جائیں گی۔ اہل بدعت والی امت ظاہر ہو جائیں گے

سلہ یعنی صوفیہ و ملک جائز و ناجائز، دونوں ان میں جمع ہوں گے اور خیر و شر کا امتزاج و اختلاط ہوگا اور یہی آپ کے ارشاد تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ أَوْ يَسْتَقِيمُونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي کا بھی مراد ہے۔ بعض نے فرمایا شر کے بعد خیر سے مراد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد ہے اور الَّذِينَ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ سے مراد ان کے بعد آنے والے امراء ہیں ان کے درمیان جو کوئی تھے انہوں نے بدعت کو رواج دیا اور خوارج یعنی شیاطین کی مانند ہے کہ یہی احتمال ہے کہ شر سے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہو اور اس کے بعد خیر امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد ہو، کدورت و شر سے مراد وہ جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منبر پر سرِ عام لعنت کیا کرتے تھے۔

ترجمہ

اور اُنہی (سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اِس کے پیشِ نظر کہ کہیں وہ مجھے پہنچ جائے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم پہلے جہالت و شر میں تھے پھر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا، تو کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟'' فرمایا: ''ہاں!'' عرض کیا گیا، ''اِس شر کے بعد خیر ہوگی؟'' فرمایا: ''ہاں! مگر اِس خیر میں کدورت ہوگی۔'' عرض کیا، ''کدورت سے کیا مراد ہے؟'' وہ قوم جو میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری عادت کے خلاف عادت قبول کرے گی اُن کی بعض باتیں اچھی پاؤ گے اور بعض بُری۔'' عرض کیا گیا، ''اِس خیر کے بعد شر ہوگی؟'' فرمایا، ''ہاں! دوزخ کے دروازے پر بلانے والے، جو دوزخ کی طرف اُن کی بات مانے گا اُسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔'' میں نے عرض کیا، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُن کی علامت بھی بتائیں۔'' فرمایا: ''وہ ہمارے گروہ سے ہوں گے، ہماری زبان میں کلام کریں گے۔'' عرض کیا کہ ''اگر میں یہ پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟'' فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے اِمام کو پکڑے رہنا۔'' عرض کیا: ''اگر مسلمانوں کی جماعت اور اِمام نہ ہو؟'' فرمایا: ''اُن تمام فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ اِس طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ لو حتّٰی کہ تم کو اِسی حالت میں موت آ جائے۔''

بخاری و مسلم کی روایت میں یہ بھی آیا ہے، فرمایا: ''میرے بعد ایسے پیشوا ہوں گے جو نہ تو میری سنّت اختیار کریں گے اور نہ ہی میرے طریقے کو اپنائیں گے، اُن میں سے کچھ لوگ اُٹھیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے، اِنسانی جسموں میں۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں یہ وقت پاؤں تو کیا کروں؟'' فرمایا: ''اپنے امیر کی سنو اور اِطاعت کرو، اگرچہ تیری پُشت ماری جائے اور تیرا مال لے لیا جائے، پس سن اور اِطاعت کر۔''(1)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: دَخَنٌ 'د' اور 'خ' دونوں پر زبر، یہ ''دُخان'' کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جو شر کے ساتھ متصل ہو یعنی لوگوں کے دلوں میں جو صدق اور خلوص تھا وہ نہیں رہے گا۔ وہ اعتقاداتِ صحیحہ، اعمالِ صالحہ اور وہ بادشاہوں کا عدل و انصاف جو قرنِ اوّل میں تھا، نہ رہے گا۔ برائی اور بدعات پیدا ہو جائیں گی، اہلِ بدعت و اہلِ سنّت مخلوط ('Mixed' or 'Confused') ہو جائیں گے۔ یعنی معروف و منکر، جائز و ناجائز، دونوں ان میں جمع ہوں گے اور خیر و شر کا امتزاج و اختلاط ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد لَهُمْ فِيهِ دَخَنٌ أَوْ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي سے بھی یہی مراد ہے۔ بعض نے فرمایا: 'شر' کے بعد 'خیر' سے مراد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور ہے اور الَّذِينَ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ سے مراد اُن کے بعد آنے والے امیر ہیں۔ اُن کے درمیان جو کوئی تھے اُنہوں نے بدعت کو رِواج دیا، مثلاً خوارج، یعنی شارحین کی رائے ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ 'شر' سے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو اور اُس کے بعد 'خیر' امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا دور ہو، ''کدورت و شر سے مراد وہ ''جماعت'' جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر منبر پر بیٹھ کر لعنت کیا کرتے تھے۔

1. اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، 6/384-385، رقم: 5147

ابن تیمیہ کا قول

ولهذا لم يضمن النبي صلى الله عليه وسلم أسامة بن زيد[1] دم المقتول الذي قتله متأولا، مع قوله: «أقتلته بعد أن قال لا إله إلا الله؟ أقتلته بعد أن قال لا إله إلا الله؟ أقتلته بعد أن قال لا إله إلا الله؟»[2] ولهذا لا تقام الحدود إلا على من علم التحريم[3].

والخير الثاني اجتماع الناس لما اصطلح الحسن ومعاوية، لكن كان[4] صلحاً على دَخَن، وجماعة على أقذاء، فكان في النفوس

وأنس وابن المسيب وغيرهم، وقد توفي سنة ١٢٤ وقيل سنة ١٢٥. ترجمته في تهذيب التهذيب ٩/٤٤٥ - ٤٥١، الخلاصة للخزرجي، ص ٣٠٦ - ٣٠٧.

(١) بن زيد: ساقطة من (أ)، (ب).

(٢) الحديث عن أسامة بن زيد رضي الله عنه في موضعين في: مسلم ١/٩٦ - ٩٧ (كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال لا إله إلا الله). وهو في: سنن أبي داود ٣/٦١ (كتاب الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون). وجاء حديث آخر بنفس المعنى عن عمران ابن حصين رضي الله عنه في: سنن ابن ماجة ٢/١٢٩٦ (كتاب الفتن، باب الكف عمّن قال لا إله إلا الله)؛ المسند (ط. الحلبي) ٤/٤٣٨ - ٤٣٩.

(٣) ن (فقط): الحدود.

(٤) ن، م: وكان ذلك.

- ٥٦٠ -

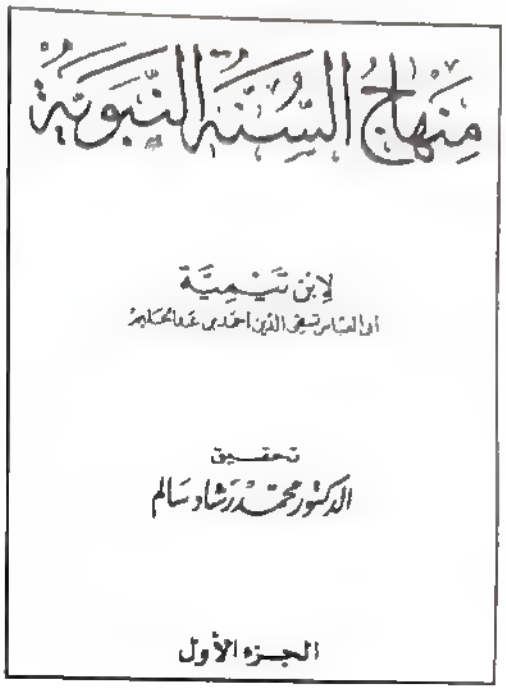

وَالْخَيْرُ الثَّانِي: اِجْتِمَاعُ النَّاسِ لَمَّا اصْطَلَحَ الْحَسَنُ وَمُعَاوِيَةُ، لٰكِنْ كَانَ صُلْحًا عَلٰى دَخَنٍ، وَجَمَاعَةً عَلٰى أَقْذَاءٍ.

اور دوسری خیر لوگوں کا وہ اجتماع ہے جو امام حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کے وقت ہوا لیکن وہ صلح کینہ پر تھی اور اجتماع کدورتوں پر تھا۔[1]

1. منہاج السنۃ (عربی): 1/560

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ ، الصُّلْحُ الَّذِي وَقَعَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

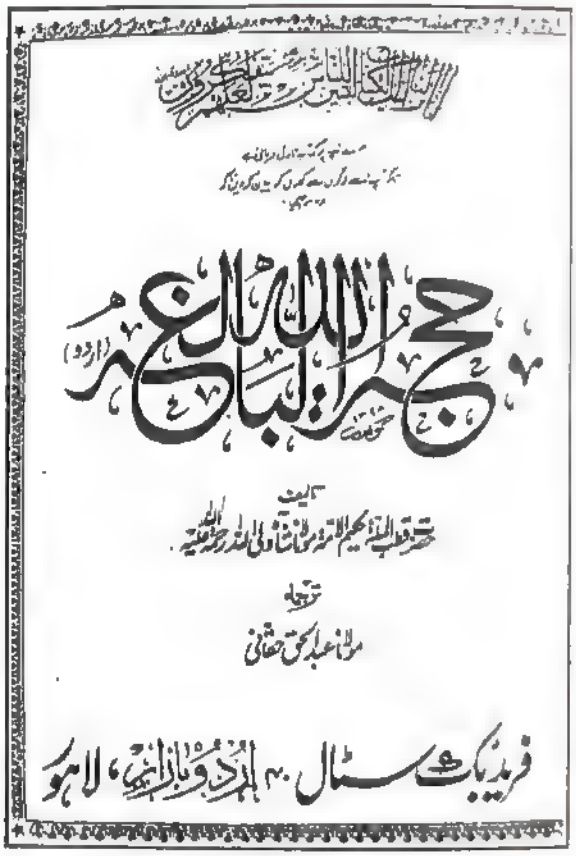

پیدا ہوگا۔ اسی طرح ذوقتم کے دل ہو جائیں گے ایک سپید چٹان کی طرح صاف دبے داغ اس کو کوئی فتنہ
حضرت نہ پہنچائے گا۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ دوسرا سیاہ گرد آلود۔ جیسے ٹیڑھا کوزہ۔ نہ نیکی کو
شناخت کرتا ہے نہ بدی کی۔ بجز اپنی خواہش کے جو دل میں سرایت کر گئی ہے۔

میں کہتا ہوں جب فتنے برپا ہوتے ہیں تو نفسانی اور شیطانی دلوں کی دل میں جنبش ہوتی ہے جدا جدا
دلوں کو تغیر یعنی ہیں کوئی بادی نہیں ہوتا جو حق پر آمادہ کرے اس واسطے انہی دلوں کو ان فتنوں سے خطرہ
اور بیگانگی ہوا کرتی ہے جو ان کی مخالفت اور بدنیاتی سے آشنائے محض ہوتے ہیں باقی اور سبھوں
پر ان کا عام اثر ہوا کرتا ہے۔

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امانت اصل طبیعت میں پیدا ہوا کرتی ہے پھر اس کا علم قرآن
و حدیث کے ذریعہ سے ہو جاتا ہے۔ اور امانت کے جاتے رہنے کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان
فرمایا کہ آہستہ آہستہ امانت کا اثر دل سے زائل ہوتا ہے۔ اول اول اس کا نورانی ہو کر کسی قدر تیرگی رہ
جاتی ہے پھر اثر ظلمت کا دیر پا ہو جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں جب خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ اسلام کو غلبہ ہو تو ایک قوم کو اس نے پسند کیا
اور اطاعت و جان نثاری کا ان کو مرتاض اور مشتاق بنایا حکم الٰہی کے موافق ان کی ہمت اور عزم کو
جمع کیا۔ پھر اسی اجمالی فرمان پذیری کے احکام کی قرآن و حدیث میں پوری تفصیل کر دی گئی۔ اس کے بعد رفتہ
رفتہ غفلت اور بے پروائی بڑھتی جاتی ہے اس وقت نہایت ہوشمندی اور فراست میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ
اس کے دل میں دین الٰہی اور لوگوں کے باہمی تعلقات اور معاملات میں ادنیٰ حصہ تدین اور امانت کا نہیں
ہوا کرتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
کہ جیسے اسلام سے پیشتر تاریکی پھیلی گئی تھی کیا بعد کو بھی ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا ہاں البتہ ہو جائے
گی۔ میں نے کہا اس سے نجات کیسے حاصل ہوگی آپ نے فرمایا تلوار نجات دے سکے گی۔ میں نے کہا بعد تلوار
کے بھی کیا کچھ تاریکی باقی رہے گی آپ نے فرمایا ہاں ناخوشی اور ناآزادی سے حکومت قائم ہوگی اور مکر و فساد سے صلح ہوگی۔ میں
نے عرض کی پھر کیا ہوگا۔ فرمایا گمراہی کی طرف لوگ بلائیں گے اگر اس وقت میں کوئی خلیفہ موجود ہو جو امور باطل پر تیرے پیٹ
پر درے لگائے اور تجھ سے مال وصول کرے تو اس کی اطاعت کر ورنہ افسوس و غم کی حالت میں مرجانا۔

میں کہتا ہوں وہ زمانہ جس میں نجات تلوار سے حاصل ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد
خلافت تھا جس میں اہل عرب مرتد ہو گئے تھے۔ اور ناخوشی کی حکومت وہ باہمی نزاع تھی جو حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آئی۔ اور مکر و فساد کی وہ صلح تھی۔ جو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی

''میں کہتا ہوں وہ زمانہ جس میں نجات تلوار سے حاصل ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت تھا جس میں اہلِ عرب مرتد ہو گئے تھے اور نہ خوشی کی حکومت ، نہ وہ باہمی نزاع تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

عہدِ خلافت میں پیش آئے اور مکر وفساد کی وہ صلح تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی...۔"[1]

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'مرأۃ المناجیح اردو ترجمہ و شرح مشکوٰۃ المصابیح' میں اِس حدیث کی شرح میں کچھ یوں لکھتے ہیں.....

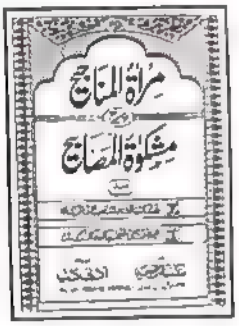

۴۔ اقذاء جمع ہے قذی کی بمعنی آنکھ کا تنکا وغیرہ جس میں بظاہر آنکھ اچھی ہوتی ہے مگر بباطن تکلیف یہاں مراد ہے ناپسندیدگی اور بددلی یعنی لوگ کسی کو اپنا امیر مانیں گے تو صرف ظاہر سے ان کے دل اس سے راضی نہ ہوں گے۔ نیز اس سلطنت میں بدعات وغیرہ ہوں گی۔ کدورت ہوگی اس میں اشارہ ہے حضرت امام حسن اور امیر معاویہ کی صلح کی طرف اگرچہ یہ صلح تو ہوگئی مگر لوگوں کے دلوں میں صفائی نہ ہوئی۔ اس لئے ہمارا مذہب ہے کہ حضرت امیر معاویہ اس صلح کے بعد خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سلطان اسلام ہوئے۔ اسلام میں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اور پہلے سلطان امیر معاویہ (مرقات)

أقذاء جمع ہے قذی کی، بمعنی آنکھ کا تِنکا وغیرہ جس میں بظاہر آنکھ اچھی ہوتی ہے مگر بباطن تکلیف، یہاں مراد ہے ناپسندیدگی اور بددِلی یعنی لوگ کسی کو اپنا امیر مانیں گے تو صرف ظاہر سے اُن کے دِل سے راضی نہ رہیں گے۔ نیز اِس سلطنت میں بدعات وغیرہ ہوں گی۔ کدورت ہوگی، اِس میں اِشارہ ہے حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کی طرف، اگرچہ یہ صلح تو ہوگئی مگر لوگوں کے دِلوں میں صفائی نہ ہوئی، اِس لیے ہمارا مذہب ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس صلح کے بعد خلیفہ نہ ہوئے بلکہ "سلطانِ اسلام" ہوئے۔ اِسلام میں پہلے خلیفہ ابو بکر صدّیق اور پہلے سلطان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔[2]

1. حجت اللہ البالغہ، (عربی): 2/579، (اردو)، صفحہ: 715-716
2. مرأۃ المناجیح اردو ترجمہ وشرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 7/164، رقم: 5157

صلح نفاق پر ہوگی: ابو داؤد کی ایک صحیح حدیث

'مشکوۃ المصابیح' کی طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی طرف اشارہ کرتی ہوئی ایک حدیث 'سنن ابو داؤد' میں موجود ہے۔

4246- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ فِي رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قُلْنَا: بَنُو لَيْثٍ، أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثِ حُذَيْفَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: فِتْنَةٌ وَشَرٌّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: يَا حُذَيْفَةُ، تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ، وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ فِيهَا - أَوْ فِيهِمْ - قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ؟ قَالَ: لَا تَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَبَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ، صَمَّاءُ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ، فَإِنْ مُتَّ يَا حُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ.

(۱) (۲) نصر بن عاصم لیثی بیان کرتے ہیں' ہم لوگ یشکری کے پاس آئے ہم بنی لیث سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ تھا۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے جواب دیا: ہم بنی لیث سے ہیں ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں دریافت کریں۔ انہوں نے اس حدیث کو سنایا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: آزمائش بھی ہوگی اور برائی بھی ہوگی۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں نے دریافت کیا: اس برائی کے بعد کوئی بھلائی ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! تم اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو اور اس میں جو حکم موجود ہے اس کی پیروی کرو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ھدنۃ علی دخن وجماعۃ علی اقذاء فیھا او فیھم'' میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ''ھدنۃ علی دخن'' کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے دل تبدیل نہیں ہوں گے۔ اس صورتحال پر ہے جس پر وہ پہلے تھے۔ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں' یارسول اللہ اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایسی آزمائش ہوگی جو اندھا کر دے گی، بہرا کر دے گی۔ اس میں جہنم کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے۔ اے حذیفہ! اس وقت اگر تم اس حالت میں مرجاؤ (کہ تم جنگل میں تنہا زندگی بسر کرتے ہوئے) درخت کی جڑ چباتے ہوئے مرجاؤ! تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے کہ تم ان میں سے کسی ایک کی پیروی کرو۔

ترجمہ

نصر بن عاصم لیثی بیان کرتے ہیں، ہم لوگ یشکری کے پاس آئے، ہم بنولیث سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ تھا۔ اُنہوں نے دریافت کیا: 'تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟' ہم نے جواب دیا: 'ہم بنولیث سے ہیں ہم آپ کے پاس اِس لیے آئے ہیں تاکہ آپ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں دریافت کریں۔' اُنہوں نے اِس حدیث کو سنایا کہ 'حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اِس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'آزمائش بھی ہوگی اور برائی بھی ہوگی' وہ بیان کرتے ہیں، میں نے دریافت کیا: 'اِس برائی کے بعد کوئی بھلائی ہوگی؟' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! تم اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو اور اس میں جو حکم موجود ہے اُس کی پیروی کرو' یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: 'کیا برائی کے بعد بھلائی ہوگی؟' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "هدنة على دخن وجماعة على اقذاء فيها وفيهم" میں نے دریافت کیا: 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! "هدنة على دخن" کا مطلب کیا ہے؟' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'ان لوگوں کے دل تبدیل نہیں ہوں گے۔ اس صورتحال پر ہے جس پر وہ پہلے تھے۔' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اِس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'ایسی آزمائش ہوگی جو اندھا کر دے گی، بہرہ کر دے گی۔ اُس میں جہنم کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے، اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! اُس وقت اگر تم اِس حالت میں مر جاؤ (کہ تم جنگل میں تنہا زندگی بسر کرتے ہوئے) درخت کی جڑ چباتے ہوئے، مر جاؤ! تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے کہ تم اُن میں سے کسی ایک کی پیروی کرو۔'[1]

یاد رہے! اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کا کوئی یہ مطلب نہ نکالے کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے بہتر سمجھتے تھے کیوں کہ اُس وقت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ[2] جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے جنہیں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے 6 رُکنی کمیٹی یعنی شوریٰ میں بھی شامل کیا تھا۔

---

1. شرح سنن ابو داؤد: 7/566-567، رقم: 4246
2. سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سالِ وفات کے بارے میں اختلاف ہے، مختلف روایتوں میں جدا جدا طور پر اُن کا سالِ وفات ہجری سن 51، 56، 57 اور 58 بتایا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 'تہذیب التہذیب' میں تمام روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ہجری سن 55 والی روایت زیادہ معتبر ہیں۔' یعنی ہجری سن 41 میں "صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ" کے وقت آپ اِس دنیا میں موجود تھے۔
(Incyclopedia Sirat-e-Sahaba-e-Kiram - p.562, Darussalam)

مگر جیسا کہ ہم آگے بیان کر چکے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت وبادشاہت کے حریص تھے اور اگر صلح نہ کی جائے تو پھر جنگ ہوگی اور مسلمانوں کا خون بہے گا اور بعد میں یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا کہ 'بنو ہاشم خلافت کے حریص ہیں، انہیں عوام سے کوئی سروکار نہیں یہ تو صرف حکومت چاہتے ہیں (معاذ اللہ)' اور صلح کے بعد بھی یہ افواہیں پھیلا دی گئیں کہ آپ خلیفہ بننا چاہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اِس صلح سے کچھ وقت کے لیے اُمّت میں اتحاد قائم ہو رہا تھا اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت ہو رہی تھی اور اِس کے ساتھ اہلِ شام جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا نعرہ لگا رہے ہیں حالانکہ وہ ایک فریب ہے تو وہ بھی صلح کے بعد آشکار ہو جائے گا۔ مندرجۂ بالا حدیث کے مطابق یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ جو امارت قائم ہونے جا رہی ہے وہ خالص اسلامی نہیں بلکہ فتنہ و فساد کی بنیاد پر قائم ہو رہی ہے یعنی ظاہری طور پر تو اسلامی حکومت کہلائے گی مگر باطنی طور پر اُن کے دل صاف ستھرے نہیں ہیں بلکہ غبار آلود ہیں لیکن دیکھنے میں خوش نما بوئے وفا۔ یہ صلح کدورت پر ہونے جا رہی ہے یعنی دھوکا دھڑی اور نفاق پر صلح ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ اچھے سے جانتے تھے کہ اب خلافت کی جگہ ظلم وزیادتی والی بادشاہت آجائے گی یعنی اہلِ حق پر باطل کا غلبہ ہو جائے گا جیسا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'میرے بعد خلافت تیس (30) سال ہوگی پھر وہ خلافت ظلم و زیادتی والی بادشاہت میں بدل جائے گی۔'

سیدھی بات یہ ہے کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تک پانچوں خلفائے راشدین کی بیعت میں کسی صحابی یا عام مسلمانوں نے بھی اُن سے کوئی شرائط نہیں لکھوائی کیوں کہ 'بیعت' کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جس کی بیعت کروگے اُسے بلا شُبہ خلیفہ کے عہدے کے لائق سمجھتے ہیں اور اُس پر بھروسا کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسنّت کے مطابق خلافت کو انجام دے گا۔ اِسی لیے یہ پانچوں خلفاء کی بیعت میں شرائط لکھوائی نہیں گئی جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرتے وقت شرائط لکھوائی تو کیا امام حسن رضی اللہ عنہ اگر بیعت ہی کر رہے تھے تو پھر آپ کو شرائط لکھوانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا آپ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شبہ تھا کہ وہ قرآن وسنّت پر عمل نہیں کریں گے؟ اور اگر بھروسا تھا اور وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لائق سمجھتے تھے اور بیعت ہی کرنا چاہتے تھے یا اُنہوں نے بیعتِ اِطاعت ہی کی تھی تو پھر بیعت کے اصول کے خلاف شرطیں لکھوانے کی کیا ضرورت تھی! وہ بھی یہ شرط کہ 'امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن وسنّتِ رسول کے مطابق عمل کریں گے؟' کیا حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی صحابی نے ایسی کوئی شرطیں لکھوائی تھیں؟ روایتوں میں ملتا ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے 6 ماہ کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو کیا اُنہوں نے اُس وقت بھی کوئی شرطیں لکھوائی؟ نہیں، کیوں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہر لحاظ سے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لائق سمجھتے تھے۔ بالکل اِسی طرح جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرایا تو کیا اُن سے کوئی شرطیں لکھوائی تھیں؟ بالکل نہیں! اِسی طرح جب عبد الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور مولا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں ملاقات کی تو اُنہیں صرف پوچھا تھا کہ آپ قرآن وسنت کے طریقے کے مطابق عمل کروگے مگر کبھی اِس بات کو بطورِ شرط نہیں لکھوائی اور بالکل اِسی طرح بدری اصحاب کی ایک بڑی جماعت نے جب مولا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو نہ ہی اُنہوں نے کوئی شرطیں لکھوائیں نہ ایسی شرطیں صحابۂ کرام نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس لکھوائیں تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر امام حسن رضی اللہ عنہ بیعت کرتے تو بالکل بدر و اُحد کے صحابہ کی جماعت کے اجماع کے مطابق بغیر کوئی شرط لکھوا کر لیتے، مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ بیعت نہیں بلکہ 'صلح کا معاہدہ' تھا جسے بعد میں تاریخی کتابوں میں بیعت کا لفظ مشہور کر دیا۔

آج اُمّت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کو ٹھیک طریقے سے سمجھ نہیں سکتی اِس کی اصل وجہ ہی یہ ہے کہ اِس کو 'بیعتِ حسن' کہہ کر ذکر کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے اور آج کل منبروں سے چیخ چیخ کر کہا جاتا ہے کہ ''لوگو! اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کرلی، اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظلم کرنے والے ہوتے یا ناحق پر ہوتے یا جنگِ صفّین میں باغی گروہ سے ہوتے (جس نے عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو قتل کیا) تو کیا اِمام حسن رضی اللہ عنہ اُن کے ہاتھوں پر بیعت کرتے؟''

تو ہم ایسے نادانوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ حدیث کی کتابوں کا اصولِ حدیث کے ساتھ مطالعہ کیجیے اور تاریخ کی صحیح روایتوں کو پڑھو اور خلفائے راشدین کے بیعت کا طریقہ جانو تو پتہ چلے گا کہ یہ بیعتِ اِطاعت نہیں بلکہ صُلح تھی۔

آخری لاجواب دلیل

صُلح اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے جو لوگ یہ مطلب نکال رہے ہیں کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حق پر تھے اور آپ خلافت کے لائق تھے، اُن سے ہمارا معصومانہ سوال ہے کہ پھر اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے نانا نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے میں بنو کُریز کے یہودیوں اور مکّہ کے مشرکوں سے صلح کر چکے تھے، تو اب آپ یہ بات کہیں گے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں اور مشرکوں سے صلح کر لی لہٰذا یہودی اور مشرک بھی حق پر تھے (نعوذ باللہ) بالکل نہیں، جس طرح نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ایک معاہدہ کیا تھا جو صلحِ حُدیبیہ سے مشہور ہے اور جب بعد میں مشرکوں نے دھوکا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح ختم کر دی بالکل اِسی طرح یہاں سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو ولی عہد بنا کر صلح کی آخری شرط کو بھی پورا نہیں کیا۔

باب-8

صلح اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط

جس طرح صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے نام پر کئی جھوٹ پھیلائے گئے بالکل اُسی طرح 'صلحِ اِمام حسن کی شرائط' کے نام پر بھی کئی جھوٹ پھیلائے گئے۔ ہم نے اِس باب میں الگ-الگ کتابوں سے صلح کی شرطیں بیان کی ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ صلح کی شرائط کیا تھیں۔

صُلحِ اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شرطیں

1. سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے جن شرطوں کی بنیاد پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت سپرد کی تھی، اُن کی پوری تفصیلات شروحِ احادیث اور کتبِ تاریخ میں درج ہیں۔

مثلاً:

(1) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ جل جلالہ کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔

(2) سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُن کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی۔

(3) آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ) جو اللہ جل جلالہ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور عبدالمطلب کی اولاد کو ملے گا جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار سے ملتا آرہا ہے۔

(4) سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ پر بنو اُمیّہ کے منبروں سے ہونے والا سبّ وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کردیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

(5) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ امّت کو خلیفہ کے انتخاب کے لیے شوریٰ (مسلمانوں کی صلاح کار کمیٹی) پر چھوڑیں گے۔[1]

---

1. ابن عبد البر، ابن حجر، ابن کثیر، فتح الباری (بخاری کی 7109 کے تحت)

2. ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی اپنی کتاب 'الصواعق المحرقۃ' میں صلح کی شرائط کو رقم فرماتے ہیں:

الصَّوَاعِقُ المُحْرِقَةُ
عَلَى
أَهْلِ الرَّفْضِ وَالضَّلَالِ وَالزَّنْدَقَةِ

تأليف
أبي العباس أحمد بن محمد بن علي
ابن حجر الهيثمي (٩٧٣هـ)

تحقيق
عبد الرحمن بن عبد الله التركي — كامل محمد الخراط
مكتبة أصول الدين بالرياض

الجزء الأول

دار الوطن
الرياض - شارع الملز - ص. ب ٣٢١٠
٤٧٩٢٠٤٢ - فاكس ٤٧٦٤٦٥٩

ولما تصالحا كتب به الحسن كتابًا لمعاوية، صورته:

بسم الله الرحمن الرحيم، هذا ما صالحَ عليه[1] الحسنُ بن علي رضي الله عنهما معاويةَ بن أبي سفيان.

صالحه على أن يُسلم إليه ولايةَ المسلمين على أن يعمل فيهم[2] بكتاب الله تعالى وسُنة رسول الله (ﷺ) وسيرة الخلفاء الراشدين المهديين، وليس لمعاوية بن أبي سفيان أن يعهدَ إلى أحدٍ من بعده عهدًا، بل يكون الأمر من بعده شورى بين المسلمين، وعلى أن الناس آمنون حيث كانوا من أرض الله تعالى في شامهم وعراقهم وحجازهم ويمنهم، وعلى أن أصحاب علي وشيعته آمنون على أنفسهم وأموالهم ونسائهم وأولادهم حيث كانوا، وعلى معاوية بن أبي سفيان بذلك عهد الله وميثاقه، وأن لا يَبغي للحسن بن علي ولا لأخيه الحسين، ولا لأحدٍ من أهل[3] بيت رسول الله (ﷺ) غائلةً، سرًا ولا جهرًا، ولا يُخيف أحدًا منهم في أفق من الآفاق. أشهد عليه فلان وفلان بن فلان وكفى بالله شهيدًا.

ولما انبرمَ الصلحُ التمسَ معاوية من الحسن أن يتكلم بجميع من الناس ويُعلمهم أنه قد بايع معاوية وسلَّم إليه الأمر، فأجابه إلى ذلك، فصعد المنبر، فحمد الله وأثنى عليه، وصلى على نبيه محمد (ﷺ)، وقال: أيها الناس، إن أكيسَ الكيسِ التُقى، وأحمق الحمق الفجور .... إلى أن قال: ولقد علمتم أن الله تعالى جلَّ ذكره وعزَّ اسمه هداكم بجدِّي، وأنقذكم من الضلالة، وعلمكم من الجهالة، وأعزكم به

(١) في (ك): «على».
(٢) في (ط): «فيها».
(٣) ليست في الأصل و(ط).

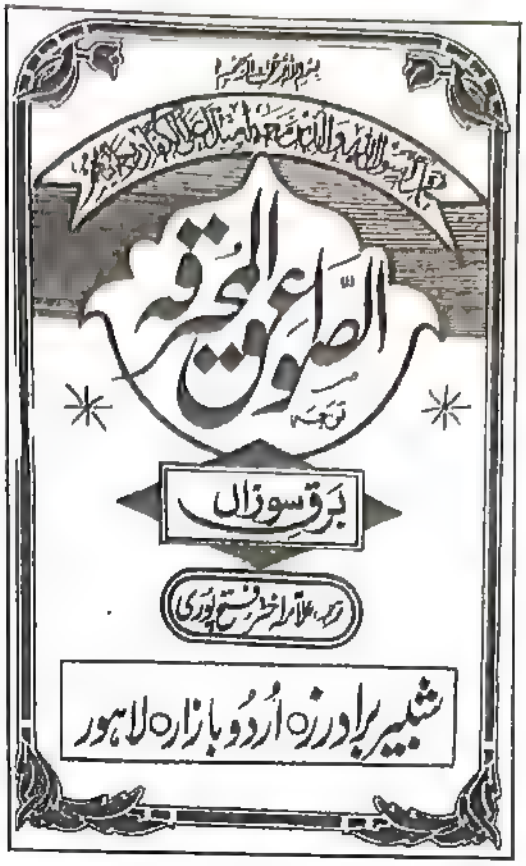

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جس کے مطابق حسن بن علی اور معاویہ بن ابی سفیان نے مصالحت کی ہے۔ یہ مصالحت اس بات پر ہوئی ہے کہ حسن معاویہ کو مسلمانوں کی ولایت اس شرط پر دیں گے کہ وہ کتاب اللہ سنّت رسول اور سیرت خلفائے راشدین مہدیین کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔ اور معاویہ کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ اپنے بعد کسی کو خلافت دے جائیں بلکہ یہ معاملہ ان کے بعد مسلمانوں کے مشورے سے طے ہوگا۔ اور لوگ شام، عراق، حجاز، یمن اور خدا کی زمین میں جہاں بھی ہوں گے، امن میں ہوں گے۔ اور اصحاب علی اور آپ کے شیعہ جہاں بھی ہوں گے اپنی جانوں، مالوں، عورتوں اور اولاد کے بارے میں محفوظ ہوں گے۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو خدا تعالیٰ سے یہ عہد و میثاق بھی کرنا ہوگا۔ کہ وہ حسن بن علی اور انکے بھائی حسین اور اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے کسی کی بھی خفیہ اور اعلانیہ طور پر تباہی نہیں چاہیں گے اور نہ ہی ان میں سے کسی کو کسی جگہ خوفزدہ کریں گے۔ میں فلاں بن فلاں اس پر گواہی دیتا ہوں وکفی باللہ شہیداً۔ جب صلح طے پاگئی تو حضرت معاویہ نے حضرت حسن سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ لوگوں کے ایک مجمع میں تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جس کے مطابق حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے مصالحت کی ہے۔ یہ اِس بات پر ہوئی ہے کہ 'اِمام حسن رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ولایت اِس شرط پر دیں گے کہ وہ کتاب اللہ، سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرتِ خلفائے راشدین مہدیّین کے مطابق عمل پیرا ہوں گے'۔

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِس بات کی اِجازت نہ ہوگی کہ وہ اپنے بعد کسی کو خلافت دے جائیں بلکہ یہ معاملہ اُن کے بعد مسلمانوں کے مشورے سے طے ہوگا۔

اور لوگ شام، عراق، حجاز، یمن اور اللہ ﷻ کی زمین میں جہاں بھی ہوں گے امن میں ہوں گے۔

اور اصحابِ علی رضی اللہ عنہم اور آپ کے شیعہ (چاہنے والے) جہاں بھی ہوں گے اپنی جانوں، مالوں، عورتوں اور اولاد کے بارے میں محفوظ ہوں گے اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو اللہ جل جلالہ سے یہ عہد ومیثاق بھی کرنا ہوگا کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور اُن کے بھائی حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کی بھی خُفیہ اور اعلانیہ طور پر تباہی نہیں چاہیں گے اور نہ ہی اُن میں سے کسی کو کسی جگہ خوف زدہ کریں گے، میں فلاں بن فلاں اِس پر گواہی دیتا ہوں 'وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا'[1]

1. ابن حجر ہیثمی فی الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ (عربی): صفحہ: 399
ابن حجر ہیثمی فی الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ (اردو): صفحہ: 460

ڈاکٹر محمد عبد الیمانی لکھتے ہیں:

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ پیشکش کی تھی کہ اُن کے بعد ولی عہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ہی ہوگی، مگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرط لکھوائی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد کسی کو اپنا ولی عہد نامزد کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ شوریٰ کی ذمہ داری ہے۔"[1]

ولن تنسى صفحات التاريخ قيامه مع أخيه ومواليهما على باب عثمان بن عفان رضي الله عنه يصدون الجموع الثائرة ويدفعون عنه الخوارج عليه، حتى لم يصلوا إليه إلا بتسور داره من ظهرها حيث لا يراهم الحسن وأخوه ورجالهما.

وقد كان للحسن رأي أيام فتنة عثمان، فقد أشار على أبيه أن يعتزل الناس، بل وأن يترك المدينة، ويعتكف في مال له بينبع، حتى تنتهي الفتنة، وكذلك لما قتل عثمان رأى أن يغادر أبوه المدينة ولا يقبل البيعة، ويدع الخلافة لغيره حتى تستقر الأمور، ولكنه مع هذا لازم أباه، وشهد معه معاركه كلها، حتى إنه بكى عندما رأى ركاب أبيه تتجه إلى العراق[1].

وحينما استشهد علي رضي الله عنه، بايع الناس ابنه الحسن خليفة للمسلمين، وقام أهل الكوفة يدعون الرغبة في القتال، ولكنه ذكر انتشار أمرهم واختلافهم بين يديه، وخلالهم على أبيه من قبل فرضي بالصلح. وترك الأمر لمعاوية الذي عرض أن تكون ولاية العهد للحسن من بعد معاوية، ولكن الحسن كتب في الشرط أنه لا يحق لمعاوية أن يعهد لأحد بعده بل يكون الأمر شورى[2].

وحين التقيا بالكوفة، قام الحسن خطيباً، فكان مما قال: "وأيها الناس، إن أكيس الكيس التقى، وأحمق الحمق الفجور، إن هذا الأمر سلمته لمعاوية، إما أن يكون حق رجل كان أحق به مني فأخذ حقه، وإما أن يكون حقي فتركته لصلاح أمة محمد وحقن دمائها، فالحمد لله الذي أكرم بنا أولكم وحقن بنا دماء آخركم"[3].

= ٢١٧)، حلية الأولياء (٢/٣٧)، البداية والنهاية (٨/٣٧) سير أعلام النبلاء (٣/٢٥٣، ٢٦٧) وعلق البخاري في صحيحه أنه حج ماشياً والنجائب تقاد بين يديه.

(١) ذكر ذلك الذهبي في «سير أعلام النبلاء» (٣/٢٦١) نقلاً عن الواقدي.

(٢) راجع في ذلك «تهذيب ابن عساكر» (٤/٢٢٢ - ٢٢٥) «سير أعلام النبلاء» (٣/١٦٤).

(٣) راجع في ذلك: المستدرك للحاكم ٣/١٧٥، مصنف عبدالرزاق ١١/٤٥٢ فضائل

١٢٩

1. ذہبی فی علم الاولاد وکم محبت آل بیت النبی ﷺ (عربی)، صفحہ: 129؛ ابن بدران فی تہذیب تاریخ ابن عساکر: 4/222-225؛ ذہبی فی سیر اعلام النبلاء (عربی): 02/227؛ طبری فی تاریخ الامم والملوک (اردو): 03/177

4. مناظرِ اسلام حضرت علامہ ومولانا ابو الرضا مقبول احمد رضوی جلالی اپنی تالیف 'کنز الہدایات' میں لکھتے ہیں :

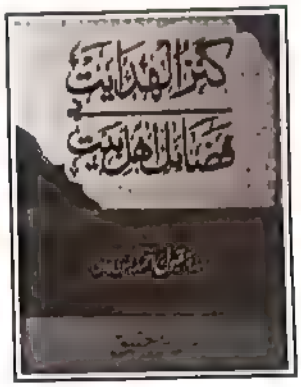

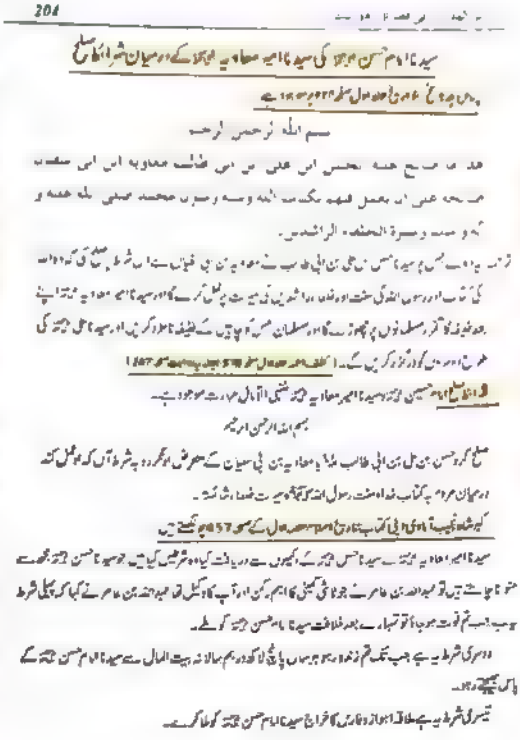

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان شرائط صلح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلح کرو حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام و معاویہ بن ابی سفیان کے معرض تحریر میں یہ شرائط ہیں کہ وہ عمل کرے درمیان عروہ بہ کتاب خدا و سنت رسول اللہ کے بعد سیرت خلفاء راشدین۔

کبریت احمر میں ملا علی قاری کتاب تاریخ اسلام صفحہ 57 پر لکھتے ہیں

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس سے دریافت کیا وہ شرطیں کیا ہیں جو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مجھ سے منوانا چاہتے ہیں تو عبداللہ بن عامر نے جو قریشی کمین کا اسم ہیں اور آپ کا وکیل تھا عبداللہ بن عامر نے کہا کہ پہلی شرط یہ ہے کہ تم فوت ہو جاؤ تو تمہارے بعد خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملے۔

دوسری شرط یہ ہے جب تک تم زندہ رہو ہر سال پانچ لاکھ درہم سالانہ بیت المال سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے رہو۔

تیسری شرط یہ ہے عراق اہواز و فارس کا خراج سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا کرے۔

'امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک سفید کاغذ پر اپنی مہر اور دستخط ثبت کر کے عبد اللہ بن عامر کو دِیا اور کہا کہ یہ کاغذ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور اُن سے کہو کہ جو شرطیں آپ چاہیں اِس کاغذ پر لکھ دیں میں سب کو پورا کرنے کے لیے تیّار ہوں، جب عبد اللہ بن عامر، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مہری و دستخطی کاغذ لے کر آئے اور تمام پیش کردہ شرائط کا تذکرہ کیا تو سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: 'میں اِس شرط کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد میں خلیفہ بنایا جاؤں اگر مجھ کو خلافت کی خواہش ہوتی تو میں اِس کے چھوڑنے پر آمادہ کیوں ہو جاتا ؟ اِس کے بعد آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اور صلح نامہ لکھنے کا حکم دیا، یہ صلح نامہ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے درمیان لکھا جاتا ہے، دونوں مندرجۂ ذیل باتوں پر متفق اور رضامند ہیں اور خلافت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو سپرد کی گئی : امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمان مصلحتِ وقت کے مطابق جس کو چاہیں گے خلیفہ بنائیں گے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور زبان سے سب اہلِ اسلام محفوظ و مامون رہیں گے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سب کے ساتھ نیک سلوک کریں گے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اور اُن کے طرفداروں سے بلا عُذرِ شرعی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوئی تعارض نہ کریں گے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے متعلقین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سب کے ساتھ نیک سلوک کریں گے اور کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔

اور دونوں بھائی اور اُن کے متعلقین جس شہر اور جس آبادی میں چاہیں گے سکونت اختیار کریں گے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے عاملوں اور گماشتوں کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ اپنا محکوم سمجھ کر اپنے کسی ذاتی حکم کی تعمیل کے لیے مجبور کریں۔

صوبہ اہواز کے اخراج حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہنچاتے رہیں گے۔

کوفہ کے بیت المال میں جس قدر درہم اب موجود ہیں وہ سب اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ملکیت سمجھی جائے گی، وہ اپنا اختیار اِس پر جس طرح چاہیں گے تصرّف کریں گے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کو انعام و عطیہ میں دوسروں پر مقدم رکھیں گے۔

الغرض کہ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے باعزّت اور پروقار طریقے سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی، نہ ڈر کر نہ جھک کر یعنی نہ بِکے اور نہ جھکے۔[1]

5. ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں کہ،

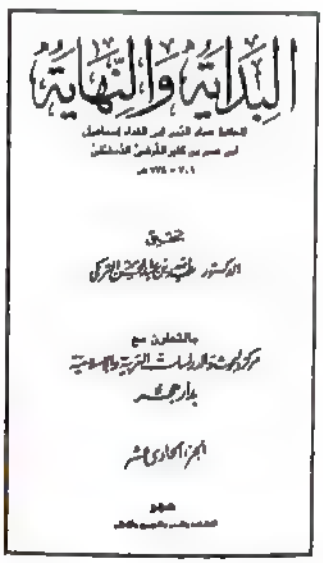

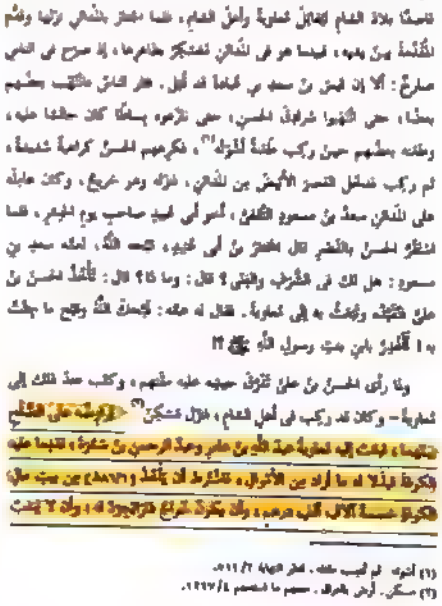

1. ابو الرضا فی کنز البدایہ فی فضائل اہلِ بیت، صفحہ: 204-205

ملک معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو صلح کے لیے کوفہ بھیجا اور وہاں جو شرائط مقرر کی گئیں اُن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہ دی جائے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُن کے سامنے سبّ وشتم نہ کیا جائے گا، جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اُنہوں نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دی۔''(1)

6. اہلِ سنّت بریلوی مکتبۂ فکر کے ممتاز عالمِ دین اور عصرِ حاضر کے معروف

شیخ الحدیث علّامہ غلام رسول سعیدی نے بھی اپنی شرح میں رقم کیا ہے کہ سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ رضی اللہ عنہ پر منبروں سے سبّ وشتم اور لعن طعن کرنے کو رِواج بنا دیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

ان سے الگ ہو گئے اور انہوں نے حضرت علی کی تکفیر کر دی انہوں نے کہا: اللہ کے سوا کسی کو حاکم بنانا قرآن مجید کے خلاف ہے۔ حضرت علی نے نہروان میں ان سے جنگ کی اور اکثر خوارج مارے گئے۔

(الخبر المسبوک فی ذیل السلوک للسخاوی ص ۱۸۰ ... مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزید فضائل

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ آپ کے والد کا نام عبد مناف تھا۔ صحیح قول کے مطابق آپ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی آپ کی تربیت کی تھی۔ آپ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ کی ولادت سے لے کر کبھی آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ ان کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔ یہ اسلام لانے میں شرف سابقیت حاصل کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہو گئیں۔ امام احمد، اسماعیل قاضی، امام نسائی اور ابو علی نیشاپوری نے لکھا ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے متعلق اتنی اسانید جید سے احادیث مروی نہیں ہیں جتنی حضرت علی کے متعلق احادیث مروی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ ان سے متاخر ہیں۔ ان کے زمانہ میں اختلاف ہوا اور اہل لوگوں نے فروغ کیا اور یہ چیز آپ کے فضائل بیان کرنے کے لیے آپ کے مناقب کے پھیلنے کا باعث ہوا۔ اہل لوگوں کے دو فرقے ہو گئے لیکن ان میں بہت کم تھے۔ پھر ایک جماعت نے حضرت علی سے جنگ کی اور خطبوں میں حضرت علی کی تنقیص کی اور منبروں کے اوپر ان پر سب وشتم اور لعن طعن کی اپنا شعار بنا لیا۔ خوارج نے ان کی موافقت کی بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت علی کی تکفیر کی۔ پھر حضرت علی کے متعلق تین گروہ ہو گئے: (۱) اہل السنۃ (۲) خوارج (۳) نواصب۔ نواصب ان سے ان کے خلاف جنگ کرنے والے اور ان کے موافقین تھے۔ اہل سنت کو ان کے فضائل پھیلانے کی ضرورت پیش آئی اور کیونکہ قائلین بہت تھے اس لیے ان کے فضائل کے ناقلین بھی بہت زیادہ ہو گئے اور نہ چاروں خلفاء راشدین کے فضائل اہل سنت و جماعت کے قول سے باہر تک ہیں۔

فتح الباری: ۷ میں مذکور ہے کہ حضرت علی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ اس محبت سے مراد کوئی خاص محبت ہے اور نہ ہر مومن اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے بلکہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے۔ اس حدیث میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران: ۳۱) آپ کہیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنے والے تھے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ متصف ہو گئے اسی وجہ سے ان سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ (اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔) (فتح الباری ج ۷ ص ۱۰۸ ... مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۴۰۱ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مولود کعبہ ہونا

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ لکھتے ہیں:

اشہر متواتر سے ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو جنگ کے بیچ جنم دیا۔ (المستدرک ج ۳ ص ۴۸۳ ... مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ھ)

''پھر ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کی اور منبروں کے اوپر اُن پر سبّ وشتم اور لعن طعن کو اپنا شعار بنا لیا، خوارج نے اُن کی موافقت کی، بلکہ اُن سے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

1. ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ (عربی): 11/132-133؛ ابن جریر فی تاریخ طبری (عربی): 05/160؛ ابن جریر فی تاریخ طبری (اردو): 04/122-123

تھیہ کی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تین (3) گروہ ہو گئے (1) اہل سنّت (2) خوارج (3) بنو اُمیّہ میں سے اُن کے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) خلاف جنگ کرنے والے اور اُن کے موافقین۔[1]

7 فخر المدرسین، جامع المعقول والمنقول حضرت مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف، 'اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور خلافتِ راشدہ' میں رقم طراز ہیں:

'اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کے ساتھ چند شرائط کے تحت صلح کر لی چوں کہ صلح شرائط کے تحت ہوئی تھی۔ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے درجِ ذیل شرائط مقرر کی تھی۔

(1) حضرت معاویہ کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے صالحین کی سیرت کے مطابق اپنی حکومت میں عمل کریں گے۔

(2) حضرت معاویہ کسی کو بھی اپنا ولی مقرر نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کے مقرر کردہ ارکانِ باہمی مشورہ کر کے جس کو چاہیں امیر مقرر کریں۔

(3) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم نہیں کیا جائے گا بلکہ آپ کا ذکر خیر اور اچھائی کے ساتھ کیا جائے گا۔

(4) تمام لوگ عراق، حجاز، یمن، شام وغیرہ میں محفوظ زندگی گزاریں گے، اُن پر کوئی زیادتی وغیرہ نہیں ہوگی۔

(5) اصحابِ علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے تابعدار جہاں کہیں ہوں گے اُن پر کسی قسم کا ظلم وستم نہیں کیا جائے گا، اُن کی جان ومال اور اولاد ہر طرح سے محفوظ رہیں گے۔

(6) اِمام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی اور نہ ہی اُن پر ظلم وستم کیا جائے گا۔

(7) ہر حق والے کو حق دیا جائے گا۔

(8) حضرت معاویہ کی حکومت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے تمام قرضوں کی ادائیگی کرے گی۔

(9) اور کوفہ کے بیت المال میں جو مال ہے وہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو دیا جائے گا۔

(10) دارا بجرد کا جو خراج ہوگا وہ بھی اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا جائے گا۔

(11) باشندگانِ مدینہ منوّرہ حجاز اور عراق سے مزید کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں لیا جائے گا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے جو دستور چلا آرہا ہے وہ برقرار رہے گا۔

اِمام حسن مجتبیٰ نے اِن شرائطِ مذکورہ بالا کے تحت حضرت معاویہ کے ساتھ مصالحت کی مگر حضرت معاویہ نے شرائط کو پورا نہ کیا۔[2]

---

1. سعیدی فی نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری (اردو): 06/784
2. جماعتی فی امام حسن رحمۃ اللہ علیہ اور خلافتِ راشدہ (اردو)، صفحہ: 158-159

8. علّامہ ابو الحسن علی بن خلف بن بطّال مالکی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

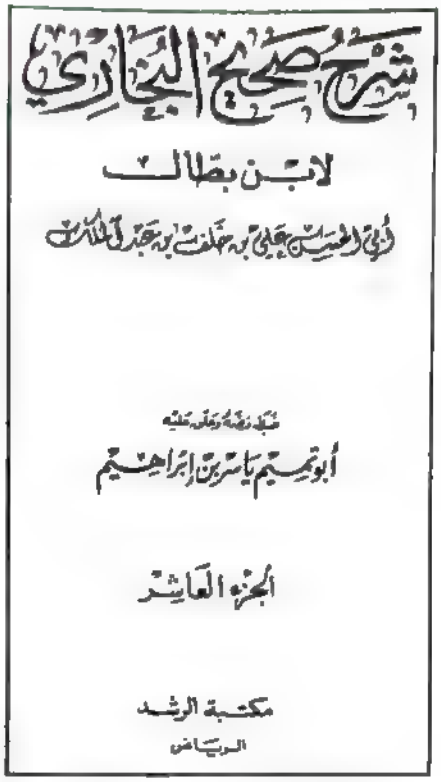
شرح صحيح البخاري
لابن بطال
أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك
عنى به وقدم له
أبو تميم ياسر بن إبراهيم
الجزء العاشر
مكتبة الرشد
الرياض

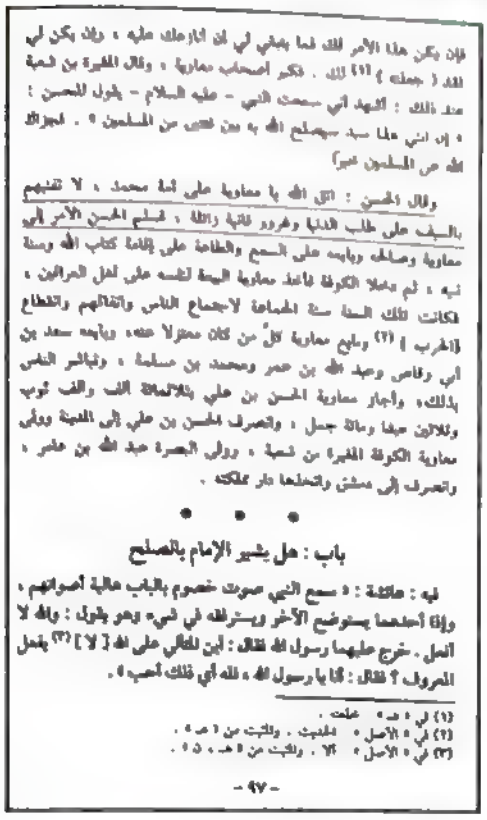
فإن يكن هذا الأمر لك فما ينبغي لي أن أنازعك عليه ، وإن يكن لي فقد (جعلته) [1] لك . ذكر أصحاب معاوية ، وقال المغيرة بن شعبة عند ذلك : أشهد أني سمعت النبي - عليه السلام - يقول للحسن : « إن ابني هذا سيصلح الله به بين فئتين من المسلمين » . فجزاك الله من المسلمين خيرا

وقال الحسن : اتق الله يا معاوية على أمة محمد ، لا تقتلهم بالسيف على طلب الدنيا وغرور فانية زائلة ، فسلم الحسن الأمر إلى معاوية وصالحه وبايعه على السمع والطاعة على إقامة كتاب الله وسنة نبيه ، ثم دخلا الكوفة فأخذ معاوية البيعة لنفسه على أهل العراقين ، فكانت تلك السنة سنة الجماعة لاجتماع الناس واتفاقهم وانقطاع الحرب [2] وبايع معاوية كلّ من كان معتزلا عنه، وبايعه سعد بن أبي وقاص وعبد الله بن عمر ومحمد بن مسلمة ، وتبايع الناس بذلك، وأجاز معاوية الحسن بن علي بثلاثمائة ألف وألف ثوب وثلاثين حبرا ومائة جمل ، وانصرف الحسن بن علي إلى المدينة وولى معاوية الكوفة المغيرة بن شعبة ، وولى البصرة عبد الله بن عامر ، وانصرف إلى دمشق واتخذها دار مملكته .

• • •

باب : هل يشير الإمام بالصلح

فيه : عائشة : « سمع النبي صوت خصوم بالباب عالية أصواتهما ، وإذا أحدهما يستوضع الآخر ويسترفقه في شيء وهو يقول : والله لا أفعل . خرج عليهما رسول الله فقال : أين المتألي على الله [لا] [3] يفعل المعروف ؟ فقال : أنا يا رسول الله ، فله أي ذلك أحب » .

(1) في « ص » : عملت .
(2) في « الأصل » : الحديث . والمثبت من « ص » .
(3) في « الأصل » : ألا . والمثبت من « ص » ، « ن » .

- 97 -

سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے معاویہ! مسلمانوں کے معاملے میں اللہ جل جلالہ سے ڈرنا اور دنیا کی طلب میں اُن کو تلوار سے ختم نہ کر دینا''۔ پھر سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔[1]

قارئین! ہم نے یہاں پر سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی جو شرائط تھیں اُسے آٹھ (8) الگ الگ حوالہ جات (Referance) سے پیش کیا، اِس کے علاوہ صلح کے اِس معاہدے کی شرائط مندرجہ ذیل کتب سے مطالعہ فرما سکتے ہیں:

1. ابو الفداء فی المختصر فی اخبار البشر
2. ابن اثیر فی الکامل فی التاریخ
3. ابن جریر فی تاریخ الطبری
4. ابن حجر ہیثمی فی الصّواعق المحرقہ
5. ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
6. ابن عساکر فی تاریخ دمشق
7. ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ
8. عسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری
9. دیناوری فی الاخبار الطوال
10. ذہبی فی سیرُ اعلام النّبلاء
11. عینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری
12. محمد رضا فی الحسن سیّد الشباب اہل الجنۃ

1. ابن بطّال فی شرح صحیح البخاری (عربی): 08/97

9. مشہور اہل حدیث عالم مفتی مولانا اِسحاق صاحب صلح اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے معاہدے کی شرطیں بیان کرتے ہیں:

(1) یہ وہ دستاویز ہیں جس پر حسن بن علی ابو طالب رضی اللہ عنہم نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی۔ مسلمانوں کی حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی، اِس شرط پر کہ وہ کتاب اللہ، سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیرتِ خلفائے راشدین پر عمل کریں گے۔

(2) اور اِس شرط پر کہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اختیار نہیں کہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولی عہد بنائیں بلکہ اِس کے بعد امیر، مسلمانوں میں بطور مشورہ طے ہوگا۔

(3) اور اِس شرط پر کہ لوگ اللہ کی زمین میں جہاں ہوں گے خواہ شام میں خواہ عراق اور حجاز اور یمن میں، مامون ہوں گے۔

(4) اور اِس شرط پر کہ علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور اُن کے شیعہ (چاہنے والے) اپنی جانوں اور مالوں اور عورتوں اور بچّوں پر مامون ہوں گے۔

(5) اور اِس شرط پر کہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر خدا کا عہد اور میثاق ہے اور جو کچھ اللہ جل جلالہ نے عہد لیا ہے کسی سے اپنی مخلوق میں سے اور اللہ جل جلالہ نے جس کی بجا آوری کا کسی سے مطالبہ کیا ہے اپنے آپ ہی اِس کو ادا فرمایا ہے۔

(6) اور اِس شرط پر کہ نہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نہ اُن کے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور نہ اہلِ بیت میں سے کسی سے کوئی فریب ہوگا نہ پوشیدہ نہ ظاہر اور نہ کوئی اُن میں سے کسی پر ظلم ہوگا، اِس پر فلاں اور فلاں گواہ ہوئے اور اللہ جل جلالہ کافی گواہ ہے۔

اِس صلح نامہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن وسنّت اور سنّتِ خلفائے راشدین کا پابند کیا گیا ہے۔ یہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فتح ہے جس کی برکت سے آج پوری امّت میں کوئی گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد نہیں کہتا۔

اس معاہدے کی شرائط مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے اپنی کتاب 'مطرقۃ الکرامۃ' صفحہ 290 پر بھی درج کی ہیں اور ابن ابی حدید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'شرح نہج البلاغۃ' میں بحوالہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی درج کی ہیں جن کو اِمام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''ثقہ ہے، ثِقہ ہے، ثِقہ ہے''۔ پھر ابن ابی حدید نے 'شرح' کی جلد: 16، صفحہ: 7 پر حسین بن علی

المنظر (یہ بھی ثقہ راوی ہے) کے حوالے سے لکھا کہ اس نے کہا اللہ کی قسم معاویہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک وعدہ بھی پورا نہ کیا۔"[1]

"اِس عہدنامہ پر عبد اللہ بن حارث بن نوفل (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھانجہ) اور عمر بن ابی سلمہ وغیرہ کئی اکابر کے دستخط بطور گواہ اور ضامن ہوئے۔[2]

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرطوں میں کس نے تحریف کی؟

مولانا اکبرشاہ نجیب آبادی "تاریخِ اسلام" میں لکھتے ہیں کہ جب اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کا اِرادہ کیا تو کچھ اِس طرح عبد اللہ بن عامر کو فرمایا:

"اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میری چند شرطیں منظور کرلیں، جن میں سب سے مقدّم (Chief) یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب و سنّت پر عامل رہنے اور سابقہ مخالفتوں کو فراموش کرکے کسی کی جان و مال سے تعرّض نہ کرنے اور ہمارے طرفداروں کو جان کی اَمان دینے کا وعدہ کرلیں۔ الصلوٰۃ خیر! عبد اللہ بن عامر یہ سن کر فوراً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس گئے اور کہا کہ چند شرطوں کے ساتھ اِمام حسن رضی اللہ عنہ تفویضِ خلافت پر آمادہ ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "وہ شرطیں کیا ہیں؟" عبد اللہ بن عامر نے کہا کہ "پہلی شرط یہ ہے کہ جب تم فوت ہو جاؤ تو تمہارے بعد خلافت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو ملے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جب تک تم زندہ رہو، ہر سال پانچ لاکھ درہم سالانہ بیت المال سے اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے رہو، تیسری شرط یہ ہے کہ علاقۂ اَہواز و فارس کا خراج اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا کرے۔"

یہ تینوں شرطیں عبد اللہ بن عامر نے خود اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کرکے پھر وہ شرطیں سنائی جو اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عامر سے کہلا کر بھیجی تھیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو یہ تمام شرطیں منظور ہیں اور اِمام حسن رضی اللہ عنہ اُن کے علاوہ بھی کوئی اور شرط پیش کریں گے تو وہ بھی مجھ کو منظور ہے کیوں کہ اُن کی نیت نیک معلوم ہوتی ہے اور مسلمانوں میں صلح و آشتی کے خواہاں نظر آتے ہیں۔[3]

1. مولانا اسحاق فی مقصد حسین (اردو): صفحہ: 251-252
2. مولانا اکبرشاہ نجیب آبادی کی تاریخ اسلام (اردو): 1/619
3. مولانا اکبرشاہ نجیب کی تاریخ اسلام (اردو): 1/618

قارئین! یہاں بالکل واضح ہو گیا کہ تاریخ کی کتابوں میں ''صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ'' کی یہ شرطیں لکھی گئی ہیں کہ ''بعدِ امیر معاویہ خلافت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے سالانہ مال کی ضرورت پیش کی۔'' یہ سب امام حسن رضی اللہ عنہ پر مؤرخین نے جھوٹ باندھا ہے، یہ شرطیں امام حسن رضی اللہ عنہ نے نہیں بلکہ اِس صلح کے گواہ اور امیر معاویہ کے لشکری عبد اللہ بن عامر نے اپنی طرف سے پیش کی تھیں۔

کیا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے بیعتِ اِطاعت کر لی تھی؟

اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اِس صلح کو کئی لوگ غلط طریقے سے بیان کرتے ہیں، رافضی اِسے نعوذ باللہ غلطی قرار دیتے ہیں اور اِسی وجہ سے وہ ذکرِ حسن رضی اللہ عنہ بہت کم کرتے ہیں تو خارجی اور ناصبی اس میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور عوام کو اِس دھوکے میں ڈالتے ہیں کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ صلح 'بیعتِ اِطاعت' تھی۔ افسوس کہ یہ لوگ تاریخ اور صحیح احادیث کا مطالعہ نہیں کرتے۔

اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ قدم صرف اِسلام کی حفاظت کے لیے تھا۔ کسی شخص کی اہلیت کے پیشِ نظر نہیں تھا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگوں نے لکھ دیا ہے کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے ''اُن کے ہاتھ پر بیعتِ اِطاعت فرما لی۔'' اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ اِطاعت ہرگز نہیں کی تھی بلکہ یہ صرف ایک صلح کا معاہدہ تھا جس میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جاتا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی اِسے 'بیعتِ اِطاعت' کہتا ہے تو ابھی ہم اُس کی آنکھ سے پٹی کھول دیتے ہیں۔ صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ دیا اِس کے الفاظ 'سمجھ دار کے لیے اِشارہ کافی' ہے۔

صلح کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ

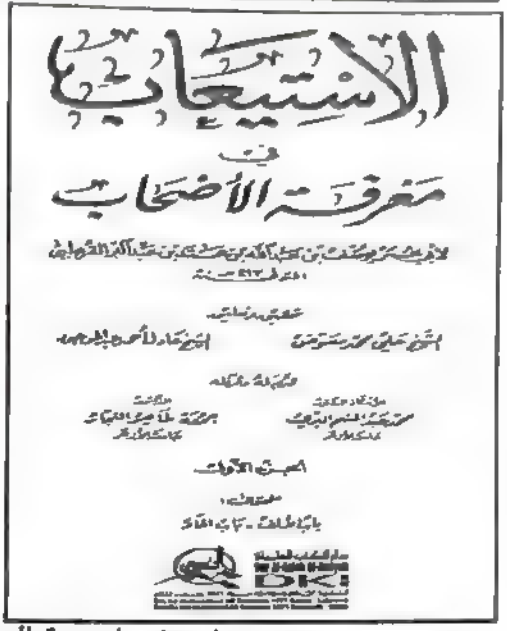
الاستيعاب
في
معرفة الأصحاب

صلح کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب سے۔

يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، قال: لما دخل معاوية الكوفة حين سلم الأمر إليه الحسنُ بن علي كلّم عمرو بن العاص معاوية أن يأمر الحسن بن علي فيخطب النّاس، فكَرِهَ ذلك معاوية، وقال: لا حاجةَ بنا إلى ذلك. قال عمرو: ولكني أريد ذلك ليبدوَ عِيُّه، فإنه لا يَدري هذه الأمور ما هي؟ ولم يَزل بمعاوية حتى أمر الحسن أنْ يخطب، وقال له: قم يا حسن فكلّم الناس فيما جرى بيننا.

فقام الحسن فتشهّد، وحمد الله، وأثنى عليه، ثم قال في بديهته: أما بعد أيّها النّاس، فإنّ الله هداكم بأوّلنا، وحقَن دماءكم بآخرنا، وإنّ لهذا الأمر مدّة، والدّنيا دُوَل، وإن الله عز وجل يقول: ﴿وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ ما تُوعَدُون إِنَّه يَعْلَم الجَهْرَ من الْقَوْلِ وَيَعْلم ما تَكْتُمون وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾ [الأنبياء: ١٠٩ ـ ١١١]. فلما قالها قال له معاوية: اجلس، فجلس ثم قام معاوية فخطب النّاس، ثم قال لعمرو: هذا مِنْ رأيك.

وأخبرنا خلف، حدّثنا عبد الله، حدّثنا أحمد، قال: حدّثني يحيى بن سليمان، قال: حدّثني عبد الله الأجلح، أنه سمع المجالد بن سعيد يذكر عن الشّعبي، قال: لما جرَى الصُّلح بين الحسن بن علي ومعاوية قال له معاوية: قم فاخطُب النّاس، واذكر ما كنْتَ فيه.

فقام الحسن فخطب فقال: الحمدُ لله الذي هدَى بنا أوّلكم، وحقن بناء دماء آخركم، ألا إنّ أكْيَس الكيس التّقي، وأعجز العَجْز الفجور، وإنّ هذا الأمر الذي اختلفْتُ فيه أنا ومعاوية إما أنْ يكونَ كان أحقّ به مني، وإمّا أنْ يكون حقي فتركتُه لله، ولإصْلاح أمّة محمّد صلّى الله عليه وآله وسلّم وحَقْنِ دمائهم، قال: ثم التفت إلى معاوية فقال: ﴿وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ

اسد الغابۃ 563 جلد اوّل ب (حصہ سوم)

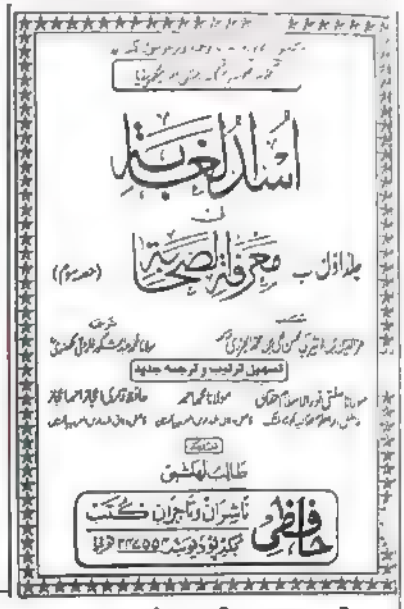
اسد الغابۃ
فی
معرفۃ الصحابۃ
جلد اوّل ب (حصہ سوم)
تسہیل ترتیب و ترجمہ جدید
حافظ ناشران و تاجران کتب

صلح کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ اسد الغابۃ سے

جب حضرت حسن نے معاویہ سے بیعت کی تو قبل اس کے کہ حضرت معاویہ کوفہ میں آئیں حضرت حسن نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو! ہم تمھارے سردار اور تمھارے مہمان ہیں اور ہم تمہارے نبی کے اہل بیت سے ہیں جن سے اللہ نے ناپاکی کو دور کر دیا ہے اور انھیں خوب پاک کر دیا ہے اس کلمہ کو کئی مرتبہ کہا یہاں تک کہ سب لوگ رونے لگے اور اُن کے رونے کی آواز کانوں میں آئی جب معاویہ کوفہ پہنچے تو لوگوں نے ان سے بیعت کی عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ سے کہا کہ آپ حضرت حسن سے کہئے کہ خطبہ پڑھیں حضرت معاویہ نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں اس کو مناسب سمجھتا ہوں تا کہ ان کی نا قابلیت ظاہر ہو جائے کیونکہ وہ ان باتوں کو نہیں جانتے حضرت معاویہ نے کہا اے حسن اُٹھو اور لوگوں سے بیان کرو جو ہمارے اور تمھارے درمیان میں واقعات گزرے ہیں ان کو ظاہر کرو پس حضرت حسن اُس بات کے بیان کرنے کو کھڑے ہو گئے جس کے متعلق انھوں نے پہلے سے کچھ غور نہ کیا تھا انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اس کے فی البدیہہ فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تمہیں ہمارے اگلے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے ہدایت کی اور ہمارے پچھلے کے (یعنی میرے) ذریعہ سے تمھارے جانوں کی حفاظت کی آگاہ رہو سب سے زیادہ عقلمندی پرہیز گاری ہے اور سب سے زیادہ بیوقوفی بدکاری ہے اور یہ معاملہ جس کے متعلق ہمارے اور معاویہ کے درمیان میں اختلاف ہوا (دو حال سے خالی نہیں) یا تو مجھ سے زیادہ اس کے حق دار ہیں اور یا یہ میرا حق ہے جو میں نے اللہ عزوجل کے لیے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کے لیے اور تمھاری جانوں کی حفاظت کے لیے ترک کر دیا پھر جب حضرت معاویہ کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا: وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین۔ ''میں نہیں جانتا شاید یہ تمہارے لیے فتنہ ہو اور ایک وقت خاص تک تمہارے لیے فائدہ ہو۔''

تو حضرت معاویہ نے ان سے کہا کہ (اب منبر سے) اُتر پڑیئے اور عمرو (ابن عاص) سے کہا کہ تمھارا یہی مقصود تھا۔ حضرت حسن کی وفات کے وقت میں بھی اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں ۴۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں ۵۰ھ میں۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۵۱ھ میں۔ وہ خضاب لگایا کرتے تھے۔ ان کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ ان کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے انھیں زہر پلا دیا تھا (اور دست آنا شروع ہوئے اور یہ حالت ہوئی کہ) ان کے نیچے ایک طشت رکھ دیا جاتا تھا اور

ترجمہ

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تو قبل اِس کے معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ ''اے لوگو! ہم تمہارے سردار اور تمہارے مہمان ہیں اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت سے ہیں جن سے اللہ عزوجل نے ناپاکی کو دور کر دیا ہے اور اُنہیں خوب پاک کر دیا ہے''، اِس کلمے کو کئی مرتبہ کہا یہاں تک کہ سب لوگ رونے لگے اور اُن کے رونے کی آواز کانوں میں آئی۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو لوگوں نے اُن سے بیعت کی، عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہئے کہ خطبہ پڑھیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں اِس کو مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُن کی ناقابلیت ظاہر ہو جائے کیوں کہ وہ اُن باتوں کو نہیں جانتے'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے حسن رضی اللہ عنہ! اُٹھو اور لوگوں سے بیان کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں واقعات گزرے ہیں اُن کو ظاہر کرو، پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُس بات کے بیان کہنے کو کھڑے ہوگئے جس کے متعلق اُنہوں نے پہلے سے کچھ غور نہ کیا تھا، اُنہوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی، بعد اِس کے فی البدیہہ فرمایا کہ ''اے لوگو! اللہ عزوجل نے تمہیں ہمارے اگلے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے سے ہدایت کی اور ہمارے پچھلے (یعنی میرے) ذریعے سے تمہاری جانوں کی حفاظت کی، آگاہ رہو، سب سے زیادہ عقلمندی، پرہیزگاری ہے اور سب سے زیادہ بے وقوفی بدکاری ہے اور یہ معاملہ جس کے متعلق ہمارے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان میں اختلاف ہوا (دو حال سے خالی نہیں) یا تو وہ مجھ سے زیادہ اِس کے حقدار ہیں یا میرا حق ہے جو میں نے اللہ عزوجل کے لیے اور امّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح کے لیے اور تمہاری جانوں کی حفاظت کے لیے ترک کر دیا پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجّہ ہو کے فرمایا:

وان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین۔

''میں نہیں جانتا شاید یہ تمہارے لیے فتنہ ہو
اور ایک وقتِ خاص تک تمہارے لیے فائدہ ہو۔''(1)

1. سیر اعلام النبلاء (عربی): 3/271-272، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (عربی): 1/439، اسد الغابہ (اردو)، جلد: اوّل، حصّہ: سوم، صفحہ: 563

صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ سیرُ اعلام النّبلاء سے

الحسن بن علي بن أبي طالب ٢٧١

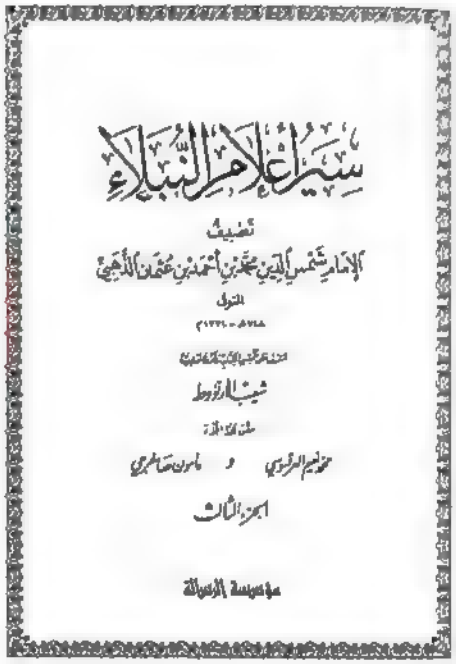
سِيَرُ أَعْلَامِ النُّبَلَاءِ
تصنيف
الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى
شعيب الأرنؤوط
محمد نعيم العرقسوسي و مأمون صاغرجي
الجزء الثالث
مؤسسة الرسالة

صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ سیرُ اعلامِ النّبلاء سے

هوْذة : عن عوف ، عن محمد ، قال : لما ورد معاويةُ الكوفة ، واجتمع عليه الناس ، قال له عمرو بنُ العاص : إن الحسن مرتفعٌ في الأنفس لقرابته من رسول الله ﷺ ، وإنه حديث السنِّ غَبِيٌّ ، فمره فليخطُب ، فإنه سيعيى ، فيسقط من أنفس الناس ، فأبىٰ فلم يزالوا به حتى أمره ، فقام على المنبر دون معاوية : فحمِدَ الله ، وأثنىٰ عليه ، ثم قال : لو ابتغيتُم بين جابَلْق

(١) وتمامه « ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين » أخرجه البخاري ٥/٢٢٥ في الصلح : باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما : إن ابني هذا سيد . . .

(٢) رجاله ثقات ، وأخرجه عبد الرزاق (٢٠٩٨٠) ومن طريقه الطبراني (٢٧٤٨) عن معمر ، عن أيوب ، عن ابن سيرين أن الحسن . . .

(٣) تصحفت الكلمتان في المطبوع من « المصنف » ١١/٤٥٢ إلى « حابلق وحالوس » وقال ياقوت في « معجم البلدان » : وجابرس : مدينة بأقصى المشرق . . . وجابلق : مدينة بأقصى المغرب ، وأورد هذا الخبر .

وجَابَرْس رجلاً جدُّه نبيٌّ غيري وغيرُ أخي لم تجدوه ، وإنا قد أعطينا معاوية بيعتنا ، ورأينا أن حقنَ الدماء خيرٌ ﴿ وما أدري لَعلَّه فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إلى حين﴾ ، وأشار بيده إلى معاوية . فغضب معاويةُ ، فخطب بعده خطبةً عيية فاحشة ، ثم نزل. وقال: ما أردت بقولك : فتنة لكم ومتاع ؟ قال : أردتُ بها ما أراد اللّهُ بها[1] .

القاسم بن الفضل الحُدَّاني : عن يوسف بنِ مازن ، قال : عرض للحسن رجلٌ ، فقال : يا مُسَوِّد وجوه المؤمنين ! . قال : لا تعذُلْني ، فإنَّ رسولَ الله ﷺ أُريهم يَثِبُون على منبره رجلاً رجلاً ، فأنزل اللّهُ تعالىٰ : ﴿ إنَّا أنْزَلْنَاهُ في لَيْلَة القَدْر﴾ قال : ألف شهر يملكونه بعدي ، يعني : بني أمية .

سمعه منه أبو سلمة التبوذكي وفيه انقطاع[2] .

وعن فُضَيل بن مرزوق ؛ قال أتى مالكُ بنُ ضمرة الحسنَ[3] ، فقالَ : السلامُ عليك يا مُسخِّم وجوه المؤمنين ، فقال : لا تَقُلْ هذا ، وذكر كلاماً يعتذِر به ، رضيَ الله عنه . وقال له آخر : يا مُذِلَّ المؤمنين ! فقال: لا ، ولكن كرهتُ أنْ أقتُلكم على الملك[4] .

عاصم بن بهدلة ، عن أبي رزين ، قال : خطبنا الحسنُ بنُ علي وعليه ثيابٌ سود وعمامة سوداء .

(١) إسناده صحيح ، هَوْذَة : هو ابن خليفة ، وعوف : هو ابن أبي جميلة الأعرابي ، وذكره ابن كثير في « البداية » ٤٢/٨ ، ونسبه لابن سعد بهذا الإسناد .

(٢) كذا قال هنا ، وقال في « مختصر المستدرك » قلت : وروى عن يوسف نوحُ بن قيس ، وما علمت أن أحداً تكلم فيه ، والقاسم وثقوه ، رواه عنه أبو داود الطيالسي والتبوذكي ، وما أدري آفته من أين . والحديث في « سنن الترمذي » (٣٤٠٨) ، والحاكم ١٧٠/٣ ، ١٧١ ، والطبراني (٢٧٥٤) ، ومتنه منكر كما أوضحه الحافظ ابن كثير في « تفسيره » ٥٣٠/٤ . فارجع إليه .

(٣) تحرفت الجملة في المطبوع بعد إسقاط « أتى » إلى « قال مالك بن ضمرة للحسن » .

(٤) انظر « المستدرك » ١٧٥/٣ ، فقد أورده بنحوه من طريق آخر .

ترجمہ

''اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے ﴿لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ﴾ پڑھتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اِشارہ کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے بعد ایک خطبہ دیا، جس میں اُن پر مرعوبیت نمایاں تھی۔ پھر منبر سے اتر کر اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا، ''﴿فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ﴾ (تمہارے لیے فتن اور سامان) سے تم نے کیا اِرادہ کیا؟'' اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اِس سے میں نے وہی اِرادہ کیا، جو اللہ جل جلالہ کا اِرادہ ہے۔''(1)

اِس تقریر میں اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے آیات کی تلاوت فرما کر جو تعریض فرمائی، اُس پر غور فرمایئے اور خصوصاً اُس منظر کو ضرور سامنے لایئے، جو اُنہوں نے ﴿لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ﴾ کی تلاوت کے وقت اپنے ہاتھوں سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اِشارہ فرمایا، یہاں تک کہ وہ غضب ناک ہو گئے اور مزید خطبہ روکنے پر مجبور ہو گئے۔ اور عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اُنہیں اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے تقریر کرانے پر اُبھارا تھا، اُنھوں نے بولنا شروع کر دیا۔

قارئین کرام! غور کیجیے! کیا یہاں پر اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی 'بیعتِ اِطاعت' کی رضامندی نظر آ رہی ہے؟

قارئین کرام! ذرا اپنے ضمیر کو ٹٹولیے! اپنے دِل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ جو پیر یا عالم یا مفتی آپ کے والد کو سبّ وشتم کرتا ہو (برا-بھلا کہتا ہو) اور آپ کو اچھی طرح سے معلوم ہو کہ آپ کے والد ہر لحاظ سے سے حق پر ہیں تو کیا آپ پیر یا مفتی کی بیعتِ اِطاعت کریں گے؟ ہرگز نہیں!

کیا کسی خلیفۂ راشد سے یا کسی عام مسلمان پر بھی سبّ وشتم کی گنجائش ہو سکتی ہے؟

جب آپ اپنے والد کو برا۔ بھلا کہنے والے شخص کی بیعتِ اِطاعت نہیں کریں گے تو بھلا نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ اُس شخص کی اِطاعت کیسے کر سکتے ہیں جو اُن کے باپ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرواتا ہو، جو بقولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغی گروہ سے ہو؟ ہرگز نہیں کر سکتے۔

اِس سے ابھی بھی کچھ لوگوں کی آنکھوں کی پٹی تو کھلی مگر آنکھیں نہ کھلی ہوں تو وہ بھی ہم کھول دیتے ہیں۔

---

1. سیرُ اعلام النبلاء، للذہبی (عربی)، 3/271-272

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت: فرمانِ امام حسن رضی اللہ عنہ: میں اہلِ قبلہ سے کسی کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تو سب سے پہلے آپ (امیر معاویہ) سے ہی لڑتا۔

ذكر خروج الخوارج على معاوية

قد ذكرنا فيما تقدم اعتزال فروة بن نوفل الأشجعي في خمسمائة من الخوارج ومسيرهم إلى شهرزور، وتركوا قتال علي، والحسن، فلما سلم الحسن الأمر إلى معاوية قالوا: قد جاء الأمر ما لا شك فيه فسيروا إلى معاوية فجاهدوه فأقبلوا - وعليهم فروة بن نوفل - حتى حلوا بالنُّخيلة عند الكوفة، وكان الحسن بن علي قد سير يريد المدينة فكتب إليه معاوية يدعوه إلى قتال فروة فبعثه رسوله بالقادسية أو قريباً منها فلم يرجع، وكتب إلى معاوية: لو أقرأت أقاتل أحداً من أهل القبلة لبدأت بقتالك بعد تركك لصلاح الأمة وحقن دمائها.

فأرسل إليهم معاوية جمعاً من أهل الشام فقاتلوهم فانهزم أهل الشام فقال معاوية لأهل الكوفة: والله لا أمان لكم عندي حتى تكفوهم فخرج أهل الكوفة فقاتلوهم فقالت لهم الخوارج: أليس معاوية خلّوا وعدوكم؟ دعونا حتى نقاتله فإن أصبناه كنا قد كفيناكم عدوكم وإن أصابنا كنتم قد كفيتموناه. فقالوا: لا بد لنا من قتالكم. فأخذت أشجع صاحبهم فروة فحاولوه ووعظوه فلم يرجع فأخذوه قهراً وأدخلوه الكوفة، فاستعمل الخوارج عليهم عبد الله بن أبي الحوساء رجلاً من طيء فقاتلهم أهل الكوفة فقتلوهم في ربيع الأول، وقيل: في ربيع الآخر، وقتل ابن أبي الحوساء وكان ابن أبي

ترجمہ

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ فروہ بن نوفل الاشجعی پانچ سو خوارج کو لے کر علیحدہ ہوگیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف فوج کشی کو ترک کر کے شہر زور کی طرف چلا گیا تھا، جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اَمرِ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تو اُنہوں نے کہا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلو اور اُن سے جہاد کرو۔ چنانچہ خوارج فروہ کو اپنا سردار بنا کر روانہ ہوئے اور کوفہ کے قریب مقامِ نُخیلہ میں ٹھہرے۔ اِس اِثنا میں امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ کے اِرادے سے روانہ ہو چکے تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو خط لکھ کر فروہ کے مقابلے کے لیے بلایا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قاصد اُنہیں قادسیہ کے قریب ملا۔ مگر وہ واپس نہ آئے بلکہ یہ لکھ بھیجا کہ اگر ''میں اہلِ قبلہ سے کسی کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تو سب سے پہلے آپ (امیر معاویہ) ہی سے لڑتا۔ مگر میں نے آپ کو امت کی بہبودی اور جان و مال کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا ہے۔[1]

1. الکامل فی التاریخ ابن اثیر (عربی)، 1/275

کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو مدینے کا گورنر بنایا تھا؟

مفتی احمد یار خاں نعیمی (متوفّٰی ہجری سن 1391) اپنی کتاب ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ - امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر'' میں صفحہ 67 پر لکھتے ہیں:

علامہ ابو اسحاق نے اپنی کتاب "نور العین فی مشہد الحسین" میں مبادیاتِ شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنا دیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔

67

''علّامہ ابو اِسحاق نے اپنی کتاب ''نور العین فی مشہد الحسین'' میں مبادیاتِ شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو حاکمِ مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانے کا مہتمم و مالک بنا دیا بلکہ کچھ عرصے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختارِ عام بنایا۔''[1]

بڑے ہی تعجب کی بات ہے، مفتی صاحب کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں صلح کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ موجود ہے جسے ہم نے اِس کتاب میں بھی پیش کیا ہے جس میں آپ نے صلح کی وجہ کیا تھی وہ بھی بتائی ہے اور رہا سوال اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو حاکمِ مدینہ بنانے کا تو یہ ایک سفید جھوٹ ہے! ہاں یہ ضرور ہے کہ صلح کے بعد جب اِمام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو ایک واقعہ پیش آیا جس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خوارج کے خلاف جنگ پر آمادہ کر کے سپہ سالار بنانا چاہا تو اُس وقت نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا کیا جواب تھا یہ پیش کر چکے ہیں۔

1. مفتی احمد یار خاں نعیمی فی حضرت امیر معاویہ (اردو)، صفحہ: 67

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ تو خوارج کی بہ نسبت امیر معاویہ سے جنگ کرنا زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔
رہا سوال مدینہ کی گورنری کا تو تاریخ وحدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ 'صلح حسن' کے بعد مدینہ کا گورنر دشمنِ اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 'مروان بن حکم' بنا۔

دورِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مدینہ کے گورنر

دورِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے جب خلیفہ راشد سیّدنا امام مولا علی رضی اللہ عنہ کا دور تھا تو اُس وقت ہجری سن 39 (عیسوی سن 660) (یعنی جنگِ نہروان کے بعد) میں حجاز (یعنی مکّہ اور مدینہ) کے گورنر مولا علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے مگر جب ہجری سن 40 میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابو اَرطاہ کے ماتحت تین ہزار فوجی حجاز کی جانب روانہ کیے تو،

''زِیاد بن عبد اللہ ابکائی نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ ''ثالثوں'' کے فیصلے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابو ارطاہ کو لشکر دے کر حجاز کی جانب روانہ کیا... یہ لشکر لے کر شام سے نکلا اور مدینہ پہنچا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اُس وقت مدینہ کے گورنر حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے، ابو ایّوب رضی اللہ عنہ ڈر کر بھاگ گئے اور کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ بسر بن ابو اَرطاہ لشکر لیے ہوئے مدینہ میں داخل ہوا۔''(1)

اِس واقعہ کے بعد تاریخ یا حدیث کی کسی معتبر کتاب سے مدینہ کا گورنر کون بنا یہ نہیں ملتا کیوں کہ اِسی سال ہجری سن 40 میں اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور اس کے بعد اِمام حسن رضی اللہ عنہ 14 ربیع الاوّل ہجری 41 تک خلیفہ رہے مگر کسی کو مدینہ کا حاکم مقرر نہیں کیا۔ یعنی حجاز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپہ سالار بسر بن ابو اَرطاہ کے ماتحت تھا۔ ہجری سن 41 میں 'صلح' کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہجری سن 42 میں مروان بن حکم جس پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی اُس ملعون کو مدینہ کا گورنر بنایا۔

صلح کے بعد مروان - حاکمِ مدینہ

''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِس سال (ہجری سن 42) مروان بنِ حکم کو والیٔ مدینہ مقرر کیا اور مروان نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل کو قاضی مقرر کیا اور مکّہ پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خالد بن عاص بن ہشام کو مقرر کیا۔''(2)

1. تاریخِ طبری (عربی)، 3/153؛ اُردو، 2/697
2. تاریخِ طبری (عربی)، 3/173؛ اُردو، 2/723

ہجری سن 49 میں مروان کی معزولی

''اِسی سال (یعنی ہجری سن 49) میں مروان بن حکم کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ربیع الاوّل میں مدینہ سے معزول کیا اور سعید بن عاص کو ربیع الاوّل یا ربیع الآخر میں مدینہ کا امیر بنایا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان کی حکومت مدینہ میں آٹھ برس دو مہینے رہی۔ مروان کی معزولی کے وقت عبد اللہ بن حارث بن نوفل مدینہ کے قاضی تھے، سعید بن عاص نے اُنہیں معزول کر کے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کو قاضی مقرر کیا۔''(1)

ہجری سن 54 میں مروان واپس حاکمِ مدینہ

''اِس سال (ہجری سن 54) میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص کو مدینہ سے معزول کر کے مروان بن حکم کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔(2)

ہجری سن 57 : مروان کی معزولی

''اِس سال (ہجری سن 57) میں ذی القعدہ میں مروان حکومتِ مدینہ سے معزول ہوا، مؤرخین میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابو سفیان کو مدینہ کا حاکم بنایا، بعض کہتے ہیں اِس سال بھی مدینہ مروان کی حکومت میں رہا۔''(3)

''قارئین کرام! ہم نے یہاں 'تاریخِ طبری' سے پیش کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کہیں بھی بطورِ حاکمِ مدینہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ملتا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔''

اکثر مؤرخین کی رائے ہے کہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت ہجری سن 49 میں ہوئی۔(4)

ایک اور روایت کے مطابق ہجری سن 50 میں ہوئی۔(5)

---

1. تاریخِ طبری (عربی)، 3/206 ؛ اُردو، 2/754
2. تاریخِ طبری (عربی)، 3/241 ؛ اُردو، 2/783
3. تاریخِ طبری (عربی)، 3/251 ؛ اُردو، 2/790
4. تاریخ الخلفاء (اُردو)، 209 ؛ تہذیب الکمال، 6/256 ؛ اَنساب الاشراف، 3/64
5. فتح الباری (عربی)، 7/120

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے 47 سال کی عمر پائی۔[1] اِن روایتوں سے دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں حاکموں کا معاملہ کچھ اِس طرح ہے:

دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں حاکمِ مدینہ

نام	ہجری سن	عیسوی سن
مروان بن حکم	42 سے 49	669-674
سعید بن العاص بن اُمیّہ	49 سے 54	674-677/78
مروان بن حکم	54 سے 57	677/78-680
ولید بن عتبہ بن ابی سُفیان	57 سے 60	680-681

قارئین یہاں ہم نے بحوالہ واضح کر دیا کہ دورِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کون حاکمِ مدینہ رہے اور تاریخ یا حدیث کی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہیں کی، امام حسن رضی اللہ عنہ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں حاکمِ مدینہ رہے ہوں یہ ایک سفید جھوٹ ہے جسے مفتی احمد یارخاں نے اپنی کتاب میں نقل کر کے بھولی بھالی عوام کو امام حسن رضی اللہ عنہ کے معاملے میں بدذہن کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کی پناہ!

1. سیر اعلام النبلاء، (عربی)، 3/277

باب-9

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: کاٹ کھانے والی بادشاہت کے پہلے امیر (بادشاہ)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت : آغازِ ملوکیت :
ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مُلّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ 'حدیثِ سفینہ' کی شرح میں لکھتے ہیں :

مرقاة المفاتيح
شرح مشكاة المصابيح
الشيخ علي بن سلطان محمد القاري
الجزء السادس
دار الكتب العلمية

كتاب الفتن ٢١

إلى أن تنقضي الدنيا يبلغ من معه ثلاثمائة فصاعداً إلا قد سمّاه لنا باسمه واسم أبيه واسم قبيلته. رواه أبو داود.

٥٣٩٤ - (١٦) وعن ثوبان، قال: قال رسول الله ﷺ: «إنما أخاف على أمتي الأئمة المضلين، وإذا وُضِعَ السيفُ في أمتي لم يرفع عنهم إلى يوم القيامة». رواه أبو داود والترمذي.

٥٣٩٥ - (١٧) وعن سفينة، قال: سمعتُ النبيَّ ﷺ يقول: «الخلافةُ ثلاثونَ سنةً، ثم تكونُ مُلكاً».

صفة للفتاك، أي يصل (من معه) أي مقدار اتباعه (ثلاثمائة فصاعداً) أي فزائداً عليه (إلا قد سماه) أي ذكر ذلك الفتاك (لنا باسمه واسم أبيه واسم قبيلته) والمعنى ما جعله متصفاً بوصف إلا بوصف نسبه الخ. يعني وصفاً واضحاً مفصلاً لا مبهماً مجملاً، فالاستثناء متصل. وقال الطيبي (رحمه الله): قوله: إلى أن تنقضي متعلق بمحذوف، أي ما ترك رسول الله ﷺ ذكر تلك فتنة إلى أن تنقضي الدنيا مهملاً، لكن قد سماه، فالاستثناء منقطع. قال المظهر: أراد بقائد الفتنة من يحدث بسببه بدعة أو ضلالة أو محاربة كعالم مبتدع يأمر الناس بالبدعة، أو أمير جائر يحارب المسلمين. (رواه أبو داود).

٥٣٩٤ - (وعن ثوبان) هو مولى النبي ﷺ (قال: قال رسول الله ﷺ: إنما أخاف على أمتي الأئمة المضلين) الأئمة جمع إمام وهو مقتدى القوم ورئيسهم ومن يدعوهم إلى قول أو فعل أو اعتقاد. (وإذا وضع السيف في أمتي لم يرفع عنهم إلى يوم القيامة) أي فإن لم يكن في بلد يكون في بلد آخر (رواه أبو داود والترمذي).

٥٣٩٥ - (وعن سفينة) هو أيضاً مولى رسول الله ﷺ، ويقال إن سفينة لقب له واسمه مختلف فيه وإن النبي ﷺ كان في سفر وهو معه فأعيا رجل فألقى عليه سيفه وترسه ورمحه فحمل شيئاً كثيراً، فقال له النبي ﷺ: أنت سفينة. روى عنه بنوه عبد الرحمن ومحمد وزياد[1] وكثير. (قال: سمعت النبي ﷺ يقول: الخلافة) أي الحقة أو المرضية لله ورسوله أو الكاملة أو المتصلة (ثلاثون سنة ثم تكون) أي تنقلب الخلافة وترجع (ملكاً) بضم الميم، أي سلطنة وغلبة على أهل الحق. قال في شرح المشكاة: وهذا مشكل لأن أهل الحل والعقد كانوا متفقين على خلافة الخلفاء الثلاثة وبعض الشورائية كعمر بن عبد العزيز. ولعل المراد أن الخلافة الكاملة

الحديث رقم ٥٣٩٤: أخرجه أبو داود في السنن ٤/ ٤٥١ حديث رقم ٤٢٥٢، والترمذي في السنن ٤/ ٤٣٧ حديث رقم ٢٢٢٩، وابن ماجه ٢/ ١٣٠١ حديث رقم ٣٩٥٢، وأحمد في المسند ٥/ ٢٧٨.

الحديث رقم ٥٣٩٥: أخرجه أبو داود في السنن ٥/ ٣٦ حديث رقم ٤٦٤٦، والترمذي في السنن ٤/ ٤٣٦ حديث رقم ٢٢٢٦، وأحمد في المسند ٥/ ٢٢٠.

(1) في المخطوطة الجيشي.

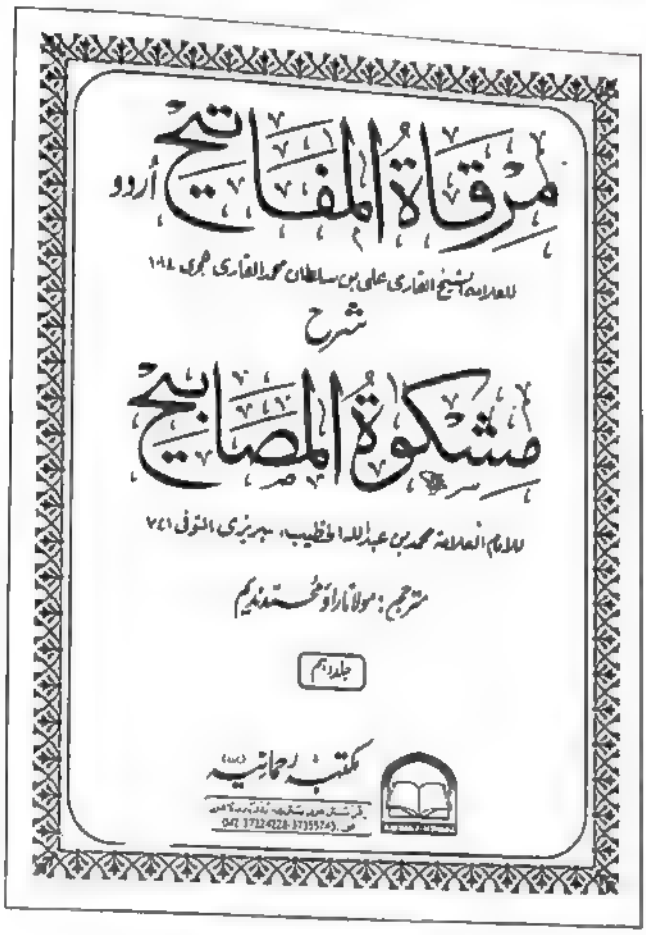
مرقاۃ المفاتیح اردو
للعلامۃ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴
شرح
مشکوۃ المصابیح
للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب، تبریزی المتوفی ۷۴۱
مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم
جلد دہم
مکتبہ رحمانیہ

مرقاۃ شرح مشکوۃ اردو جلد دہم ۳۸ کتاب الفتن

ملکًا: میم کے ضمہ کے ساتھ۔ یعنی ایسی حکومت و بادشاہت ہوگی جن میں اہل حق پر غلبہ ہوگا۔[1]

ترجمہ

ملکاً: میم کے ضمّہ کے ساتھ۔ یعنی ایسی حکومت و بادشاہت ہوگی جن میں اہلِ حق پر غلبہ ہوگا۔[1]

1. ملا علی قاری فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح (عربی): 11/21-22؛ اردو: 10/38

مسند احمد کی ایک صحیح حدیث

مُسْنَد
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤-٢٤١ هـ)

حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط　عادل مرشد
جمال عبد اللطيف　سعيد اللحام

الجزء الثامن والثلاثون

مؤسسة الرسالة

قدمتُ الكوفة زمنَ فُتِحَتْ تُسْتَرُ، فذكرَ مثلَ معنى حديث معمر، وقال: «حُطَّ وِزْرُهُ»(١).

٢٣٤٣١- حدثنا محمدُ بن جعفر، حدثنا شعبة، عن سُليمان، قال: سمعتُ زيد بن وَهْب يُحدِّث

عن حُذَيفة: حدثنا رسولُ الله ﷺ بحديثين قد رأيتُ أحدَهما، وأنا أنتظرُ الآخَرَ، فذكر الحديث(٢).

٢٣٤٣٢- حدثنا عبدُ الرزّاق، حدثنا(٣) بكار، حدثني خلادُ بن عبد الرحمن، أنه سمع أبا الطُّفيل يُحدِّث

أنَّه سمع حُذيفةَ بنَ اليَمانِ يقول: يا أيُّها الناسُ، ألا تسألُوني؟ فإنَّ الناس كانوا يسألونَ رسولَ الله ﷺ عن الخير، وكنتُ أسألُه عن الشرِّ، إنَّ الله بَعَثَ نبيَّه ﷺ، فدعا الناسَ من الكُفْر إلى الإيمان، ومن الضَّلالة إلى الهُدَى، فاستجابَ له مَن استجابَ، فحَيِيَ من الحقِّ ما كان مَيْتاً، وماتَ من الباطل ما كان حيّاً، ثم ذهبتِ النُّبوَّة، فكانتِ الخلافةُ على مِنهاج النُّبوَّة(٤).

---

(١) حديث حسن سلف الكلام عليه برقم (٢٣٢٨٣).
وأخرجه أبو داود (٤٢٤٤)، والبزار في «مسنده» (٢٩٥٩) و(٢٩٦٠) من طريق عن أبي عوانة، بهذا الإسناد.
وانظر ما قبله.
(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين. وهو مكرر (٢٣٢٥٧).
(٣) أقحم في (م) هنا: «أبو».
(٤) إسناده صحيح بكار: هو ابن عبد الله بن وهب الصنعاني، وخلاد بن عبد الرحمن: هو الصنعاني، وأبو الطفيل: هو عامر بن واثلة.

٤٢٦

مسند الامام احمد بن حنبل مترجم　٨١٨　مسند الانصار

(٢٣٨٢٥) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ حَدَّثَنِي خَلَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا تَسْأَلُونِي فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَدَعَا النَّاسَ مِنَ الْكُفْرِ إِلَى

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مترجم

جلد دہم

مؤلف
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد ظفر اقبال

مکتبہ رحمانیہ

مسند الامام احمد بن حنبل مترجم　٨١٨　مسند الانصار

الْإِيمَانِ وَمِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى فَاسْتَجَابَ مَنِ اسْتَجَابَ فَحَيِيَ مِنَ الْحَقِّ مَا كَانَ مَيْتًا وَمَاتَ مِنَ الْبَاطِلِ مَا كَانَ حَيًّا ثُمَّ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَكَانَتِ الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

(٢٣٨٢٥) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے فرمایا اے لوگو! تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے؟ لوگ نبی ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں شر کے متعلق پوچھتا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا انہوں نے لوگوں کو کفر سے ایمان کی دعوت دی، گمراہی سے ہدایت کی طرف بلایا، جس نے ان کی بات ماننی تھی سو اس نے یہ دعوت قبول کر لی اور حق کی برکت سے مردہ چیزیں زندہ ہو گئیں اور باطل کی نحوست سے زندہ چیزیں بھی مردہ ہو گئیں، پھر نبوت کا دور ختم ہو گیا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گئی۔

(٢٣٨٢٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ [illegible] مَنْ كَانَ مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ [illegible] لَهُ غَزْوًا [illegible] وَمَعَهُ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيُّكُمْ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا [illegible] الْقِتَالَ [illegible] فَصَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى [illegible] ثُمَّ انْصَرَفَ [illegible] أُولَئِكَ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ

(٢٣٨٢٦) ثعلبہ بن زہدم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ طبرستان میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے نبی ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف کس نے پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے، پھر انہوں نے لوگوں کو حکم دیا، چنانچہ انہوں نے اسلحہ پہن لیا، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دشمن اچانک تم پر حملہ کر دے تو تمہارے لیے لڑنا جائز ہے، پھر انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔
ایک صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی، پھر یہ لوگ دشمن کے سامنے [illegible] لوگوں کی جگہ ان کے پاؤں چلے گئے اور وہ لوگ ان کی جگہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔

(٢٣٨٢٧) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ [illegible] عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ [illegible] فَقَالُوا إِنَّ هَذَا [illegible] فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ [راجع: ٢٣٦٣٦].

(٢٣٨٢٧) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔

(٢٣٨٢٨) حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَبَّاسِ الشِّبَامِيُّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ حُذَيْفَةُ [illegible]

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ ایک دِن اُنہوں نے فرمایا ''اے لوگو! مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں شر کے متعلق پوچھتا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اُنہوں نے لوگوں کو کفر سے ایمان کی دعوت دی، گمراہی سے ہدایت کی طرف بلایا، جس نے اُن کی بات مانی تھی، سو اُس نے یہ دعوت قبول کر لی اور حق کی برکت سے مُردہ چیز زندہ ہوگئی اور باطل کی نحوست سے زندہ چیزیں بھی مُردہ ہوگئیں، پھر نبوت کا دور ختم ہوا تو 'خلافت علیٰ منہاج النبوۃ' قائم ہوئی۔[1]

محقق شیخ شعیب ارنؤوط اور عادل مرشد نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اِس صحیح حدیث کو رِوایت کیا مگر اِسی روایت کو کچھ اضافے کے ساتھ، اِسی سند سے یہ پوری رِوایت کو اِمام حافظ علّامہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اَصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 430 ہجری نے اپنی مشہور کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں کچھ اِس طرح نقل کیا ہے:

1. مُسند احمد (اردو)، 10/819، رقم: 23825
2. مُسند احمد (عربی)، رقم: 23432

”کف اللسان“ والے زندوں میں مُردہ

(کف اللسان یعنی بالکل چُپ رہنا)

حلیۃ الاولیاء حصہ اول ۲۳۶

مرجائے۔ (نامے سے مراد اسلحہ کا استعمال کچھ وقت کے لئے موقوف کر دینا اور نیام میں کر لینا)۔

یہ حدیث شعبہ نے بھی اعمش، مذید حذیفہؓ کے طریق سے روایت کی ہے۔

۹۱۶- ابو اسحٰق ابراہیم بن حمزہ، حسن بن ابراہیم بن بشار، عبداللہ بن عمران، جریر، اعمش، ابراہیم، ہمام کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، اس میں کوئی آدمی نجات نہیں پائے گا بجز اس آدمی کے جو اسکا دعا کرتا ہو جیسی دعا پانی میں ڈوبنے والا کرتا ہے۔

۹۱۷- ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، سوید بن سعید، علی بن مسہر، مسلم، حبہ کے سلسلہ سند سے مروی ہے!

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کی کہ بلاشبہ فتنہ واقع ہو چکا ہے آپ نے اس کے بارے میں جو حدیث سن رکھی ہے مجھے بیان کر دیں۔ حذیفہؓ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس یقین نہیں آیا؟ (یعنی) اللہ عزوجل کی کتاب۔

۹۱۸- حسین بن حمویہ کشی، محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن بلال، عمران قطان، اعمش، ابو وائل کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا:

شراب مردوں کی عقلوں کو کیا خراب کرتا ہے نہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ مردوں کی عقلوں کو خراب کر دیتا ہے۔

۹۱۹- محمد بن احمد بن حسن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، احمد بن حنبل، محمد بن جعفر، شعبہ، اعمش، مذید بن وہب کے سلسلہ سند سے مروی ہے:

حضرت حذیفہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: فتنے کا تمام مزہ ان تین آدمیوں کے سر پر ہے، ایک وہ حاذق اور بے راہ رو آدمی کہ جسکے سامنے کوئی چیز سر نہیں اٹھاتی مگر وہ صرف تلوار ہی سے اس کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ دوسرا وہ خطیب جو (اپنی تقریروں سے) لوگوں کو اس فتنے کی دعوت دیتا ہے۔ ان دونوں کو فتنہ کے چہروں کے بل اوندھے منہ کر دے گا۔ تیسرا شخص وہ مردار ہے جس کو فتنہ پراگندہ کرتا ہے کہ جتنی بھی اس کے پاس ہوگا وہ سب کچھ برباد کر دیا جائے گا۔

۹۲۰- ابو احمد محمد بن احمد، عبداللہ بن محمد بن شیرویہ، (دوسری سند) ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، (دونوں سند) اسحٰق بن ابراہیم، عبدالرزاق، بکار بن عبداللہ، علاء بن عبدالرحمٰن، ابو ظبیان کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جبکہ میں رسول اللہ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا۔ کیا تم ”میت احیاء“ زندوں کے مردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟ چنانچہ حضرت حذیفہؓ خود ہی بیان کرنے لگے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا ہے انہوں نے لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکل کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے ان کی دعوت کو قبول کرنا تھا اس نے قبول کر لیا یعنی جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (ان کی دعوت کا انکار کر کے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوت کے بعد اسی کی نہج پر خلافت قائم ہوئی پھر اس کے بعد ”ملک عضوض“ کلمی بادشاہت ہوگی۔ پس بعض لوگ اپنے دل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لامحالہ انہوں نے کامل حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دل و زبان سے اس بادشاہت کا انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس بادشاہت کا دل سے تو انکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اس کے انکار سے روکے رکھیں گے لامحالہ ایسے لوگ حق کے دو شعبے ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ ”میت احیاء“ زندوں میں مردہ ہیں۔

تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل منفرد بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو
و
طبقات الاصفیاء

حصہ اول۔ دوم یکجا
حصہ اول

اولیاء کی عظمت پر مؤلف کا مقدمہ، مہاجرین صحابہ کرامؓ اور اہل صفہ صحابہ کرامؓ شمول انبیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ تا حضرت ابوہریرہؓ

امام حافظ علامہ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

مترجم — مولانا محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

حافظی ناشران و تاجران کتب
کراچی فون نمبر ۲۲۷۵۵۴

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں ہو؟ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر و بھلائی کے بارے میں پوچھتے تھے جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شر و برائی کے بارے میں پوچھتا تھا، کیا تم ''میت احیاء'' (Alive but as if dead / زندہ مگر مُردوں کے جیسا / Dead-Alive) [1] زندوں کے مُردہ کے بارے میں نہیں پوچھتے ہو؟'' چنانچہ حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ خود ہی بیان کرنے لگے کہ ''بیشک! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا ہے۔ اُنہوں نے لوگوں کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دی اور کفر سے نکال کر ایمان کی طرف آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ جس نے اُن کی دعوت کو قبول کرنا تھا اُس نے قبول کر لیا پس جو پہلے (روحانی اعتبار سے) مردہ تھا وہ اب حق پر زندہ رہنے لگا اور جو پہلے (ظاہری اعتبار سے) زندہ تھا وہ (اُن کی دعوت کا اِنکار کرکے) باطل پر مر گیا، پھر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نبوّت کے بعد اِسی کی نہج پر خلافت قائم ہوئی پھر اِس کے بعد ''مُلْکٌ عضوضٌ'' یعنی کٹکھنی بادشاہت ہوگی۔ پس بعض لوگ اپنے دِل، اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اِس بادشاہت کا اِنکار کریں گے، لامحالہ اُنہوں نے کاملِ حق پر برقرار رہنے کی پابندی کی اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے دِل وزبان سے اِس بادشاہت کا اِنکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھوں کو اُس کے اِنکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کا ایک شعبہ (حصّہ) ترک کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اِس بادشاہت کا دِل سے تو اِنکار کریں گے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان کو اُس کے اِنکار سے روک رکھیں گے، لامحالہ ایسے لوگ حق کے دوسرے شعبے (حصّے) کو ترک کر دیں گے اور بعض لوگ ایسے ہوں گے جو ایسی بادشاہت کا نہ دل سے انکار کریں گے اور نہ ہی زبان سے پس ایسے لوگ ''میّت احیاء'' (یعنی زندوں میں مُردہ) ہیں۔ [2]

---

1. Merriam-webster.com
2. حلیۃ الاولیاء (اردو)، 1/241، رقم: 920

امیر معاویہ پہلے بادشاہ ہیں، خلیفہ راشد نہیں: اہلِ سنّت کا عقیدہ

مسند احمد اور مشکوٰۃ کی ایک حدیث

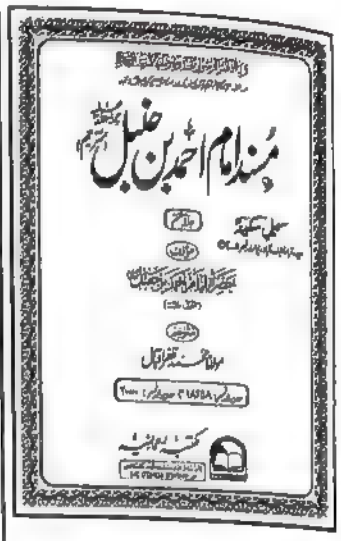

مُسندُ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مترجم ۱۱۶ مُسنَدُ الکوفیین

(۱۸۵۹۶) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ بَشِيرٌ رَجُلًا يَكُفُّ حَدِيثَهُ فَجَاءَ أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ فَقَالَ يَا بَشِيرُ بْنَ سَعْدٍ أَتَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأُمَرَاءِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ فَجَلَسَ أَبُو ثَعْلَبَةَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَكَانَ يَزِيدُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي صَحَابَتِهِ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ أُذَكِّرُهُ إِيَّاهُ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَرْجُو أَنْ يَكُونَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَعْنِي عُمَرَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِّ وَالْجَبْرِيَّةِ فَأُدْخِلَ كِتَابِي عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَسُرَّ بِهِ وَأَعْجَبَهُ

(۱۸۵۹۶) حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، بشیر اپنی احادیث روک کر رکھتے تھے، ہماری مجلس میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ اے بشیر بن سعد! کیا امراء کے حوالے سے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یاد ہے، حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک اللہ کو منظور ہوگا، تمہارے درمیان نبوت موجود رہے گی، پھر اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھالے گا، پھر طریقۂ نبوت پر گامزن خلافت ہوگی اور وہ اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ کو منظور ہوگا، پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھالے گا، پھر کاٹ کھانے والی حکومت ہوگی، اور وہ بھی اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ کو منظور ہو گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا، اس کے بعد ظلم کی حکومت ہوگی اور وہ بھی اس وقت تک رہے گی جب تک منظورِ خدا ہوگا، پھر جب اللہ چاہے گا وہ اسے بھی اٹھالے گا، پھر طریقۂ نبوت پر گامزن خلافت آجائے گی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

راوئ حدیث حبیب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو یزید بن نعمان رضی اللہ عنہ ان کے مشیر بنے، میں نے یزید بن نعمان کو یاددہانی کرانے کے لئے خط میں یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور آخر میں لکھا کہ مجھے امید ہے کہ امیر المؤمنین کی حکومت کاٹ کھانے والی اور ظلم کی حکومت کے بعد آئی ہے، یزید بن نعمان نے میرا یہ خط امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا جسے پڑھ کر وہ بہت مسرور اور خوش ہوئے۔

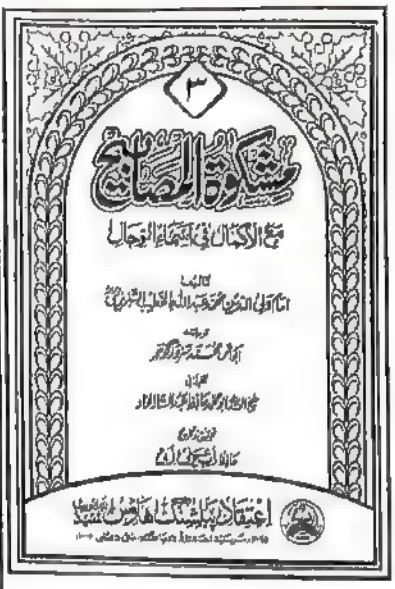

۵۳۷۷: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "بے شک سب سے پہلے اٹھا دیا جائے گا، زید بن یحییٰ راوی نے بیان کیا، یعنی اسلام، جیسے برتن اٹھا دیا جاتا ہے، یعنی شراب، عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اللہ نے اس کے متعلق تو وضاحت فرما دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس کا نام بدل لیں گے اور پھر اسے حلال جانیں گے۔"

الفصل الثالث

فصل ثالث

۵۳۷۸: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ)) ثُمَّ سَكَتَ، قَالَ حَبِيبٌ: فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أُذَكِّرُهُ إِيَّاهُ وَقُلْتُ: أَرْجُو أَنْ تَكُونَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِّ وَالْجَبْرِيَّةِ، فَسُرَّ بِهِ وَأَعْجَبَهُ، يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ [1]

۵۳۷۸: نعمان بن بشیر، حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت (کے اثرات) باقی رکھے گا، پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا، پھر جب تک اللہ چاہے گا، خلافت نبوت کے انداز پر ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھا لے گا، پھر جس قدر اللہ چاہے گا کاٹنے والے بادشاہ ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھا لے گا، پھر جبریہ بادشاہت ہوگی اور یہ بھی جب تک اللہ چاہے گا رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اٹھا لے گا، پھر خلافت نبوت کی طرز پر ہوگی۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ حبیب بیان کرتے ہیں، جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خلافت سنبھالی تو میں نے ان کی یاد دہانی کے لیے انہیں یہ حدیث لکھی، اور کہا: میں امید کرتا ہوں کہ ظالم بادشاہ اور جبریہ بادشاہت کے بعد آپ امیر المومنین ہیں۔ وہ اس سے خوش ہوئے اور انہیں اچھا لگا۔

[1] إسناده صحيح، رواه احمد (٤/ ٢٧٣ ح ١٨٥٩٦ ، و البيهقي في دلائل النبوة ٦/ ٤٩١).

ترجمہ

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، بشیر اپنی احادیث روک کر رکھتے تھے۔ ہماری مجلس میں ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے "اے بشیر بن سعد! کیا اُمراء کے حوالے سے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟" حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، "مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یاد ہے۔" حضرت ابو ثعلبہ بیٹھ گئے اور حضرت حُذیفہ کہنے لگے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا، "جب تک اللہ جل جلالہ کو منظور ہوگا تمہارے درمیان نبوّت موجود رہے گی، پھر اللہ جل جلالہ اُسے اُٹھانا چاہے گا تو اُٹھا لے گا، پھر طریقۂ نبوّت پر گامزن خلافت ہوگی اور وہ اُس وقت تک رہے گی جب تک اللہ جل جلالہ کو منظور ہوگا، پھر جب اللہ جل جلالہ اُسے اُٹھانا چاہے گا تو اُٹھا لے گا، پھر کاٹ کھانے والی

حکومت ہوگی، اور وہ بھی اُس وقت تک رہے گی جب تک اللہ جل جلالہ کو منظور ہوگا، پھر جب اللہ جل جلالہ چاہے گا اُسے بھی اُٹھا لے گا۔ اُس کے بعد ظلم کی حکومت ہوگی، وہ بھی اُس وقت تک رہے گی جب تک منظورِ خدا ہوگا، پھر جب اللہ جل جلالہ چاہے گا اُسے بھی اُٹھا لے گا، پھر طریقۂ نبوّت پر گامزن خلافت آجائے گی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔"

راویٔ حدیث حبیب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو یزید بن نعمان اُن کے مُشیر بنے۔ میں نے یزید بن نعمان کو یاد دہانی کرانے کے لیے خط میں یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور آخر میں لکھا کہ "مجھے امید ہے کہ امیر المومنین کی حکومت کاٹ کھانے والی اور ظلم کی حکومت کے بعد آئی ہے۔" یزید بن نعمان نے میرا خط امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جسے پڑھ کر وہ بہت مسرور اور خوش ہوئے۔

'مشکوٰۃ' کے محقق اہلِ حدیث عالم حافظ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔[1]

مُلّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اُردو جلد نہم ۷۸۷ کتاب الرقاق

تیس (۳۰) برس تک آپؐ کے جانشین اور متبعین کی کامل ولایت اور نگرانی میں امت پر شفقت کا زمانہ تھا۔ زمانہ خلافت کے تیس (۳۰) برس میں سے خلفاء راشدین کے بعد چھ ماہ کا زمانہ کم تھا جس کو امام حسنؓ نے اپنی خلافت کے ذریعے پورا کیا چنانچہ خلافت میں حضرت معاویہؓ کا کوئی حصہ نہیں ہے اگرچہ بعض حضرات کا اس میں اختلاف ہے۔

مُلّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ 'مشکوٰۃ' کی شرح 'مرقاۃ المفاتیح' میں لکھتے ہیں:

"تیس (30) برس تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور متبعین کی کامل ولایت اور نگرانی میں اُمّت پر شفقت کا زمانہ تھا۔ زمانۂ خلافت کے تیس (30) برس میں سے خلفائے راشدین کے بعد چھے (6) ماہ کا زمانہ کم تھا جس کو اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ذریعے پورا کیا۔ چنانچہ خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی حصّہ نہیں ہے اگرچہ بعض حضرات کا اِس میں اختلاف ہے۔"[2]

1. مُسند احمد بن حنبل (اردو)، 8/116-117، رقم: 18596؛ مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 3/231
2. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 9/787

علّامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

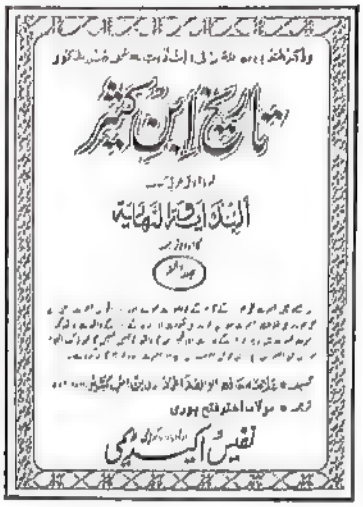

البدایہ والنہایہ، جلد ہفتم ۳۲ ۳۱ھ میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بیان میں

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی حکومت

قبل ازیں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہت ہوگی اور حضرت حسن بن علی کی خلافت سے تیس سال گزر چکے ہیں پس حضرت معاویہ کا زمانہ حکومت کا آغاز ہے اور وہ اسلام کے پہلے اور بہترین بادشاہ ہیں۔

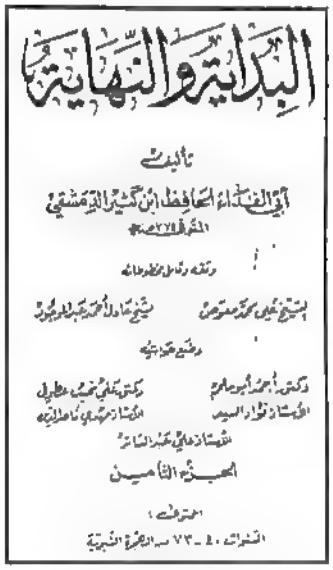

سنة ٤١هـ ٢١

[ذكر أيام][2] معاوية بن أبي سفيان ومُلكه

قد تقدم في الحديث أن الخلافة بعده عليه السلام ثلاثون سنة، ثم تكون ملكاً، وقد انقضت الثلاثون بخلافة الحسن بن علي؛ فأيام معاوية أول الملك، فهو أول ملوك الإسلام وخيارهم.

قال الطبراني: حدثنا علي بن عبد العزيز، ثنا أحمد بن يونس، ثنا الفضيل بن عياض عن ليث عن عبد الرحمن بن سابط عن أبي ثعلبة الخشني عن معاذ بن جبل وأبي عبيدة قالوا قال رسول الله ﷺ: «إنَّ هذا الأمرَ بدأ رَحْمَةً ونُبُوَّةً، ثُمَّ يكونُ رَحْمَةً وخِلافَةً، ثُمَّ كائِنٌ مُلْكاً عَضُوضاً[3]، ثُمَّ كائِنٌ عُتُوّاً[4] وجَبْرِيَّةً وفَساداً في الأرضِ، يَسْتَحِلُّونَ الحَريرَ والفُرُوجَ والخُمُورَ ويُرْزَقُونَ على ذلكَ ويُنْصَرُونَ حَتَّى يَلْقَوا اللهَ عَزَّ وجَلَّ»

(٣) ملك عضوض: أي فيه تعسف وظلم.
(٤) عتو: استكبار.

علّامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تاریخ کی کتاب میں لکھتے ہیں:

"قبل ازیں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے تیس سال گزر چکے ہیں، پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ حکومت (ملوکیت) کا آغاز ہے اور وہ اسلام کے پہلے اور بہترین بادشاہ ہیں۔" (1)

1. البدایۃ والنہایۃ (عربی): 8/21؛ (اردو): 8/32

علّامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول:
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں ہیں۔

البدایہ والنہایہ، جلد ہشتم ۱۷۷ ۶۰ھ میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بیان میں

اور حنبل بن اسحٰق نے
بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عتیبہ نے اہل مدینہ کے ایک شیخ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں پہلا بادشاہ ہوں اور ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا کہ حمزہ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ میں پہلا بادشاہ اور آخری خلیفہ ہوں' میں کہتا ہوں سنت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو بادشاہ کہا جائے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔ کے مطابق آپ کو خلیفہ نہ کہا جائے۔

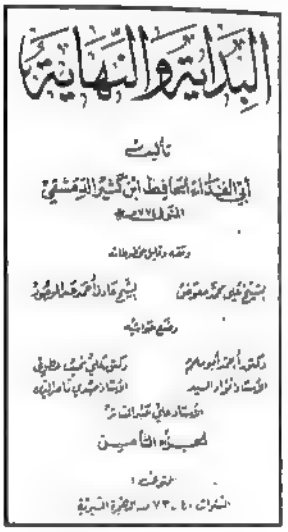

١٤٢ سنة ٦٠هـ

وقال حنبل بن
إسحاق: حدثنا أبو نعيم حدثنا ابن أبي عتيبة عن شيخ من أهل المدينة قال قال معاوية: أنا أول الملوك. وقال ابن أبي خيثمة: حدثنا هارون بن معروف حدثنا حمزة عن ابن شوذب قال: كان معاوية يقول أنا أول الملوك وآخر خليفة، قلت: والسنة أن يقال لمعاوية ملك، ولا يقال له خليفة لحديث سَفِينة [أن رسول الله ﷺ قال:]"الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون مُلكاً عضوضاً"(٥)

(٥) عضوضاً: ملك منه عسف وظلم.

"حنبل بن اِسحاق نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عُتیبہ نے اہلِ مدینہ کے ایک شیخ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میں پہلا بادشاہ ہوں" اور ابنِ خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف نے ہم سے بیان کیا ہے کہ حمزہ نے بحوالہ ابن شوذب ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ "میں پہلا بادشاہ اور آخری خلیفہ ہوں۔" میں (ابن کثیر) کہتا ہوں سنّت یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ کہا جائے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث 'میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر کاٹنے والی حکومت (ملوکیت) ہوگی' کے مطابق آپ کو خلیفہ نہ کہا جائے گا۔"(1)

1. البدایۃ والنہایۃ (عربی): 8/142، (اردو): 8/177

علّامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حدیث کو تمام اصحاب سنن نے لکھا ہے اور ابن حبان رضی اللہ عنہ نے اس کو صحیح لکھا ہے۔
علمائے کرام کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اور امام حسن (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے زمانے پر یہ مدت ختم ہوگئی یعنی تیس سال پورے ہوگئے (بزارؒ نے محمد بن سکین، یحییٰ بن حسان اور دیگر اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی ابتداء نبوت اور رحمت سے ہوئی' اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی اور اس کے بعد ملوکیت اور جبر کا دور دورہ ہوگا۔ (یہ حدیث حسن ہے۔)

تاریخ الخلفاء میں علّامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''علمائے کرام کہتے ہیں کہ خلفائے اربعہ' اور اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے پر یہ مدّت ختم ہوگئی یعنی تیس سال پورے ہو گئے۔ اِمام بزّار نے محمد بن سکین، یحییٰ بن حسّان اور دیگر اِسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ''اسلام کی ابتداء نبوّت اور رحمت سے ہوئی، اُس کے بعد خلافت ورحمت ہوگی اور اُس کے بعد ملوکیت اور جبر کا دور دورہ ہوگا۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔)[1]

1. تاریخ الخلفاء (اردو)، صفحہ: 119

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

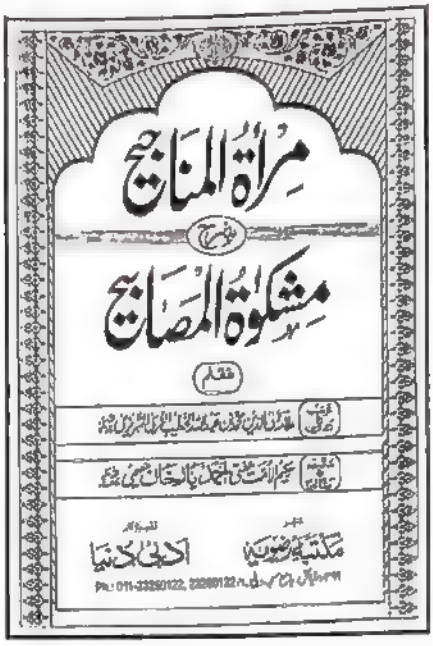

مرآۃ المناجیح (جلد ہفتم) ﴿۱۶۴﴾ فتنوں کا بیان

۴۔ اقذاء جمع ہے قذی کی بمعنی آنکھ کا تنکا وغیرہ جس میں بظاہر آنکھ اچھی ہوتی ہے مگر باطن تکلیف یہاں مراد ہے ناپسندیدگی اور بددلی یعنی لوگ کسی کو اپنا امیر مانیں گے تو صرف ظاہر سے ان کے دل اس سے راضی نہ ہوں گے۔ نیز اس سلطنت میں بدعات وغیرہ ہوں گی۔ کدورت ہوگی اس میں اشارہ ہے حضرت امام حسن اور امیر معاویہ کی صلح کی طرف اگرچہ یہ صلح تو ہوگئی مگر لوگوں کے دلوں میں صفائی نہ ہوئی۔ اس لئے ہمارا مذہب ہے کہ حضرت امیر معاویہ اس صلح کے بعد خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سلطان اسلام ہوئے۔ اسلام میں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اور پہلے سلطان امیر معاویہ (مرقات)۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور شرح ''مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں لکھتے ہیں:

''اِس لیے ہمارا مذہب ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اِس صلح کے بعد خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سلطانِ (بادشاہ) اسلام ہوئے۔ اسلام میں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ۔ سلطان (بادشاہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔''(1)

1. مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 7/164

بارہ (12) خلفاء والی حدیث کا خلاصہ

قارئین کرام! مولانا سیّد ہاشمی میاں جیسے لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد ثابت کرنے کے لیے صحیحین سے 12 خلفاء والی حدیث پیش کرتے ہیں اور اِس کو تیس (30) سال والی حدیثِ سفینہ کے ساتھ مرکّب کرتے ہیں اور خود تو اُلجھن میں پڑتے ہیں ساتھ میں عوام کو بھی اُلجھن میں ڈال دیتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم بارہ خلفاء والی حدیث کو بیان کریں گے اُس کے بعد اُس کی شرح میں علمائے اہلِ سنّت کیا فرماتے ہیں یہ نقل کریں گے۔

بخاری شریف (مترجم) جلد سوم ۹۳۶ کتاب الاحکام

۲۰۸۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

2086- غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ (بن حجاج) نے عبدالملک (بن عمیر) سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن سمرہ سے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا بارہ امیر ہوں گے۔ آپ ﷺ نے کوئی کلمہ فرمایا جس کو میں نے نہیں سنا تو میرے باپ (سمرہ نے کہا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا وہ سب کے سب امیر قریش سے ہوں گے) (بارہ خلفاء کے متعلق حافظ عسقلانی نے نہایت عمدہ تفصیلی بحث کی ہے دیکھو فتح الباری ج 13 ص 211)

شرح صحیح مسلم ۷۵۱ کتاب الامارۃ

۴۵۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ غَيْرُ مُنْقَضٍ حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَقُلْتُ لِأَبِي مَا قَالَ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بارہ خلیفہ پورے ہونے تک اسلام غالب رہے گا، پھر آپ نے کوئی بات کہی جس کو میں نہیں سمجھ سکا میں نے اپنے والد سے کہا آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا وہ سب قریش سے ہوں گے۔

حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بارہ خلیفہ ہونے تک اِسلام غالب رہے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں نہیں سمجھ سکا، میں نے اپنے والد سے پوچھا، ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟“ اُنہوں نے کہا، ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب قریش سے ہوں گے۔“(1)

1. صحیح بخاری، 3/936، صفحہ: 2086، انٹرنیشنل نمبر: 7223؛ شرح صحیح مسلم، 7/750-751، رقم: 4595، انٹرنیشنل نمبر: 4699؛ شرح جامع ترمذی، 4/233، رقم: 2149، انٹرنیشنل نمبر: 2223

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیثِ اثنا عشر

(12 خلفاء والی حدیث)

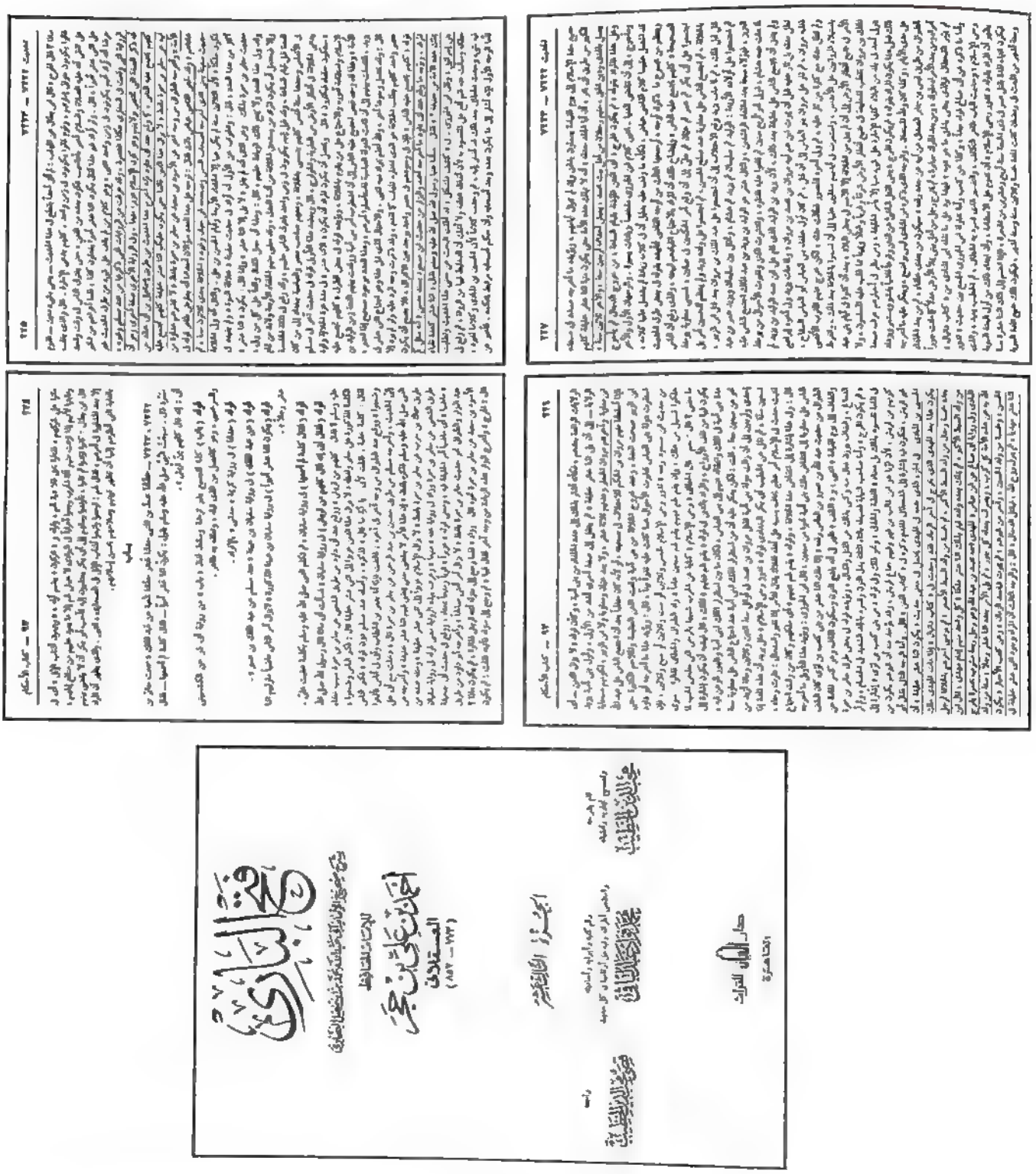

اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کی اِس حدیثِ اِثنا عشر کی شرح میں ''فتح الباری'' میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔ اِس حدیث کے سلسلے میں ابن بطّال نے مہلّب سے جو باتیں نقل کی ہیں اُس پر نقد (رد) کرتے ہوئے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ کلام اُس شخص کا ہے جو تروکِ حدیث میں سے کسی بھی شئے سے واقف نہیں ہے، صرف اُس روایت کے سوا جو بخاری میں واقع ہے۔''

آگے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اور جو رِوایت مسلم وغیرہ سے نقل کی گئی ہے اُن سے میں نے (یعنی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے) جانا کہ جو (بارہ خلفاء کی) صفت ذکر کی گئی ہے وہ اُن کی ولایت کے ساتھ خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اِسلام کا عزیز ہونا اور محترم بالشان ہونا اور دوسری رِوایت میں ایک دوسری صفت مذکور ہے اور وہ یہ کہ اُن خلفاء کی خلافت پر تمام لوگوں کا مجتمع ہونا جیسا کہ اِمام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ سے اِن الفاظ میں نقل کی ہے:''

لا یزال هذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم تجتمع علیه الامة ،

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں کہ:

''اِمام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی تلخیص کرتے ہوئے فرمایا کہ مذکورہ بارہ عدد کے سلسلے میں دو اعتراض ہوتے ہیں اُن میں سے ایک تو یہ ہے کہ حدیث کا جو معنی اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ حدیثِ سفینہ سے ٹکراتا ہے یعنی وہ حدیث جس کو اصحابِ سنن نے نقل کیا ہے اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حدیثِ سفینہ میں جو عدد بیان کیا گیا ہے مذکورہ حدیث کا عدد اُس سے زیادہ ہو رہا ہے۔''

پھر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:

''اور مہلّب نے جو مذکورہ حدیث کی تشریح کی تھی اُس پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعتراض **کلهم یجتمع علیه الناس** پر واحد ہوتا ہے کیوں کہ ایک ہی زمانے میں اُن خلفاء کی موجودگی عین علیٰحدگی ہے پس حدیث کی وہ مراد صحیح نہیں ہے جو ابن بطّال رحمۃ اللہ علیہ نے مہلّب سے نقل کی اور اِس کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی تخریج اِمام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سندِ حسن کے ساتھ کہ جس میں مذکور ہے کہ اُن سے خلیفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ ہم نے اِس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بارہ امیر ہوں گے بنی اسرائیل کے نقیبوں کی طرح۔''

مذکورہ حدیث میں صرف بارہ امیر کا ذکر ہے اُن کے زمانے کے بارے میں کوئی لفظ مذکور نہیں ہے۔

اِمام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:

''اِمام ابو الحسن ابن المنادی نے فرمایا کہ حدیث کا وہ جُزو جس میں لوگوں کے مجتمع ہونے کی بات ہے وہ اِمام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوگا۔ حدیث کے معنی میں اِس بات کا بھی اہتمام ہے کہ بارہ خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ہوں گے، وہ مہدی رضی اللہ عنہ جو کہ آخر زمانے میں ظاہر ہوں گے پس دانیال علیہ السلام کی کتاب میں مجھے یہ بات ملی ہے کہ جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ انتقال کر جائیں گے تو اُن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے نواسے کے خاندان سے پانچ لوگ حکومت کریں گے پھر پانچ لوگ چھوٹے نواسے کے خاندان سے حکومت کریں گے پھر اُن میں سے ایک دوسرے کو خلافت کی وصیّت کریں گے اور اِسی طرح کی رِوایت حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اِمام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا اور وہ خوب رُو مائل بہ سُرخ ہوں گے، اللہ جل جلالہ اُن کے ذریعے اِس امّت کی تمام مصیبتوں کو دور کر دے گا، اور اُن کے انصاف سے تمام مظالم چھٹ جائیں گے، پھر اِمام مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد بارہ لوگ امیر بنیں گے، چھے (6) اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہوں گے اور پانچ (5) اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہوں گے اور بارہواں خلیفہ اِن کے علاوہ میں سے ہوگا۔ پھر اُن کا انتقال ہو جائے گا پس زمانے میں فساد برپا ہو جائے گا۔ اور کعب احبار کی رِوایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

الحسن ، وخمسة من ولد الحسين ، وآخر من غيرهم ؛ ثم يموت فيفسد الزمان ، وعن كعب الأحبار ، يكون اثنا عشر مهدياً ، ثم ينزل روح الله ، فيقتل الدجال ، قال : والوجه الثالث أن المراد وجود اثنى عشر خليفة في

ترجمہ: بارہ مہدی ظاہر ہوں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے پس وہ دجّال کو قتل کر دیں گے۔

اِمام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:

''اور تیسرا معنی مذکورہ حدیث کا یہ بھی مراد ہے کہ بارہ خلفائے اسلام کی تمام مدّت میں آئے قیامت تک کے لیے کہ جو حق کے ساتھ عمل کرے اگرچہ اُن کے زمانے مختلف ہو اور اِس معنی کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو اِمام مُسدّد نے اپنی 'مسند' میں نقل کیا ہے۔

أنه لا تهلك هذه الأمة حتى يكون منها اثنا عشر خليفة كلهم يعمل بالهدى ودين الحق ، منهم رجلان من أهل بيت محمد ، يعيش أحدهما أربعين سنة ، والآخر ثلاثين سنة ،

ترجمہ: یہ امّت اُس وقت تک ہلاک نہیں ہوگی جب تک اِن میں بارہ خلفاء نہ ہو جائیں کہ تمام کے تمام دینِ حق اور ہدایت کا عمل کریں گے اُن میں سے دو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہوں گے کہ اُن میں سے ایک چالیس سال تک زندہ رہے گا اور ایک تیس سال تک زندہ رہے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔[1]

1. فتح الباری (عربی)، 13/224-228

علّامہ غلام رسول سعیدی کا عقیدہ

علّامہ غلام رسول سعیدی اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

کتاب الامارۃ
شرح صحیح مسلم ۷۵۴

اسلام غالب رہے گا جب تک بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کے خلاف بعض احادیث میں ہے کہ خلافت تیس سال رہے گی اور تیس سال میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شامل کر کے صرف پانچ خلفاء ہوئے تھے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔

کتاب الامارۃ
شرح صحیح مسلم ۷۵۵

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء قال سعید قال لی سفینۃ امسک علیک ابابکر سنتین وعمر اعشرا وعثمان اثنی عشر و علی کذا۔[1]

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت نبوت تیس سال رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کر دے گا۔ حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کے دو سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال، حضرت عثمان کے بارہ سال اور حضرت علی کے اتنے سال (یعنی پانچ سال نو ماہ اور چھ ماہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت رہی۔)

اس حدیث کو امام ترمذی[2] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

الجواب ان احادیث میں تعارض نہیں ہے کیونکہ جن احادیث میں بارہ خلفاء تک اسلام کے غلبہ اور خلافت قائم رہنے کا ذکر ہے ان میں مطلقاً خلافت کا ذکر ہے عام ازیں کہ وہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہو یا ایسی خلافت نہ ہو لیکن اس خلافت میں غلبہ اسلام ہو اور جن احادیث میں تیس سال تک خلافت کا ذکر ہے ان میں خلافت نبوت کی تخصیص ہے، جیسا کہ ہم جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور مسند احمد کے حوالوں سے ذکر کر چکے ہیں۔

شرح صحیح مسلم
(جلد خامس)
افقیہ، لفقہ، جہاد، امارہ
تصنیف
علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸
ناشر
فاروقیہ بکڈپو
۴۴۲ رٹا محل، جامع مسجد دہلی ۶

”اِس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اِس حدیث کے خلاف بعض احادیث میں ہے کہ خلافت تیس سال رہے گی اور تیس سال حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شامل کر کے صرف پانچ خلفاء ہوتے تھے اور وہ حدیث یہ ہے۔“

پھر علّامہ سعیدی صاحب نے تیس سال والی حدیثِ سفینہ پیش کی اور فرمایا: اِس حدیث (یعنی حدیثِ سفینہ) کو اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

الجواب: اِن احادیث میں تعارض نہیں ہے کیوں کہ جن احادیث میں بارہ خلفاء تک اسلام کے غلبہ اور خلافت قائم رہنے کا ذکر ہے اُن میں مطلقاً خلافت کا ذکر ہے، عام ازیں کہ وہ 'خلافت علی منہاج النبوۃ' ہو یا ایسی خلافت تو نہ ہو لیکن اِس خلافت میں غلبۂ اسلام ہو اور جن احادیث میں تیس سال تک خلافت کا ذکر ہے اُن میں خلافتِ نبوت کی تخصیص ہے، جیسا کہ ہم جامع ترمذی، سنن ابو داؤد اور مسند احمد کے حوالوں سے ذکر کر چکے ہیں۔(1)

شارح ترمذی علامہ قُصوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

شرح

جامع الترمذی

جلد چہارم

مصنف

الامام العلامہ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی

ترجمہ

ابو الاسرار محمد محی الدین جہانگیر

شارح

علامہ محمد یٰسین قصوری

اشاعت : جنوری ۲۰۱۹ء

صفحات : ۸۳۰

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے مشن کی تکمیل میں پوری کوشش کی ہے۔ ہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شرح جامع ترمذی (٤) کتاب الفتن ﴿۲۳۵﴾ تاریخ کے ٹیچر

سوال: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدت خلافت تیس سال بیان کی گئی ہے، اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا۔ تیس سال خلفاء اربعہ کے ادوار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ماہ شامل کر کے مکمل ہو جاتے ہیں اور بارہ خلفائے پورے نہیں ہوتے؟

جواب: حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلفاء جن کی خلافت علی منہاج النبوت ہوگی ان کی مدت تیس سال ہے۔ باقی خلفاء بعد میں بھی آ سکتے ہیں، ان کا متصل ہونا ضروری نہیں ہے، منفصل بھی آ سکتے ہیں اور قیامت قائم ہونے سے قبل ان کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اربعہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور شامل کر کے خلافت علی منہاج النبوت کے تیس سال مکمل ہو گئے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مابعد عادل خلفاء آ چکے ہیں یا آتے رہیں گے۔ اس طرح روایات میں تعارض باقی نہیں رہا۔ (تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، ج6، ص472)

شارح ترمذی علامہ محمد یٰسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

سوال: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدتِ خلافت تیس سال بیان کی گئی ہے، اِس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا۔ تیس سال خلفائے اربعہ کے ادوار، حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے چند ماہ شامل کر کے مکمل ہو جاتے ہیں اور بارہ خلفاء پورے نہیں ہوتے؟

1. علامہ غلام رسول سعیدی فی شرح صحیح مسلم (اردو)، 5/754-755

باب-10

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و مناقِب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومناقب میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

صحابیٔ رسول عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

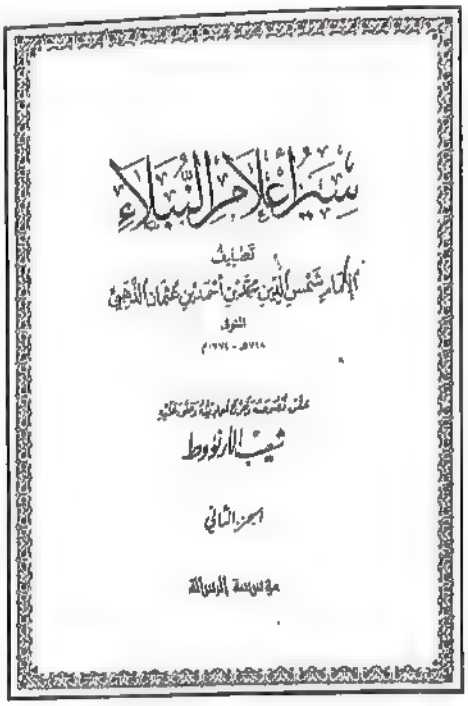

عُبادة بن الصامت

وُرد بن سنان ، عن إسحاق بن قبيصة بن ذُؤيب ، عن أبيه : أنّ عبادة أنكر على معاوية شيئاً ، فقال : لا أساكنك بأرض ، فرحل إلى المدينة ، فقال له عمر : ما أقدمك ؟ فأخبره [بفعل معاوية] . فقال [له] : ارحلْ إلى مكانك ، فأسمع الله أرضاً أنت فيها وأمثالك ، فلا إمرة له عليك[1]

ابن أبي أويس ، عن أبيه ، عن الوليد بن داود بن محمد بن عُبادة بن الصامت[2] عن ابن عمه عبادة بن الوليد ، قال : كان عُبادة بن الصامت مع معاوية ، فأذن يوماً ، فقام خطيبٌ يمدح معاوية ، ويثني عليه ، فقام عُبادة بتراب في يده ، فحثاه في فم الخطيب ، فغضب معاوية ، فقال له عُبادة : إنك لم تكن معنا حين بايعنا رسول الله ﷺ بالعقبة ، على السمع والطاعة في منشطنا ومكرهنا ومكسلنا ، وأثرة علينا ، وألاّ ننازع الأمر أهله ، وأن نقوم بالحق حيث كنا ، لا نخاف في الله لومة لائم ، وقال رسول الله ﷺ : إذا رأيتم المدّاحين ، فاحثوا في أفواههم التراب[3] .

(1) الزيادة من « تاريخ الإسلام » .

(2) رجاله ثقات .

(3) كذا الأصل ، ولم أقف له على ترجمة في كتب الجرح والتعديل ، وربما يكون محرفاً عن « الصامت » بدل « الوليد » ففي « الجرح والتعديل » ٥٤٧/٨ : الصامت بن داود بن محمد بن عبادة ابن الصامت الأنصاري . روى عن عبادة بن الوليد بن عبادة بن الصامت ، روى عنه يوسف ، سمعت أبي يقول ذلك .

(4) ورجاله ثقات عدا الوليد بن داود بن محمد فالذي لم أعرفه ، وأخرج محمد ٣٦١/٥ و٣٦٦ ، والبخاري ٦٦٧/١٢ في الأحكام : باب كيف يبايع الناس الإمام ، والنسائي ١٣٣/٧ ، ١٣٨ في أول البيعة من طريق عبادة بن الوليد ، عن أبيه ، عن عبادة بن الصامت قال : بايعنا رسول الله ﷺ (بالزيادة المذكورة) على السمع والطاعة في العسر واليسر ، والمنشط والمكره ، وأن لا ننازع الأمر أهله ، وأن نقول أو نقوم بالحق حيث كنا ، لا نخاف في الله لومة لائم ، وفيه بعد الحرف ، ورواه عبادة : نصت بعد فتح مكة بعد أن نزلت الآية التي في الممتحنة ، أخرجه البخاري ٧٤/١٢ ، ومسلم (١٧٠٩) كلاهما في الحدود ، باب الحدود كفارة ، من طريق ابن عيينة ، عن ...

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیرُ اعلام النّبلاء'' میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ

''حضرت عُبادہ بن صامِت رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ایک دن اُنہوں نے اذان کہی تو ایک خطیب کھڑے ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تعریف کرنے لگا۔ حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور خاک کی ایک مٹھی بھر کر خطیب کے منہ میں ٹھونس دی۔ اِس پر معاویہ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوئے، جس پر حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اُس وقت نہیں تھے، جب ہم نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی کہ ہم اپنی پسند اور ناپسند، سُستی اور کاہلی (ہر حالت) میں بھی سمع وطاعت بجا لانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کو ہر اَمر پر ترجیح دیں گے، اہلِ اَمر کے ساتھ نازعہ نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: جب تم خوشامد کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ میں مٹّی بھر دو۔[1]

1. سیرُ اعلام النّبلاء (عربی)، 2/7

اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

تذكرة الحفاظ ج ٢ - ص ١٠

البرود الوية والحضر ويكثر الاستمتاع، له اربع زوجات يقسم لهن ولا يطاوع ذلك من سرية، وكان يكثر أكل الدبوك الكبار تشترى له وتسمن وتخصى.

قال مرة بعض الطلبة: ما اظن ابا عبد الرحمن الا انه يشرب النبيذ، النظرة الى في وجهه، وقال آخر: ليت شعري ما مذهبه في اتيان النساء في ادبارهن؟ قال فسئل فقال: النبيذ حرام، ولا يصح في الدبر شيء لكن حديث محمد بن كعب القرظي عن ابن عباس قال اسق حرثك من حيث شئت فلا ينبغي ان يتجاوز قوله. قال ابن الذهبي: ثبت ان المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم من ادبار النساء وفي فيه مصنف، علة ما ذكرت سمعت الوزير ابن خنزابة عن محمد بن موسى المأموني صاحب النسائي، وقال فيه: سمعت قوما ينكرون على ابي عبد الرحمن كتاب الخصائص لعلي رضي الله عنه وتركه تصنيف فضائل الشيخين، فذكرت له ذلك فقال: دخلت دمشق والمنحرف عن علي بها كثير فصنفت كتاب الخصائص رجوت ان يهديهم الله، ثم انه صنف بعد ذلك فضائل الصحابة، فقيل له وانت اسمع: ألا تخرج فضائل معاوية؟ فقال اي شيء اخرج؟ حديث: اللهم لا تشبع بطنه، فسكت السائل.

قلت: لعل هذه منقبة معاوية لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم: اللهم من لعنته او شتمته فاجعل ذلك له زكاة ورحمة. قال حافظ خراسان ابو علي النيسابوري: حدثنا الامام في الحديث بلا مدافعة ابو عبد الرحمن النسائي. قال احمد بن نصر ابو طالب الحافظ من يصبر على ما يصبر عليه

٦٩٩

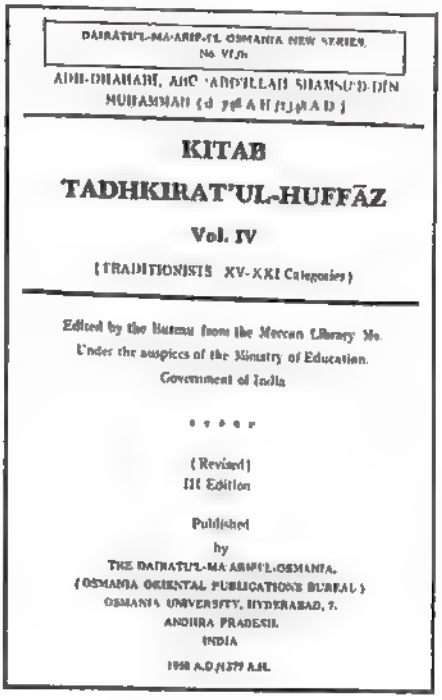

DAIRATU'L-MA'ARIF-I'L OSMANIA NEW SERIES.
No. VI/h

AIMH-DHAHABI, ABU 'ABDU'LLAH SHAMSU'D-DIN MUHAMMAD (d. 748 A.H./1348 A.D.)

KITAB

TADHKIRAT'UL-HUFFĀZ

Vol. IV

(TRADITIONISTS XV-XXI Categories)

Edited by the Bureau from the Meccan Library Mo.
Under the auspices of the Ministry of Education.
Government of India

* * * * *

(Revised)
III Edition

Published
by
THE DAIRATU'L-MA'ARIF'L-OSMANIA.
(OSMANIA ORIENTAL PUBLICATIONS BUREAU)
OSMANIA UNIVERSITY, HYDERABAD, 7.
ANDHRA PRADESH
INDIA

1958 A.D./1377 A.H.

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رِجال کی اپنی مشہور کتاب ''تذکرۃ الحُفّاظ'' میں اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا:

ترجمہ

''میں دمشق میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ منحرف تھے، جس پر میں نے اِس امید سے ''کتابِ خصائص'' تصنیف کی کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے اُنہیں ہدایت عطا فرمائے۔ پھر اُنہوں نے ''فضائلِ صحابہ'' کتاب لکھی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ ''کیا آپ فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں کچھ روایت نہ کریں گے۔'' فرمایا: ''میں کیا چیز روایت کروں؟ کیا یہ حدیث 'اے اللہ! اِس کے پیٹ کو نہ بھرنا'' اِس پر سائل خاموش ہو گیا۔[1] رہ گیا اُن پر شعیت کا اِلزام تو وہ درست نہیں ہے، یہ تہمت لوگوں نے اُن پر اِس لیے لگائی تھی کہ اُنہوں نے فرمایا تھا: معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں **اللهم لا تشبع بطنه** کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے اور اِس لیے کہ اُنہوں نے فضائلِ علی رضی اللہ عنہ میں کتاب تصنیف فرمائی تھی اور اُن کے علاوہ کسی اور کی شان میں کوئی مخصوص کتاب نہیں لکھی تھی۔''

1. کتاب تذکرۃ الحفاظ (عربی)، 2/699

اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام ابن حجر عسقلانی کا عقیدہ

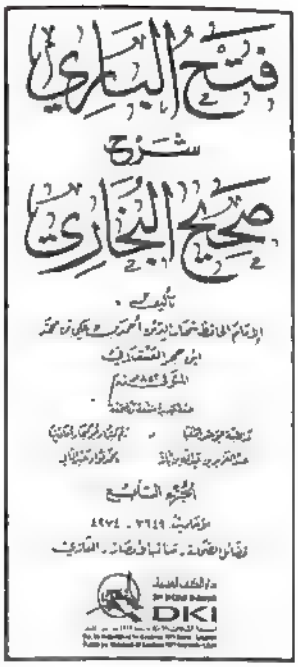
فتح الباري
شرح
صحيح البخاري

١٣٠ كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ/ باب ٢٨

(تنبيه): عبر البخاري في هذه الترجمة بقوله ذكر ولم يقل فضيلة ولا منقبة لكون الفضيلة لا تؤخذ من حديث الباب، لأن ظاهر شهادة ابن عباس له بالفقه والصحبة دالة على الفضل الكثير، وقد صنف ابن أبي عاصم جزءاً في مناقبه، وكذلك أبو عمر غلام ثعلب، وأبو بكر النقاش وأورد ابن الجوزي في الموضوعات بعض الأحاديث التي ذكروها ثم ساق عن إسحق بن راهويه أنه قال لم يصح في فضائل معاوية شيء، فهذه النكتة في عدول البخاري عن التصريح بلفظ منقبة اعتماداً على قول شيخه، لكن بدقيق نظره استنبط ما يدفع به رؤوس الروافض، وقصة النسائي في ذلك مشهورة، وكأنه اعتمد أيضاً على قول شيخه إسحق، وكذلك في قصة الحاكم. وأخرج ابن الجوزي أيضاً من طريق عبد الله بن أحمد بن حنبل: سألت أبي ما تقول في علي ومعاوية؟ فأطرق ثم قال: اعلم أن علياً كان كثير الأعداء، ففتش أعداؤه له عيباً فلم يجدوا، فعمدوا إلى رجل قد حاربه فأطروه كيداً منهم لعلي، فأشار بهذا إلى ما اختلقوه لمعاوية من الفضائل مما لا أصل له، وقد ورد في فضائل معاوية أحاديث كثيرة لكن ليس فيها ما يصح من طريق الإسناد، وبذلك جزم إسحق بن راهويه والنسائي وغيرهما، والله أعلم.

اِمام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح ''فتح الباری'' میں حدیث نمبر (اِنٹرنیشنل نمبر کے مطابق) 3766 جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق باب ''باب: ذکرِ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ'' میں ہے، اُس کے ضمن میں لکھتے ہیں:

ترجمہ

''اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صرف لفظ ''ذکرِ معاویہ'' بیان کیا اور 'فضیلت' یا 'منقبت' جیسے الفاظ ذکر نہیں کیے کیوں کہ اِس حدیث سے کوئی فضیلت ماخوذ نہیں ہوتی۔ البتہ سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے فقہاء اور صحابیت کا بیان ہی بطور فضیلت کافی ہے اور اِمام ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اِسی طرح کا کام ابی عُمر غلام ثعلب اور ابو بکر نقّاش نے بھی کیا ہے اور اِمام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی 'الموضوعات' (من گھڑت احادیث کی نشاندہی کرنے والی اُن کی مشہور کتاب) میں بھی کچھ روایت ذکر کر کے اِمام اِسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں (صحابیت کے علاوہ) کوئی رائے (چیز) ثابت نہیں ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ (استاذ) (اِمام اِسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ) پر اعتماد کرتے ہوئے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں) لفظ 'فضیلت' یا 'منقبت' استعمال کرنے سے گریز کیا ہے، مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی گہری نظر سے ایسا استنباط فرمایا (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ثابت کیا ہے) کہ جس سے روافض کی سرکوبی ہوگئی ہے۔ اور اِمام نسائی کا واقعہ اِس بارے میں مشہور ہے اور گویا کہ اُنہوں نے بھی اپنے شیخ (استاذ) (اِمام اِسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ) کے قول پر اعتماد کیا ہے (اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب 'فضائلِ صحابہ' میں کوئی حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق نہیں جمع فرمائی) اور پھر اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ بھی اِسی طرح ہے۔

اِمام اِبنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے تخریج کی ہے کہ اُنہوں نے اُن کے والد اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مکالمہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے والد اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟'' اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر فرمایا: ''(میرے بیٹے!) خوب جان لو کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے دشمن بہت زیادہ تھے، پس اُنہوں نے اُن کے عیوب (برائیاں) تلاش کرنا چاہے مگر ناکام رہے۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے (ایک متبادل چال کے طور پر) ایک دوسرے شخص (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو مقصد برآوری کے لیے موزوں پایا جو اُن سے جنگ کر چکا تھا۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر اُن (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔''

(اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے) اِس جواب میں اِشارہ ہے کہ کچھ لوگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بے بنیاد فضائل گھڑ لیے جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے اور تحقیق کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے فضیلت کی احادیث تو بہت سی ہیں مگر اُن احادیث میں سے کوئی بھی (اصولِ محدّثین پر) اسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔ اِس لیے اِمام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس موقف کو بڑے یقین کے ساتھ اختیار کیا ہے اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔[1]

1. فتح الباری (عربی)، 9/130-131

مگر افسوس کی بات ہے کہ آج اہلِ سنّت میں خاص کر بریلوی علماء امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں موضوع احادیث سرِعام بیان کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ کتابیں بھی لکھتے ہیں جیسے کہ ''دعوتِ اسلامی'' نامی تنظیم جس نے امیر مولانا الیاس قادری ہیں، اِس تنظیم نے ''فیضانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' نامی کتاب میں ''موضوع احادیث'' بیان کرکے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

علّامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا ہی قول نقل کرتے ہیں: ''سلفی طیوریات میں عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو آپ (اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: ''اصل بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن بہت تھے۔ اُنہوں نے تلاش کیا کہ آپ (مولا علی رضی اللہ عنہ) میں کوئی عیب نکلے مگر نہ نکلا تو وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس نے آپ سے جنگ وجدل کیا (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اور اُنہوں نے اُسے اپنی نسبت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادہ حیلہ گر پایا۔''(1)

تاریخ الخلفاء (اردو) ۲۸۷ علامہ جلال الدین سیوطی

فصل نمبر 1

مختصر حالاتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ابن ابی شیبہ سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا کیا خیال ہے کیا وہ خلیفہ ہیں؟ اس نے کہا کہ بخوز رقا جھوٹ کہتے ہیں۔ وہ تو بادشاہ ہیں اور بادشاہ بھی سخت ترین اور سب سے پہلے بادشاہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

خلفاء کون؟

بیہقی اور ابن عساکر ابراہیم بن ارمنی سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ خلفاء کون تھے؟ آپ نے فرمایا! حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ میں نے عرض کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر خلافت کا کوئی مستحق نہیں تھا۔

عیب نہ نکلا

سلفی طیوریات میں عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا اصل بات یہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن بہت تھے۔ انہوں نے تلاش کیا کہ آپ میں کوئی عیب نکلے مگر نہ نکلا تو وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس نے آپ سے جنگ وجدل کیا اور انہوں نے اسے اپنی نسبت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادہ حیلہ گر پایا۔

1. علّامہ جلال الدین سیوطی فی تاریخ الخلفاء (اردو)، صفحہ: 287

علّامہ بدر الدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

٣٤٣

٦٢ - كتاب فضائل الصحابة / باب (٣٠)

صَلاةٌ لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نُهِيَ عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

[انظر الحديث ٥٨٧].

مطابقته للترجمة من حيث إن فيه ذكر معاوية، ولا يدل هذا على فضيلته. فإن قلت: قد ورد في فضيلته أحاديث كثيرة. قلت: نعم، ولكن ليس فيها حديث يصح من طريق الإسناد نص عليه إسحاق بن راهويه والنسائي وغيرهما، فلذلك قال: باب ذكر معاوية، ولم يقل: فضيلة ولا منقبة.

عمدة القاري
شرح
صحيح البخاري
تأليف
الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ
ضبط وتصحيح
عبد الله محمود محمد عمر
طبعة جديدة مرقمة الكتب والأبواب والأحاديث
حسب ترقيم فهرس طلعات الحديث النبوي الشريف
الجزء الأول
دار الكتب العلمية

Copyright ©
All rights reserved
This book reserved
Exclusive Rights by
Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Beirut - Lebanon
No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means, or stored in a database or retrieval system, without the prior written permission of the publisher
Publication Data
Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah Beirut - Lebanon
Al-Aini, Mahmud bin Ahmad
Umdat al-Qari Sharh Sahih al-Bukhari / Al-Aini
Beirut, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, 2001
ISBN 2-7451-2359-X
Dewey Classification 297.1
Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah
Beirut - Lebanon
Tel: 00961-1-480051 Fax: 00961-1-484813
P.O. Box: 11-9424 Beirut 2060 2801 Lebanon
Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah
Beirut - Lebanon
Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah
Beirut - Lebanon
Tel: 00961-1-480051 Fax: 00961-1-484813
P.O. Box: 11-9424 Beirut 2060 2801 Lebanon
الطبعة الأولى
١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان
ISBN 2-7451-2359-X

علّامہ بدر الدّین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر تم یہ کہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تو بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں تو میں جواب میں یہ کہوں گا: ”جی ہاں! لیکن اُن احادیث میں سند کے اعتبار سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے، اِسی موقف کو اِمام اسحاق بن راہویہ، اِمام نسائی اور دیگر محدّثین نے بیان کیا ہے اِس لیے اِمام بخاری نے ”ذکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ“ کا باب کہا ہے، فضیلت اور منقبت معاویہ رضی اللہ عنہ کا باب نہیں کہا۔“[1]

1. عینی فی عمدۃ القاری (عربی)، 16/343

شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں موضوع احادیث؟

حدیثِ موضوع کی تعریف

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان کی جانے والی موضوع احادیث پر کلام کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیثِ موضوع کہتے کسے ہیں اور اُس کا حکم کیا ہے، چنانچہ ملّا علی قاری لکھتے ہیں:

''موضوع حدیث وہ ہے جس میں کذب راوی کی وجہ سے طعن ہو۔''[1]

حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جو جھوٹی بات گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دی گئی ہو اُس کو حدیثِ موضوع کہتے ہیں۔[2]

"The forged hadith is the fabricated, made-up hadith. Be aware that the forged hadith is the worst kind of the weak hadith. [3]

1. قاری فی شرح نخبۃ الفکر، 123
2. ابن الصلاح فی علوم الحدیث، 89
3. An introduction to the science of the Hadith, Ibn al-Salahal-Shahrazuri, Category-21, Forged Hadith, p.77

حدیث گھڑنے والی جماعت

الكامل
في ضعفاء الرجال

تأليف
الإمام الحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني
المتوفى سنة ٣٦٥هـ

تحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
جامعة الأزهر

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

(١٧٦) الجزء الرابع زكريا بن يحيى ابو يحيى

عن الثوري، عن مجالد[1] الحديث إلى رسول الله ﷺ. فذكر هذه القصة.

قال ابن عدي: وأبو يحيى الوقار قال: سمعت مشايخ أهل «مصر» يُثْنُونَ عليه في باب العِبَادَةِ، والاجتهاد، والفضل، وله حديث كثير، بعضها مستقيمة، وبعضها ما ذكرت، وغير ما ذكرت موضوعات، وكان يُتَّهَمُ الوقار بوضعها، لأنه يروي عن قَوْمٍ ثِقَاتٍ أحاديث موضوعات، والصالحون قد رسموا بهذا الرَّسْمِ أن يرووا في فَضَائِلِ الأعمال أحاديث مَوْضُوعَةً بواطيل، ويتهم جماعة منهم بوضعها.

١- في ل: مجالد رفع.

الإمام الحافظ ابو احمد بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی سن 365 ہجری) فرماتے ہیں:

''اور نام نہاد صالحین نے یہ رسم ڈال دی ہے کہ وہ فضائلِ اعمال میں گھڑی ہوئی باطل روایات بیان کرتے ہیں، اور ایک جماعت تو اُن میں سے حدیث گھڑنے میں بھی ملوّث ہے۔''(1)

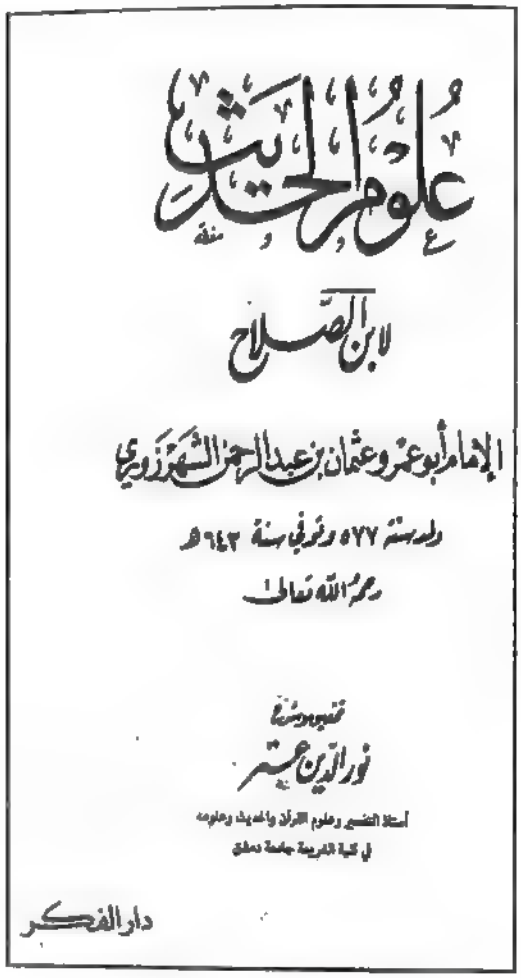
علوم الحديث
لابن الصلاح
الإمام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري
ولد سنة ٥٧٧ وتوفي سنة ٦٤٣ هـ
رحمه الله تعالى
تحقيق وشرح
نور الدين عتر
أستاذ التفسير وعلوم القرآن والحديث وعلومه
في كلية الشريعة جامعة دمشق
دار الفكر

بخلاف غيره من الأحاديث الضعيفة التي يُحتَمَلُ صدقُها في الباطن، حيث جاز روايتُها في الترغيب والترهيب على ما نبيّنه قريباً إن شاء الله تعالى[1].

وإنما يعرف كون الحديث موضوعاً بإقرار واضعه أو ما يتنزل منزلة إقراره، وقد يفهمون الوضع من قرينة حال الراوي أو المروي، فقد وضعت أحاديث طويلة يشهد بوضعها ركاكة ألفاظها ومعانيها.

ولقد أكثر الذي جمع في هذا العصر (الموضوعات) في نحو مجلدين فأودع فيها كثيراً مما لا دليل على وضعه[2]، إنما[3] حقه أن يذكر في مطلق الأحاديث الضعيفة.

والواضعون للحديث أصناف، وأعظمهم ضرراً قوم من المنسوبين إلى الزهد وضعوا الحديث احتساباً فيما زعموا فتقبل الناس موضوعاتهم ثقة منهم بهم وركوناً إليهم. ثم نهضت جهابذة الحديث بكشف[4] عوارها وهو عارها والحمد لله.

(1) في ص ١٠٣.
(2) مراده الحافظ أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزي مؤلف كتاب (الموضوعات) فقد تساهل وأدخل في كتابه ما لا دليل على وضعه، بل هو ضعيف، بل وفيه الحسن بل وفيه الصحيح أيضاً، وقد بين ذلك السيوطي في كتابه (اللآلئ المصنوعة)، وهو كتاب جيد في هذا الباب، والرجوع لكتاب (تنزيه الشريعة المرفوعة) لابن عراق، فإنه أوفى كتب هذا النوع.
(3) في ع و ق (وإنما).
(4) في ع (لكشف).

- ٩٩ -

اور محدّثینِ کرام کے نزدیک حدیث گھڑنے والوں میں سب سے زیادہ مہلک ونقصان دہ لوگ یہی ہے جو خود کو صوفیاء، صلحاء، ولی اور پیر کہلواتے ہیں۔ چنانچہ ایسے نام نہاد صوفیاء اور پیروں کے بارے میں محدّثینِ کرام فرماتے ہیں:

''گھڑنے والے لوگوں کی کئی اقسام ہیں اور اُن میں سب سے زیادہ مُضر وہ قوم ہے جو زہد وعبادت کی طرف منسوب ہے، اُنہوں نے اپنے گمان میں ثواب سمجھ کر احادیث گھڑی اور لوگوں نے اُن پر اعتماد کرتے ہوئے وہ احادیث قبول کر لی۔''(2)

1. ابن عدی الکامل فی ضعفاء الرجال (عربی)، 04/176
2. ابن الصلاح فی علم الحدیث، 99؛ نووی فی التقریب والتیسیر، 47؛ السیوطی فی تدریب الراوی، 01/434؛ ابناسی فی الشاذہ الفیّاحۃ، 223؛ ابن عراقی فی تنزیہ الشریعۃ، 01/15

حدیثِ موضوع کا حکم

اِمام مولائے کائنات علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول

صحیح بخاری کی ایک حدیث

بخاری شریف (مترجم) جلد اول — ۱۲۱ — کتاب العلم

بَابُ اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ١٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ	باب 80:- جو شخص نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، اس کے گناہ کے متعلق (106) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ باندھو کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ گھڑے گا وہ ضرور آگ میں داخل کیا جائے گا۔

ترجمہ

سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرو۔ یقیناً جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔[1]

1. بخاری فی الصحیح (اردو)، کتاب العلم، باب: 80، 1/121، رقم: 106، انٹرنیشنل نمبر: 106

حدیث گھڑنے کی ممانعت: صحیح مسلم کی احادیث

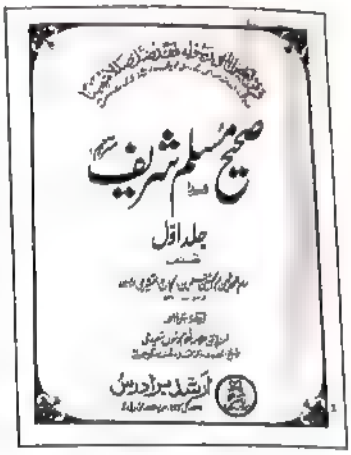

صحیح مسلم (اوّل) ۳۳ صفحہ

۲- بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ

حدیث گھڑنے کی ممانعت

ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دورانِ خطبہ کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب

صحیح مسلم (اوّل) ۳۳ صفحہ

حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ. البخاری (۳۶) الترمذی ۲۶۶۰ (۳۷۱۵) ابن ماجہ (۳۱) تحفۃ الاشراف (۸۷-۱)

کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دورانِ خطبہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرو کیوں کہ جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنّم میں داخل ہوگا۔''(1)

ایسی ہی حدیث اِمام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(2)

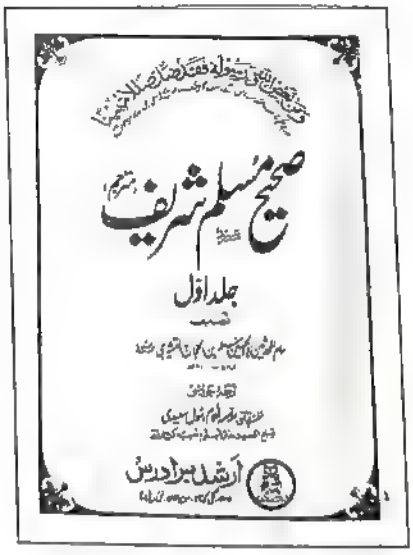

صحیح مسلم (اوّل) ۳۴ صفحہ

۳- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّهُ يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

مسلم تحفۃ الاشراف (۱۰۰۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے تم سے بہ کثرت احادیث بیان کرنے سے صرف یہ چیز روکتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصداً میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

٤- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. البخاری (۱۱۰ — ۶۱۹۷) تحفۃ الاشراف (۱۳۸۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عمداً میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

٥- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيُّ قَالَ أَتَيْتُ الْمُسْجِدَ وَالْمُغِيرَةُ أَمِيرُ الْكُوفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. البخاری (۱۲۹۱) مسلم (۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶) الترمذی (۱۰۰۰) تحفۃ الاشراف (۱۱۵۲۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے جو شخص مجھ پر قصداً افترا کرتا ہے اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

٦- وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت ہے اس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی مثل نہیں ہے (سو جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے)۔

سابق (۵)

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/33-35، رقم: 02، اِنٹرنیشنل نمبر: 02
2. صحیح مسلم (اردو)، 1/35، رقم: 03 سے 06، اِنٹرنیشنل نمبر: 03 سے 06

بلا تحقیق حدیث بیان کرنے سے ممانعت

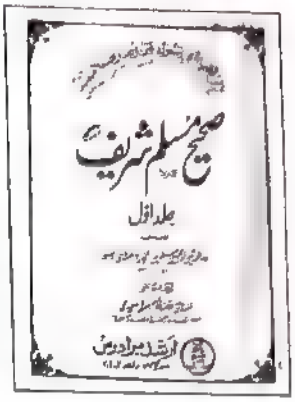

صحیح مسلم (اوّل) ۳۴ مقدمہ

۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۷- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. ابوداؤد (۴۹۹۲) تحفۃ الاشراف (۱۲۲۶۸)

بلا تحقیق حدیث بیان کرنے سے ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ سنی ہوئی بات کو بیان کردے۔

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو بیان کردے۔“(1)

ایسی ہی احادیث کو اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر سندوں سے بھی رِوایت کیا ہے۔(2)

صحیح مسلم (اوّل) ۳۵ مقدمہ

۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے اسی روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

سابقہ (۷)

۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. مسلم تحفۃ الاشراف (۱۰۵۹۸)

حضرت عمر بن الخطاب بیان فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔

۱۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. مسلم تحفۃ الاشراف (۱۹۲۴۷)

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/34، رقم: 07، انٹرنیشنل نمبر: 07
2. صحیح مسلم (اردو)، 1/35، رقم: 08, 09, 10، انٹرنیشنل نمبر: 08, 09, 10

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

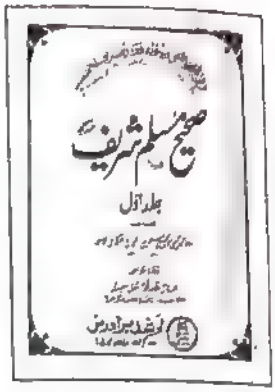

صحیح مسلم (اوّل) ۳۵ مقدمہ

۱۱- وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِیْ مَالِكٌ اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَیْسَ یَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا یَكُوْنُ اِمَامًا اَبَدًا وَهُوَ یُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

مسلم تحفۃ الاشراف (۹۵۰۸)

حضرت امام مالک نے فرمایا: ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دینے والا غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی ایسا شخص کبھی فن حدیث میں امام ہو سکتا ہے۔

ترجمہ

حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دینے والا غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی ایسا شخص کبھی فن حدیث میں اِمام ہو سکتا ہے۔''(1)

ایک اور قول

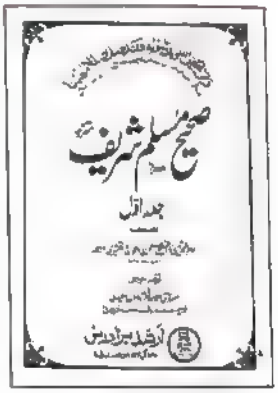

صحیح مسلم (اوّل) ۳۵ مقدمہ

۱۲- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِیٍّ یَقُوْلُ لَا یَكُوْنُ الرَّجُلُ اِمَامًا یُقْتَدٰی بِهٖ حَتّٰی یُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ.

مسلم تحفۃ الاشراف (۱۸۹۷۶)

حضرت عبد الرحمان بن مہدی نے بیان فرمایا کہ جب تک انسان سنی سنائی باتوں سے اپنی زبان کو نہیں روکے گا وہ لائق اقتداء امام نہیں ہوگا۔

ترجمہ

حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی نے بیان فرمایا کہ ''جب تک انسان سنی سنائی باتوں سے اپنی زبان کو نہیں روکے گا وہ لائقِ اقتداء اِمام نہیں ہو سکتا۔''(2)

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/35، رقم: 11، انٹرنیشنل نمبر: 11
2. صحیح مسلم (اردو)، 1/35، رقم: 11، انٹرنیشنل نمبر: 12

ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی ممانعت

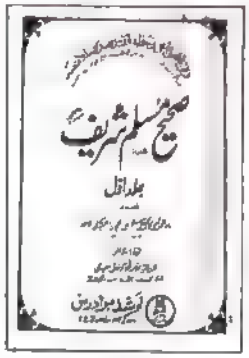

صحیح مسلم (اوّل) ۳۶ مقدمہ

٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْاِحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا

١٥- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ. مسلم تحفۃ الاشراف (١٤٦١٢)

ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے اخیر زمانہ میں لوگ ایسی احادیث بیان کریں گے جن کو پہلے نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے لہذا ان سے جس قدر ممکن ہو دور رہنا۔

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میری امّت میں آخر زمانے میں لوگ ایسی احادیث بیان کریں گے جس کو پہلے نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے، لہٰذا اُن سے جس قدر ممکن ہو دور رہنا۔“(1)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

صحیح مسلم (اوّل) ۳۶ مقدمہ

١٧- وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبَدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. مسلم تحفۃ الاشراف (٩٣٣٦)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ شیطان انسانی شکل میں آ کر لوگوں کے سامنے کوئی جھوٹی بات کہہ دیتا ہے پھر لوگ منتشر ہو جاتے ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے میں ایک شخص کی شکل پہچانتا ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا وہ یہ بات بیان کر رہا تھا۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”شیطان اِنسانی شکل میں آ کر لوگوں کے سامنے کوئی جھوٹی بات کہہ دیتا ہے پھر لوگ منتشر ہوجاتے ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے میں ایک شخص کی شکل پہچانتا ہوں لیکن اُس کا نام نہیں جانتا وہ یہ بات بیان کر رہا تھا۔“(2)

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/36، رقم: 15، انٹرنیشنل نمبر: 15
2. صحیح مسلم (اردو)، 1/36، رقم: 17، انٹرنیشنل نمبر: 17

امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

شرح نخبۃ الفکر

وضع کے طریقے واسباب

۱- کبھی واضع کو کسی خود واضع نے دھوکا دیا ہے

۲- اور کبھی وہ سلف صالح یا علمائے متقدمین کے کلام یا بنی اسرائیل کے قصص سے ماخوذ ہوتی ہے۔

۳- کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ضعیف حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ جوڑ کر روایت کیا جاتا ہے۔

۴- باعث وضع کبھی بے دینی ہوتی ہے جیسے زنادقہ میں۔

۳- اور کبھی خطا بہ جہالت ہوتا ہے جیسے متصوفہ میں۔

۵- اور کبھی شدت تعصب ہوتا ہے جیسے بعض مقلدین میں

۶- اور کبھی بعض رؤسا کی خواہش کی پیروی ہوتی ہے

۷- اور کبھی خدمت پسندی بغرض شہرت۔

وكل ذلك حرام باجماع من يعتد به، الا ان بعض الكرامية وبعض المتصوفة نقل عنهم اباحة الوضع في الترغيب والترهيب وهو خطأ من فاعله، نشأ عن جهل الان الترغيب والترهيب من جملة الاحكام الشرعية.

واتفقوا على ان تعمد الكذب على النبي ﷺ من الكبائر، وبالغ ابو محمد الجويني فكفر من تعمد الكذب على النبي.

واتفقوا على تحريم رواية الموضوع الا مقرونا ببيانه لقوله ﷺ: "من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين" اخرجه مسلم

وضع کا حکم

یہ سب کے سب باجماع علمائے معتبرین حرام ہے، گو بعض کرامیہ اور متصوفہ سے بغرض ترغیب وترہیب اباحت وضع منقول ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے جو جہالت کا نتیجہ ہے اس

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اِس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمداً (جان بوجھ کر) جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے اور ابو محمد جُوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''وہ شخص کافر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ باندھے اور اِس پر بھی اتفاق ہے کہ موضوع رِوایت کو بیان کرنا حرام ہے۔ ہاں یہ کہہ کر بیان کرسکتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کیوں کہ اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے رِوایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری طرف ایسی بات کی نسبت کی جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔''(1)

1. ابن حجر عسقلانی فی شرح نخبۃ الفکر (اردو)، 06

اِمام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع احادیث پر فتویٰ

خاتم الحفّاظ اِمام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 911 ہجری) فرماتے ہیں:

''اگرچہ یہ ایسا کلام ہے جس میں حصر موجود ہے اور اُس کی نصیحتیں بہت بلیغ ہے تاہم کسی شخص کو لائق نہیں کہ وہ کلام کو اچھا بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی حرف منسوب کرے، اگرچہ وہ کلام فی نفسہٖ حق ہو۔ پس بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فرمان حق ہے لیکن ہر حق بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں۔ اِس مقام پر خوب غور کیا جائے، بیشک یہ قدموں کے پھسلنے اور عقلوں کے گمراہ ہو جانے کا مقام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے کہ ''مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی عام شخص پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں، سو جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے۔'' (سیوطی فی احادیثِ موضوعہ-202)

موضوع احادیث اور علّامہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

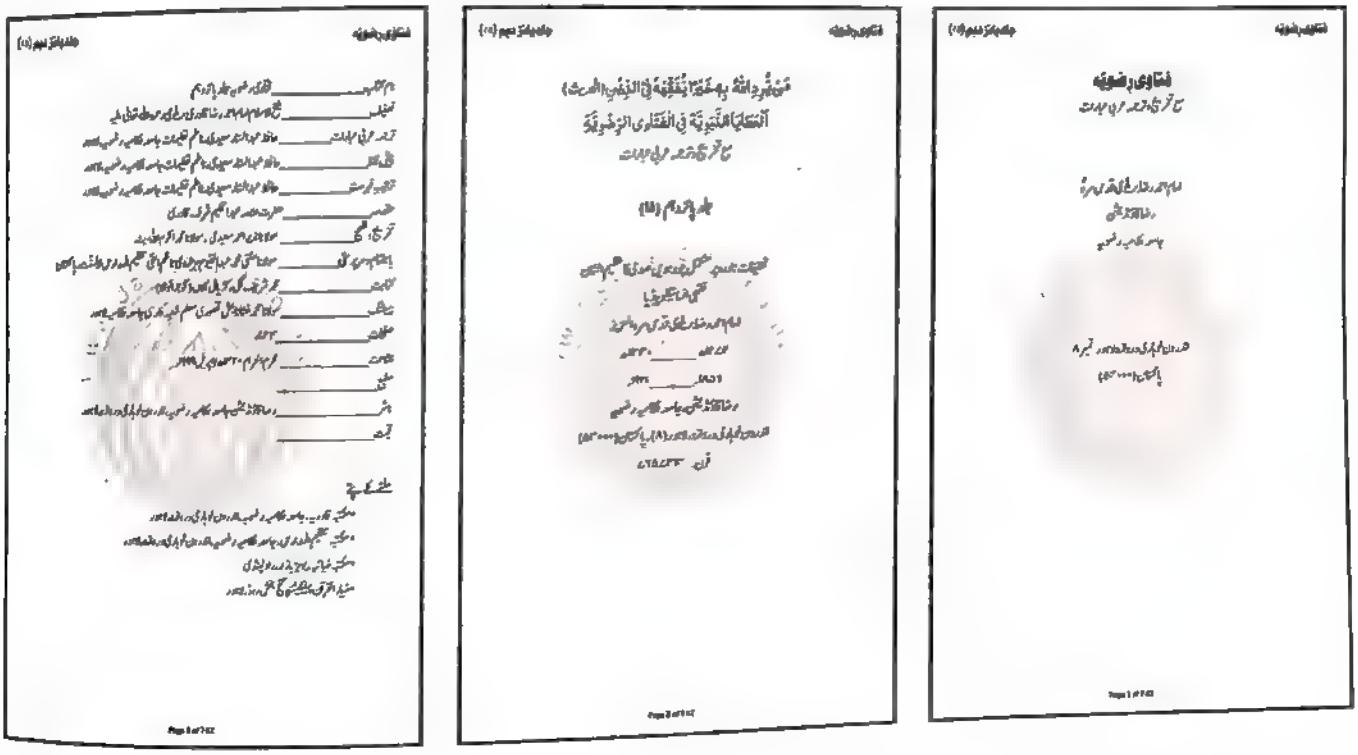
فتاوی رضویہ

جلد پانزدہم (۱۵)

جلد بیست ویکم (۲۱)

اِسی طرح حضرت علّامہ احمد رضا خان حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متواترہ حدیث میں ہے، ''جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے، اہلِ سنّت کسی کبیرہ کا ارتکاب کو کفر نہیں کہتے جب تک استحلال وغیرہ مکفّرات کے ساتھ نہ ہو، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء کو اِمام ابومحمد جوینی والدِ اِمام الحرمین نے کفر بتایا۔''(1)

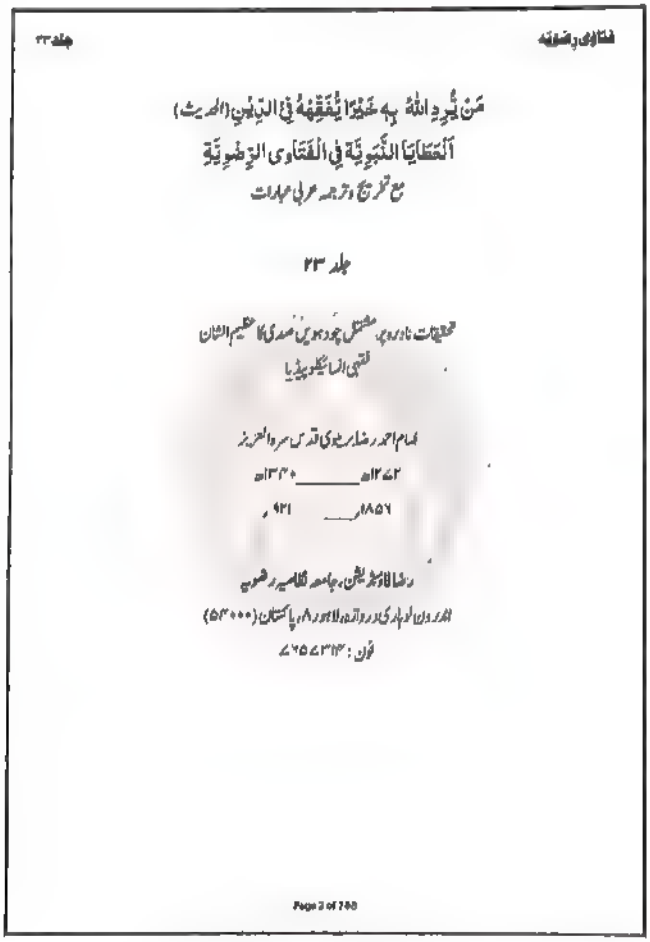

1. احمد رضا خان فی فتاویٰ رضویہ (اردو)، 15/159

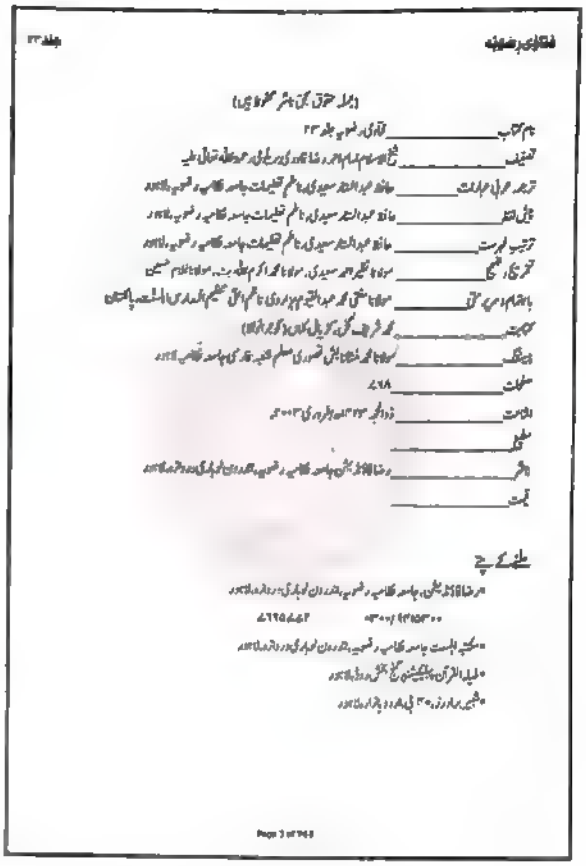

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳

(بلا حقوق کمپنی ہٰذا محفوظ ہیں)

نام کتاب ____ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳
تصنیف ____ شاہ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترجمہ عربی عبارات ____ حافظ عبدالستار سیدی، عالم تفہیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
پیش لفظ ____ حافظ عبدالستار سیدی، عالم تفہیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
ترتیب نو بست ____ حافظ عبدالستار سیدی، عالم تفہیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
تحریک، تعاون ____ مولانا نظیر احمد سیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ، مولانا غلام حسین
باہتمام ادارہ حق ____ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی عالم اعلیٰ تعلیم الحدیث مدرس اہلسنت پاکستان
تہیت ____ محمد شریف گل، کوہیل کلاں (کوٹ رادھا)
پیش کش ____ مولانا محمد منشا تابش قصوری مسلم شیب، قاری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
سلسلہ ____ ۷۶۸
اشاعت ____ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۳ء
مطبع ____
ناشر ____ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، غازی چوک لاہور
قیمت ____

ملنے کے پتے

- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، غازی چوک لاہور
  ۰۳۰۰-۴۴۱۵۳۰۰ ۷۶۹۵۷۶۲
- مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، غازی چوک لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور
- مشیر برادرز ۳۰ بی A، دیال سنگھ لاہور

Page 3 of 743

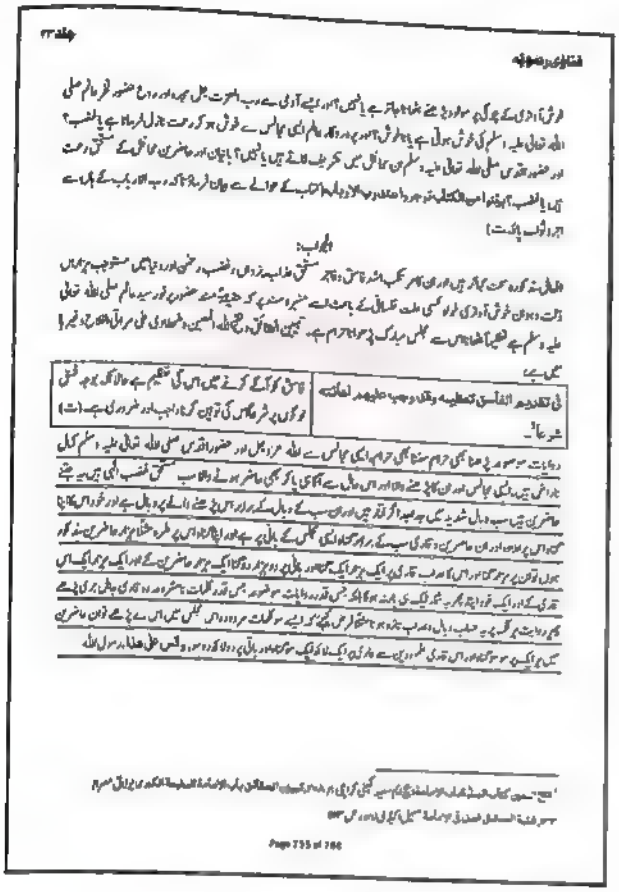

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳

فتاویٰ رضویہ

فرش آدمی کے پہلو میں بیٹھے علماء جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے آدمی سے سب اہانت بل جہل اور رفع صوت فوق امام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش؟ اور پھر واعظ عالم ایسی مجالس سے خوش ہو کر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان محافل میں تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں؟ بالبیان اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب؟ بینوا توجروا (اللہ کتاب خود جزا دے اور اجر دے۔ ت)

الجواب:

الحمد للہ کہ وہ رحمت کیا ہیں اور غضب کیا، اللہ تعالیٰ بچائے مستحق عذاب نہ ہوں، غضب، رضی اور دنیا میں مستوجب ہوں اس بات سے کہ وہ خوش ناخوش آدمی کو واعظ کسی ملت تعالیٰ کے باعث سے منبر و مسند پر کہ حیثیت مسند حضور نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے تعظیماً اٹھا بیٹھے سے بھی مبارک ہے حرام ہے۔ تبیین الحقائق، النہر الفائق، الحصکفی، طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے:

فی تقدیم الفاسق تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعاً۔	فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ یہ فسق والوں پر شرعاً اس کی توہین کرنا واجب اور ضروری ہے۔ (ت)

روایت موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پا کر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اس پر علاوہ اور ان حاضرین و قاری سب کے برابر گناہ اس مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ خود اس پر طرہ۔ مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو ان پر گناہ اور اس عذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ، ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اس قاری کے اور ایک خود اپنا، پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایت موضوعہ جس قدر کلمات نامشروعہ وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہونا مثلاً فرض کیجیے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اس مجلس میں پڑھیں تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم و دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دو سو۔"[1]

1. احمد رضا خان فی فتاویٰ رضویہ (اردو)- 23/735

جامع ترمذی کی ایک حدیث اور محقق عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب مناقبِ معاویہ بن ابوسفیان'' میں حدیث نقل کی ہے:

جامع سُنن ترمذی
مع
مختصر شرح
تالیف
الامام الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
(۲۰۹ — ۲۷۹ھ)
جلد چہارم
مولانا علی مرتضیٰ طاہر
مولانا محمد ناصر الدین البانی
حافظ ابو سفیان میرٹھی
اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی

جامع السنن الترمذی — 4 | 560 | فضائل ومناقب کا بیان

110..... بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ

سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب

3842- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ.....

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ)).

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لیے دعا کی ''اے اللہ! اسے ہدایت یافتہ راہنما بنا اور اس کے ساتھ (لوگوں کو) ہدایت دے۔''

(3841) صحیح: دیکھیے حدیث نمبر: 2668۔

(3842) صحیح: أخرجه أحمد: 216/4، والطبراني في الأوسط: 660، بطريق آخر، السلسلة الصحيحة: 959.

جامع السنن الترمذی — 4 | 561 | فضائل ومناقب کا بیان

وضاحت:..... امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ترجمہ

سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابی عُمیر رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی: ''اے اللہ! اِسے ہدایت یافتہ راہنما بنا اور اِس کے ساتھ (لوگوں کو) ہدایت دے۔'' اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو ''حسن غریب'' کہا ہے۔

اِس حدیث کو اہلِ حدیث محقق شیخ ناصر الدین اَلبانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. جامع سنن ترمذی، 4/560-561، رقم: 3842، اِنٹرنیشنل نمبر: 3842

عبدالحق محدّث دہلوی کا قول

اشعۃ اللمعات اُردو جلد ۷ ۵۷۷ جامع المناقب ۔ فصل ۲

۴ یہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں۔ ان کے مناقب اور واقعات مشہور ومعروف ہیں۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے ان پیدا ہونے والے پہلے فرد ہیں۔

۵ تحنیک کھجور یا کسی اور چیز کو چبا کر نومولود بچے کے تالو میں لگانا اور یہ سنت ہے۔

۵۹۸۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ[1] سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے بارے میں دعا مانگی: اے اللہ انھیں ہدایت دینے والا اور ہدایت دیا ہوا بنا اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت عطا فرما[2] (ترمذی)

[1] عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ عین پر زبر، میم کے نیچے زبر اور یا ساکن، مضطرب الحدیث صحابہ میں سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ صحابی ہیں۔ امام ترمذی نے ان سے یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔

[2] یاد رہے کہ امام سیوطی اور صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ محدثین کہتے ہیں کہ امیر معاویہ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ لکھا ہے۔ وحی کی کتابت ثابت نہیں ہے۔ البتہ ان کی شان میں ایک حدیث وارد ہے جسے امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو لکھنا اور حساب سکھا دے اور ان کو عذاب سے محفوظ فرما۔ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔ اس حدیث کے متعدد طرق ہیں۔ بعض روایات میں ان کلمات کا اضافہ ہے وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ اور انھیں شہروں میں قیام اور قدرت عطا فرما۔ تمکین کا معنی ہے کسی جگہ پاؤں رکھنا۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ہے يَا مُعَاوِيَةُ إِذَا مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ اے معاویہ جب تم مالک اور بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں سے نرمی برتنا، ان پر سختی نہ کرنا اور ایک روایت میں ہے فَأَحْسِنْ تو لوگوں پر احسان کرنا اور ان سب سے اوپر یہ حدیث ہے جسے امام ترمذی نے امام عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں سے کوئی بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

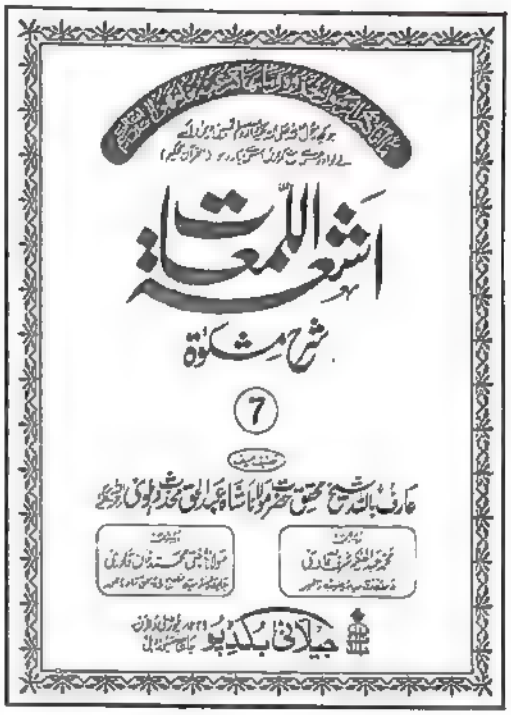

حضرت علّامہ مولانا شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اَشِعۃ اللّمعات'' میں اِسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن عمیرہ، ''ع'' پر زبر، ''م'' کے نیچے زیر، اور ''ی'' ساکن۔ مضطرب الحدیث صحابہ میں سے ہونا ثابت نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ صحابی ہے۔ اِمام ترمذی نے اُن سے یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔''(1)

1. عبدالحق محدث دہلوی فی اَشِعۃ اللّمعات، شرح مشکوٰۃ (اردو)، 7/577

یہی شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اِسی مشہور کتاب ''اَشِعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں: ''یاد رہے کہ اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبِ سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ محدّثین کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کچھ لکھا ہے۔ وحی کی کتابت ثابت نہیں ہے۔ البتّہ اُن کی شان میں ایک حدیث وارد ہے جسے اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے 'مسند' میں روایت کیا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنا اور حساب سکھا دے اور اُن کو عذاب سے محفوظ فرما (اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ) اِس حدیث کے متعدد طرق ہیں۔ بعض روایت میں اِن کلمات کا اِضافہ ہے وَمَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ اور اُنہیں شہروں میں قیام اور قدرت عطا فرما۔ ''تمکین'' کا معنی ہے کسی جگہ پاؤں رکھنا۔ اِس کے علاوہ یہ حدیث ہے یَا مُعَاوِیَۃُ اِذَا مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم مالک اور بادشاہ بن جاؤ تو لوگوں سے نرمی برتنا۔ اُن پر سختی نہ کرنا اور ایک روایت میں ہے فَاَحْسِنْ تو لوگوں پر احسان کرنا اور اُن سب سے اوپر یہ حدیث ہے جسے اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اِمام عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اِن احادیث میں سے کوئی بھی درجۂ صحت کو نہیں پہنچی۔

واللہ تعالیٰ اعلم![1]

1. عبد الحق محدث دہلوی فی اَشِعۃ اللّمعات، شرح مشکوٰۃ (اردو)، 7/577

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

مبارک پوری ''تحفۃ الحوذی'' میں لکھتے ہیں: عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ ('ع' کے فتحہ اور 'م' کے کثرہ کے ساتھ) مُزنی، اُن کو اَزدی بھی کہا جاتا ہے، اُن کی صحابیت مختلف فیہ ہے، ہمس میں سکونت پزیر تھے جیسا کہ تقریب میں ہے۔ تہذیب التہذیب میں کہا گیا ہے: اُن کی روایت کردہ صرف ایک روایت ترمذی میں ہے جس کا تعلق معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اُن کی طرف صحابیت کی نسبت درست نہیں ہے اور نہ اُن کی روایت کردہ حدیث کی سند صحیح ہے۔ اِمام ترمذی کا یہ کہنا کہ یہ حدیثِ حسن غریب ہے، اِس تعلق سے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اِس کی سند صحیح نہیں ہے جیسا کہ ابھی ابھی آپ نے عبد الرحمٰن ابی عبد الرحمٰن بن ابی عُمیرہ کے ترجمے میں ملاحظہ کیا۔

ابو حاتم کہتے ہیں: عبد الرحمٰن نے یہ حدیث نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی۔ (العلل: 2601) اِبن عبد البر ''الاستیعاب'' (6/67) میں لکھتے ہیں: بعض لوگ اِس کی حدیث کو موقوف بیان کرتے ہیں مرفوع نہیں بیان کرتے، اُن کے نزدیک اُن کی حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے۔ اِس کے بعد وہ عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی صحبت ثابت نہیں ہے۔ اُن کی عبارت نقل کر کے ابن اثیر نے بھی ''اسد الغابۃ (3/313)'' میں اُن کی پیروی کی ہے۔ ابن جوزی نے ''العِلل المتناہیۃ (1/275)'' میں ولید بن سلیمان اور ابو مُسہر کی سند سے حدیث نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ دونوں کا دارومدار محمد بن اِسحاق بن حرب لُؤلُؤی بلخی پر ہے اور وہ ثقہ نہیں تھا۔ اُس کے بعد اُنہوں نے بلخی کے ضعف پر طویل گفتگو کی ہے۔ اُس کے بعد ابو مُسہر کی سند ذکر کی ہے اور اُس کی سند عِلّت اسماعیل بن محمد کو بتایا ہے اور کہا ہے کہ دار قُطنی نے اِس کو کذّاب کہا ہے۔ حافظ ابن حجر ''الاسابہ (6/309)'' میں لکھتے ہیں کہ اضطراب کے علاوہ اِس حدیث میں دوسری کوئی علّت نہیں ہے کیوں کہ اِس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اِس تفصیل سے واضح ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں یہ حدیث (اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ) صحیح نہیں۔[1]

1. امیر معاویہ سے متعلق ایک حدیث ''لا أشبع الله بطنه'' کی صحیح شرح (اردو)، صفحہ: 16-15

کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے؟

صحیح مسلم کی ایک حدیث

سب سے پہلے ہم آپ کے حضور اُن دو احادیث کو پیش کرتے ہیں جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم (سوم) ۳۷۰ ٤٤-كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى

٦٣٥٩ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ) حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُزَوِّجُكَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ وَلَوْ لَا أَنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَعْطَاهُ ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ نَعَمْ.

مسلم، تحفۃ الاشراف (٥٦٧٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ نشست برخاست کرتے تھے انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری تین باتیں قبول فرمایئے آپ نے فرمایا: اچھا انہوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان عرب کی سب سے حسین جمیل لڑکی ہیں میں آپ کا اس سے نکاح کرتا ہوں آپ نے فرمایا: اچھا پھر انہوں نے کہا: حضرت معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے آپ نے فرمایا: اچھا پھر کہا: آپ مجھے لشکر کا امیر بنا دیجئے تا کہ میں کفار سے جنگ کروں جس طرح میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا آپ نے فرمایا اچھا! ابوزمیل نے کہا: اگر وہ خود نبی ﷺ سے درخواست نہ کرتے تو آپ یہ کام نہ کرتے لیکن آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے تھے۔

ترجمہ

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے نہ بات کرتے تھے نہ اُن کے ساتھ نشست برخاست کرتے تھے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری تین باتیں قبول فرمایئے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا'' اُنہوں نے کہا: ''حضرت امّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ عرب کی سب سے حسین وجمیل لڑکی ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس سے نکاح کرتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا!'' پھر انہوں نے کہا: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ اپنا کاتب بنا لیجیے،'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا!'' پھر کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لشکر کا امیر بنا دیجیے تا کہ کفّار سے جنگ کروں جس طرح میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا!'' ابو زمیل نے کہا: ''اگر وہ خود (یعنی ابی سفیان رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست نہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کام نہ کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے تھے۔''(1)

1. صحیح مسلم (اردو)، 3/370، رقم: 6359، انٹرنیشنل نمبر: 6409

صحیح مسلم کی حدیث موضوع ؟؟

صحیح مسلم کی اِس حدیث کے ضمن میں دورِ حاضر کے اہلِ سنّت، بریلوی مسلک کے مشہور محدث علّامہ مولانا قاری ظہور احمد فیضی صاحب اپنی مشہور کتاب ''الاحادیث الموضوعہ فی فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' جو ''دعوتِ اسلام'' کی کتاب ''فیضانِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے رد میں لکھی گئی ہے، میں لکھتے ہیں :

۱۔ میرے پاس اپنے عرب سے حسین اور جمیلہ بیٹی ہے، میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا۔

۲۔ معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا۔

۳۔ اور آپ مجھے امیر مقرر فرمائیں تاکہ میں کفار کے خلاف اسی طرح جنگ کروں جس طرح مسلمانوں کے خلاف کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا۔

راوی حدیث ابوزمیل کہتے ہیں: اگر ابوسفیان کی کریم ﷺ سے یہ سوال نہ کرتے تو حضور ﷺ ازخود عطا فرماتے اس لیے کہ آپ سے جو چیز بھی مانگی جاتی آپ نہ نہیں کرتے تھے۔

(صحیح مسلم ص ۱۱۶۸ حدیث ۲۵۰۱)

اگرچہ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے لیکن بعض محدثین کے نزدیک اس میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے اور بعض کے نزدیک یہ موضوع ہے۔ چنانچہ امام محمد بن فتوح حمیدی لکھتے ہیں:

''ہمیں بعض حفاظ نے بتایا ہے اس حدیث میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے کیونکہ معرفتِ حدیث رکھنے والے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام حبیبہ کے ساتھ نکاح فتح مکہ سے قبل کیا تھا، اس وقت وہ حبشہ میں تھیں اور ابھی ان کا باپ کافر تھا''۔

(الجمع بین الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۱)

جس راوی کا وہم ہو سکتا ہے اس کے متعلق امام ابن حزمی لکھتے ہیں:

''محدثین نے اس وہم کی نسبت عکرمہ بن عمار کی طرف کی ہے۔ یحییٰ بن سعید نے اس کی احادیث کو ضعیف کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ عکرمہ نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔ امام مسلم نے اس سے نقل اس لیے کیا ہے کہ یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں کہا وہ ثقہ ہے۔ ہم کہتے ہیں اس حدیث میں تو وہم ہے کیونکہ تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے پاس رسول بھیجے تو اسی نے ملک حبشہ میں آپ کے ساتھ ام حبیبہ کا نکاح کیا تھا''۔

(جامع المسانید لابن الجوزی ج ۲ ص ۹۹۰ حدیث ۲۹۸۶)

امام ابن حزمی اپنی ایک اور تصنیف میں تحریر کرتے ہیں:

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابوسفیان اور معاویہ فتح مکہ کے وقت ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ابوسفیان کو امیر مقرر کیا ہو۔ ہمیں ابن ناصر نے ابوالحسن الحمیدی سے روایت کیا ہے کہ حافظ ابوعلی بن ابی سعید نے فرمایا: اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس میں ساری آفت عکرمہ بن عمار سے ہے''۔

(کشف المشکل من حدیث الصحیحین ج ۲ ص ۲۶۲)

امام شوکانی یمنی اور امام سنوسی حسنی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(اکمال اکمال المعلم ج ۸ ص ۴۲۷/۴۲۸، مکمل اکمال الاکمال ج ۸ ص ۱۲۷/۱۲۸)

یہاں یہ ہے کہ عکرمہ بن عمار پر کتب رجال کی جرح نہیں لیکن انہیں کچھ اوہام اور مضطرب الحدیث کہا گیا ہے اور امام ابن حجر نے اس کی اسی حدیث کو بھی منکر فرمایا ہے۔ دیکھیے:

(سیر أعلام النبلاء ج ۷ ص ۱۳۷)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی اشارۃً الفاظ میں سب کچھ کہہ گئے ہیں۔ دیکھیے:

وَالْمَبْغَضُ وَاقِعٌ فِي مُسْلِمٍ مِنْ هَذَا لِمَا ذَكَرْتُ جِدًّا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

''محدثین کے نزدیک مسلم شریف میں اس حدیث کے متعلق اشکال بہت واضح ہوئی ہے''۔

(اکمال المعلم بفوائد المسلم ج ۷ ص ۲۱۶)

امام ابن حزمی اور ابن کثیر کی طرح بہت سے محققین نے یہ فیصلہ کیا ہے:

''ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ابوسفیان کو امیر مقرر کیا ہو''۔

اس سے انہوں نے درج بالا حدیث کے تیسرے جملے کی طرف اشارہ کیا ہے، جس سے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح تسلیم کی جائے تو اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کی درخواست پر فوراً فرمایا: بہت اچھا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ وعدہ کب پورا فرمایا اور کس جنگ میں ابوسفیان کو امیر مقرر کیا؟ اس حدیث کا مطلب صدیق حسن خان قنوجی نے بھی اس روایت کو قبول نہیں کیا۔ وہ طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

لَكِنْ: زَكَمْلُ عَلِيهِ الْحَدِيثَ لَا تَغْفُلُ عَنْ نَقْدِهِ، فَلَا إِشْكَالَ بَاقٍ، وَالْمَرْجُوُّ فَوْزٌ

''اگرچہ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے لیکن بعض محدّثین کے نزدیک اِس میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے اور بعض کے نزدیک یہ ''موضوع'' ہے۔ چنانچہ اِمام محمد بن فتوح حمیدی لکھتے ہیں: ''ہمیں بعض حافظ نے بتایا ہے، اِس حدیث میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے، کیوں کہ معرفتِ حدیث رکھنے والے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فتح مکّہ سے قبل کیا تھا، اُس وقت وہ حبشہ میں تھیں اور ابھی اُن کا باپ کافر تھا۔''

(الجمع بین الصحیحین، 2/131)

یہ کس راوی کو وہم ہوسکتا ہے؟ اِس کے متعلق اِمام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''محدثین نے اِس وہم کی نسبت عِکرمہ بن عمّار کی طرف کی ہے، یحییٰ بن سعید نے اِس کی احادیث کو ضعیف کہا ہے، اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِسی طرح کہا ہے، اسی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس سے روایت نہیں لی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے فقط اِس لیے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن معین نے اُس کے بارے میں کہا: ''وہ ثقہ ہے۔'' ہم کہتے ہیں: اِس حدیث میں کھلا وہم ہے، کیوں کہ تمام راویوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا تھا اور اُسی نے ملکِ حبشہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تھا۔''

(جامع المسانید لِابن الجوزی، 4/140، رقم: 2982)

اِمام ابن جوزی اپنی ایک اور تصنیف میں مزید لکھتے ہیں:

''اِس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابوسفیان اور معاویہ رضی اللہ عنہ یہ فتح مکّہ کے وقت 8 ہجری میں اسلام لائے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ابوسفیان کو امیر مقرر کیا ہو۔ ہمیں ابن ناصر نے ابوعبد اللہ الحُمیدی سے روایت کیا کہ حافظ ابومحمد علی بن احمد بن سعید نے فرمایا: ''اِس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور اِس میں ساری آفت اِکرمہ بن عمّار ہے۔'' (کشف المشکل من حدیث الصحیحین، 2/463)

اِمام وُشتانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سنُوسی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِسی طرح لکھا ہے۔ (مکمّل اکمال الاکمال، 8/426-427)

خیال رہے کہ عِکرمہ بن عمّار پر کذب یا وضع کی تہمت نہیں لیکن اُنہیں کثیر الوہم اور مضطرب الحدیث کہا گیا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی اِسی حدیث کو بھی منکر فرمایا ہے، دیکھیں۔ (سیرُ اعلام النّبلاء، 7/137)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی محتاط الفاظ میں سب کچھ کہہ گئے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

''محدثین کے نزدیک مسلم شریف میں اِس حدیث کے متعلق انتہائی عجیب بات واقع ہوئی ہے۔''[1]

(اکمال المعلّم بفوائدِ مسلم، 7/546)

---

1. قاری ظہور احمد فیضی فی الاحادیث الموضوعہ فی فضائلِ معاویہ (اردو)، صفحہ: 30-29

قاری ظہور احمد فیضی آگے لکھتے ہیں :

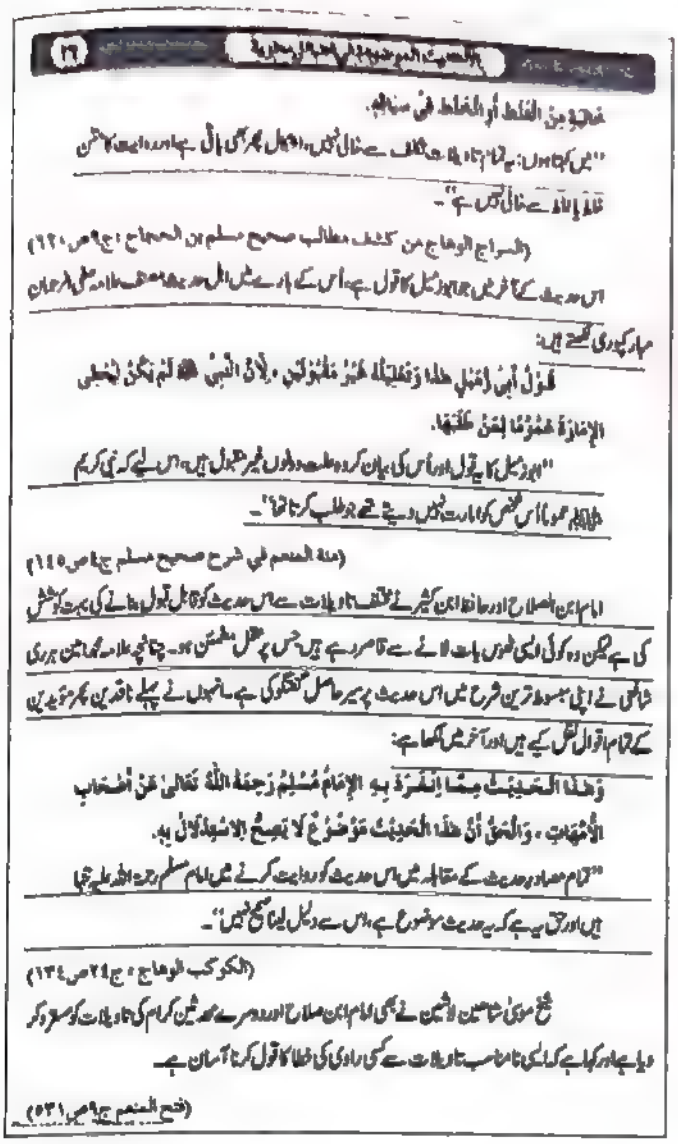

خالیۃ من الغلط أو الغلط فی متنہ.

''میں کہتا ہوں: یہ تمام تاویلات تکلف سے خالی نہیں، اشکال پھر بھی باقی ہے اور روایت کا متن غلط یا غلط سے خالی نہیں ہے۔''

(السراج الوهاج من كشف مطالب صحيح مسلم بن الحجاج، ج۹ص ۶۲)

اس حدیث کے آخر میں جو ابو زمیل کا قول ہے، اس کے بارے میں اہل حدیث مصنف علامہ شفیع الرحمان مبارکپوری لکھتے ہیں:

قَوْلُ أَبِي زُمَيْلٍ هٰذَا وَتَعْلِيلُهُ غَيْرُ مَقْبُولَيْنِ، وَلِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي الْإِمَارَةَ عُمُومًا لِمَنْ طَلَبَهَا.

''ابو زمیل کا یہ قول اور اس کی بیان کردہ علت دونوں غیر مقبول ہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ عموماً اس شخص کو امارت نہیں دیتے تھے جو طلب کرتا تھا''۔

(منة المنعم في شرح صحيح مسلم ج۴ص ۱۴۵)

امام ابن الصلاح اور حافظ ابن کثیر نے مختلف تاویلات سے اس حدیث کو قابل قبول بنانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن وہ کوئی ایسی ٹھوس بات لانے سے قاصر رہے ہیں جس پر عقل مطمئن ہو۔ چنانچہ علامہ محمد امین ہرری شافعی نے اپنی مبسوط ترین شرح میں اس حدیث پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ انہوں نے پہلے ناقدین پھر مؤیدین کے تمام اقوال نقل کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:

وَهٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ أَصْحَابِ الْأُمَّهَاتِ، وَالْحَقُّ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ مَوْضُوعٌ لَا يَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهِ.

''تمام صحاح حدیث کے مقابلہ میں اس حدیث کو روایت کرنے میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے، اس سے دلیل لینا صحیح نہیں''۔

(الكوكب الوهاج، ج۲۹ص ۱۳۴)

شیخ موسیٰ شاہین لاشین نے بھی امام ابن صلاح اور دوسرے محدثین کرام کی تاویلات کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ایسی نامناسب تاویلات سے کسی راوی کی خطا کا قول کرنا آسان ہے۔

(فتح المنعم ج۹ص ۵۳۱)

اہلِ حدیث عالم نواب صدّیق حسن خان قنوجی نے بھی اِس روایت کو قبول نہیں کیا۔ وہ طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں، یہ تمام تاویلات تکلّف سے خالی نہیں، اِشکال پھر بھی باقی ہے اور روایت کا متن خلط یا غلط سے خالی نہیں ہے۔'' (السراج الوھّاج من کشف مطالب صحیح مسلم بن حِبّان، 9/62)

اِس حدیث کے آخر میں جو ابو زمیل کا قول ہے، اُس کے بارے میں اہلِ حدیث مصنّف علّامہ شفیع الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

''ابو زمیل کا یہ قول اور اُس کی بیان کردہ علّت دونوں غیر مقبول ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ عموماً اُس شخص کو امارت نہیں دیتے تھے جو طلب کرتا تھا۔'' (منۃ المنعم شرح صحیح مسلم، 4/145)

اِمام ابن صلاح اور حافظ ابن کثیر نے مختلف تاویلات سے اِس حدیث کو قابل قبول بنانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن وہ کوئی ایسی ٹھوس بات لانے سے قاصر ہے، جس پر عقل مطمئن ہو۔

چنانچہ علّامہ محمد امین ہرری شافعی نے اپنی مبسوط ترین شرح میں اِس حدیث پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اُنہوں نے پہلے ناقدین پھر مؤیدین کے تمام اقوال نقل کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے: ''تمام مصادرِ حدیث کے مقابلے میں اِس حدیث کو روایت کرنے میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تنہا ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اِس سے دلیل لینا صحیح نہیں۔''(1)

(الکوکب الوھاج، 4/134)

قاری ظہور احمد فیضی آگے لکھتے ہیں:

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

فهذا الحديث غلط لا خفاء به، قال أبو محمد بن حزم: وهو موضوع بلا شك.

''پس اس حدیث کا غلط ہونا کوئی مخفی نہیں، ابو محمد بن حزم نے کہا: یہ بغیر کسی شک کے موضوع ہے''۔

(زاد المعاد، ج۱، ص۱۰۶)

علامہ موصوف نے اس روایت کی شدید ترین تردید کی ہے اور اس کو قابلِ قبول بنانے میں جس قدر تاویلات کی جاتی ہیں، ہر ہر تاویل کو مسترد کیا ہے حتّٰی کہ بعض باطل تاویلات امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام منذری رحمۃ اللہ علیہ ایسے محدثین سے بھی صادر ہوگئی تو اُنہیں بھی مسترد کر دیا۔ راقم الحروف پہلے کہہ چکا ہے کہ اِس قسم کی احادیث کے باطل متون پر ایسی مضبوط سند چڑھا دی گئی کہ بڑے بڑوں کے دماغ چکرا گئے۔(2)

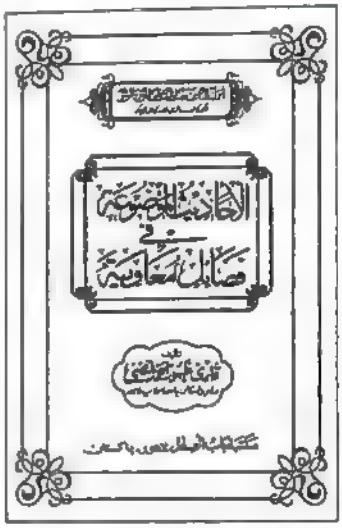

علّامہ ابن قیّم لکھتے ہیں: ''پس! اِس حدیث کا غلط ہونا کوئی مخفی نہیں، ابو محمد بن حزم نے کہا: یہ بغیر کسی شک کے موضوع ہے۔''

(زاد المعاد، 1/106)

علّامہ موصوف نے اِس روایت کی شدید ترین تردید کی ہے اور اِس کو قابلِ قبول بنانے میں جس قدر تاویلات کی جاتی ہیں، ہر ہر تاویل کو مسترد کیا ہے حتّٰی کہ بعض باطل تاویلات اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام منذری رحمۃ اللہ علیہ ایسے محدثین سے بھی صادر ہوگئی تو اُنہیں بھی مسترد کر دیا۔ راقم الحروف پہلے کہہ چکا ہے کہ اِس قسم کی احادیث کے باطل متون پر ایسی مضبوط سند چڑھا دی گئی کہ بڑے بڑوں کے دماغ چکرا گئے۔(2)

1. قاری ظہور احمد فیضی فی الاحادیث الموضوعہ فی فضائلِ معاویہ (اردو)، صفحہ: 30-31
2. قاری ظہور احمد فیضی فی الاحادیث الموضوعہ فی فضائلِ معاویہ (اردو)، صفحہ: 32

قاری ظہور احمد فیضی اپنی کتاب الاحادیث الموضوعہ فی فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں لکھتے ہیں:

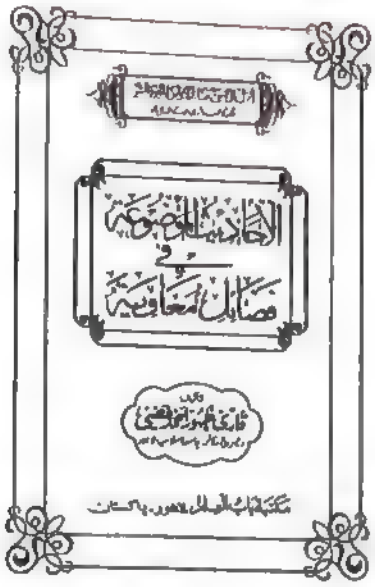

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

فَهٰذَا الْحَدِيْثُ غَلَطٌ لَا خِفَاءَ بِهٖ، قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ حَزْمٍ: وَهُوَ مَوْضُوْعٌ بِلَا شَكٍّ.

"پس اس حدیث کا غلط ہونا کوئی مخفی نہیں، ابومحمد ابن حزم نے کہا: اور یہ بغیر کسی شک کے موضوع ہے"۔

(زاد المعاد ج۱ ص۱۰۶)

علامہ موصوف نے اس روایت کی شدید ترین تردید کی ہے اور اس کو قابل قبول بنانے میں جس قدر تاویلات کی جاتی ہیں ہر ہر تاویل کو مسترد کیا ہے حتیٰ کہ بعض باطل تاویلات امام بیہقی اور امام منذری رحمۃ اللہ علیہما ایسے محدثین سے بھی صادر ہو گئیں تو انہیں بھی مسترد کر دیا ہے۔ راقم الحروف پہلے کہہ چکا ہے کہ اس قسم کی احادیث کے باطل مضمون پر ایسی مضبوط سندیں چڑھا دی گئیں کہ بڑے بڑوں کے دماغ چکرا گئے۔

صحتِ حدیث کی ضد میں آقا کی گستاخی

اس طلقاء خاندان کے فضائل کے اثبات یا صحیح مسلم کی حدیث کی صحت پر اصرار کے باعث بعض لوگوں سے بارگاہِ نبوی ﷺ کی اہانت بھی ہو گئی، اور انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ نبی کریم ﷺ نے تجدید نکاح فرمایا ہوگا۔ ہر چند کہ یہ گستاخانہ بات ہمارے دور میں بھی لکھی اور کہی جا رہی ہے لیکن میں کسی معاصر کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھتا کہ لوگ اس کا مسئلہ بنا کر باطل پر ڈٹ جاتے ہیں اور اگر کسی بات کی تنظیم سے شائع شدہ کتاب میں لکھی گئی ہو تو پھر تو رجوع کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ تنظیم والوں کو دین سے زیادہ تنظیم محبوب ہوتی ہے۔ اس لیے کسی شخص یا تنظیم کا نام لیے بغیر علامہ ابن قیم کے الفاظ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: بَلْ سَأَلَهُ أَنْ يُجَدِّدَ لَهُ الْعَقْدَ تَطْيِيْبًا لِقَلْبِهٖ، فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ إِخْبَارِهٖ، وَهٰذَا بَاطِلٌ، لَا يُظَنُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَلَا يَلِيْقُ بِعَقْلِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ ذٰلِكَ ذِكْرٌ.

"ایک گروہ نے کہا: بلکہ ابوسفیان نے آپ ﷺ سے اپنے دل کی تسلی کے لیے تجدید نکاح کی درخواست کی تھی، کیونکہ آپ نے ام حبیبہ کے ساتھ ان کی مرضی کے بغیر شادی کی تھی۔

یہ باطل ہے، نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے، نہ یہ ابوسفیان کی عقل کے لائق ہے اور نہ ہی ان باتوں میں سے کچھ ہوا"۔

(زاد المعاد ج۱ ص۱۰۷، ۱۰۸)

یاد رہے کہ اس حدیث کو موضوع قرار دینے والے یہ بارہ علماء اسلام ہیں:

۱۔ محدث محمد بن فتوح الحمیدی
۲۔ علامہ ابن حزم ظاہری
۳۔ امام ابن الجوزی
۴۔ قاضی عیاض اندلسی
۵۔ امام شمس الدین ذہبی
۶۔ امام وشتانی ابی مالکی
۷۔ امام سنوسی حسنی مالکی
۸۔ علامہ ابن قیم الجوزیہ حنبلی
۹۔ نواب صدیق حسن قنوجی
۱۰۔ صفی الرحمان مبارکپوری
۱۱۔ شیخ سوسی شاہین لاشین
۱۲۔ شیخ محمد امین ہرری شافعی

لہٰذا کرم فرما حضرات سے گزارش ہے کہ میرے خلاف اندھا دھند اپنے بلا سوچے پر فدا ہونے سے قبل اپنے غصہ کا کچھ حصہ ان حضرات پر نکال لیجئے گا۔

علم و تحقیق کا میدان وسیع ہے، لہٰذا ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اس میدان میں اپنی اپنی تحقیق کے گھوڑے دوڑائے، لیکن راقم الحروف مذکورہ بالا محدثین کی تحقیق کی روشنی میں صحیح مسلم کی اس روایت کو وضعی، جعلی اور باطل سمجھتا ہے، کیونکہ میرا ایمان ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی کتاب یہ شان نہیں رکھتی کہ وہ کلمۂ باطل کی آمیزش سے پاک ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ. لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ

صحتِ حدیث کی زد میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی

اِس طلقاء خاندان کے فضائل کے اثبات یا صحیح مسلم کی حدیث کی صحت پر اصرار کے باعث بعض لوگوں سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت بھی ہوگئی اور اُنہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجدیدِ نکاح فرمایا ہوگا۔ ہر چند کہ یہ گستاخانہ بات ہمارے دور میں بھی لکھی اور کہی جا رہی ہے لیکن میں کسی معاشرے کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھتا کہ لوگ 'اَنا' کا مسئلہ بنا کر باطل پر ڈٹ جاتے ہیں اور اگر ایسی بات کسی تنظیم سے شائع شدہ کتاب میں لکھی گئی ہو تو پھر تو رجوع کا تصوّر ہی نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ تنظیم والوں کو دین سے زیادہ تنظیم محبوب ہوتی ہے۔ اِس لیے کسی شخص یا تنظیم کا نام لیے بغیر علّامہ ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

''ایک گروہ نے کہا: بلکہ ابوسفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے دل کی تسلّی کے لیے تجدیدِ نکاح کی درخواست کی تھی، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اُن کی مرضی کے بغیر شادی کی تھی۔ یہ باطل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نہ یہ تصوّر کیا جاسکتا ہے، نہ یہ ابوسفیان کی عقل کے لائق ہے اور نہ ہی اِن باتوں میں سے کچھ ہوا۔'' (زاد المعاد، 1/107-108)

یاد رہے کہ اِس حدیث کو موضوع قرار دینے والے یہ بارہ علمائے اسلام ہیں:

1. محدث محمد بن فتوح الحمیدی
2. علّامہ ابن حزم ظاہری
3. اِمام ابن الجوزی
4. قاضی عیاض اندلسی
5. اِمام شمس الدین ذہبی
6. اِمام وشتانی ابی مالکی
7. اِمام سنوسی حسنی مالکی
8. علّامہ ابن قیّم الجوزیہ حنبلی
9. نواب صدّیق حسن قنوجی
10. صفی الرحمٰن مبارکپوری
11. شیخ موسیٰ شاہین لاشین
12. شیخ محمد امین ھرری شافعی

''لہٰذا کرم فرما حضرات سے گزارش ہے کہ میرے خلاف ڈھنڈورا پیٹنے یا مجھ پر خفا ہونے سے قبل اپنے غصّے کا کچھ حصّہ اِن حضرات پر نکال لیجیے گا۔

علم وتحقیق کا میدان وسیع ہے، لہٰذا ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اِس میدان میں اپنی اپنی تحقیق کے گھوڑے دوڑائیں، لیکن راقم الحروف مذکورہ بالا محدثین کی تحقیق کی روشنی میں صحیح مسلم کی اِس روایت کو وضعی، جعلی اور باطل سمجھتا ہے۔'' کیوں کہ میرا ایمان ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی کتاب یہ شان نہیں رکھتی کہ یہ کلّیتاً باطل کی آمیزش سے پاک ہو۔[1]

---

1. قاری ظہور احمد فیضی فی الاحادیث الموضوعہ فی فضائلِ معاویہ (اردو)، صفحہ: 30-29

اللہ جل جلالہ اُس کا پیٹ نہ بھرے

صحیح مسلم کی ایک حدیث

٤٥-كتاب البر والصلة والادب ۴۳۱ صحیح مسلم (سوئم)

٦٥٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَشْبَعَ اللَّهُ بَطْنَهُ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قُلْتُ لِأُمَيَّةَ مَا حَطَأَنِي قَالَ قَفَدَنِي قَفْدَةً. مسلم تحفۃ الاشراف (٦٣٢٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' اچانک رسول اللہ ﷺ آ گئے' میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا' آپ نے آ کر میرے شانوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا: جاؤ میرے لیے معاویہ کو بلا کر لاؤ' میں نے آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں؟ آپ نے پھر مجھ سے فرمایا: جاؤ معاویہ کو بلاؤ' میں نے پھر آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے''۔ ابن المثنیٰ کہتے ہیں: میں نے امیہ سے ''حطانی'' کے معنی پوچھا' انہوں نے کہا: تھپکی دینا۔

ترجمہ

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچّوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر میرے شانوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا: ''جاؤ! میرے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ۔'' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا: ''وہ کھانا کھا رہے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر مجھ سے فرمایا: ''جاؤ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔'' میں نے پھر آکر کہا: ''وہ کھانا کھا رہے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ اُس کا پیٹ نہ بھرے۔'' ابن المثنیٰ کہتے ہیں: میں نے امیّہ سے ''حطانی'' کا معنی پوچھا، اُنہوں نے کہا: ''تھپکی دینا۔''(1)

1. صحیح مسلم (اردو)، 3/431، رقم: 6571، انٹرنیشنل نمبر: 6628

مفتی احمد یارخاں نعیمی کا دفاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا

مفتی احمد یارخاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جو بریلوی مسلک کے مشہور عالم ہیں اور جنہوں نے 'امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' نامی کتاب شانِ امیر معاویہ میں لکھی ہے وہ صحیح مسلم کی اِس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اُس کے جواب میں دفاعِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں لکھتے ہیں:

> کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قانونی پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور سے واقعہ عرض کر دیا۔

''کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قانونی۔ پھر سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعہ عرض کر دیا۔''[1]

بڑے تعجب کی بات ہے کہ مفتی احمد یارخاں صاحب نے یہاں حضرت معاویہ کے دِفاع کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے علمِ غیب اور دوسرے صحابی (یعنی ابن عبّاس رضی اللہ عنہما) کی شان میں گستاخی کر لی۔ ہم یہاں ان کی اِس دلیل کے وجود کو تین باتوں سے ختم کرتے ہیں:

(1) پہلی بات، کہ مفتی صاحب نے کہا کہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہی نہیں دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں۔ یہ تو وہ بات ہوئی کہ ایک صحابی کو بچانے کے لیے دوسرے صحابی (وہ بھی ابن عبّاس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر) کو کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔ حالانکہ اِس دلیل کا جواب اِمام بیہقی کی دلائل النبوۃ کی حدیث

1. مفتی احمد یارخاں فی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (اردو)، صفحہ: 89

میں آگے آ ہی رہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''میں گیا اور اُنہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔'' ہوسکتا ہے شاید مفتی احمد یار خاں صاحب کی نظروں سے دلائل النبوۃ کی یہ حدیث نہ گزری ہو۔

(2) مگر دوسری بات یہ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس مزاج کے تھے کہ بنا تحقیق کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچایا بھی یا نہیں اور سیدھے ہی بددُعا کے الفاظ اپنی زبان مبارک سے فرمائے ؟ بالکل نہیں، یہ مفتی صاحب کا ذاتی عقیدہ ہوسکتا ہے جمہورِ اہلِ سنّت کا ہرگز نہیں۔

(3) اور تیسری بات تو مفتی احمد یارخاں نعیمی جس بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اُسی مسلک کے عقیدے پر خود اعتماد نہیں رکھتے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب تھا۔'' کیوں کہ بقول مفتی صاحب ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام نہ پہنچایا ہو۔''

یعنی (نعوذ باللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بغیر پیغام پہنچائے صرف دیکھ کر آگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا کہ وہ تو ابھی کھانا کھا رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس بات کا علم نہ ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف دیکھ کر چلے آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر علمِ غیب کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کو ترجیح دیتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرما دیا کہ ''اُن کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہوگا۔'' تعجب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب نہیں تھا مگر مفتی احمد یار خاں صاحب کو 1300 سال بعد علم غیب حاصل ہوگیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام نہیں دیا ؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے ؟

دلائل النبوۃ کی ایک حدیث

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے:

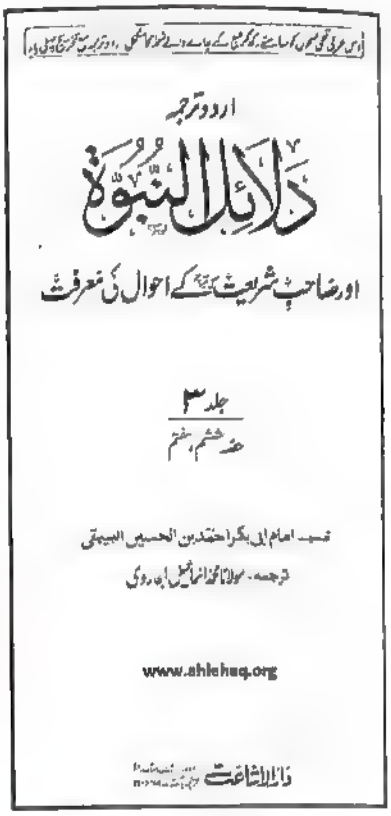
اردو ترجمہ
دلائل النبوۃ
اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت
جلد ۳
حصہ ششم، ہفتم
تصنیف امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی
ترجمہ مولانا محمد اسماعیل اجروی
www.ahlehaq.org
دارالاشاعت

نبوت اور رسالت کے دلائل ۱۵۹ جلد ششم

(۱۲) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوحمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ کہیں اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے میں سمجھ گیا کہ آپ میری طرف آئے ہیں لہٰذا میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا (لڑکے تھے اس لئے) آپ آ گئے اور انہوں نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ پھیلا کر مارا اور فرمایا کہ تم چلے جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ اور وہ وحی لکھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور میں نے جا کر ان کو بلایا حضور اکرم ﷺ کے لئے مجھے کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی آپ نے فرمایا جاؤ تم ان کو بلا لاؤ میں ان کے پاس گیا مجھے بتایا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی تیسری مرتبہ جب میں نے آ کر بتایا تو آپ نے فرمایا۔ لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ اور روایت کی ہے خریم سے اس نے ابوحمزہ سے اس حدیث میں اضافہ جو دلالت کرتا ہے استجابت وقبولیت پر۔

ترجمہ

عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مجھے یہ خیال آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف ہی آ رہے ہیں، چنانچہ میں چھپ گیا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہلکی سی چپت لگائی اور فرمایا: ''جاؤ! اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔' اور وہ (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھا کرتے تھے۔ میں گیا اور اُنہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ! اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر گیا تو وہی جواب ملا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں، میں نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری بات بتا دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُس کا پیٹ

سیر نہ کرے۔'' اِس حدیث کے راوی ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُن کا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہو سکا۔'' پھر اِمام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''راوی (ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ) کے یہ الفاظ اِس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق کی ہوئی) دعا قبول ہوگئی۔''(1)

شیخ زبیر علی زئی اور شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر نے اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

قارئین کرام! اِمام بیہقی نے جس حدیث کو پیش کیا اُن سے بھی دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(1) پہلی بات یہ کہ جب سرور الانبیاء، رحمتِ دو عالم، سیّد المرسلین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کے نام پر 1400 سال بعد کے اُمّتی اپنی جانوں کو قربان کرنے کے لیے تیّار رہتے ہیں مگر وہیں پر نہ جنگ تھی نہ جان کا جوکھم پھر بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاوے پر ''لبّیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کہنے سے زیادہ کھانے کو ترجیح دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی - پیٹ سیر نہ ہونے کی وجہ بنی

(2) دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی پوری زندگی پیٹ کے سیر نہ ہونے کی وجہ بنی۔ کیوں کہ اس صحیح حدیث کے راوی خود بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہو سکا اور شاید اِسی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے شخص بنے جنہوں نے بیٹھ کر خطبہ دینے کی رسم شروع کی۔

1. دلائل النبوۃ للبیہقی (اردو)، 3/159، رقم: 2506

سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ دینے والے شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اِمام ابن ابی عاصم اپنی مشہور ومعروف کتاب ''کتاب الاوائل'' میں لکھتے ہیں :

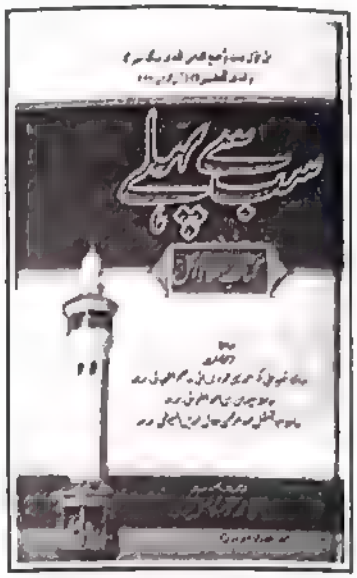

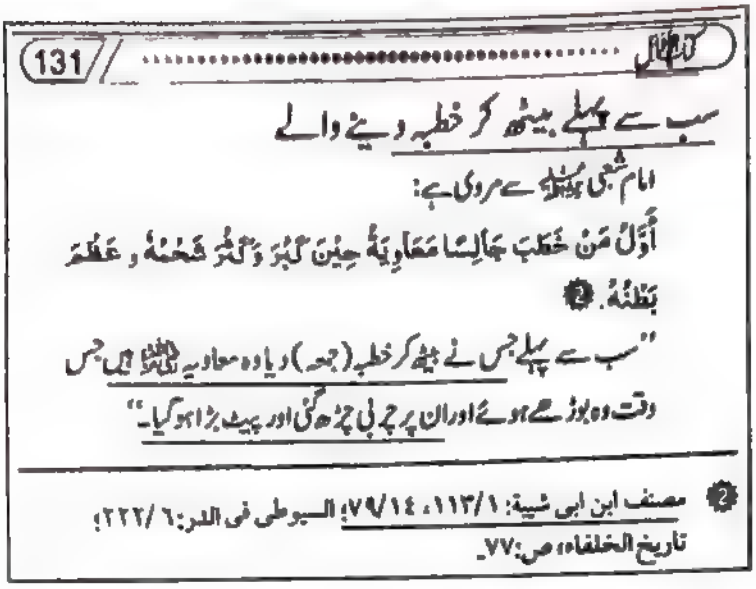

131 کتاب الاوائل

سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ دینے والے

امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

أَوَّلُ مَنْ خَطَبَ جَالِسًا مُعَاوِيَةُ حِيْنَ كَبُرَ وَكَثُرَ شَحْمُهُ وَعَظُمَ بَطْنُهُ. ❷

''سب سے پہلے جس نے بیٹھ کر خطبہ (جمعہ) دیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جس وقت وہ بوڑھے ہوئے اور ان پر چربی چڑھ گئی اور پیٹ بڑا ہو گیا۔''

❷ مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۱۱۳، ۱۴/۷۹؛ السیوطی فی الدر: ۶/۲۲۲؛ تاریخ الخلفاء، ص:۷۷۔

''سب سے پہلے جس نے بیٹھ کر خطبہ (جمعہ) دیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس وقت وہ بوڑھے ہوئے اور اُن پر چربی چڑھ گئی اور پیٹ بڑا ہو گیا۔''(1)

حافظ محمد بن صدّیقی غماری لکھتے ہیں : نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اِس ارشاد ''لا اشبع اللہ بطنہ'' میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو بد دعا دی تھی، اللہ نے اُسے شرفِ قبولیت عطا کی اور پھر اُس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی آسودہ نہیں ہوئے۔ امام ذہبی ''سیرُ اعلام النّبلاء (123/3)'' میں لکھتے ہیں : اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث میں ''فما شبع بعدھا'' (اُس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی آسودہ نہیں ہوئے) کے الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سیرُ اعلام النّبلاء (124/3)'' میں شہادت دی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ کھانا کھانے والوں میں سے تھے، اِسی لیے اُن کا پیٹ بہت بڑا ہو گیا تھا، جس سے اُن کا وزن بڑھ گیا تھا اور وہ کھڑے ہو کر خطبہ نہیں دے پاتے۔ یہ بات ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''المصنّف (274/7)'' میں ایک روایت ذکر کی ہے۔ اے طالبِ حق مزید حوالے کو دیکھ : ''الآحاد والمثانی (380/1)''، ''فتح الباری (401/2) اور ''سیرُ اعلام النّبلاء (452/13)، جب کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کھڑے ہو کر خطبہ دینے کی رہی ہے جیسا کہ معلوم ومشہور ہے۔

1. کتاب الاوائل (اردو)، صفحہ : 131

اِس کے بعد عثماری کہتے ہیں:

یہاں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ اُن کا شمار بہت زیادہ کھانا کھانے والوں میں ہوتا تھا۔ یہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح اور واضح اعتراف ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی، اُسی طرح اِس روایت "لا أشبع الله بطنه" کی تاویل میں وہ روایت پیش کرنا ضعف اور حد درجہ کمزور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "اللهم من سببته او شتمته او لعنته فاجعلها له رحمة وزكاة" (اے اللہ! میں جسے سبّ وشتم کروں اور جس پر لعنت بھیجوں تو میرے سبّ وشتم اور لعنت کو اُس کے حق میں رحمت بنا دے۔) اور اِس حدیث کے ذریعے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اِس بددعا کو اُن کی منقبت قرار دینا ایک کمزور تاویل ہے، بہرحال اِس قسم کی تاویل دو وجہوں سے باطل ہے۔

(1) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار زیادہ کھانا کھانے والوں میں ہوا کرتا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دُعا قبول ہوگئی۔ اِسی لیے اُن کا پیٹ بھاری ہو گیا تھا اور خطبہ صرف بیٹھ کر ہی دے سکتے تھے، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددُعا اُن کے حق میں پوری ہوگئی اور یہ واضح طور پر مذمّت پر دلالت کرنے والی بات ہے۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث مطلق نہیں بلکہ مقیّد ہے، اِس کو اِمام مسلم نے صحیح مسلم (2603) میں اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اِن الفاظ میں روایت کیا ہے: "فايما أحد دعوت عليه من أمتي بدعوة ليس لها باهل أن يجعلها طهورا وزكاة" (اگر میں اپنی امّت کے کسی فرد کو کوئی ایسی بد دعا دوں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تو اللہ اُس کے حق میں میری اِس بد دعا کو طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دے۔) زیرِ بحث حدیث کی ایک روایت میں اِس جملے "ليس لها باهل" کی موجودگی اِس اِمکان کو ثابت کرتی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اِس کے مستحق تھے، اِسی وجہ سے اِس حدیث سے استدلال درست نہیں ہوگا کیوں کہ یہ اصول تسلیم شدہ ہے کہ جب کسی دلیل میں احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔[1]

(انتہا کلامِ العثماری)

1. امیر معاویہ سے متعلق ایک حدیث "لا أشبع الله بطنه" کی صحیح شرح (اردو)، صفحہ: 18-17-16

ایک کاتبِ وحی جو بعد میں گمراہ ہو گیا

صحیح بخاری کی ایک حدیث

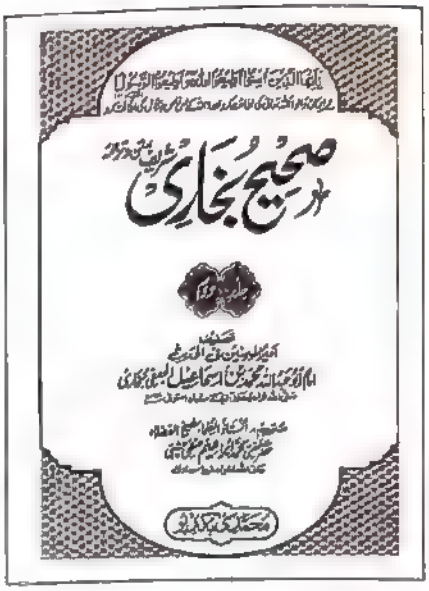

بخاری شریف (مترجم) جلد دوم ۳۹۷ کتاب المناقب

۸۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُولُ مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ

(828) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص (قبیلہ بنی نجار سے) نصرانی تھا وہ اسلام لے آیا اور اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی مقرر ہو گیا۔ پھر وہ مرتد ہو گیا اور اپنے دین نصرانی میں چلا گیا۔ وہ مرتد ہونے کے بعد کہتا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی علم ہے جو میں نے ان کو لکھ کر دیا ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کو موت دی اور لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے۔ نصرانیوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب کا کام ہے جبکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی اور اس کو باہر پھینک دیا ہے۔ نصرانیوں نے جتنی ان کی طاقت تھی گہری قبر کھودی۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے۔ پھر ان کو معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کا کام نہیں ہے انہوں نے بھی اس کو پھینک دیا۔

ترجمہ

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''ایک شخص (قبیلۂ بنو نجار سے) نصرانی تھا، وہ اسلام لے آیا اور اُس نے سورہ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ لی۔ پھر وہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتبِ وحی مقرر ہو گیا۔ پھر وہ مرتد ہو گیا اور اپنے دین نصرانی میں چلا گیا، وہ مرتد ہونے کے بعد کہتا تھا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہی علم ہے جو میں نے اُن کو لکھ کر دیا۔ پھر اللہ جل جلالہ نے اُس کو موت دی اور لوگوں نے اُس کو دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اُس کو باہر پھینک دیا ہے۔ نصرانیوں نے کہا، ''یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا کام ہے جب کہ وہ اُن کے دین سے بھاگ گیا تھا۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی اور اُس کو باہر پھینک دیا۔'' نصرانیوں نے جتنی اُن کی طاقت تھی گہری قبر کھودی۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اُس کو باہر پھینک دیا۔ پھر اُن کو معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کا کام نہیں ہے اُنہوں نے بھی اُس کو پھینک دیا۔[1]

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/397، رقم: 828، انٹرنیشنل نمبر: 3617

صحیح مسلم کی ایک حدیث

کیا کاتبِ وحی ہونے سے ''بے گناہ و بے خطا'' کا سرٹیفکٹ مل جاتا ہے؟ کیا کاتب وحی گمراہ ہوسکتا ہے؟ کیا کاتبِ وحی غلطی کرسکتا ہے؟ اِن تمام سوالوں کے جواب میں ہم صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) کی متفق علیہ حدیث پیش کرنے جارہے ہیں۔

صحیح مسلم (سوئم) ۵۶۱ ۵۰-کتاب صفات المنافقین واحکامھم

۶۹۷۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَكَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَرَفَعُوهُ قَالَ هَذَا قَدْ كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَأَعْجَبُوا بِهِ فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللَّهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا.

مسلم تحفۃ الاشراف (۴۲۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنو النجار میں سے ایک شخص تھا' اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کتابت کرتا تھا' وہ بھاگ گیا اور اہل کتاب کے ساتھ لاحق ہو گیا' انہوں نے اس چیز کو اٹھالیا اور کہا یہ محمد (ﷺ) کے لیے کتابت کرتا تھا' وہ اس سے بہت خوش ہوئے' تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی' انہوں نے گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا' صبح کے وقت زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا' انہوں نے اس کو دوبارہ گڑھا کھود کر دفن کیا' صبح کو اسے زمین نے نکال کر پھر باہر پھینک دیا' انہوں نے سہ بارہ گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا' صبح کے وقت زمین نے اس کو پھر باہر نکال پھینکا' پھر انہوں نے اس کو اسی طرح باہر پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

ترجمہ

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلۂ بنو نجار میں سے ایک شخص تھا، اُس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ بھاگ گیا اور اہلِ کتاب کے ساتھ لاحق ہو گیا، اُنہوں نے اُس چیز کو اُٹھا لیا اور کہا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ اُس سے بہت خوش ہوئے، تھوڑے دِنوں میں اللہ تعالیٰ نے اُس کی گردن توڑ دی، اُنہوں نے گڑھا کھود کر اُس کو دفن کر دیا، صبح کے وقت زمین نے اُس کو نکال کر باہر پھینک دیا، اُنہوں نے اُس کو دوبارہ گڑھا کھود کر دفن کیا، صبح کو اُسے زمین نے نکال کر پھر باہر پھینک دیا، اُنہوں نے دوبارہ گڑھا کھود کر اُس کو دفن کیا، صبح کے وقت زمین نے اُس کو پھر باہر نکال پھینکا، پھر اُنہوں نے اُس کو اِسی طرح باہر پڑا ہوا چھوڑ دیا۔[1]

1. صحیح مسلم (اردو)، 3/561، رقم: 6971، انٹرنیشنل نمبر: 7040

مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث

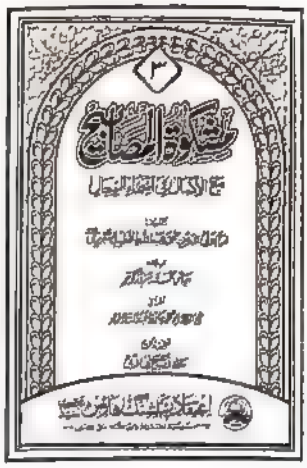

كِتَابُ الْفَضَائِلِ وَالشَّمَائِلِ 451/3 معجزوں کا بیان

٥٨٩٨: وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّ رَجُلاً كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الإِسْلَامِ، وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ)). فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا، فَقَالَ: مَا شَأْنُ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ❶

٥٨٩٨: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے لیے (وحی) لکھا کرتا تھا، وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ شخص جس جگہ فوت ہوا تھا وہ وہاں گئے تو انہوں نے اسے سطح زمین پر پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفن کیا مگر زمین (قبر) اسے قبول نہیں کرتی۔

❶ متفق عليه، رواه البخاري (٣٦١٧) ومسلم (١٤/ ٢٧٨١).

ترجمہ

اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے لیے (وحی) لکھا کرتا تھا، وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمین اِسے قبول نہیں کرے گی۔'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ شخص جس جگہ فوت ہوا تھا وہ وہاں گئے تو اُنہوں نے اُسے سطحِ زمین پر پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا: ''اِس کا کیا معاملہ ہے؟'' اُنہوں نے بتایا کہ ''ہم نے اِسے کئی مرتبہ دفن کیا مگر زمین (قبر) اِسے قبول نہیں کرتی۔''(1)

اِس صحیح حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی بندہ کاتبِ وحی ہو تو اُس سے وہ ''بے گناہ بے خطا'' یا ''معصوم'' نہیں ہوجاتا بلکہ اُس سے غلطی، گناہ اور اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی کا جرم بھی ہوسکتا ہے یہاں تک کہ کاتبِ وحی کا دینِ اسلام سے پھر جانا اِس صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اِس حدیث کو یہاں پیش کرنے کی وجہ صرف اِتنی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''کاتبِ وحی'' بتا کر اُن کے لیے ''بے گناہ بے خطا'' کا خود ساختہ عقیدہ بنا کر لوگوں کو جن علماء و مشائخ اور پیر وصوفیوں نے دھوکہ دیا ہے اُن کے باطل عقیدے کا پردہ چاک ہوسکے کہ کاتبِ وحی ہونا معصومیت یا حق پر ہونے کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

1. مشکوٰۃ المصابیح (اردو)، 3/451-452، رقم: 5898

قرآن کسی کاتب کا محتاج نہیں ہے

کچھ علماء ومشائخ بھولی بھالی عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ''کاتبِ وحی'' قرآن کی آیتیں لکھا کرتے تھے لہٰذا اگر ہم کاتبِ وحی پر شک کریں گے تو قرآن بھی شک کے دائرے میں آجائے گا (نعوذ باللہ من ذالک)۔ تعجب ہے ایسے نام نہاد علماء ومشائخ کے ایمان وعقائد پر جو ایک کاتبِ وحی کی قلم پر مبنی ہے نہ کہ اللہ ربّ العزّت کی شان وعظمت پر کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قارئین کرام! یہ بالکل جھوٹ ہے کہ کاتب وحی پر شک کرنے سے قرآن شک میں آجائے گا کیوں کہ قرآن کی حفاظت کا ذمّہ تو خود اللہ ربّ العزت نے لیا ہے۔ قرآن کسی بھی کاتبِ وحی کا محتاج نہیں ہے نہ ہی کسی کاتبِ وحی کے گناہگار یا مرتد ہونے سے قرآن کی حقانیت پر آنچ آئے گی کیوں کہ اللہ کریم نے قرآن کی حفاظت اپنے ذمّے رکھی ہے جس کا بیان اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمہ

''ہم فرشتوں کو حق فیصلے کے ساتھ ہی اُتارتے ہیں اور جب وہ اُترتے ہیں تو لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔ بیشک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اِس کے نگہبان ہیں۔''[1]

صدر الافاضل محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''تحریف وتبدیل وزیادتی وکمی سے اِس کی (یعنی قرآن کی) حفاظت فرماتے ہیں، تمام جنّ واِنس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے اِس میں ایک حرف کمی بیشی کرے یا تغیر وتبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اِس لیے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسّر نہیں۔ یہ

1. سورۃ الحجر، 15:8-9، (ترجمہ: کنز الایمان)

حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اِس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اِس کو معارضے سے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اِس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ ساری خلق کو اِس کے نیست ونابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفّار باوجود کمالِ عداوت کے اِس کتابِ مقدّس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔"[1]

اِمام بغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"**انّا نحن نزلنا الذکر**" اِس سے مراد قرآن ہے۔ "**وانّا له لحافظون**" کہ ہم اِس قرآن کو شیطان سے محفوظ کر لیں گے، نہ وہ اِس میں زیادتی کر سکے گا اور نہ اِس میں کمی کر سکے گا اور نہ اِس کو تبدیل کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "**لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه**" 'والباطل' سے مراد ابلیس ہے کہ وہ قرآن میں نہ کسی قسم کی زیادتی پر قادر ہوگا اور نہ ہی وہ اِس قرآن سے کسی قسم کی کمی کر سکے گا۔"[2]

اللہ تعالیٰ قرآن میں ایک اور جگہ فرماتا ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾

ترجمہ

تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو [16] بیشک اُس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّے ہے [17] تو جب ہم اُسے پڑھ چکے اُس وقت اُس پڑھے ہوئے کی اِتباع کرو [18] پھر بیشک اُس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمّے ہے۔ [19][3]

1. سورۃ الحجر: آیات: 9-8، کنز الایمان مع خزائن العرفان۔
2. تفسیرِ بغوی: 3/240
3. سورۃ القیامۃ: 75:16-19 (ترجمہ: کنز الایمان)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ طلقاء تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا طلقاء سے ہونا

علّامہ قاری ظہور احمد فیضی اپنی مشہور کتاب ''شرح خصائصِ علی رضی اللہ عنہ'' میں لکھتے ہیں :

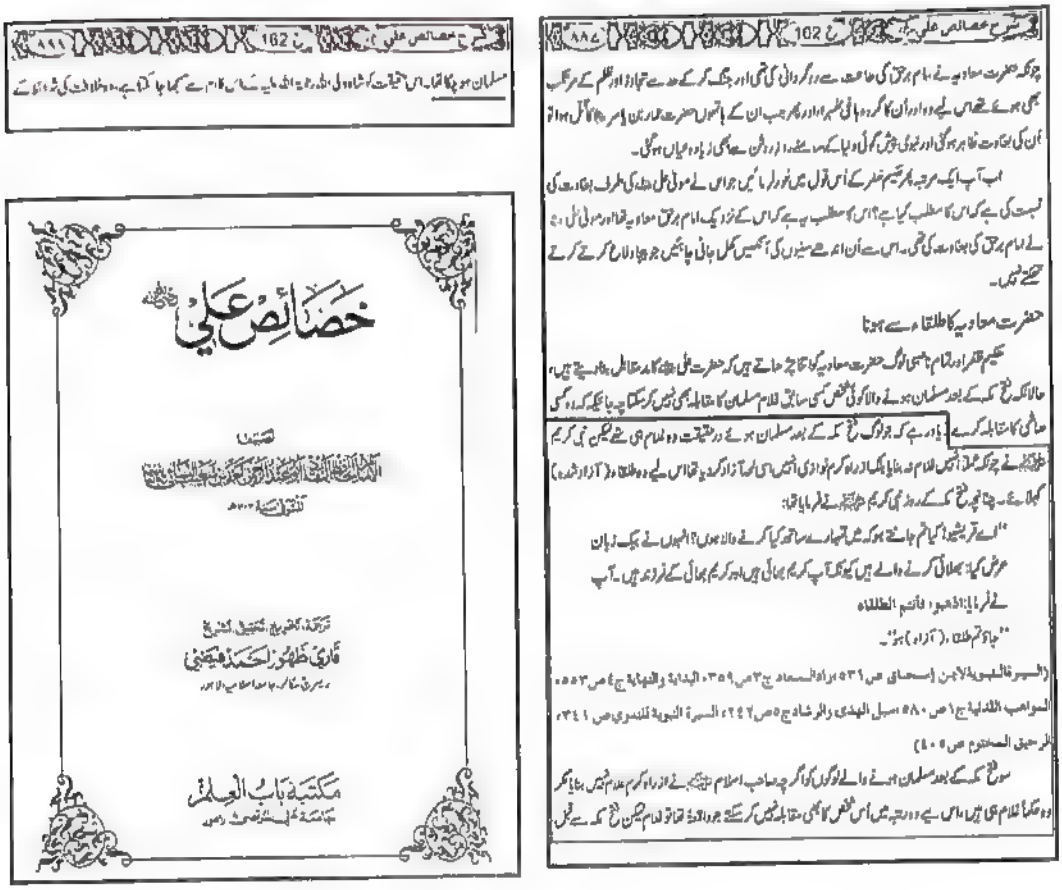

شرح خصائص علی 162 ۸۸۷

چونکہ حضرت معاویہ نے امام برحق کی اطاعت سے روگردانی کی تھی اور جنگ کر کے حد سے تجاوز اور ظلم کے مرتکب بھی ہوئے تھے اس لیے وہ اور ان کا گروہ باغی ٹھہرا اور پھر جب ان کے ہاتھوں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوا تو ان کی بغاوت ظاہر ہو گئی اور نیوی پیش گوئی ویسا کے سامنے اور روشن سے بھی زیادہ عیاں ہو گئی۔

اب آپ ایک مرتبہ پھر تیسرے خطرے کے اس قول میں غور فرمائیں جو اس نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بغاوت کی نسبت کی ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نزدیک امام برحق معاویہ تھا اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے امام برحق کی بغاوت کی تھی۔ اس سے ان اندھے سنیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو بیجا دلائل کرتے کرتے تھکتے نہیں۔

حضرت معاویہ کا طلقاء سے ہونا

حکیم فقیر اور تمام ناصبی لوگ حضرت معاویہ کو تاج دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدمقابل بنا دیتے ہیں، حالانکہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والا کوئی شخص کسی سابق غلام مسلمان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا چہ بالکہ کہ وہ کسی صحابی کا مقابلہ کرے۔ یاد رہے کہ جو لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے درحقیقت وہ غلام ہی تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ عملاً انہیں غلام نہ بنایا بلکہ از راہ کرم نوازی انہیں اسی لمحہ آزاد کر دیا تھا اس لیے وہ طلقاء (آزاد شدہ) کہلائے۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''اے قریشیو! کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ انہوں نے بیک زبان عرض کیا: بھلائی کرنے والے ہیں کیونکہ آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا: اذهبوا فانتم الطلقاء

''جاؤ تم طلقاء (آزاد) ہو''۔

(السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق ص ۵۳۱، زاد المعاد ج ۳ ص ۳۵۹، البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۳۵۳، المواہب اللدنیۃ ج ۱ ص ۵۸۰، سبل الہدیٰ والرشاد ج ۵ ص ۲۴۲، السیرۃ النبویۃ للندوی ص ۳۴۱، الرحیق المختوم ص ۴۰۵)

سو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے لوگوں کو اگرچہ صاحب اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ کرم غلام نہیں بنایا مگر وہ حکماً غلام ہی ہیں اس لیے درجہ میں اس شخص کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے جو واقعۃً تھا تو غلام لیکن فتح مکہ سے قبل

مسلمان ہو چکا تھا۔ اس حقیقت کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلام سے سمجھا جا سکتا ہے۔ وخلافت کی شرائط سے

خصائص علی رضی اللہ عنہ

تصنیف

العلامۃ الفاضل الامجد الاوحد الکامل الاستاذ

تقریباً ۱۰۰۰ھ

ترجمہ، تحشیہ، تسہیل، تشریح

قاری ظہور احمد فیضی

ریسرچ سکالر، جامعہ اسلامیہ لاہور

مکتبۂ باب العلم

جامعہ نعیمیہ لاہور

یاد رہے جو لوگ فتحِ مکّہ کے بعد مسلمان ہوئے درحقیقت وہ غلام ہی تھے لیکن نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ عملاً اُنہیں غلام نہ بنایا بلکہ از راہِ کرم نوازی اُنہیں اُسی لمحہ آزاد کر دیا تھا اِس لیے وہ طُلقاء (آزاد شدہ) کہلائے۔ چنانچہ فتحِ مکّہ کے روز نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے قریشیو! کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟'' اُنہوں نے بیک زبان عرض کیا: ''بھلائی کرنے والے ہیں کیوں کہ آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے فرزند ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ، تم طلقاء (آزاد) ہو۔''

سو فتح مکّہ کے بعد مسلمان ہونے والے لوگوں کو اگرچہ صاحبِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہِ کرم غلام نہیں بنایا مگر وہ حکماً غلام ہی ہیں، اِس لیے وہ رُتبے میں اُس شخص کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے جو واقعتاً تو غلام تھا لیکن فتح مکّہ سے قبل مسلمان ہو چکا تھا۔[1]

امیر معاویہ طلقاء تھے: شارح العقیدہ الطحاویہ کا قول

''شرح عقیدہ الطّحاویہ'' میں اِمام صدر الدّین ابو الحسن علی بن ابی العزّ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 792 ہجری فرماتے ہیں:

Commentary on the Creed of At-Tahāwī 431

By his Companions the Prophet (peace be on him) meant 'Abdur-Rahmān and others like him who had embraced Islam in the early years before Makkah was captured and who had fought for Islam. They were the people who swore their fealty to the Prophet (peace be on him) under the tree. They were better and more honored than those who entered into the faith afterwards, that is, after the Treaty of Hudaybiyyah, which the Prophet (peace be on him) concluded with the Makkans. Khālid Ibn Al-Walīd embraced Islam along with others in this later period. To be sure, they were better than those who embraced Islam after Makkah was conquered and those are known as *tulaqa*, that is, those who were forgiven and set free. This group included Abū Sufyān and his sons, Yazīd and Mu'āwiyah.

The burden of the *hadith* is that those who joined the Prophet's company later should not speak ill of those who had joined his company earlier since they had honor no other Companions had and could not have, even if they spent gold equal to Mount Uhud. If this is about those who embraced Islam after the Treaty of Hudaybiyyah and before the conquest of Makkah, what of those who never joined the Prophet's company? May Allāh be pleased with all his Companions.

The vanguard of the Companions, the Muhājirūn and the Ansār, were the ones who spent their money in the cause of Allāh before the Conquest of Makkah and fought for Allāh's sake. They include those who swore fealty to the Prophet (peace be on him) under the tree. They were more than one thousand four hundred. Some say that they were the ones who prayed first towards Al Quds (Jerusalem) and then towards the Ka'bah when the *qiblah* was changed. This is a weak opinion. To offer prayer towards a *qiblah* which was changed later is not an honor as it was not of their own doing. There is no text to support this view. On the other hand, we have the verses of the Qur'ān that laud those who embraced Islam before the conquest of Makkah, spent and fought in the way of Allāh and swore fealty under the tree.

(However, the *hadith* ascribed to the Prophet (peace be on him), "My Companions are like stars, whomsoever you follow you will be on the right path,"[66] is a weak *hadith*. Al-Bazzār has said that it

[66] Ibn 'Abdul-Barr, *Jāmi' Bayān al-'Ilm wa Fadlih*, 2:91, Ibn Hazm, *Al-Ihkam*, 6:82; Al-Khatib Al-Baghdadi, *Al-Kifāyah fi 'Ilm ar-Riwāyah* (Hyderabad, reprint, Beirut: Al-Maktabah Al-'Ilmiyyah, n.d.), p. 48. The *hadith* is very weak.

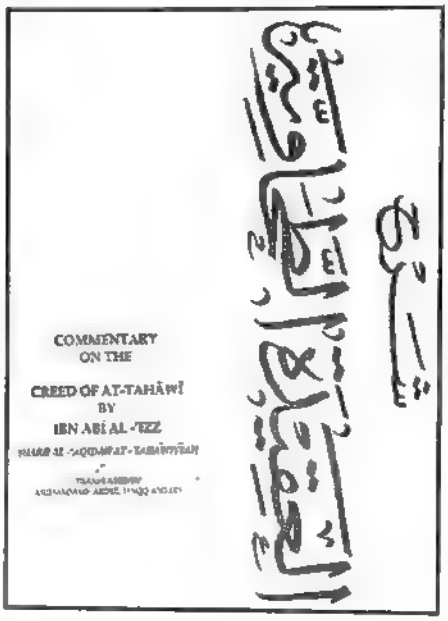

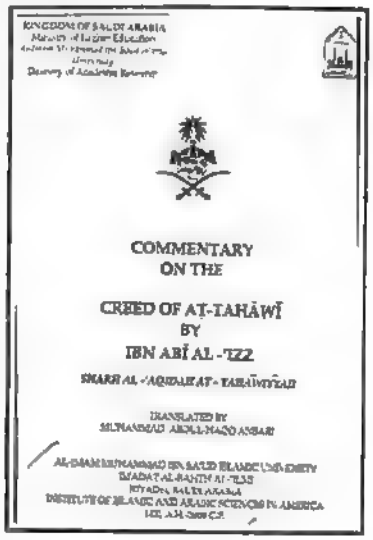

ترجمہ

''جو لوگ فتح مکّہ کے بعد اسلام لائے، جنہیں معافی دے کر آزاد کیا گیا وہ ''طلقاء'' کہلائے۔ اِن میں ابو سفیان اور اُن کے بیٹے یزید اور معاویہ شامل ہیں۔''[2]

1. شرح خصائصِ علی (اردو)، صفحہ: 887-888
2. Commentary on the creed of AT-TAHAWI by Ibn Abi Al-Izz : Page No. 431

علّامہ قاری ظہور احمد فیضی لکھتے ہیں:

ایک دوسرے کے ولی ہیں، قیامت تک یہ ولی ہے"۔

(إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مترجم ج۱ ص۴۴۴)

شاہ صاحب نے جو رحمن عبداللہ سے جو حدیث نقل فرمائی ہے اسے امام احمد اور دوسرے کئی محدثین نے روایت کیا ہے۔ علامہ ارناؤط فرماتے ہیں: مسند احمد ج۴ ص۳۶۱ وط: ج۶ ص۵۱۲ رقم ۱۹۴۹۷ صحیح ابن حبان ج۱۶ ص۲۵۰ رقم ۷۲۶۰)

طلقاء کا معنی، ان کی حیثیت اور طلقاء کی تقرری پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت

ازالۃ الخفاء کے مترجم علامہ محمد عبدالشکور لکھنوی لکھتے ہیں:

"طلقاء جمع ہے طلیق کی، اصل میں آزاد کیے ہوئے غلام کو کہتے ہیں مگر جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے، چونکہ ان پر مسلمانوں نے احسان کیا اور غلام نہ بنایا اس لیے ان کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اسی معنی میں ہے"۔

(حاشیہ: إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مترجم ج۱ ص۴۸)

مولانا عبدالرشید نعمانی نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اوصاف میں "احکام القرآن للجصاص" کی مفصل عبارت نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

ولا يدخل معاوية في هؤلاء، لأن الله إنما وصف بذلك المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وليس معاوية من المهاجرين بل هو من الطلقاء

"اور ان لوگوں میں معاویہ داخل نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وصف تو اُن مہاجر حضرات کا بیان کیا ہے جو وطنوں سے نکالے گئے اور معاویہ تو مہاجرین میں نہیں بلکہ طلقاء میں ہیں"۔

اس کے بعد انہوں نے لفظ "طلقاء" کی توضیح میں لکھا ہے:

"طلقاء "طلیق" کی جمع ہے" طلیق اس قیدی کو کہتے ہیں جس کو رہا کر دیا جائے، یہاں فعیل بمعنی مفعول ہے، غزوہ حنین کی حدیث میں جو آتا ہے کہ "خرج ومعه الطلقاء" (آنحضرت ﷺ جب اس غزوہ میں تشریف لے گئے تو طلقاء آپ کے ہمرکاب تھے) اس میں "طلقاء" کا خاص لغت کے مشہور امام علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم نے جو مدنی

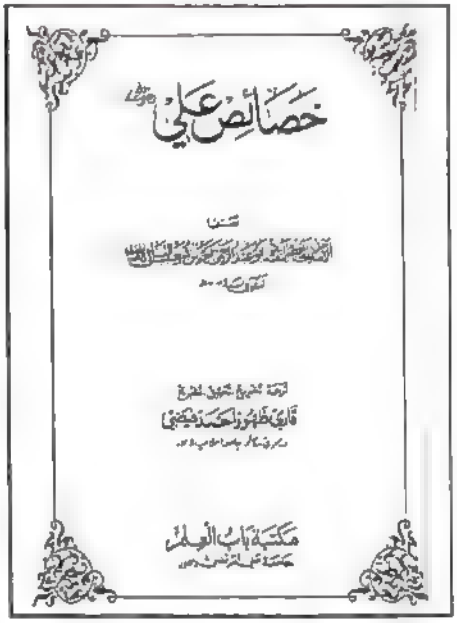

'اِزالۃ الخفا' کے مترجم علّامہ محمد عبد الشکور لکھنوی لکھتے ہیں: ''طلقاء' جمع ہے 'طلیق' کی، اصل میں آزاد کیے ہوئے غلام کو کہتے ہیں مگر جو لوگ فتح مکّہ میں اسلام لائے تھے، چوں کہ اُن پر مسلمانوں نے احسان کیا اور غلام نہ بنایا اِس لیے اُن کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اِسی معنی میں ہے۔''

مولانا عبد الرشید نعمانی نے خلفائے راشدین کے اوصاف میں ''احکام القرآن للجصّاص'' کی مفصّل عبارت نقل فرمائی ہے، جس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور اُن لوگوں میں معاویہ رضی اللہ عنہ داخل نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وصف تو اُن مہاجر حضرات کا بیان کیا ہے جو وطنوں سے نکالے گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ تو مہاجرین میں نہیں بلکہ طلقاء میں ہیں۔''(1)

طُلقاء کا معنی، اُن کی حیثیت اور طُلقاء کی تقرّری پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت

علّامہ قاری ظہور احمد فیضی اِسی عنوان پر آگے لکھتے ہیں:

شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ ج 162 ۸۹۰

مقلوب کے نام سے مشہور ہیں ان الفاظ میں کیا ہے:

هم الذين عفى عنهم يوم الفتح.

''یہ وہی لوگ ہیں جن کو فتح مکہ کے دن آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا'' (اور ان سے کوئی باز پرس نہیں کی تھی)

اور نسب جوانت وحریت کے مشہور اکابر ائمہ میں سے ہیں فرماتے ہیں:

والطلقاء الذين أدخلوا في الإسلام كرها.

اور ''طلقاء'' وہ لوگ ہیں جو ناچاری کو اسلام میں داخل کر لیے گئے''۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خصائص عثمان رضی اللہ عنہ ص ۹۰۸)

سو جب حضرت معاویہ کا فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مقام ہے تو بعد کا کوئی شخص انہیں اپنے طور پر کیا فضیلت دے سکتا ہے؟ ہر مسلمان شریعت کا پابند ہے اور شریعت کا حکم ہے:

أنزلوا الناس منازلهم.

''لوگوں کو اُن کی حیثیت کے مطابق مقام دو''۔

(سنن أبي داود ج ۱ ص ۳۴۳ رقم ۴۸۴۲ مشکوۃ ج ۲ ص ۲۷۹ رقم ۴۹۸۹)

یہ کہاں کی دانشمندی اور کیسی دین داری ہے کہ تحریری اور تقریری اور سچ سے بعض گھاری لوگ طلقاء قسم کے لوگوں کی السابقون الاوّلون حضرات کے برابر کھڑا کر دیتے ہیں؟ اس حدیث پر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے کیسے عمل کیا ذرا سنئے اور اس کے مطابق طلقاء کو کوئی حیثیت دیتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات کے آخری ایام میں بعض طلقاء نے مجلس شوریٰ میں شریک ہونے کی آرزو کی تو انہیں جو کچھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے طلقاء کی حیثیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

وتطاول عمرو بن العاص للشورى فقال له عمر: اطمئن كما وضعك الله والله لا جعلت فيها حمل السلاح على رسول الله ﷺ وقال مرة: إن هذا الأمر لا يصلح للطلقاء ولا لأبناء الطلقاء، ولو استقبلت من أمري ما استدبرت ما جعلت ليزيد بن أبي سفيان ومعاوية بن أبي سفيان ولا بالشام.

''حضرت عمرو بن العاص نے خلافت (میں شمولیت) کی آرزو کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا:

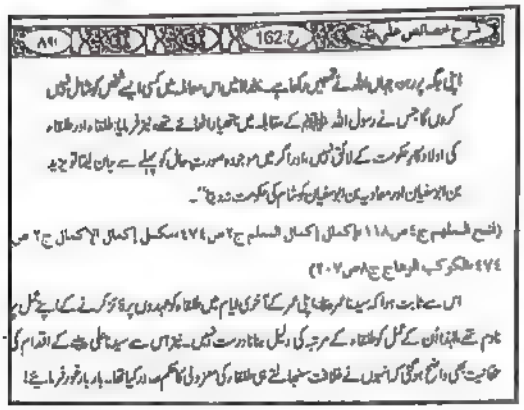
شرح خصائص علی رضی اللہ عنہ ج 162 ۸۹۱

اپنی جگہ پر رہو، جہاں اللہ نے تمہیں رکھا ہے۔ خدا کی قسم اس معاملہ میں کسی ایسے شخص کو شامل نہیں کروں گا جس نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے تھے، نیز فرمایا: طلقاء اور طلقاء کی اولاد کو حکومت کے لائق نہیں، اور اگر میں موجودہ صورت حال کو پہلے سے جان لیتا تو یزید بن ابوسفیان اور معاویہ بن ابوسفیان کو شام کی حکومت نہ دیتا''۔

(فتح الملهم ج ٤ ص ١١٨ و إكمال إكمال المعلم ج ٢ ص ٤٧٤ مكمل إكمال الإكمال ج ٢ ص ٤٧٤ الكوكب الوهاج ج ٨ ص ٢٠٧)

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے آخری ایام میں طلقاء کو عہدوں پر فائز کرنے کے اپنے عمل پر نادم تھے لہٰذا اُن کے عمل کو طلقاء کے مرتبہ کی دلیل بنانا درست نہیں۔ نیز اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اقدام کی حقانیت بھی واضح ہو گئی کہ انہوں نے خلافت سنبھالتے ہی طلقاء کی معزولی کا حکم صادر کیا تھا۔ بار بار غور فرمائیے!

خصائص علی رضی اللہ عنہ

سو جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فقہائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مقام ہے تو بعد کا کوئی شخص اُنہیں اپنے طور پر کیا فضیلت دے سکتا ہے؟ ہر مسلمان شریعت کا پابند ہے اور شریعت کا حکم ہے: ''لوگوں کو اُن کی حیثیت کے مطابق مقام دو۔'' (سنن ابی داؤد، 4/343، رقم: 4842؛ مشکوٰۃ، 2/279، رقم: 4979)

1. شرح خصائصِ علی (اردو)، صفحہ: 889

یہ کہاں کی دانش مندی اور کیسی دین داری ہے کہ تحریری اور تقریری اینچ پیچ سے بعض لکھاری لوگ ''طلقاء'' قسم کے لوگوں کو ''السابق الاوّلون'' حضرات کے برابر کھڑا کر دیتے ہیں؟ اِس حدیث پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کیسے عمل کیا ذرا سنیے اور اُس کے مطابق طلقاء کو کوئی حیثیت دیجیے۔ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات کے آخری ایّام میں بعض طلقاء نے مجلسِ شوریٰ میں شریک ہونے کی آرزو کی تو اُنہیں جو کچھ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُس سے طلقاء کی حیثیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ مولانا شبّیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے شوریٰ (میں شمولیت) کی آرزو کی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا: 'اپنی جگہ پر رہو، جہاں اللہ جل جلالہ نے تمہیں رکھا ہے۔ بخدا! میں اِس معاملے میں کسی ایسے شخص کو شامل نہیں کروں گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھائے تھے، نیز فرمایا: **'طلقاء اور طلقاء کی اولاد کار حکومت کے لائق نہیں، اور اگر میں موجودہ صورتِ حال کو پہلے سے جان لیتا تو یزید بن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کی حکومت نہ دیتا۔''**

اِس سے ثابت ہوا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے آخری ایّام میں طلقاء کو عہدوں پر فائز کرنے کے اپنے عمل پر نادم تھے، لہٰذا اُن کے عمل کو طلقاء کے مرتبے کی دلیل بنانا درست نہیں۔ نیز اِس سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اقدام کی حقانیت بھی واضح ہوگئی کہ اُنہوں نے خلافت سنبھالتے ہی 'طلقاء' کی معزولی کا حکم صادر کیا تھا۔ بار بار غور فرمایئے![1]

اِس روایت سے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طلقاء کی نشان دہی واضح ہوگئی ہے کہ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلقاء کو قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے تھے۔ مگر حیرت پر حیرت یہ کہ اہلِ سنّت والجماعت کے لباس میں چھپے ہوئے بعض دشمنوں نے اہلِ بیت و صحابہ، صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفۂ راشد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والے ''طلقاء (گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ)'' کو اُن کے مقابلے میں کھڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو صحابۂ کرام کا دفاع کرتے ہیں حالانکہ اصل میں وہ صحابۂ کرام کے مقابلے میں طلقاء کا دِفاع کرتے ہیں۔

جب کہ اصل میں دفاعِ صحابہ تو یہ ہے کہ ''خلفائے راشدین'' یعنی سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی و حسن رضی اللہ عنہم کا دِفاع کیا جائے۔

---

1. شرح خصائص علی (اردو)، صفحہ: 890-891

صحابہ طلقاء کو قتل کرنا چاہتے تھے : صحیح مسلم کی ایک حدیث

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے :

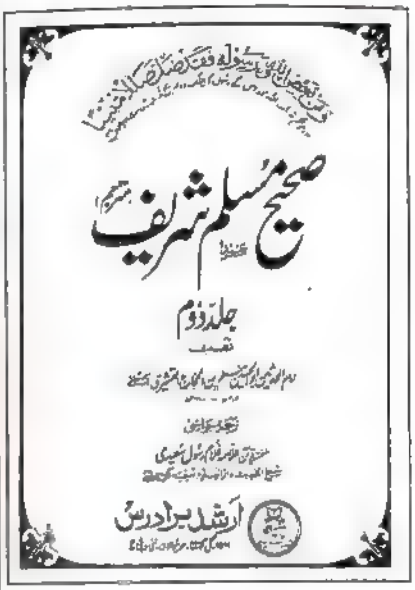

صحیح مسلم (دوم) ۵۸۲ ۳۲- کتاب الجهاد والسیر

٤٦٥٧ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خَنْجَرًا فَكَانَ مَعَهَا فَرَآهَا أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خَنْجَرٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا هَذَا الْخَنْجَرُ قَالَتِ اتَّخَذْتُهُ إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَفَى وَأَحْسَنَ. مسلم، تحفۃ الاشراف (۳۵۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنگ حنین کے دن ایک خنجر لیا جو ان کے پاس تھا، حضرت ابوطلحہ نے وہ خنجر دیکھ لیا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ ام سلیم ہیں اور ان کے پاس ایک خنجر ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ خنجر کیسا ہے؟ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: میں نے یہ خنجر اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی، رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے، حضرت ام سلیم نے کہا: ہمارے بعد جو طلقاء ہیں جو آپ سے شکست کھا چکے ہیں ان کو قتل کر

صحیح مسلم (دوم) ۵۸۳ ۳۲- کتاب الجهاد والسیر

دیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اس نے اچھا کیا ہے۔

ف: فتح مکہ کے دن جو اہل مکہ مسلمان ہوئے ان کو طلقاء کہا جاتا ہے، حضرت ام سلیم نے ان کے قتل کا اس لیے مشورہ دیا تھا کہ ان کے خیال میں وہ لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

ترجمہ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے جنگِ حُنین کے دِن ایک خنجر لیا جو اُن کے پاس تھا۔ حضرت ابوطلحہ نے وہ خنجر دیکھ لیا، اُنہوں نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! یہ امّ سُلیم رضی اللہ عنہا ہیں اور اِن کے پاس خنجر ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا، "یہ خنجر کیسا ہے؟" حضرت امّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "میں نے یہ خنجر اِس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اُس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے لگے، حضرت اُمّ سُلیم نے کہا: "ہمارے بعد جو طلقاء ہیں، جو آپ سے شکست کھا چکے ہیں، اُن کو قتل کر دیجیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے امّ سُلیم رضی اللہ عنہا ! اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اُس نے اچھا کیا ہے۔"[2]

1. امّ سُلیم رضی اللہ عنہا کا اسمِ گرامی "رمیصاء بنت مِلحان" ہے، آپ مدینہ کے اُن اصحاب میں شامل ہیں جو شروع میں اسلام لائے۔ آپ مشہور صحابی حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔
2. صحیح مسلم (اردو)، 2/582، رقم: 4657، انٹرنیشنل نمبر: 4680

مشہور صحابی اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتی تھیں

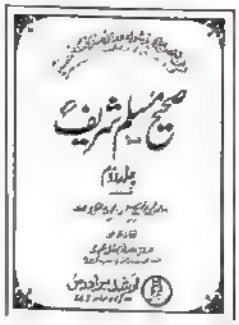

صحیح مسلم (دوم) ۵۸۳ ۳۲- کتاب الجهاد والسیر

٤٦٥٩ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا فَيَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى.

ابوداؤد (۲۵۳) الترمذی (۱۵۷۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تھے تو آپ کے ساتھ حضرت ام سلیم اور انصار کی کچھ عورتیں بھی ہوتیں تھیں، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دوا دیتیں۔

ترجمہ

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتیں بھی ہوتی تھیں، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دَوا دیتیں۔“(1)

اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا کی نظر میں طلقاء دِل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے

علّامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ”شرح صحیح مسلم“ میں اِس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

شرح صحیح مسلم ۶۱۰ کتاب الجہاد

(ف) فتح مکہ کے دن جو اہل مکہ مسلمان ہوئے ان کو طلقاء کہا جاتا ہے۔ حضرت ام سلیم نے ان کے قتل کا اس لیے مشورہ دیا تھا کہ ان کے خیال میں وہ لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

ترجمہ

”فتحِ مکّہ کے دِن جو اہلِ مکّہ مسلمان ہوئے اُن کو طلقاء کہا جاتا ہے، حضرت امّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے اُن کے قتل کا اِس لیے مشورہ دیا تھا کہ اُن کے خیال میں وہ لوگ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔“(2)

1. صحیح مسلم (اردو)، 2/583، رقم: 4659، انٹرنیشنل نمبر: 4682
2. شرح صحیح مسلم (اردو): 5/610

باب-11

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط

حدیث و تاریخ کی کتابوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 'صُلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ' کی کسی بھی شرط کو نہیں نبھایا چاہے وہ قرآن وسنّت پر عمل کرنا ہو یا سبّ وشتمِ علی رضی اللہ عنہ ہو۔ یہاں تک کہ یزید پلید کو ولی عہد بنا کر آخری شرط بھی پوری نہ کی۔ ہم نے اِس باب میں یہ تمام باتیں حدیث وتاریخ کی کتابوں کے Scan Pages کے ساتھ پیش کی ہیں۔

کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی شرائط کی پابندی کی؟

احادیث و تاریخ کی کتابوں کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی کسی شرط کی پابندی نہیں کی۔ اِس بابت پر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی مشہور شرح ''فتح الباری'' میں یوں نقل کرتے ہیں:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرطیں پوری نہیں کیں: فتح الباری کی ایک روایت

كتاب الفتن/ باب ٢٠ ٨١

لنفسي الخلافة بعده وأخرج يعقوب بن سفيان بسند صحيح إلى الزهري قال: كاتب الحسن بن علي معاوية واشترط لنفسه فوصلت الصحيفة لمعاوية وقد أرسل إلى الحسن يسأله الصلح ومع الرسول صحيفة بيضاء مختوم على أسفلها وكتب إليه أن اشتراط ما شئت فهو لك، فاشترط الحسن أضعاف ما كان سأل أولاً، فلما التقيا وبايعه الحسن سأله أن يعطيه ما اشترط في السجل الذي ختم معاوية في أسفله فتمسك معاوية إلا ما كان الحسن سأله أولاً، واحتج بأنه أجاب سؤاله أول ما وقف عليه فاختلفا في ذلك فلم ينفذ للحسن من الشرطين شيء.

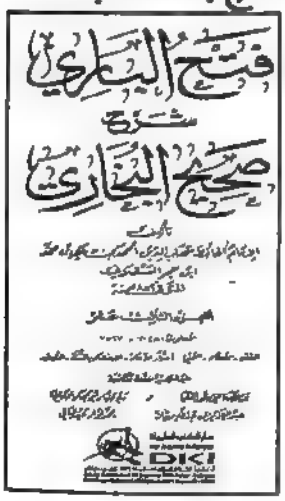

ترجمہ

''اور یعقوب بن سفیان نے صحیح سند کے ساتھ تخریج کی ہے، امام زہری تک اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اپنے لیے کچھ شرطیں رکھیں، چنانچہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا اور تحقیق کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جس میں صلح کی بات مذکور تھی اور قاصد کے ساتھ ایک اور سفید خط بھیجا جس کے نچلے حصّے میں مہر لگی ہوئی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ شرط آپ کی چاہت کے مطابق پوری کی جائے گی چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پہلی شرط کے مقابلے میں دوگنا سامان دینے کا مطالبہ کیا پھر جب وہ دونوں ملے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مہر لگے ہوئے خط میں جو شرائط مذکور تھیں اُس کے مطابق عطا کیا جائے۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس خط کو اپنے پاس رکھ لیا اور وہ خط نکالا جس میں پہلی دفعہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے شرط لگائی تھی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دلیل پکڑی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو وہ دیا جو پہلے خط میں مذکور تھا۔ چنانچہ اِس بابت دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا پھر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دونوں شرطوں میں سے کسی بھی شرط کے مطابق سامان نہیں دیا۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رِوایت پانی کی طرح صاف ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خط کی شرطیں پوری کیں نہ وہ خط کہ جو خود اُنہوں نے مہر لگا کے بھیجا تھا۔ پھر بھی یہاں اِس بابت کو واضح کرنے کے لیے صحیح الاسناد کی رِوایت پیش کر رہے ہیں۔ یہ رِوایت ثابت کرتی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی شرطوں کو نہ نبھایا یہاں تک کہ یزید پلید کو اپنا ولی عہد بنا لیا۔

1. ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری (عربی)، کتاب الفتن، باب: 20، جلد: 16/81

شرط-1

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ جل جلالہ کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔"

اِس شرط کی بالکل پابندی نہیں کی گئی جس کے لیے اِسی باب میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قرآن و حدیث کے مسئلوں میں بحث کرنا اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قید کرنا وغیرہ واقعات تفصیل سے بیان ہوں گے۔ یہاں اِس کی وضاحت کے طور پر صحیح احادیث و روایات پیش کر رہے ہیں۔

قرآن کے احکامات کی خلاف ورزی:
صحیح مسلم کی ایک حدیث

صحیح مسلم (دوم) ۲۱۰ ۳۳-کتاب الامارۃ

٤٧٥٣ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ

عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا، حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا: ہم ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں گئے تو انہوں نے ایک جگہ قیام کیا، بعض مسلمان اپنا خیمہ درست کرنے لگے، بعض تیر اندازی کرنے لگے اور بعض اپنے مویشیوں میں رہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے ایک منادی نے آواز دی کہ "نماز تیار ہے" ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے، آپ نے فرمایا: بے شک مجھ سے پہلے ہر نبی پر یہ حق تھا کہ وہ اپنے علم کے مطابق اپنی امت کو فلاح اور خیر کی راہ بتلائے اور جو چیز اس کے علم میں بری ہو اس سے ڈرائے۔ تمہاری اس امت کے سابقین میں عافیت ہے اور جو آخر

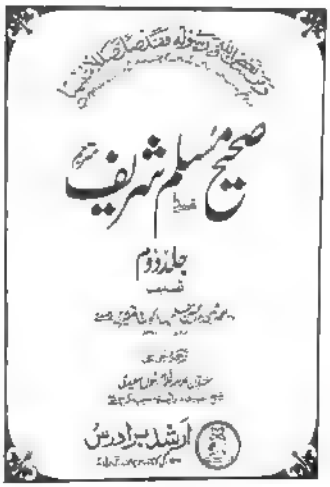

الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ هٰذِهٖ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَهْوٰى اِلٰى اُذُنَيْهِ وَقَلْبِهٖ بِيَدَيْهِ وَقَالَ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ فَقُلْتُ لَهٗ هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَاْمُرُنَا اَنْ نَّاْكُلَ اَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ اَنْفُسَنَا وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اَطِعْهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهٖ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

ابوداؤد (۴۲۴۸) النسائی (۲-۴۲۰) ابن ماجہ (۳۹۵۶)

لوگوں میں مصیبتیں، بلائیں اور برائیاں ہوں گی اور ایسے فتنوں کا ظہور ہوگا جن کے مقابلہ میں دوسرے فتنے کم معلوم ہوں گے، ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: اس فتنہ میں تو میری تباہی ہے، پھر وہ فتنہ دور ہو جائے گا اور ایک اور فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہی اصل فتنہ ہے، سو جو شخص جہنم سے دور ہونا اور جنت میں داخل ہونا چاہتا ہو اس پر لازم ہے (کہ وہ ناحیات اس پر قائم رہے) حتیٰ کہ جب اس کو موت آئے تو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ایمان پر اس کا خاتمہ ہو اور اس پر لازم ہے کہ جس معاملہ کو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہو وہی معاملہ دوسروں کے ساتھ کرے اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دل کی گہرائیوں سے کسی امام کے ہاتھ پر بیعت کرے اس پر لازم ہے کہ مقدور بھر اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس کی امامت سے اختلاف کرے تو اس دوسرے کی گردن اڑا دو، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے قریب ہوا اور ان سے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے؟ حضرت عبداللہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنے دل میں اس کو یاد رکھا، میں نے ان سے کہا: یہ تمہارے عم زاد معاویہ ہیں جو ہم کو حکم دیتے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے کھائیں اور ہم ایک دوسرے کو ناحق قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے "اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، ہاں باہمی رضامندی سے تجارت مستثنیٰ ہے اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر رحیم ہے" راوی نے کہا: پھر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، ایک لمحہ خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ان کی نافرمانی کرو۔

ترجمہ

عبد الرحمٰن بن عبد ربّ الکعبہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو وہاں حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ اُن کے گرد مجتمع تھے۔ میں اُن کے پاس جا کر بیٹھ گیا، حضرت عبد اللہ بن عَمرو نے کہا : ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں گئے، ہم نے ایک جگہ قیام کیا، بعض مسلمان اپنا خیمہ درست کرنے لگے، بعض تیر اندازی کرنے لگے اور بعض اپنے مویشیوں میں رہے، اِتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک منادی نے آواز دی کہ 'نماز تیار ہے' ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکٹھا ہوئے 'آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : بلا شبہ مجھ سے پہلے ہر نبی پر یہ فرض تھا کہ وہ اپنے علم کے مطابق اپنی امّت کی فلاح اور خیر کی رہنمائی کرے اور جو چیز اُس کے علم میں بری ہو اُس سے ڈرائے اور تمہاری اِس امّت کے سابقین میں عافیت ہے اور بعد کے لوگوں میں مصیبتیں، بلائیں اور برائیاں ہوں گی اور ایسے فتنوں کا ظہور ہوگا جن کے مقابلے میں دوسرے فتنے کم معلوم ہوں گے، ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: اِس فتنے میں تو میری تباہی ہے، پھر وہ فتنہ دور ہوجائے گا اور ایک اور فتنہ آئے تو مومن کہے گا یہی اصل فتنہ ہے، سو جو شخص جہنم سے دور ہونا اور جنّت میں داخل ہونا چاہتا ہو اُس پر لازم ہے (کہ وہ تاحیات اِس پر قائم رہے) حتّٰی کہ جب اُس کو موت آئے تو اللہ جل جلالہ اور یومِ آخرت کے ایمان پر اُس کا خاتمہ ہو اور اُس پر لازم ہے کہ جس معاملے کو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہو وہی معاملہ دوسروں کے ساتھ کرے اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دل کی گہرائیوں سے کسی اِمام کے ہاتھ پر بیعت کرے، اُس پر لازم ہے کہ مقدور بھر اُس کی اِطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اُس کی اِمامت سے اختلاف کرے تو اُس دوسرے کی گردن اُڑا دو' راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا اور اُن سے عرض کیا : ''میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنی ہے ؟'' حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اِشارہ کیا اور فرمایا : ''میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنے دل میں اِس کو یاد رکھا'' میں نے اُن سے کہا : ''یہ تمہارے عمّ زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ہم کو حکم دیتے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے کھائیں اور ہم ایک دوسرے کو ناحق قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے : ''اے مسلمانو ! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، ہاں باہمی رضامندی سے تجارت مستثنیٰ ہے اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر رحیم ہے'' (سورہ نسا : 29)'' راوی نے کہا : پھر حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک لمحہ خاموش رہے، پھر فرمایا : اللہ تعالیٰ کی اِطاعت میں اُن کی اِطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی معصیت میں اُن کی نافرمانی کرو۔

اِمام مسلم نے اِس حدیث کا دو اور سندوں سے ذکر کیا ہے۔ (1)

---

1. صحیح مسلم (اردو)، 2/610-612، رقم : 4756، 4754، 4755، انٹرنیشنل نمبر : 4776، 4777، 4778

سود کا حکم اور امیر معاویہ کی رائے :
ابن ماجہ کی ایک حدیث

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'سنن' میں حدیث نقل کی ہے :

١٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الأَنْصَارِيَّ، النَّقِيبَ، صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ أَرْضَ الرُّومِ. فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ وَهُمْ يَتَبَايَعُونَ كِسَرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِيرِ، وَكِسَرَ الْفِضَّةِ بِالدَّرَاهِمِ. فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ الرِّبَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلاَّ مِثْلاً بِمِثْلٍ، لاَ زِيَادَةَ بَيْنَهُمَا وَلاَ نَظِرَةَ». فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ! لاَ أَرَى الرِّبَا فِي هَذَا إِلاَّ مَا كَانَ مِنْ نَظِرَةٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ رَأْيِكَ! لَئِنْ أَخْرَجَنِي اللهُ لاَ أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ عَلَيَّ فِيهَا أَمِيرٌ. فَلَمَّا قَفَلَ لَحِقَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَقْدَمَكَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، وَمَا قَالَ مِنْ مُسَاكَنَتِهِ. فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ! إِلَى أَرْضِكَ، فَقَبَّحَ اللهُ أَرْضاً لَسْتَ فِيهَا وَأَمْثَالُكَ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ: لاَ إِمْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ وَاحْمِلِ النَّاسَ عَلَى مَا قَالَ، فَإِنَّهُ هُوَ الأَمْرُ.

١٨- حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو (بیعت عقبہ میں) انصار کے نمائندے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں روم کے علاقے میں جہاد کیا۔ (وہاں) انھوں نے دیکھا کہ لوگ سونے کی ڈلیوں کے بدلے دیناروں کا اور چاندی کی ڈلیوں کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے ہیں۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر، نہ اس میں زیادتی ہو نہ ادھار۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! میرے خیال میں سود وہی ہے جس میں ادھار ہو۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں! اگر اللہ تعالیٰ مجھے (اس جہاد سے صحیح سلامت) واپس لے گیا تو میں اس علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں مجھ پر آپ کی حکومت ہو۔ جب وہ جہاد سے واپس ہوئے تو (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام جانے کے بجائے) مدینہ جا پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! آپ یہاں کیوں تشریف لے آئے؟ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، وہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! اپنے علاقے میں واپس چلے جائیے۔ اللہ برا کرے اس علاقے کا، جس میں آپ اور آپ جیسے افراد نہ ہوں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا: عبادہ پر آپ کی کوئی حکومت نہیں اور عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا ہے، لوگوں سے اسی کے مطابق عمل کراؤ کیونکہ (شریعت کا) حکم یہی ہے۔

١٨- إسناده حسن، قبيصة له رؤية، فالحديث متصل أو من مراسيل الصحابة، وله شواهد عند مسلم وغيره، وانظر الحديث الآتي ٢٢٥٤.

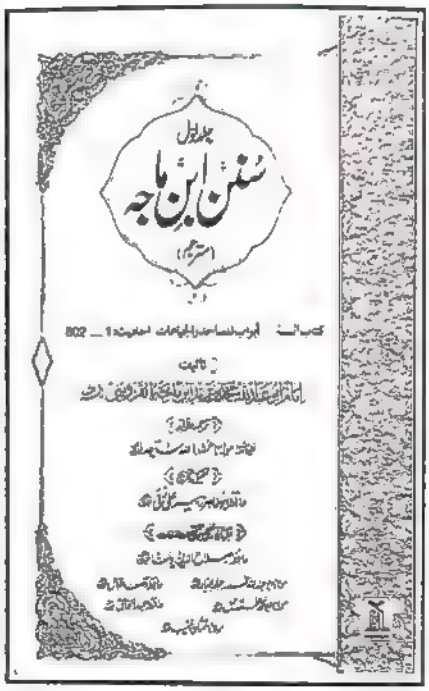

ترجمہ

حضرت قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے، جو (بیعتِ عُقبہ میں) انصار کے نمائندے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیّت (ہمراہ) میں روم کے علاقے میں جہاد کیا۔ (وہاں) اُنہوں نے دیکھا کہ لوگ سونے کی ڈلیوں کے بدلے دیناروں کا اور چاندی کی ڈلیوں کے بدلے درہم کا لین دین کر رہے ہیں۔ حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'لوگوں! تم تو سود کھا رہے ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''سونے کو سونے کے بدلے بیچو مگر برابر برابر، نہ اُس سے زیادتی ہو نہ اُدھار۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابوالولید! میرے خیال میں سود وہی ہے جس میں اُدھار ہو''، حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سناتا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ مجھے (اِس جہاد سے صحیح سلامت) واپس لے گیا تو میں اِس علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں مجھ پر آپ کی حکومت ہو'' جب وہ جہاد سے واپس ہوئے تو (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام جانے کے بجائے) مدینہ جا پہنچے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابو الولید! آپ یہاں کیوں تشریف لے آئے؟'' حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، وہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابو الولید! اپنے علاقے میں واپس چلے جاؤ، اللہ برا کرے اُس علاقے کا، جس میں آپ اور آپ جیسے افراد نہ ہوں'' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا: عُبادہ رضی اللہ عنہ پر آپ کی کوئی حکومت نہیں اور عُبادہ نے جو کچھ کہا ہے، لوگوں سے اُسی کے مطابق عمل کراؤ کیوں کہ (شریعت کا) حکم یہی ہے۔

کتاب کے محقق شیخ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[1]

---

1. ابن ماجہ (اردو)، 1/85-86، رقم: 18، انٹرنیشنل نمبر: 18

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُبادہ بن صامت کا قول

شرح معانی الآثار - طحاوی شریف

امام جعفر احمد بن محمد اَزدی مصری الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 321 ہجری میں نقل کرتے ہیں:

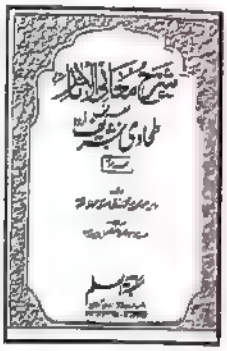

حضرت عبادہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا طرزِ عمل:

٥٦٧٢: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَيْرَةَ السَّبَئِيِّ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ، قَالَ: اشْتَرَى مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قِلَادَةً، فِيهَا خَرَزٌ، وَزَبَرْجَدٌ، وَلُؤْلُؤٌ، وَيَاقُوتٌ بِسِتِّمِائَةِ دِينَارٍ. فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، حِينَ طَلَعَ مُعَاوِيَةُ الْمِنْبَرَ، أَوْ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مُعَاوِيَةَ، اشْتَرَى خَرَزًا وَأَكَلَهُ، أَلَا إِنَّهُ لَيْسَ لِي عَلَيْهِ. فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ تِلْكَ الْقِلَادَةُ، كَانَ فِيهَا مِنَ الذَّهَبِ أَكْثَرُ مِمَّا اشْتُرِيَتْ بِهِ، فَكَانَ بَيْعُ عُبَادَةَ مَا كَانَ لِتِلْكَ. وَيَجُوزُ أَنْ تَكُونَ بِيعَتْ بِنَسِيئَةٍ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ، أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى بِذَلِكَ

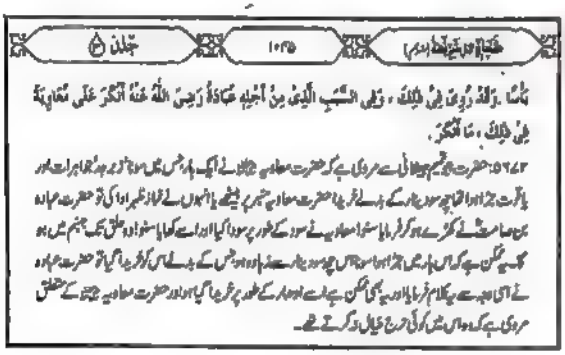

بَأْسًا. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ، وَفِي السَّبَبِ الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ عُبَادَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْكَرَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فِي ذَلِكَ، مَا أَنْكَرَ.

٥٦٧٢: حضرت ابو تمیم جیشانی سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہار جس میں سونا، زبرجد، جواہرات اور یاقوت جڑا ہوا تھا، چھ سو (600) دینار کے بدلے خریدا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے یا انہوں نے نمازِ ظہر ادا کی تو حضرت عبادہ بن صامت نے کھڑے ہو کر فرمایا: سنو! معاویہ نے سود کے طور پر سودا کیا اور اسے کھایا، سنو! وہ حلق تک جہنم میں ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ اس ہار میں جڑا ہوا سونا چھ سو (600) دینار سے زیادہ ہو جس کے بدلے اس کو خریدا گیا، تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے یہ کلام فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے اسے اُدھار کے طور پر خریدا گیا ہو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج خیال نہ کرتے تھے۔ (1)

ترجمہ

حضرت ابو تمیم جیشانی سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہار جس میں سونا، زبرجد، جواہرات اور یاقوت جڑا ہوا تھا، چھ سو (600) دینار کے بدلے خریدا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے یا اُنہوں نے نمازِ ظہر ادا کی تو حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ''سنو! معاویہ رضی اللہ عنہ نے سود کے طور پر سودا کیا اور اُسے کھایا، سنو! وہ حلق تک جہنم میں ہوگا۔'' یہ ممکن ہے کہ اُس ہار میں جڑا ہوا سونا چھ سو (600) دینار سے زیادہ ہو جس کے بدلے اُس کو خریدا گیا، تو حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ نے اِسی وجہ سے یہ کلام فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے اُسے اُدھار کے طور پر خریدا گیا ہو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اِس میں کوئی ہرج خیال نہ کرتے تھے۔ (1)

1. شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف، 3/1044-1045، رقم: 5672

شراب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ :
''مُسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ'' کی صحیح حدیث

مُسند احمد کی ''شراب'' کے متعلق ایک صحیح روایت

٢٢٩٤١ـ حدثنا زيد بن الحُبَاب، حدثني حُسَين، حدثنا عبد الله بن بُرَيدةَ، قال:

دخلتُ أنا وأبي على معاويةَ، فأجلَسَنا على الفُرُش، ثم أُتِينا بالطَّعام، فأكَلْنا، ثم أُتِينا بالشَّراب، فشَرِبَ معاويةُ، ثم ناوَلَ

٢٥

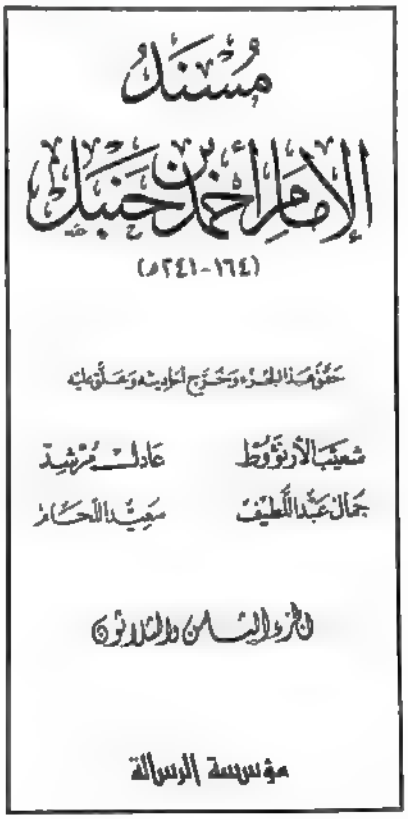

أبي، ثم قال: ما شَرِبتُه منذ حَرَّمَه رسولُ الله ﷺ. ثم قال معاوية: كنت أجملَ شباب قريشٍ، وأجوَدَه ثَغْراً، وما شيءٌ كنتُ أجدُ له لَذَّةً كما كنتُ أجدُه وأنا شابٌّ غيرَ اللَّبَن، أو إنسانٍ حسنِ الحديث يُحدِّثُني[1].

٢٢٩٤٢ـ حدثنا أبو نُعيم، حدثنا بَشِيرُ بن المُهاجر، حدثني عبد الله بن بُرَيدةَ

عن أبيه، قال: كنتُ جالساً عند النبيِّ ﷺ إذ جاءَه رجلٌ يقالُ له: ماعِزُ بن مالك، فقال: يا نبيَّ الله، إني قد زَنَيْتُ، وأنا أُريدُ

(١) إسناده قوي، حسين ـ وهو ابن واقد المَرْوزي ـ روى له أصحاب السنن، وحديثه في مسلم متابعة وفي البخاري تعليقاً، وهو صدوق لا بأس به، وباقي رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح.

وأخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» في ترجمة عبد الله بن بريدة ص٤١٧ من طريق عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، بهذا الإسناد.

وأخرجه ابن أبي شيبة ١١/ ٩٤-٩٥ عن زيد بن الحُباب، به. ولفظه: دخلتُ أنا وأبي على معاوية، فأجلسَ أبي على السَّرير، وأُتِيَ بالطعام فأطعَمَنا، وأُتِيَ بشرابٍ فشربَ، فقال معاوية: ما شيءٌ كنت أستلِذُّه وأنا شابٌّ فآخُذه اليومَ إلا اللَّبَنَ، فإني آخذُهُ كما كنت آخذه قبل اليوم، والحديثَ الحسَنَ.

وأخرجه ابن عساكر ص٤١٧ من طريق علي بن الحسين بن واقد، عن أبيه، به، بلفظ: دخلت مع أبي على معاوية.

وقوله: «ثم قال: ما شَرِبتُه منذ حرَّمَه رسولُ الله ﷺ» أي: معاوية بن أبي سفيان، ولعله قال ذلك لِما رأى من الكراهة والإنكار في وجه بريدة، لظنِّهِ أنه شرابٌ مُحرَّم، والله أعلم.

٢٦

شیخ شعیب ارنؤوط محققِ کتاب مُسند احمد بن حنبل، اِس حدیث کے ضمن میں نقل کرتے ہیں:

"اِس کی اِسناد قوی ہیں، اِس کے راوی حسین، وہ ابن واقِد المروزی ہیں جن سے اصحابِ سنن نے روایت لی ہے اور مسلم میں اُن کی حدیث کی متابعت کی ہے اور بخاری میں تعلیق کی ہے اور وہ سچے ہیں کوئی ہرج کی بات نہیں اور اس روایت کے باقی رِجال ثقہ ہیں۔"(1)

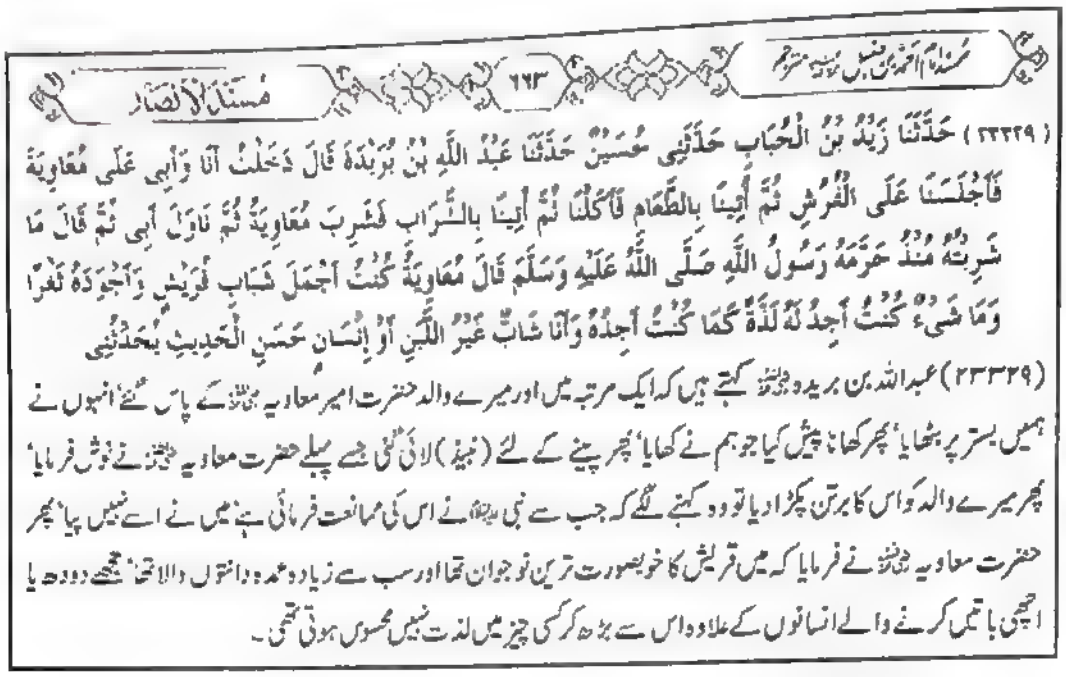
مُسند امام احمد بن حنبل مترجم ۶۶۳ مُسنَدُ الأنصَار

(۲۳۳۲۹) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي ثُمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَاوِيَةُ كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَأَجْوَدَهُ ثَغْرًا وَمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبِنِ أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي

(۲۳۳۲۹) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے ہمیں بستر پر بٹھایا' پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا' پھر پینے کے لئے (نبیذ) لائی گئی جسے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا' پھر میرے والد کو اس کا برتن پکڑا دیا تو وہ کہنے لگے کہ جب سے نبی علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے' میں نے اسے نہیں پیا' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قریش کا خوبصورت ترین نوجوان تھا اور سب سے زیادہ عمدہ دانتوں والا تھا' مجھے دودھ یا اچھی باتیں کرنے والے انسانوں کے علاوہ اس سے بڑھ کر کسی چیز میں لذت نہیں محسوس ہوتی تھی۔

ترجمہ

عبد اللہ بن بُریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اُنہوں نے ہمیں بستر پر بٹھایا، پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا، پھر پینے کے لیے (نبیذ) شراب لائی گئی جسے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا، پھر میرے والد کو اُس کا برتن پکڑا دیا تو وہ کہنے لگے کہ جب سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی ممانعت فرمائی ہے، میں نے اِسے نہیں پیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قریش کا خوب صورت ترین نوجوان تھا اور سب سے زیادہ عمدہ دانتوں والا تھا، مجھے دودھ یا اچھی باتیں کرنے والے انسانوں کے علاوہ اِس (نبیذ) سے بڑھ کر کسی چیز میں لذّت نہیں محسوس ہوتی تھی۔(2)

1. مسند احمد بن حنبل (عربی)، 38/25-26، رقم: 22941، انٹرنیشنل نمبر: 22991
2. مسند احمد بن حنبل (اردو)، 10/663، رقم: 23329، انٹرنیشنل نمبر: 22991

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کا ایک واقعہ

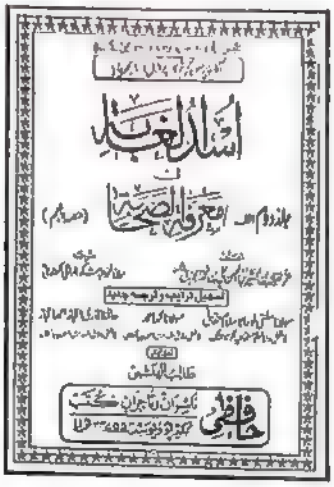

چلنے کا اور غربت کی حالت میں آ جائے گا جیسا کہ شروع ہوا فاضل مژدہ ہو غریبوں کے واسطے۔ لوگوں نے عرض کی کہ غریب لوگ ہیں فرمایا کہ غریب لوگ ہیں جس وقت آدمیوں میں بدکاری پھیلے اور لوگ نیکوکاری کریں۔ ان کا تذکرہ ہیثمی نے لکھا ہے۔

۳۳۲۱۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سہل بن حنیف

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سہل بن حنیف انصاری ہیں ان کے والد کے ذکر میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ ابن ابو داؤد نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے مگر صحیح نہیں ہے۔ ان کے والد اور ان کے بھائی ابی امامہ صحابی تھے۔ ہاں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ ابو حازم نے عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب نبی ﷺ پر آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی "(اے نبی) تم اپنے کو ان لوگوں کی صحبت میں رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح اور شام (غرض ہر وقت) یاد کیا کرتے ہیں۔" نازل ہوئی اس وقت آپ اپنے کسی مکان میں تشریف رکھتے تھے (بعد نزول اس آیت کے) پس آپ مکان سے تشریف لائے اور ان لوگوں کی جستجو کی (جن کا ذکر اس آیت میں ہے) تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں بعض ان میں سے ایسے لوگ تھے جن کے سر کے بال پریشان اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بعض ایک ہی کپڑے میں بسر کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان لوگوں کو دیکھا فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ایسے لوگوں کو میری امت میں پیدا کیا ہے کہ ان کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم فرمایا۔ ان کا تذکرہ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے۔

۳۳۲۲۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سہل بن زید

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سہل بن زید بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ انصاری ہیں۔ اس نسب کو واقدی نے بیان کیا ہے ان کی والدہ ولیدہ بنت نافع بن عامر تھیں ابو عمر نے کہا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن غزوۂ بدر میں شریک تھے ابو نعیم کہتے ہیں کہ غزوۂ احد اور خندق اور ان کے علاوہ سب غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے یہ وہی عبدالرحمٰن ہیں جن کو سانپ نے کاٹ لیا تھا نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی جنازہ پھر تک کرو۔ وقبہ بن غزوان کے مرنے کے بعد ان (عبدالرحمٰن) کو حضرت عمر نے بصرہ میں حاکم بنا دیا تھا۔ ابن عیینہ نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس (ایک میت کی) ثانی اور راوی آئیں حضرت ابوبکر نے میت کی ثانی کو اس کے مال میں سے چھٹا حصہ دلا دیا اور راوی کو کچھ بھی نہ دلایا عبدالرحمٰن بن سہل نے جو انصار کے خاندان بنی حارثہ میں سے تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسی عورت کو میت کے مال سے میراث دلائی کہ اگر وہ عورت مر جاتی تو اس کے مال میں سے میت کو کچھ بھی نہ ملتا اور ایسی عورت کو محروم کر دیا کہ اگر وہ (راوی) مر جاتی تو اس کے مال سے میت کو میراث ملتی پس حضرت ابوبکر نے اس چھٹے حصہ میں دونوں کو شریک کر دیا۔ یہ وہی عبدالرحمٰن ہیں جن کی نسبت محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں عبدالرحمٰن بن سہل انصاری جہاد کے واسطے گئے اس وقت حضرت معاویہ ملک شام کے حاکم تھے اسی اثنا میں عبدالرحمٰن کے سامنے سے (ایک تاجر کے) کچھ اونٹ شراب کی مشکیں لادے ہوئے نکلے عبدالرحمٰن (ان کو دیکھ کر) کھڑے ہو گئے اور ان مشکوں کو اپنے نیزہ سے چاک کرنا شروع کیا (تاجر کے) غلاموں نے عبدالرحمٰن سے حراست کی (اسی اثنا میں) حضرت معاویہ کو

خبر پہنچی تو انہوں نے (تاجر کے غلاموں سے) کہا کہ ان سے درگزر کرو بدعا ہے کے باعث سے ان کی عقل جاتی رہی ہے عبدالرحمٰن نے (یہ سن کر) کہا اللہ کی قسم میری عقل نہیں گئی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے کہ شراب کو ہم اپنے شکم میں یا پانی کے ظروف میں داخل کریں۔ ان کا تذکرہ ہیثمی نے لکھا ہے۔ یہ عمر نے کہا ہے یہ وہی عبدالرحمٰن ہیں جن کے بھائی خیبر میں مار ڈالے گئے تھے اور یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے بھائی کے مقدمہ قتل میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے میں اپنے چچا حویصہ و محیصہ سے سبقت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بڑا شخص گفتگو کرے۔

۳۳۲۳۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سحمان

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سحمان بعض لوگوں نے ان کو ابن سحمان کہا ہے یہ بنی انیف کے بھائی تھے یہ (بنی انیف) قبیلہ بلی کی شاخ ہے یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ایک صاع غرے خرما دیئے تھے اور بہت سوں نے ان پر طعنہ زنی کی تھی۔ ان کی کنیت ابو عقیل تھی محمد بن سائب نے ابو صالح سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات (کی تفسیر میں) روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ایک دن خطبہ پڑھا اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دلائی اور ان کو مستعد کیا۔

چنانچہ ابو عقیل جن کا نام عبدالرحمٰن تھا اور بنی انیف کے بھائی تھے ایک صاع کھجوریں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی تمام رات پانی بھرنے میں ختم کر دی جس کے عوض مجھ کو دو صاع کھجوریں ملی ہیں ان میں سے ایک صاع کھجوریں تو اپنے گھر کے واسطے چھوڑ آیا اور ایک صاع کھجوریں اپنے پروردگار عزوجل کو قرض دیتا ہوں رسول اللہ نے ان کو حکم دیا کہ یہ کھجوریں صدقے کی کھجوروں میں ڈال دو پھر بہت لوگوں نے عبدالرحمٰن پر طعنہ زنی کی (کہ ایک صاع کھجوریں لانے کی کیا ضرورت تھی) پس یہ آیت نازل ہوئی جبر بن عبداللہ بن مکعب بن عجیمہ نے سہل بن ابی حثمہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ (ایک روز) مکان سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن سہل بھی تھے اور ان کو سانپ نے کاٹ لیا تھا عمرو بن حزم نے کچھ ان پر پڑھ کے دم کر دیا۔ ان کا تذکرہ ابن مندہ اور ابو نعیم نے لکھا ہے ابو نعیم نے ان عبدالرحمٰن کی نسبت بھی لکھا ہے کہ انہیں سانپ نے کاٹا تھا اور عبدالرحمٰن بن سہل کی نسبت بھی لکھا ہے کہ ان کو سانپ نے کاٹا تھا مگر ابن مندہ نے غلط انہیں عبدالرحمٰن بن سحمان کی نسبت سانپ کا کاٹنا ذکر کیا ہے۔

۳۳۲۴۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن شبل

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن شبل بن عمرو بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن اوس انصاری اوسی مالک بن اوس ان کو بنو ذبیان کو بنو سعیدہ بھی کہتے ہیں اور ایام جاہلیت میں یہ لوگ بنو اصماء کہے جاتے تھے صاحب قبیلہ عزیز کی ایک عورت تھی رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا نام بنی سعیدہ رکھا ان کے بھائی عبداللہ بن شبل صحابی تھے یہ (عبدالرحمٰن) شام میں فروکش ہوئے تھے اس سے تمیم بن محمود نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) کوے کی طرح چونچ مارنے اور درندوں کی طرح کیلی بچھا دینے سے اور (مسجد کے) کسی مقام کو اپنی نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر لینے سے جیسے اونٹ اپنی قیام گاہ کو مخصوص کر لیا کرتا ہے (کہ

الاصابة فی تمییز الصحابة (اردو) جلد 2 ۴۰۳

(۵۱۳۸) عبدالرحمٰن بن سهل انصاری ✿

بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ان سے محمد بن کعب قرظی روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے دورِ جاہلیت میں ان سے سماع کیا۔ ابن ابی حاتم، ✿ ابن حبان ✿ اور ابن السکن کا یہی قول ہے، حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، ابن قانع اور ابن مندہ نے بطریق ابن اسحاق عن بریدہ بن سفیان عن محمد بن کعب قرظی روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مجاہد عبدالرحمٰن بن سہل انصاری نے جنگ میں حصہ لیا اور امیر شام معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، ان کے پاس سے شراب کے مشکے گزرے، انہوں نے جہاد سے اپنا نیزہ لے کر ان مشکوں کو چھیدنا شروع کر دیا۔ لڑکے ان سے لڑنے لگے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک ان کی شکایت جا پہنچی۔ آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو یہ بوڑھا آدمی جو اپنی عقل گنوا چکا ہے، جب انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کی اطلاع ملی تو فرمانے لگے: "اللہ کی قسم! ایسی بات ہرگز نہیں۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے پیٹوں میں اور مشکیزوں میں شراب بھرنے سے منع کرتے تھے۔

✿ الجرح والتعدیل (۳۴۳/۵) ✿ الاصابة (۲۵۶/۳)

الاصابة فی تمییز الصحابة (اردو) جلد 2 ۴۰۴

میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اگر میں زندہ رہا تو وہ بات امیر معاویہ میں دیکھ کر مروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ وہ برکا ہوں ضروری ہے یا میں اس سے پہلے مر جاؤں گا"۔ ✿ یاد رہے اس کی سند میں یزید بن سفیان کی وجہ سے ضعف ہے۔

✿ استیعاب (۳۷۹/۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبد الرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ جہاد کے واسطے گئے اُس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ملکِ شام کے حاکم تھے، اِسی اثناء میں عبد الرحمٰن کے سامنے سے (ایک تاجر کے) کچھ اونٹ شراب کی مشکیں لادے ہوئے نکلے، عبد الرحمٰن (اُن کو دیکھ کر) کھڑے ہوگئے اور اُن مشکوں کو اپنے نیزے سے چاک کرنا شروع کیا (تاجر کے) غلاموں نے عبد الرحمٰن سے مزاحمت کی (اسی اِثناء میں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو اُنہوں نے (تاجر کے غلاموں سے) کہا کہ "اُن سے درگزر کرو، بڑھاپے کے باعث اُن کی عقل جاتی رہی ہے۔" عبد الرحمٰن نے (یہ سن کر) کہا "اللہ کی قسم! میری عقل نہیں گئی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منع کیا ہے کہ شراب کو ہم اپنے شکم میں یا پانی کے ظروف میں داخل کریں۔"(1)

عبد الرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ غزوۂ بدر، اُحد اور خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ (اسد الغابۃ، الاصابۃ)

1. اسدُ الغابۃِ فی معرفۃِ الصحابۃ (اردو)، 3/418-419، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (اردو): 3/403-404

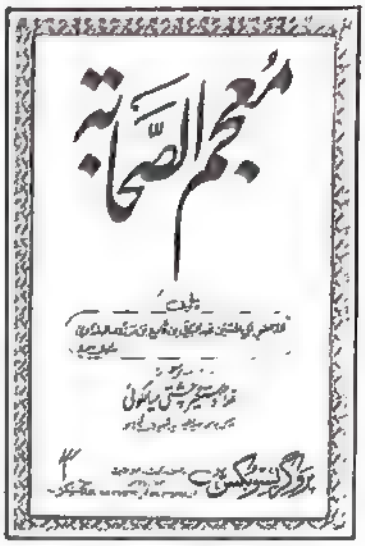

496

معجم الصحابہ

عبد الرحمن بن سهل الأنصاري

حضرت عبدالرحمن بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ[1]

977- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ سُلَيْمَانَ الأَسْلَمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: غَزَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ، وَمُعَاوِيَةُ أَمِيرٌ عَلَى الشَّامِ، فَمَرَّ بِرَوَايَا خَمْرٍ تُحْمَلُ، فَقَامَ بِرُمْحِهِ إِلَى كُلِّ رَاوِيَةٍ فَبَقَرَهَا، وَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ نُدْخِلَهُ بُيُوتَنَا وَأَسْقِيَتَنَا.

حضرت محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن سہل نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد کیا اس حالت میں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام کے امیر تھے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ شراب کی مشکوں کے پاس سے گزرے جس کو اٹھایا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نیزہ لے کر کھڑے ہوئے۔ ہر مشک کے پاس اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہم اپنے گھروں میں شراب کے مٹکے لے کر جائیں۔

[1] انظر الاصابۃ ترجمۃ رقم: 5140

قاضی ابو الحسین عبد الباقی بن قانع بن مرزوفہ بغدادی (متوفّٰی سن 351 ہجری) اپنی کتاب ''معجم الصحابہ'' میں لکھتے ہیں۔

''حضرت محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن سہل نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد کیا اِس حالت میں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملکِ شام کے امیر تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ شراب کی مشکوں کے پاس سے گزرے جس کو اُٹھایا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نیزہ لے کر کھڑے ہوئے، ہر مشک کے پاس جا کر اُس کو پھاڑ دِیا اور فرمایا ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہم اپنے گھروں میں شراب کے مٹکے لے کر جائیں۔''[1]

1. قاضی عبد الباقی بغدادی فی معجم الصحابہ (اردو)، صفحہ: 496

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتوں کو بدلا گیا

سنّت کو تبدیل کرنے والا شخص بنو اُمیّہ سے ہوگا: صحیح حدیث

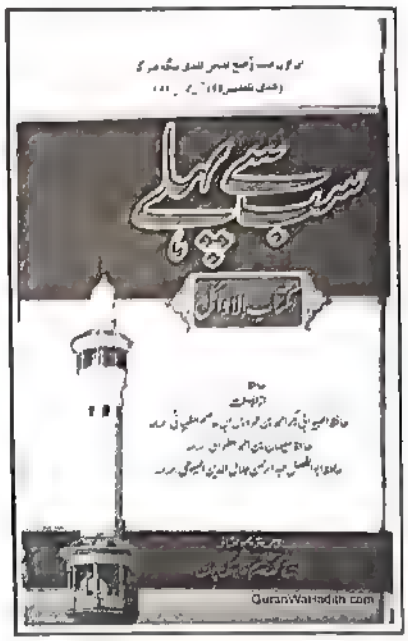

172 کتاب الفتن

سب سے پہلے سنت نبوی کو تبدیل کرنے والا شخص

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے:

((أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ))

"سب سے پہلا شخص جو میری سنت میں تبدیلی کرے گا بنی امیہ کا آدمی ہو گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے "پہلا شخص جو میری سنّت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنو اُمیّہ سے ہوگا۔"(1)

سلسلة الاحاديث الصحيحة جلد ۹ 409 فتنے، علامات قیامت اور حشر

سلسلۂ خلافت میں نبوی سنت کو بدلنے والا پہلا شخص

(۳۷۱۹)۔ عَنْ أَبِي ذُرَّانَةَ قَالَ لِيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ۔)) (الصحيحة: ۱۷۴۹)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابوسفیان سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا فرد بنو امیہ میں سے ہوگا۔"

تخريج: أخرجه ابن أبي عاصم في "الأوائل": ۲/۷

شرح:..... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ اس حدیث سے مراد اختیاری خلافت کو ختم کر کے اس کو موروثی بنا دینا ہو۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۱۷۴۹)

1. الاوائل بن ابی عاصم (اردو)، 61

اِسی حدیث کو "سلسلۃ الصحیحہ" میں نقل کرنے کے بعد اِس کے ضمن میں مشہور محدث شیخ ناصر الدین اَلبانی لکھتے ہیں: "اِس حدیث میں سنّت کو تبدیل کر دینے سے مراد خلیفہ سے انتخاب کے طریقے کو بدل کر اُسے وراثت بنا دینا ہے۔"(1)

حج میں تلبیہ پر پابندی اور بُغضِ علی رضی اللہ عنہ

اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے 'سنن' میں نقل کیا ہے:

-628-

٢٤-كتاب مناسك الحج ـــــــــــ وقوف عرفہ اور اس سے متعلق دیگر احکام ومسائل

٣٠٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

٣٠٠٩- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ. تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دی ہے۔

٣٠٠٩- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٣.

1. سلسلۃ الصحیحہ (اردو)، 5/409، رقم: 3719

The *Mawâqît* 607 المواقيت

Chapter 197. The *Talbiyah* At 'Arafât

(المعجم ١٩٧) - التَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ (التحفة ١٩٧)

3009. It was narrated that Sa'eed bin Jubair said: "I was with Ibn 'Abbâs in 'Arafât and he said: 'Why do I not hear the people reciting *Talbiyah*?' I said: 'They are afraid of Mu'âwiyah.' So Ibn 'Abbâs went out of his tent and said: "*Labbaik Allâhumma labbaik, labbaik!* They are only forsaking the *Sunnah* out of hatred for 'Alî.'" (*Hasan*)

٣٠٠٩ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ

سنن نسائی، جلد دوم 395

التَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ (عرفات میں تلبیہ کہنا)

2955- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ قُلْتُ يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ

حضرت منہال بن عمرو نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ مقام عرفات میں، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے میں لوگوں کو تلبیہ کہتے ہوئے نہیں سنتا۔ میں نے جواب دیا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے خیمے سے نکلے۔ کہا: لبیک اللھم لبیک لبیک۔ بے شک ان لوگوں نے سنت کو محض حضرت علی کے ساتھ بغض کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

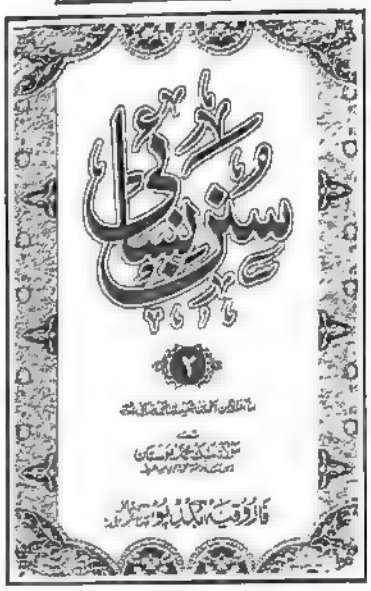

ترجمہ

حضرت منہال بن عمرو نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ مقامِ عرفات میں، میں حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے میں لوگوں کو تلبیہ کہتے ہوئے نہیں سنتا ؟ میں نے جواب دیا : وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے، کہا : ''لبیک اللھم لبیک لبیک'' بیشک اُن لوگوں نے سنّت کو محض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔[1]

شیخ زبیر علی زئی[2] نے اِس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[3]

1. سنن نسائی (اردو)، 2/395-396، رقم: 2955، انٹرنیشنل نمبر: 3009
2. سنن نسائی (اردو)، 4/628، رقم: 3009
3. سنن نسائی (English)، 3/607، رقم: 3009

« صحيح سنن النسائي »

صحيح سنن النسائي

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الثاني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها محمد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

ـهُ ابْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ ، وَأَنَا مَعَهُ ، ـ هَذَا ؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ ، وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ ـلِكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؟! قَالَ : الرَّوَاحَ ، إِنْ ـهُ : هَذِهِ السَّاعَةَ ؟! فَقَالَ لَهُ : نَعَمْ ، فَقَالَ : ـجُ إِلَيْكَ ، فَانْتَظَرَهُ حَتَّى خَرَجَ ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ ، فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ

- صحيح : خ (١٦٦٠).

١٩٧- التَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ

٣٠٠٦- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ ، فَقَالَ : مَا لِي لا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ! فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

- صحيح الإسناد.

١٩٨- الْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلاةِ

٣٠٠٧- عَنْ نُبَيْطٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ ، قَبْلَ الصَّلاةِ.

- صحيح : « صحيح أبي داود » (١٦٧٣).

٣٤٣

علّامہ اَلبانی کی ''صحیح سنن نسائی'' میں ہے کہ: حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدانِ عرفات میں تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا بات ہے، لوگوں کے تلبیہ کہنے کی آواز نہیں آرہی ہے؟'' میں نے کہا: ''لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈر رہے ہیں''، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے خیمے سے نکلے اور ''لبیک اللّٰھم لبیک لبیک'' کہا، اور کہا کہ اُن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بُغض کی وجہ سے سنّت کو ترک کر دیا ہے۔

یہ سند ''صحیح'' ہے۔[1]

1. افلا یتدبّرون (اردو)، صفحہ: 85-86

صحیح ابن خزیمہ کی ایک صحیح حدیث

اِمام ابو بکر محمد بن اسحاق خزیمہ نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 311 ہجری اپنی ''صحیح'' میں نقل کرتے ہیں :

صحیح ابن خزیمہ

۲۸۳۰۔ ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثنا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ، فَقَالَ لِي: يَا سَعِيدُ، مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ. قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ بِيَاءٍ أَنَّهُ كَانَ يُلَبِّي بِعَرَفَاتٍ.

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم عرفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے تو انہوں نے مجھے کہا: اے سعید! کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پکارنے کی آواز نہیں آ رہی؟ میں نے عرض کیا: وہ حضرت معاویہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور کہنے لگے: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ اے اللہ میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی وجہ سے تلبیہ کی سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ احادیث کہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ پکارتے رہے یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ میدان عرفات میں تلبیہ پکارتے تھے۔

(۲۸۳۰) اسناده صحيح

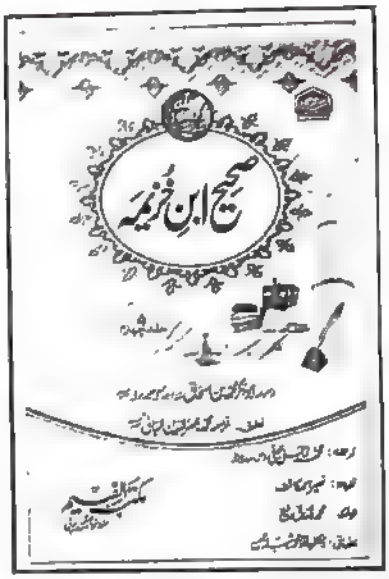

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم عرفات میں حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، تو اُنہوں نے مجھے کہا: ''اے سعید! کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پکارنے کی آواز نہیں آ رہی؟'' میں نے عرض کیا: ''وہ حضرت معاویہ سے ڈرتے ہیں۔'' حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور کہنے لگے: ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ''، ''اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں''، اُن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی وجہ سے تلبیہ کی سنّت کو چھوڑ دیا ہے۔ اِمام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ احادیث کہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک مسلسل تلبیہ کہتے رہے تھے، اِس بات کی دلیل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ عرفات میں تلبیہ پکارتے تھے۔

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔[1]

1. صحیح ابن خزیمہ (اردو)، 4/523، رقم: 2830

صحیح مسلم کی حدیث:
علی رضی اللہ عنہ سے بُغض منافق کی پہچان ہے

ابو الحسین امام مسلم اپنی 'صحیح' میں کتاب الایمان میں حدیث نقل کرتے ہیں:

صحیح مسلم شریف
جلد اول
ارشد برادرس

صحیح مسلم (اوّل)	۱۱۰	۱- کتاب الایمان

۲۳۷- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ وَّ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَ اللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ﷺ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بُغض رکھے گا۔

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے بُغض رکھے گا۔[1]

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/110، رقم: 237، انٹرنیشنل نمبر: 240

گورنر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مروان ملعون اور عید کا خطبہ نماز سے پہلے:
صحیح بخاری کی ایک حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ''کتاب العیدین'' میں باب:608 میں ''امام کا بغیر منبر کے عیدگاہ کی طرف جانا (یعنی بغیر منبر کے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا)'' میں حدیث نقل کرتے ہیں:

بخاری شریف (مترجم) جلد اول ۴۰۸ کتاب العیدین

۹۰۶- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ يَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَاِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِيْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهُ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ

(906) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ (مدینہ طیبہ) میں ایک مشہور جگہ عیدگاہ (مسجد نبوی کے دروازہ کے درمیان ایک ہزار گز کا فاصلہ ہے) پہلے جس چیز سے ابتدا کرتے وہ نماز تھی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے ان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے (غیر کے حق میں) ان کو وصیت فرماتے اور ان کو (حلال و حرام) کا حکم دیتے، اگر الگ الگ لشکر بھیجنا چاہتے تو اس لشکر کو الگ کر لیتے اور ان کو جو حکم دینا چاہتے حکم دیتے، پھر (مدینہ شریف) واپس لوٹ آتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ لوگ ہمیشہ اس طریقہ پر رہے۔ یہاں تک کہ میں مروان بن حکم کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے۔ جب ہم عیدگاہ آئے تو اچانک دیکھتے ہیں کہ منبر رکھا ہوا ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنوایا تھا اور جب مروان بن حکم یہ ارادہ کر رہا تھا کہ وہ منبر پر (خطبہ کیلئے) نماز عید پڑھنے سے قبل چڑھے تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور اس نے مجھے کھینچا (اسی حالت میں) وہ منبر پر چڑھ گیا اور نماز عید پڑھنے سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اس سے کہا تم نے (سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو تبدیل کر دیا ہے۔ مروان بن حکم نے کہا اے ابوسعید جو تم جانتے ہو وہ گزر چکا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان بن حکم نے کہا نماز عید کے بعد لوگ ہمارا خطبہ سننے کے لیے نہیں بیٹھتے تو میں نے خطبہ کو نماز عید سے پہلے کر دیا۔

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 'عید الفطر' اور 'عید الاضحیٰ' کے دن عیدگاہ (مدینہ طیبہ میں ایک مشہور جگہ عیدگاہ اور مسجدِ نبوی کے دروازے کے درمیان ایک ہزار گز کا فاصلہ ہے) میں پہلے نماز سے ابتدا کرتے وہ نماز تھی۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کے سامنے اُن کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو وعظ ونصیحت فرماتے (غیر کے حق میں) اُن کو وصیت فرماتے اور اُن کو (حلال وحرام) کا حکم دیتے۔ اگر الگ-الگ لشکر بھیجنا چاہتے تو اُس لشکر کو الگ کر لیتے اور اُن کو جو حکم دینا چاہتے حکم دیتے، پھر (مدینہ شریف) واپس لوٹ آتے۔ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ لوگ ہمیشہ اِس طریقے پر رہے یہاں تک کہ میں مروان بن حَکم کے ساتھ 'عید الاضحیٰ' یا 'عید الفطر' کے دن نکلا اور وہ اُس وقت مدینہ کے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقرر کیے ہوئے) گورنر تھے۔ جب ہم عیدگاہ آئے تو اچانک دیکھتے ہیں کہ منبر رکھا ہوا ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنوایا تھا اور جب مروان بن حَکم یہ اِرادہ کر رہا تھا کہ وہ منبر پر (خطبہ کے لیے) نمازِ عید پڑھنے سے قبل چڑھے تو میں نے اُس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور اُس نے مجھے کھینچا (اِس حالت میں) وہ منبر پر چڑھ گیا اور نمازِ عید پڑھنے سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اُس سے کہا: ''تم نے (سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو تبدیل کر دیا ہے۔'' مروان بن حَکم نے کہا، ''اے ابوسعید جو تم جانتے ہو وہ گزر چکا ہے۔ میں نے کہا: ''اللہ جل جلالہ کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔'' مروان بن حَکم نے کہا: ''نمازِ عید کے بعد لوگ ہمارا خطبہ کو سننے کے لیے نہیں بیٹھتے تو میں نے خطبے کو نمازِ عید سے پہلے کر دیا۔''(1)

1. صحیح بخاری (اردو)، 1/407-408، رقم: 906، انٹرنیشنل نمبر: 956

صحیح مسلم کی ایک حدیث

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الایمان'' میں باب : 20 ''برائی سے روکنا ایمان کی علامت ہے اور ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

صحیح مسلم (اوّل) ۹۶ ۱- کتاب الایمان

۱۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَ هٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَ ذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ. ابوداؤد(۱۱۴۰-۴۳۴)ترمذی(۲۱۷۲)نسائی(۵۰۲۳-۵۰۲۴)ابن ماجہ(۱۲۷۵-۴۰۱۳)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے جس شخص نے سب سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا وہ مروان تھا، ایک شخص نے مروان کو ٹوکا اور کہا: ''نماز، خطبہ سے پہلے ہوتی ہے'' مروان نے جواب دیا کہ ''وہ دستور اب متروک ہو چکا ہے۔'' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔'' میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ تم میں سے جو شخص خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلاح کرے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا رد کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

ترجمہ

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے جس شخص نے سب سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا وہ مروان تھا، ایک شخص نے مروان کو ٹوکا اور کہا: ''نماز، خطبے سے پہلے ہوتی ہے،'' مروان نے جواب دیا کہ ''وہ دستور اب متروک ہو چکا ہے۔'' حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اِس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اِس نے ادا کر دیا۔'' میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ تم میں سے جو شخص خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اُس کی اصلاح کرے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اُس کا رد کرے اور اگر اِس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اِس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ایک اور سند سے ذکر کیا ہے۔[1]

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/96، رقم: 175، انٹرنیشنل نمبر: 177

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث

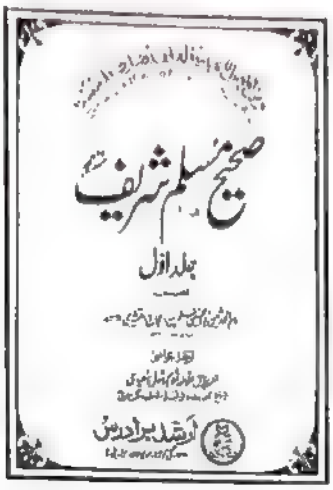

صحیح مسلم (اوّل) ۶۲۲ ۸- کتاب صلوٰۃ العیدین

۲۰۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَ قُتَيْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلّٰهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بَعَثَ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى وَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِي يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ الْإِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا أَعْلَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ. سابقہ (۲۳۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو تشریف لے جاتے تھے نماز سے ابتداء کرتے' نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف جاتے درآں حالیکہ لوگ عید گاہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے اگر آپ کو کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا لوگوں سے ذکر کرتے اگر کوئی اور کام ہوتا تو اس کا حکم دیتے' اور فرماتے صدقہ کرو صدقہ کرو' صدقہ کرو' عورتیں زیادہ صدقہ دیتی تھیں پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔ عید کا یہی معمول رہا حتیٰ کہ مروان بن حکم کا دور آ گیا۔ میں مروان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے عید گاہ میں پہنچا وہاں کثیر بن الصلت کا بنایا ہوا اینٹوں اور مٹی کا منبر تھا' اچانک مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگا' وہ مجھے منبر کی طرف گھسیٹ رہا تھا اور میں اسے نماز کی طرف بلا رہا تھا جب میں نے اس کا اصرار دیکھا تو کہا نماز کے ساتھ ابتداء کہاں گئی؟ مروان نے کہا: اے ابوسعید؟ جس طریقہ کا تمہیں علم ہے وہ اب متروک ہو چکا ہے' میں نے کہا ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم اس سے بہتر طریقہ اختیار نہیں کر سکتے جس کا مجھے علم ہے' حضرت ابوسعید تین بار یہ بات کہہ کر چلے گئے۔

ترجمہ

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو تشریف لے جاتے اور نماز سے ابتدا کرتے، نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف جاتے درآں حالیکہ لوگ عیدگاہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے، اگر آپ کو کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو اِس کا لوگوں سے ذکر کرتے، اگر کوئی اور کام ہوتا تو اُس کا حکم دیتے، اور فرماتے "صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو"، عورتیں زیادہ صدقہ دیتی تھیں، پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔ عید کا یہی معاملہ رہا حتّٰی کہ مروان بن حَکَم کا دور آ گیا۔ میں (ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ) مروان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے عیدگاہ میں پہنچا، وہاں کثیر بن الصلت کا بنایا ہوا اینٹوں کا اور مٹّی کا منبر تھا۔ اچانک مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگا، وہ مجھے منبر کی طرف گھسیٹ رہا تھا اور میں اُسے نماز کی طرف بلا رہا تھا، جب میں نے اُس کا اصرار دیکھا تو کہا: "نماز کے ساتھ ابتدا کہاں گئی؟" مروان نے کہا: "اے ابو سعید! جس طریقے کا تمہیں علم ہے، وہ اب متروک ہو چکا ہے، میں نے کہا: "ہرگز نہیں! قسم اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، تم اِس سے بہتر طریقہ اختیار نہیں کر سکتے جس کا مجھے علم ہے،" حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ تین بار یہ بات کہہ کر چلے گئے۔"(1)

1. صحیح مسلم (اردو)، 1/622، رقم: 2050، انٹرنیشنل نمبر: 2053

سب سے پہلے جس نے نماز عید سے قبل خطبہ دیا: مروان بن حکم ملعون

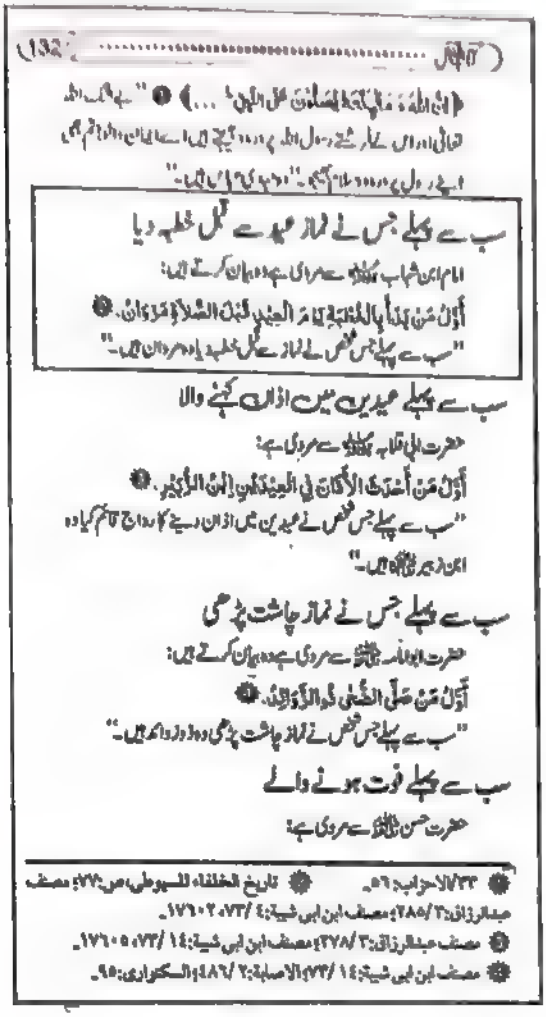

(132) .....

﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي ...﴾ ❶ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول اللہ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اپنے رسول پر درود اور سلام بھیجو۔" [illegible]

سب سے پہلے جس نے نماز عید سے قبل خطبہ دیا

امام ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ. ❷

"سب سے پہلے جس شخص نے نماز سے قبل خطبہ دیا وہ مروان ہے۔"

سب سے پہلے عیدین میں اذان کہنے والا

حضرت ابی قلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ الْأَذَانَ فِي الْعِيدَيْنِ ابْنُ الزُّبَيْرِ. ❸

"سب سے پہلے جس شخص نے عیدین میں اذان دینے کا رواج قائم کیا وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

سب سے پہلے جس نے نماز چاشت پڑھی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى الضُّحَى ذُو الرَّوَاقِدِ. ❹

"سب سے پہلے جس شخص نے نماز چاشت پڑھی وہ ذو رواقد ہیں۔"

سب سے پہلے فوت ہونے والے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

❶ ۳۳/الاحزاب:۵۶۔ ❷ تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص:۲۷۷؛ مصنف عبدالرزاق:۳/۲۸۵؛ مصنف ابن ابی شیبۃ:۴/۱۷۶۰۲/۷۳۔
❸ مصنف عبدالرزاق:۳/۲۷۸؛ مصنف ابن ابی شیبۃ:۱۴/۱۷۶۰۵/۷۳۔
❹ مصنف ابن ابی شیبۃ:۱۴/۷۳؛ الاصابۃ:۲/۴۸۶؛ السکواری:۹۵۔

الی اول شیء وضع الناس فلانا یبدأ بہ الخطبۃ
وفلان العلمین (آل عمران ۶۱)

سب سے پہلے
کتاب الاوائل

الاثار
حافظ الخیر ابی محمد حسن بن عمر بن ابی ہاشم الاصبہانی رحمہ اللہ
حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ
حافظ ابی الفضل عبدالرحمن بن ابی الحسن السیوطی رحمہ اللہ

ترجمہ و تعلیق
الشیخ عبدالحکیم اصل پوری

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
New Delhi - 110002

ترجمہ

امام ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

"سب سے پہلے جس شخص نے نماز سے پہلے خطبہ دیا وہ مروان ہے۔"[1]

1. کتاب الاوائل (اردو)، صفحہ: 132

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنّت کو بدلا

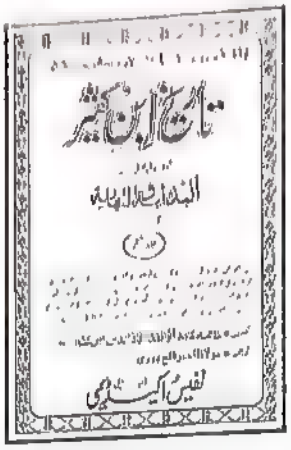

البدایہ والنہایہ: جلد ہشتم ۱۸۲ ۶۰ھ میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بیان میں

ابوالیمان نے شعیب سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ وہ سنت چلی گئی کہ کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہو گا' حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمان کو' کافر کا وارث قرار دیا اور آپ کے بعد بنوامیہ نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آ گیا اور آپ سنت کو واپس لائے اور آپ کے بعد حضرت معاویہؓ اور بنوامیہ نے جو فیصلہ کیا تھا اسے ہشام دوبارہ واپس لے آیا اور یہی بات زہری نے بیان کی ہے۔

اور وہ سنت بھی چلی گئی کہ معاہد کی دیت' مسلمان کی دیت کی طرح ہوگی اور حضرت معاویہؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے نصف تک کم کیا اور نصف خود لے لی۔

ابو الیمان نے شعیب سے بحوالہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے کہ وہ سنّت چلی گئی کہ کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور آپ کے بعد بنو اُمیّہ نے اُسی کے مطابق فیصلہ کیا حتّٰی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آ گیا اور آپ سنّت کو واپس لائے اور آپ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنو امیّہ نے جو فیصلہ کیا تھا اُسے ہشام دوبارہ واپس لے آیا اور یہی بات زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔

اور وہ سنّت بھی چلی گئی کہ معاہدے کی دِیّت مسلمان کی دیّت کی طرح ہوگی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اُسے نصف تک کم کیا اور نصف خود لے لی۔"[1]

1. البدایۃ والنہایۃ (اردو): 8/182 ؛ (عربی): 8/146

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فطر کے احکامات کو بدلنا:

صحیح مسلم سے دو احادیث

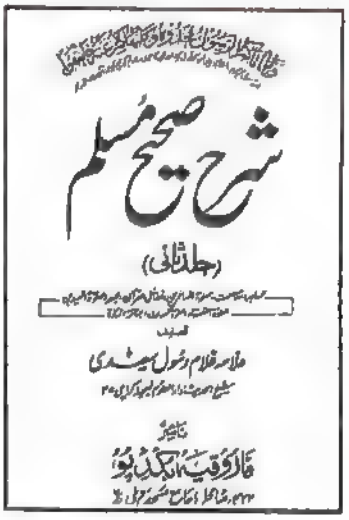

۲۱۸۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَوٰةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اس وقت ہم ہر چھوٹے بڑے اور آزاد اور غلام کی طرف سے تین طرح صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جو، ہم برابر صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو مد (سوا سیر) گندم ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری نے کہا رہا میں تو میں اسی طرح صدقہ فطر دیا کروں گا جیسے پہلے دیتا رہا تھا۔

۲۱۸۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَوٰةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تین قسم سے صدقہ فطر دیا کرتے تھے پنیر، کھجور اور جو۔

۲۱۸۳ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عِدْلَ صَاعٍ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ نے نصف صاع گندم کو ایک صاع کھجور کے برابر قرار دیا تھا تو میں نے اس کا انکار کیا اور کہا میں اسی طرح صدقہ فطر ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ

مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ۔

علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر۔

حدیث - 2181

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں موجود تھے اُس وقت ہم ہر چھوٹے بڑے اور آزاد اور غلام کی طرف سے تین طرح صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے، ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جَو، ہم یوں ہی صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے۔

حتّٰی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو مُد (سوا دو سیر) گندُم ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔ ''حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ''رہا میں تو، میں اُسی طرح صدقۂ فطر دیا کروں گا جیسے پہلے دیا کرتا تھا۔[1]

حدیث - 2183

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصف صاع گندُم کو ایک صاع کھجور کے برابر قرار دیا تھا تو میں نے اُس کا اِنکار کیا اور کہا: ''میں اُسی طرح صدقۂ فطر ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کیا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع جَو یا ایک صاع پنیر۔''[1]

1. شرح صحیح مسلم فی علامہ غلام رسول سعیدی (اردو): 2/902، رقم: 2181 اور 2183، اِنٹرنیشنل نمبر: 2285، 2287
تحفۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم، 3/567، رقم: 2282

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لین دین کے احکامات کو بدلنا:
صحیح مسلم سے ایک حدیث
(علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سے)

۳۹۴۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ قَالُوا أَبُو الْأَشْعَثِ فَجَلَسَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَامَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں شام میں لوگوں کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا جس میں مسلم بن یسار بھی تھے، اتنے میں ابو الاشعث آ گئے، راوی کہتے ہیں لوگوں نے کہا ابو الاشعث (آ گئے) جب وہ بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا ہمارے ان بھائیوں کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سناؤ، انہوں نے کہا اچھا: ہم ایک جہاد میں گئے جس میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سردار تھے۔ ہم کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا جس میں چاندی کا ایک برتن بھی تھا۔ حضرت معاویہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو لوگوں کی تنخواہوں میں فروخت کر دیں، لوگوں نے اس کو لینے میں جلدی کی، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اٹھ کر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے سونے کی بیع سونے کے عوض، چاندی کی بیع چاندی کے عوض، گندم کی گندم کے عوض، جَو کی جَو کے عوض، کھجور کی کھجور کے عوض اور نمک کی نمک کے عوض بیع سے منع فرمایا ہے البتہ جو برابر برابر اور نقد بہ نقد ہو، سو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سود ہو گیا، پس لوگوں نے جو کچھ لیا تھا وہ واپس کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث بیان کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کی مجلس میں رہے

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہل سنت)

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ فَقَامَ عُبَادَةُ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ فَقَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَرِهَهُ مُعَاوِيَةُ أَوْ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ مَا أُبَالِي أَنْ لَا أُصَاحِبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ۔

ہیں اور ہم نے آپ سے ایسی احادیث نہیں سنیں۔ حضرت عبادہ نے کھڑے ہو کر پھر قصہ دہرایا اور کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی ہیں ہم وہ ضرور بیان کریں گے خواہ حضرت معاویہ کو ناپسند ہو یا کہا خواہ ان کی ناک خاک میں آلودہ ہو۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں معاویہ کے لشکر کی تاریک راتوں میں اس کے ساتھ نہ رہوں، حماد نے بھی یہی یا اس کی مثل کہا ہے۔

۳۹۵۰- وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۳۹۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحَاقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کی بیع سونے کے عوض، اور چاندی کی بیع چاندی کے عوض اور گندم کی بیع گندم کے عوض اور جو کی بیع جو کے عوض اور کھجور کی بیع کھجور کے عوض اور نمک کی بیع نمک کے عوض برابر برابر اور نقد بہ نقد ہو اور جب یہ اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ نقد بہ نقد ہو۔

ترجمہ

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں شام میں لوگوں کے ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا جس میں مسلم بن یسار بھی تھے، اتنے میں ابو الاشعث (آ گئے) جب وہ بیٹھ گئے تو میں نے اُن سے کہا، ہماری اُن بھائیوں کو حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سناؤ۔ اُنہوں نے کہا: ''اچھا! ہم ایک جہاد میں گئے جس میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سردار تھے، ہم کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا جس میں چاندی کا ایک برتن بھی تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا، 'اس کو لوگوں کی تنخواہوں میں فروخت کر دیں'؛ لوگوں نے اُس کو لینے میں جلدی کی، حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو اُنہوں نے اُٹھ کر کہا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی بیع سونے کے عوض، چاندی کی بیع چاندی کے عوض، گندم کی گندم کے عوض، جَو کی جَو کے عوض، کھجور کی کھجور کی عوض اور نمک کی نمک کے عوض بیع سے منع فرمایا ہے البتہ جو برابر برابر اور نقد بہ نقد ہو، سو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سود ہو گیا'؛ پس لوگوں نے جو کچھ لیا تھا وہ واپس کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو اُنہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''اُن لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی احادیث بیان کرتے ہیں، حالانکہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں رہے ہیں اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی احادیث نہیں سنی۔'' حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پھر قصہ دہرایا اور کہا ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیث سنی ہیں ہم وہ ضرور بیان کریں گے خواہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ناپسند ہو، یا کہا خواہ اُن کی ناک خاک میں آلود ہو، مجھے اِس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تاریک راتوں میں اِس کے ساتھ نہ رہوں'' حمّاد نے بھی یہی یا اِس کی مثل کہا ہے۔[1]

1. شرح صحیح مسلم فی علامہ غلام رسول سعیدی (اردو): 4/332-333، رقم: 3949، انٹرنیشنل نمبر: 4061

ملوکیت کی دہشت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا 'امر بالمعروف'

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کے زمانے میں لوگوں میں دہشت کا ایک ماحول بنایا گیا تھا جس میں گورنر وحکمران قرآن وحدیث کے خلاف اپنے فیصلے لیتے مگر کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ اگر کوئی آواز اُٹھاتا تو اُس کی آواز کو دبا دی جاتی۔ ایسے کئی واقعات حدیث وتاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے چند یہاں پیش ہیں۔

قارئین کرام! اِن واقعات کو دھیان سے پڑھیں، اِنہیں یہاں بیان کرنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ ملوکیت میں قرآن وسنت کے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟ اسلام میں بنیادی اصولوں سے کیسا کھیل شروع ہوا تھا؟ پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح اپنا حق ادا کیا جن میں سے کچھ کو شہادت بھی ملی۔

ملوکیتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سیّدنا حَکَم بن عَمرو الغفاری رضی اللہ عنہ

(الجزء الثالث) ٣١- كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم ٥٤٣

٥٩٤١- فحدثني أبو بكر بن بالويه ثنا محمد بن أحمد بن النضر ثنا معاوية بن عمرو عن أبي إسحاق الفزاري عن هشام عن الحسن[٢] قال: بعث زياد الحكم بن عمرو الغفاري على خراسان فأصابوا غنائم كثيرة، فكتب إليه زياد: أما بعد فإن أمير المؤمنين كتب أن يصطفى له البيضاء والصفراء ولا تقسم بين المسلمين ذهبًا ولا فضة، فكتب إليه الحكم: أما بعد فإنك كتبت تذكر كتاب أمير المؤمنين وإني وجدت كتاب الله قبل كتاب أمير المؤمنين وإني أقسم بالله لو كانت السموات والأرض رتقًا على عبد فاتقى الله لجعل له من بينهم مخرجًا والسلام، وأمر الحكم مناديًا فنادى أن اغدوا على فيئكم فقسمه بينهم، وأن معاوية لما فعل الحكم في قسمة الفيء ما فعل وجه إليه من قيده وحبسه فمات في قيوده ودفن فيها وقال: إني مخاصم.

(٢) الحسن يرسل كثيرًا ولم يذكر تحديثًا، فيتوقف في هذه الروايات.

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متحققة النسخ والتعليق

وبهامشه

تلخيص الحافظ الحاكم الذهبي

لأبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

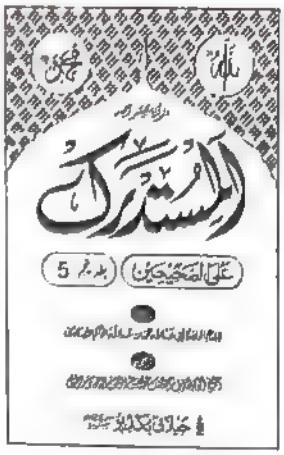

5869 - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ بَالَوَيْهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: بَعَثَ زِيَادٌ الْحَكَمَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ عَلَى خُرَاسَانَ فَأَصَابُوا غَنَائِمَ كَثِيرَةً، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَتَبَ أَنْ يَصْطَفِيَ لَهُ الْبَيْضَاءَ، وَالصَّفْرَاءَ، وَلَا تُقْسَمُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْحَكَمُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ كَتَبْتَ تَذْكُرُ كِتَابَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنِّي وَجَدْتُ كِتَابَ اللَّهِ قَبْلَ كِتَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنِّي أُقْسِمُ بِاللَّهِ لَوْ كَانَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ رَتْقًا عَلَى عَبْدٍ فَاتَّقَى اللَّهَ لَجَعَلَ لَهُ مِنْ بَيْنِهِمْ مَخْرَجًا، وَالسَّلَامُ، أَمَرَ الْحَكَمُ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنِ اغْدُوا عَلَى قَبْضِكُمْ لِقَسْمِهِ بَيْنَهُمْ، وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا فَعَلَ الْحَكَمُ فِي قِسْمَةِ الْفَيْءِ مَا فَعَلَ وَجَّهَ إِلَيْهِ مَنْ قَيَّدَهُ وَحَبَسَهُ، فَمَاتَ فِي قُيُودِهِ وَدُفِنَ فِيهَا، وَقَالَ: إِنِّي مُخَاصِمٌ

(التعليق – من تلخيص الذهبي)5869 – سكت عنه الذهبي في التلخيص

✦✦ حسن روایت کرتے ہیں کہ زیاد نے حضرت حکم بن عمرو غفاری کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ ان لوگوں کے ہاتھ بہت سارا مال غنیمت لگا۔ حضرت معاویہ نے ان کی جانب پیغام بھجوایا کہ پورا مال امیر المومنین کے لئے رکھ لیا جائے اور اس میں سے سونا، چاندی اور کچھ بھی مسلمانوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اس خط کے جواب میں حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا "اما بعد تم نے خط لکھا ہے اور اس میں امیر المومنین کے خط کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ میرے پاس امیر المومنین کے خط سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی انسان پر زمین اور آسمان ڈال دیے جائیں، لیکن وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نجات بنا دیتا ہے، والسلام۔ اس کے بعد حکم بن عمرو نے منادی کو حکم دیا کہ پورے شہر میں اعلان کر دو کہ کل صبح تمام لوگ اپنے مال غنیمت لینے میرے پاس آئیں۔ اگلے دن حکم بن عمرو نے پورا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حکم بن عمرو کے اس عمل پر ناراض ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے گرفتار کروایا اور قید کر دیا۔ ان کا انتقال قید میں ہی ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے "میرا اختلاف فی سبیل اللہ ہے۔

ترجمہ

حسن روایت کرتے ہیں کہ زیاد نے حضرت حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اُن لوگوں کے ہاتھ بہت سارا مالِ غنیمت لگا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کی جانب پیغام بھجوایا کہ پورا مال امیر المومنین کے لیے رکھ لیا جائے اور اُس میں سے سونا چاندی اور کچھ بھی مسلمانوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اِس خط کے جواب میں حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا 'اما بعد! تم نے خط لکھا ہے اور اُس میں امیر المومنین کے خط کا تذکرہ کیا ہے، جب کہ میرے پاس امیر المومنین کے خط سے پہلے اللہ جل جلالہ کی کتاب موجود ہے، میں اللہ جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر انسان پر زمین اور آسمان ڈال دیے جائیں لیکن وہ آدمی اللہ جل جلالہ سے تقویٰ اختیار کرے تو اللہ جل جلالہ اُس کے لیے کوئی نہ کوئی راہِ نجات بنا دیتا ہے، والسلام۔' اِس کے بعد حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا پورے شہر میں اعلان کر دو کہ کل صبح تمام

لوگ اپنا مالِ غنیمت لینے میرے پاس آئیں۔ اگلے دن حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پورا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اِس عمل پر ناراض ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو معزول کر کے گرفتار کروایا اور قید کر دیا۔ اُن کا انتقال قید میں ہی ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے "میرا اختلاف فی سبیل اللہ ہے۔"(1)

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔(2)

معلوم ہوا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف بیت المال سے نا جائز تصرّف کرنے سے رُکے بلکہ قرآن وسنّت پر عمل کرنے والے جلیل القدر صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا اور وہیں پر آپ انتقال فرما گئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَکم بن عَمرو الغفاری کا عمل اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں 'کتاب الاحکام' میں باب 'اِمام (یا اُس کے نائب) کی بات سننا اور اُس کی اِطاعت کے وجوب کے بیان میں' اِس حدیث کو لائے ہیں۔

1. مستدرک للحاکم (اردو): 5/126، رقم: 5869
2. (عربی): 3/543، رقم: 5941

صحیح بخاری کی حدیث

بخاری شریف - (جلد اول) ۸۹۸ کتاب الاحکام

جب تک یہ اطاعت معصیت نہ ہو۔ (کیونکہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں)

۲۰۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ

2013- یحییٰ بن سعید (قطان) نے شعبہ (بن حجاج) سے انہوں نے ابوالتیاح (یزید بن حمید ضبعی بصری) سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر غلام حبشی ہی امیر بنا دیا جائے گویا کہ اس کا سر خشک انگور جیسا ہے۔

۲۰۱۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

2014- حماد (بن زید) نے جعد (ابوعثمان بن دینار یشکری) سے انہوں نے ابورجاء (عمران عطاردی) سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حال میں روایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے امیر سے کوئی ایسی چیز دیکھی اور اس کو ناپسند کیا تو چاہئے کہ وہ اس کے (جور و ظلم پر) صبر کرے (اور صبر کا حکم سمع اور طاعت کے وجوب کو مستلزم ہے لہٰذا مطابقت حاصل ہوئی) کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ جماعت سے ایک بالشت (یعنی مقدار بالشت) علیحدہ ہو اور مر جائے مگر وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

۲۰۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

2015- یحییٰ بن سعید (قطان) نے عبید اللہ (بن عمر عمری) سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمر رضی اللہ عنہما) سے انہوں نے نبی اکرم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا مسلمان آدمی پر جو اسے پسند ہو یا ناپسند اپنے امیر کی اطاعت واجب ہے۔ جب تک کہ (والی کی طرف سے) اس کو معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے گناہ کا حکم دیا گیا تو اس وقت نہ وہ امام اعظم کی بات سنے اور نہ ہی اس کی اطاعت کرے (بلکہ قادر پر یہ حرام ہے)

۲۰۱۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ

2016- اعمش (سلیمان بن مہران) نے کہا ہم سے سعد بن عبیدہ (ابوحمزہ داماد ابوعبدالرحمٰن) نے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن حبیب سلمی) سے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا (یہ بن نو ہجری کا واقعہ ہے) اور ایک انصاری شخص (عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو ان پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ ان پر غضبناک ہوئے۔ (مسلم کی روایت میں ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسی چیز کی وجہ سے غضبناک کیا) حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ترجمہ

یحییٰ بن سعید (قطّان) نے عبید اللہ (بن عمر عمری) سے روایت کی اُنہوں نے کہا مجھ سے نافع نے حضرت عبد اللہ (ابن عمر) رضی اللہ عنہما سے اُنہوں نے نبی اکرم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'مسلمان آدمی پر جو اُسے پسند ہو یا ناپسند اپنے امیر کی اِطاعت واجب ہے، جب تک کہ (والی کی طرف سے) اِس کو معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے گناہ کا حکم دیا گیا تو اُس وقت نہ وہ اِمام اعظم (امیر) کی بات سنے اور نہ ہی اُس کی اِطاعت کرے (بلکہ قادر پر یہ حرام ہے)[1]

1. صحیح بخاری (اردو): 3/898، رقم: 2015، انٹرنیشنل نمبر: 7144

ملوکیتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے کو اُس کے وزن سے زیادہ میں فروخت کرنے کی اجازت دی تھی، یعنی ایک سو کی اِجازت دے رکھی تھی۔ چنانچہ علّامہ ابو الحسن علی بن خلف بن بطّال مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

شرح صحيح البخاري
لابن بطال
تحقيق
أبو تميم ياسر بن إبراهيم
الجزء العاشر
مكتبة الرشد
الرياض

قال المؤلف : كان النبي - عليه السلام - يستعيذ من الفتن ومن شرها ويخوف من وقوعها ؛ لأنها تذهب بالدين وتتلفه ، وقال : قول الله : ﴿ واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ﴾ (1) قال: إن الفتنة إذا عمت هلك الكل ، وذلك عند ظهور المعاصي وانتشار المنكر . وقد سألت زينب النبي - عليه السلام - عن هذا المعنى فقالت : يا رسول الله أنهلك وفينا الصالحون ؟ قال : نعم (2) إذا كثر الخبث ، وفسر العلماء الخبث أولاد الزنا ، فإذا ظهرت المعاصي ولم تغير ، وجب على المؤمنين المنكرين لها بقلوبهم هجران تلك البلدة والهرب منها ؛ فإن لم يفعلوا فقد تعرضوا للهلاك ، إلا أن الهلاك طهارة للمؤمنين ونقمة على الفاسقين ، وبهذا قال السلف .

وروى ابن وهب عن مالك أنه قال : تهجر الأرض التي يصنع فيها المنكر جهاراً ولا يستتر فيها . واحتج بصنيع أبي الدرداء في خروجه عن أرض معاوية حين أعلن بالربا وهو من الكبائر ، وأجاز بيع سقاية الذهب بأكثر من وزنها فقال له أبو الدرداء : « سمعت رسول الله - عليه السلام - ينهى عن مثل هذا إلا مثلاً بمثل . فقال معاوية : ما أرى بمثل هذا بأساً . فقال أبو الدرداء : من يعذرني من معاوية ، أنا أخبره عن رسول الله ﷺ ويخبرني عن رأيه لا أساكنك بأرض أنت بها » !

وأما أحاديث أهل هذا الباب في ذكر من يعرفهم النبي من أمته ، ويحال بينهم وبينه ، لما أحدثوا بعده ، فذلك كل حدث في الدين لا يرضاه الله من خلاف جماعة المسلمين ، وجميع أهل البدع كلهم فيهم مبدلون محدثون ، وكذلك أهل الظلم والجور ، وخلاف الحق وأهله كلهم محدث مبدل ليس في الإسلام داخل في معنى هذا الحديث .

وقوله: / « اختلجوا دوني » . قال صاحب العين: خلجت الشيء،

(1) الأنفال : ٢٥ . (2) زيد بالأصل هنا : قال .

-٦-

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے کے برتنوں کو سونے کے وزن سے زیادہ فروخت کرنے کی اجازت دی تو اُن سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ 'آپ اِس بیع سے منع فرماتے تھے مگر یہ کہ برابر ہو' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں اِس قسم کی بیع میں کوئی حرج نہیں سمجھتا' پس حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کون معذور رکھے گا، میں اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خبر دیتا ہوں اور یہ مجھے اپنی رائے سے خبر دیتے ہیں، میں اس زمین میں نہیں رہوں گا جہاں پر تم ہو۔[1]

1. ابن بطّال فی شرح صحیح البخاری (عربی): 10/06

اِسی طرح سونے کو لے کر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا مگر آپ از خود نہ نکلے تھے بلکہ آپ کو وہاں سے 'ربذہ' کے مقام پر جلاوطن کیا گیا اور اُسی مقام پر آپ وصال فرما گئے اور یہاں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اِستدلال کیا ہے کہ جب اِس طرح زمین میں کھلے عام برائی کی جائے تو تم وہاں سے کہیں اور چلے جاؤ، اور وہ برائی تھی سود یعنی بیاج کی کھلی چھوٹ، چنانچہ علامہ ابن بطّال لکھتے ہیں کہ:

''اِبن وہب نے اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے: جب زمین میں برائی کو کھلے عام کیا جائے تو تم اُس زمین سے ہجرت کر کے کہیں اور چلے جاؤ اور اُس زمین پر نہ ٹھہرو اور اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کیا جب وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زمین سے نکل گئے۔ جس وقت اُنہوں نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) سود کی برسرِ عام اجازت دی حالانکہ سود گناہِ کبیرہ ہے۔''(1)

سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ وسیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی توہین: صحیح بخاری کی ایک حدیث

بخاری شریف (جلد سوم) ۶۱۰ کتاب المغازی

مَا أَنْفَذَ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ فَإِنَّ شِئْتَ خَيَّرْتُكَ وَعُصِمْتَ فَإِنَّ مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَتَوَسَّتْهَا

کہنے کا ارادہ کیا تھا اس امر (خلافت) کا کیا مستحق وہ شخص ہے جو اسلام میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کر چکا ہے۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اور خود میں تم سے جنگ کر چکے ہیں اور تم دونوں اس وقت کافر تھے) پھر مجھے خوف ہوا کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جو لوگوں کی تفرق اور فتنہ پردازی کا سبب بن جائے اور میری بات کا مطلب لیا جائے جو میری مراد نہ تھی تو میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں جو کچھ مہیا کر رکھا ہے وہ دنیا اور اس کی زینت سے بہتر ہے۔ (یعنی جس نے صبر کیا اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی) حبیب بن مسلمہ نے کہا تم کفو ہے اور سچ کہا گیا ہے کہ (ابن طہمان نیشاپوری) نے عبدالرزاق سے

بخاری شریف (جلد سوم) ۶۰۹ کتاب المغازی

قَيْسٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَبَشَ بِقَبْلِ بَنِي ثَوْرٍ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا قَالَ ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا

۱۲۸۲- حَدَّثَنِي عَبْدَانُ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ

۱۲۸۳- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَتْ عَلَى حَفْصَةَ وَتَسُوفُ رَأْسُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَالْقَ الْحَجَّ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيَطْلُعْ لَنَا قَرْنُهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتُسْفَكُ الدَّمُ وَيُحْمَلَ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ خندق سے مٹی باہر منتقل کر رہے تھے حتیٰ کہ غبار نے مجھ سے آپ کے بطن اطہر کا چہرا چھپا رکھا تھا اور آپ کے جسم شریف پر بال بہت تھے اور میں نے آپ کو عبداللہ بن رواحہ کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ آپ مٹی اٹھا رہے تھے۔ اے اللہ اگر تیرا کرم نہ ہوتا ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھتے۔ اے اللہ ہم پر اطمینان نازل فرما۔ اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدمی عنایت فرما بیشک مکہ والوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے فرار سے انکار کر دیا۔ پھر آپ آخری کلمہ ''ابینا'' کے ساتھ اپنی آواز بلند فرماتے۔

(1282) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے جس معرکہ میں میں شریک ہوا وہ غزوہ خندق تھا۔

(1283) ہشام نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا (دوسری طرف) معمر نے کہا مجھ سے عبداللہ بن طاؤس نے معمر بن خالد سے بیان کیا انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا میں بنی عمیشہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا جبکہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے میں نے کہا لوگوں کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے جیسے آپ دیکھ رہی ہیں اور مجھے (امارت سے) کوئی حق نہیں دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں سے جا کر ملو تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے نہ جانے سے جماعت میں افتراق و اختلاف ہو جائے گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جانے پر مجبور کیا حتیٰ کہ وہ چلے گئے جب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو حضرت معاویہ نے خطبہ دیا انہوں نے کہا جو خلافت کے متعلق کلام کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے ہم ہی سے اور اس کے باپ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ حبیب بن مسلمہ (ابن مالک) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے امیر معاویہ کو اس کا جواب کیوں نہیں دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنا بند کھولا تھا اور میں نے یہ

1. ابن بطّال فی شرح صحیح البخاری (اردو): 10/06

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

ہشام نے معمر سے اُنہوں نے اِمام زہری سے اُنہوں نے سالم سے اُنہوں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، اُنہوں نے کہا، (دوسرا طریق) معمر نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن طاؤس نے طلحہ بن خالد سے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں اپنی ہمشیرہ (بہن) اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اِس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے میں نے اپنی ہمشیرہ (بہن) سے کہا، ''لوگوں کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے، جسے آپ دیکھ رہی ہیں اور مجھے (امارت سے) کوئی حق نہیں دیا گیا۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ''لوگوں سے جا کر ملو، وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے اِس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے نہ جانے سے جماعت میں افتراق واختلاف ہو جائے گا۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ چلے گئے جب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اُنہوں نے کہا ''جو امارت کے متعلق کلام کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ سے خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔'' حبیب بن مسلمہ (بن مالک) نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، تم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، 'میں نے اپنا پٹولا (گوٹھ) کھولا تھا اور میں نے یہ کہنے کا اِرادہ کیا تھا' اِس اَمر (خلافت) کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو اسلام میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کر چکا ہے۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یوم اُحد اور خندق میں تم سے جنگ کر چکے ہیں اور تم دونوں اُس وقت کافر تھے) پھر مجھے خوف ہوا کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جو لوگوں کی تفریق اور خوں ریزی کا سبب بن جائے اور میری بات کا وہ مطلب لیا جائے جو میری مراد نہیں تو میں نے وہ یاد کیا جو اللہ ﷻ نے جنّت میں مہیّا کر رکھی ہے (یعنی جس نے صبر کیا اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی)۔'' حبیب بن مسلمہ نے کہا: ''تم محفوظ رہے اور بچ گئے'' محمود (بن غیلان فیروزی) عبد الرزاق سے ''نسوتھا'' کی جگہ ''نوساتھا'' روایت کی ہے۔[1]

---

1. صحیح بخاری (اردو): 2/609-610، رقم: 1283، انٹرنیشنل نمبر: 4108

تشریح :

مشہور اہل حدیث عالم شیخ عبد اللہ دانش صحیح بخاری کی اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں :

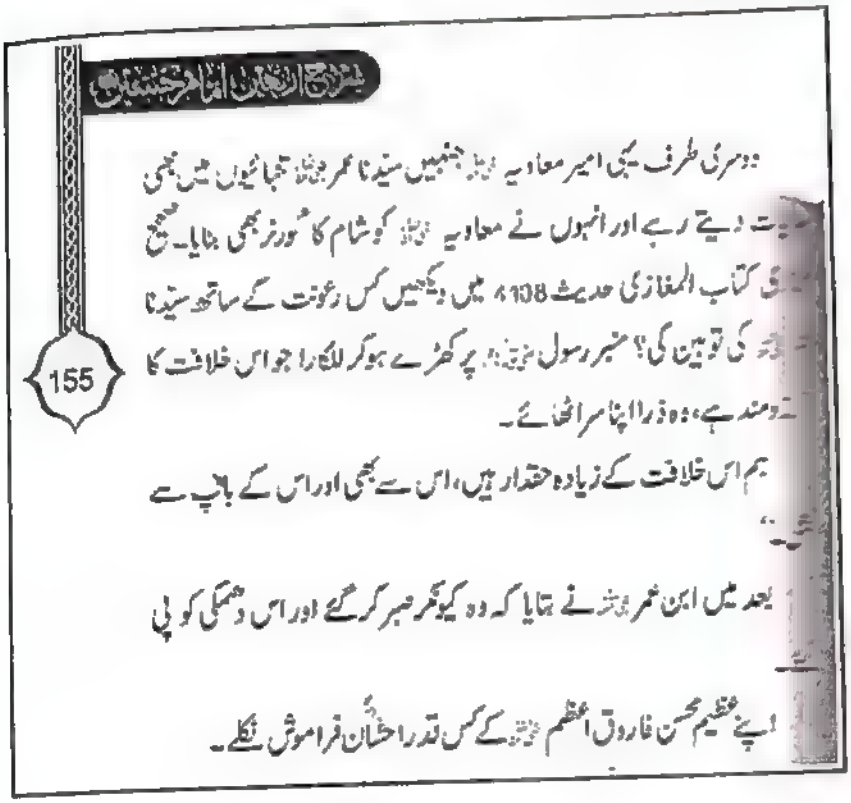

155

دوسری طرف یہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تنہائیوں میں بھی ہدایت دیتے رہے اور انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بھی بنایا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث 4108 میں دیکھیں کس رعونت کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی توہین کی؟ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر للکارا جو اس خلافت کا آرزومند ہے، وہ ذرا اپنا سر اٹھائے۔

ہم اس خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، اس سے بھی اور اس کے باپ سے

بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ کیونکر صبر کر گئے اور اس دھمکی کو پی

اپنے عظیم محسن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کس قدر احسان فراموش نکلے۔

'دوسری طرف یہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہائیوں میں بھی ہدایت دیتے رہے ہیں اور اُنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بھی بنایا۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث - 4108 میں دیکھیں کہ کس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توہین کی ؟' منبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑے ہوکر للکارا، ''جو اِس خلافت کا آرزومند ہے، یہ ذرا اپنا سر اُٹھائے، ہم اِس خلافت کے زیادہ حق دار ہیں، اُس سے بھی اور اُس کے باپ سے بھی۔''

بعد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ وہ کیوں کر صبر کر گئے اور اُس دھمکی کو پی گئے۔ اپنے عظیم محسن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کس قدر احسان فراموش نکلے ؟(1)

غور کریں کس قدر خوف تھا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند ہوتے ہوئے بھی حق گوئی سے بعض رہے اور تو اور اپنے والد گرامی کی توہین پر بھی کچھ نہ کہہ سکے یعنی کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور

1. شیخ عبد اللہ دانش فی اربعین فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ (اردو) صفحہ : 22/23

آپ کے گورنروں کے سامنے اظہارِ حق انتہائی دشوار تھا، مگر یہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا اس میں تم سے زیادہ اس حکومت کے حق دار وہ تھے جنہوں نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی۔ اس کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (دل میں کہا) اِس خلافت کے حق دار وہ ہیں جنہوں نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے والد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ تھے، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے اُحد اور خندق میں اسلام کے لیے جنگ کی تھی اور اُس وقت یہ دونوں کافر تھے اور یہ دونوں فتح مکّہ کے بعد اسلام لائے تھے۔''[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر قتال کیا تھا، یعنی اُحد میں اور خندق میں اور اُن کے خلاف جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام مہاجرین اور انصار شامل تھے جو اُحد اور خندق میں موجود تھے۔ اِسی سے یہ مناسبت معلوم ہوگئی کہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس قصّے کی غزوۃ الخندق کے بعد میں کیوں روایت کیا ہے، کیوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد اُس جنگ میں کفّار کی جماعتوں کے سردار تھے۔''

نیز آپ لکھتے ہیں:

''یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ ہے۔[2]

1. عینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی): 17/249
2. فیض الباری (اردو ترجمہ)، عسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری، 07/162

شرط-2

"سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُن کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی۔"

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والے اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیفی بن فصیل شیبانی رضی اللہ عنہ اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُجر بن عدی کندی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کرنا اِس شرط کی دھجیاں اُڑانے کے برابر تھا۔[1]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں پر ظلم

تاریخِ طبری میں علّامہ ابو جعفر بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد (شہادت کے بعد) جب عراق نے بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفہ میں علی رضی اللہ عنہ کے جو غالی شیعہ تھے اُن کو اُن کے مکانات سے بے دخل کر کے اُن کی جگہ اپنے شام کے، بصرا کے، جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔[2]

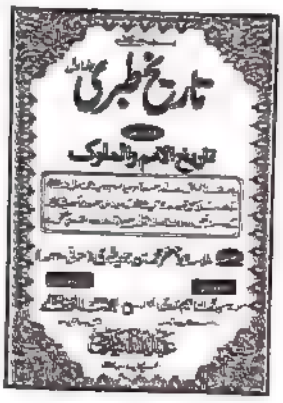

تاریخ طبری 859 جلد اول

عمرے تک سماج بنی تغلب میں مقیم رہی یہاں تک کہ امیر معاویہ کا عہد آیا اور جب تمام اسلامی ممالک میں باشرکت ان کی حکومت قائم ہو گئی انہوں نے بنی تغلب کو جزیرے سے منتقل کر دیا۔ حضرت علیؓ کے بعد جب عراق نے بھی معاویہؓ کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ معاویہؓ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفے میں علیؓ کے جو غالی شیعہ تھے ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر کے ان کی جگہ اپنے شام کے عمرے کے اور جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔ انہیں لوگوں کو شہروں میں داخل کیا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں معاویہؓ نے قعقاع بن عمرو بن مالک کو کوفے سے فلسطین کے شہر ایلیاء میں منتقل کیا۔ اس نے یہ درخواست کی کہ ان کے خاندانی مکانات میں بنی مسکان کو

1. تاریخِ طبری: 6/149؛ کتاب العبر: 3/30؛ تاریخِ طبری: 6/155؛ البدایۃ والنہایۃ: 8/52؛ کتاب الکامل فی تاریخ: 3/245-49؛ کتاب العبر: 3/24-31؛ الاصابہ فی تمیز الصحابہ: 1/313؛ أسدُ الغابۃ فی معرفۃِ الصحابۃ: 1/244؛ کتاب الطبقات الکبیر: 6/217؛ المستدرک صحیحین: 3/468-70
2. تاریخ طبری (اردو): 1/859

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ

مُستدرک للحاکم کی ایک حدیث

ترجمہ

اِبراہیم بن یعقوب فرماتے ہیں کہ حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت بھی پایا، اُس زمانے میں خون بھی کھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بھی پائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کے احکام بھی سنے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگِ جمل اور صفّین میں شریک بھی ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وفاداروں میں شہید ہوئے۔(1)

اِمام حاکم رضی اللہ عنہ نے 'مُستدرک' میں اِس حدیث کو نقل کیا ہے اور اِمام ذہبی رضی اللہ عنہ نے اپنی 'تلخیص' میں اِس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔(2)

قارئین کرام! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ آخر کار حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے ایسی کون سی غلطی ہوئی کہ اُن کو قتل کرنا پڑا اور ہم یہ کتاب جس کا موضوع 'صلح اِمام حسن رضی اللہ عنہ' ہے، اِس میں حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا ذکر تفصیل سے کیوں کیا جا رہا ہے تو اس کی دو اہم وجوہات ہیں:

(1) سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جنگ صفّین میں سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے باغیوں سے (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے) جنگ لڑنے والوں میں سے تھے اور سچّے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہلِ بیت کے جانثاروں میں سے تھے۔

(2) صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ تھی کہ نہ تو مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کیا جائے گا اور نہ ہی مولا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں کو ناحق قتل کیا جائے گا۔

---

1. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/179، رقم: 5983
2. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/576، رقم: 6054

سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے قتل کا باعث کہیں نہ کہیں یہی دو وجہ تھی کہ وہ امام برحق سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے جانثاروں میں سے تھے اور اُنہیں اِس لیے گرفتار کیا گیا اور قتل کیا گیا کیوں کہ اُنہوں نے نماز میں دیری کردی اور مولا علی رضی اللہ عنہ پر منبروں سے سبّ وشتم کے خلاف پرچمِ حق بلند کیا۔ اِس کے علاوہ تاریخ و حدیث کی کوئی کتاب میں اُن کا ایسا کوئی جرم ثابت نہیں ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے۔ نہ ہی اُنہوں نے شریعت کے خلاف کوئی کام انجام دیا نہ ہی اُنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو توڑا باوجود اس کے اُن کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کروا دیا۔

حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کرنا یہ 'صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ' کی اُس شرط کی دھجیاں اُڑانے جیسا تھا کہ جس میں طے ہوا تھا کہ ''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُن کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی۔''

ہم یہاں پر سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا ذکر اور اُن کی شہادت کا واقعہ ''الاصابہ فی تمییز الصّحابۃ''، ''اسد الغابۃ'' اور ''الکامل فی التاریخ'' سے بیان کر رہے ہیں۔

(۱۶۳۱) حُجر ابن عدی

بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی، المعروف حجر بن ادبر، حجر الخیر، ابن سعد اور مصعب زبیری نے حاکم کی ابن سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حجر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن یحییٰ نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حجر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے چوک ہوگئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حجر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا''۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لمبا کر دیا تو حجر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حجر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ''السلام علیک امیر المومنین!'' انہوں نے فرمایا کیا میں امیر المومنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حجر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہ الٰہی) پیش کروں گا۔

[1] اسد الغابہ (۱/۹۳) الاصابہ (۱/۲۰۰) [2] مصنف (۱۵/۲۰۰) [3] تجریح و تعدیل (۳/۳۳۶)
[4] ثقات (۱/۱۷۶) [5] الطبقات الکبریٰ (۶/۱۵۱)

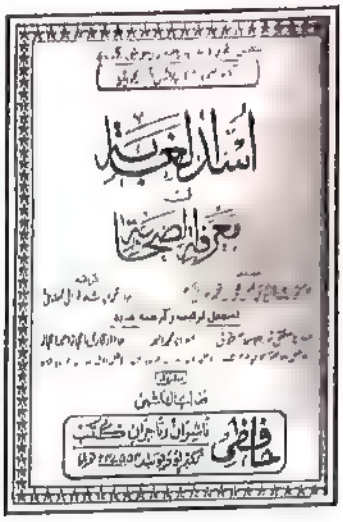

تھے کہ حضرت ابن عمر بازار میں تھے جب ان کو حجر کی وفات کی خبر ملی تو ان سے صبر نہ ہو سکا اٹھ کھڑے ہوئے اور رونے کی آواز ان سے بلند ہو گئی۔ محمد بن سیرین سے قتل کے دو رکعت نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا انہوں نے کہا ان دونوں رکعتوں کو حجر اور صحب نے پڑھا ہے اور یہ دونوں اچھے فاضل تھے۔ حسن (بصری) حجر اور ان کے اصحاب کے قتل کو بڑا حادثہ سمجھتے تھے۔

ربیع بن زیاد حارثی کو جو حضرت معاویہ کی طرف سے خراسان کے حاکم تھے حجر کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ربیع کے لئے اگر حجر پر اس بھلائی ہو تو اسے اپنی طرف اٹھا لے اور جلدی کر چنانچہ وہ اس مقام سے بچنے نہیں پائے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ حجر کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو تھا ان کا قتل ۵۱ ہجری میں ہوا ان کی قبر مقام عذرا میں مشہور ہے۔ مستصاب اللہ عرب تھے ان کا تذکرہ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے لکھا ہے۔

۱۰۹۴۔ حضرت حجرؓ بن عنبس

حضرت حجرؓ بن عنبس کہتے ہیں کہ بعض لوگ ان کو ابن قیس کہتے ہیں کنیت ان کی ابو العنبس ہے کوفی ہیں اور اہل بیت کہتے ہیں ان کی کنیت ابو السکن ہے انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا اور اسی زمانہ میں انہوں نے (ایک مرتبہ) خون بہایا تھا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں مگر آپ کی زندگی ہی میں آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ ان کی روایت حضرت علی بن ابی طالب اور وائل بن حجر سے ہے۔ حضرت علی کے ہمراہ جنگ جمل اور صفین میں شریک تھے۔ ان سے موسیٰ بن قیس حضرمی نے روایت کی ہے کہ یہ کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے حضرت فاطمہ کی خواستگاری کی مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (منظور نہیں کیا اور حضرت علی سے) فرمایا کہ اے علی کیا تم اس کو منظور کرتے ہو۔ اس حدیث کو عبداللہ بن داؤد حربی نے موسیٰ بن قیس سے روایت کیا ہے انہوں نے ان کا نام حجر بن قیس بتایا ہے اور باقی بات زیادہ روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اے علی کیا تم اس کو منظور کرتے ہو بشرطیکہ فاطمہ سے محمد سا عشرت کرے۔ ان کا تذکرہ ابن یونس نے لکھا ہے۔

۱۰۹۵۔ حضرت حجرؓ والد حنشی

حضرت حجرؓ والد حنشی ہے۔ والد حنشی کے۔ عبدان نے ان کو اسی طرح ذکر کیا ہے حالانکہ ان کا نام حجر ہے اور اسی نام میں لوگوں نے ان کا ذکر لکھا ہے ابو موسیٰ نے ان کا تذکرہ مختصر لکھا ہے۔

۱۰۹۶۔ حضرت حجرؓ بن نعمان

حضرت حجرؓ بن نعمان بن عمرو بن مرثد بن عامک بن امرء القیس بن ایل بن معاویہ بن حارث اکبر۔ نبی کے حضور میں وفد بن کندہ کے ساتھ اور اسلام لائے۔ آگے چلے صفت بن حجر کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو تھا۔ یہ ابن شاہین کا قول ہے۔ ان کا تذکرہ ابو موسیٰ نے لکھا ہے۔

۱۰۹۷۔ حضرت حجرؓ بن یزید

حضرت حجرؓ بن یزید بن سلمہ بن عمرو بن حجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن کندی۔ ان کو لوگ حجر شر کہتے ہیں اس سبب سے

۱۰۹۳۔ حضرت حجرؓ بن عدی

حضرت حجرؓ بن عدی بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن کندی بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ کندی۔ یہ حجر الخیر کے نام سے مشہور ہیں۔ بیٹے ہیں ادبر کے ان کے والد عدی کو ادبر اس سبب سے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بھاگے جا رہے تھے ان کے سر میں کسی نے نیزہ مار دیا تھا اسی وجہ سے ان کو لوگ ادبر کہنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ اور ان کے بھائی ہانی حاضر ہوئے تھے اور جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ فضلاء نے سماع میں تھے۔ جنگ صفین میں خیلہ کندہ کے یہ سالار تھے اور خود ان میں لشکر کے میسرہ پر تھے اور جنگ جمل میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھے مشہور صحابہ سے ہیں۔ جب زیاد عراق کا حاکم ہوا اور اس نے سختی اور بدعملی شروع کی تو حجر نے اس کی بیعت واپس کر دی اور حضرت معاویہ کی بیعت انہوں نے واپس نہ کی تھی۔ عدیان [1] علی بیعت کی ایک جماعت ان کی پیرو ہو گئی ایک دن تاخیر فرماتے کی بابت انہوں نے ان کے اصحاب نے زیاد پر طعن و تشنیع کی تو زیاد نے ان کی شکایت حضرت معاویہ کو لکھ بھیجی حضرت معاویہ نے لکھا کہ ان کو ان کے اصحاب کے ہمراہ میرے پاس بھیج دو۔

چنانچہ زیاد نے سب لوگوں کو رجل بن حجر حضرمی کے ساتھ بھیج دیا ان کے ساتھ بڑی جماعت تھی جب یہ مقام مرج عذرا میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ میں پہلا مسلمان ہوں جو اس مقام میں تکبیر کہتا ہوں پھر یہ اور ان کے اصحاب عذرا نامی قریہ میں جو دمشق کے پاس ہے اترے حضرت معاویہ نے ان سب کے قتل کا حکم دیا مگر حضرت معاویہ کے اصحاب نے بعض لوگوں کی سفارش کی تو چھوڑ دیئے گئے اور حجر اور ان کے ساتھ چھ آدمی قتل کر دیئے گئے اور چھ آدمی چھوڑ دیئے گئے جب لوگوں نے ان کے قتل کا حکم دیا تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے کہا کہ اگر تم میری طرف کسی اسی بات کا گمان نہ کرتے جو ظاہر میں نہیں ہے (یعنی بزدلی) تو بے شک میں ان دونوں رکعتوں کو طول دیتا بعد اس کے انہوں نے کہا کہ میرے ہتھیار نہ اتارنا اور میرے خون کو نہ دھونا (قیامت کے دن) معاویہ سے اسی حال میں ملوں گا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حجر کے ساتھ زیاد کی اس بدسلوکی کی خبر ملی تو انہوں نے عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا کہ خدا کے لئے حجر اور ان کے اصحاب کی سفارش کرو عبدالرحمن ایسے وقت میں پہنچے کہ وہ قتل ہو چکے تھے۔

تو عبدالرحمن نے حضرت معاویہ سے کہا کہ ابوسفیان تو حجر اور ان کے اصحاب کے ساتھ بہت بردباری کیا کرتے تھے یہ بات میں کیوں نہ سنوں تم نے ان کو قید کیوں نہ کر دیا کسی دوسرے مقام میں کیوں نہ بھیج دیا حضرت معاویہ نے کہا اس وقت میری قوم تم تمہارے ایسے (نیک مشورہ دینے والے) لوگ نہ تھے عبدالرحمن نے کہا خدا کی قسم اے اہل عرب تم کو علم سمجھیں گے اور سب عقل تم نے ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو مسلمان تھے اور تمہارے پاس قید کر کے بھیجے گئے تھے حضرت معاویہ نے کہا میں کیا کرتا جب تم نے ان کے بہت سخت حالات لکھے تھے اور لکھا تھا کہ یہ لوگ اپنا رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں جو پھر نہ ہو سکے گا۔ جب حضرت معاویہ مدینہ میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے حضرت عائشہ نے سب سے پہلے حجر کے قتل کے متعلق ان سے سوال کیا تو حضرت معاویہ نے کہا کہ میرا اور حجر کا معاملہ چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم دونوں اپنے پروردگار کے پاس جمع ہوں گے۔

[1] عدیان علی سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ رہتے تھے فرقہ واقفہ۔

سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے بھائی ہانی بن عدی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تھے اِس لیے آپ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (1)

1. الإصابہ فی تمییز الصحابہ (اردو)، 1/581؛ أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (اردو)، 1/527

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ اپنے والد خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان نے اُنہیں تابعین میں ذکر کیا ہے، اِسی طرح ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں اُن کا ذکر کیا ہے تو شاید اُن کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا اُن سے چوک ہوگئی ہے۔ (1)

اور حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے اِس کے بعد جنگِ جمل وصفّین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقے مرج عذراء کو اُنہوں نے فتح کیا تھا وہیں حُجر رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ (1)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

''ابن قانع نے اُن کے سوانح میں، شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابو بکر بن حفص سے اُنہوں نے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اُسے پیئے گا۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زہد'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مُستدرک'' میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ''ایک دفعہ زیاد* نے خطبہ لمبا کر دیا تو حُجر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: ''نماز کا وقت نکل رہا ہے، لیکن اُس نے خطبہ جاری رکھا، جس پر حُجر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اُسے کنکریاں ماری۔ زیاد منبر سے اُتر آیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ آپ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے لکھا کہ اُسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ اُن کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ''السلام علیکم امیر المومنین!'' اُنہوں نے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''کیا میں امیر المومنین ہوں؟'' اُنھوں نے کہا، ''ہاں!'' پھر اُن کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حُجر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اِس لیے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہِ الٰہی) پیش کروں گا۔''

* Note: یہ ''زیاد'' جس کا نام ''زیاد بن سمیّہ ہے، اس کا والد نامعلوم تھا اِس لیے یہ اپنی ماں کے بیٹے کے نام سے پہچانا جاتا تھا جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کا نام دیا تب اُسے ''زیاد بن ابی سفیان'' بھی کہا گیا۔ اِسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بصرہ کا پھر بعد میں کوفہ کا گورنر بنایا۔ یہ شخص بہت ہی ظالم تھا۔ اِسی کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد، جسے یزید پلید نے کوفہ کا گورنر بنایا اور اُس ملعون نے یزید کے حکم پر کربلا میں نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔

* الاصابہ فی تمیز الصحابہ (اردو)، 1/581

رویانی، طبرانی اور حاکم ابو اسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو کہتے دیکھا: ''سنو! میں اپنی بیعت پر قائم ہوں نہ اِسے توڑوں گا اور نہ توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔''(1)

امیر معاویہ کے گورنر زیاد کا خطبہ لمبا کرنا

ترجمہ

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیاد نے خطبہ لمبا کر دیا تو حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: 'نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لیکن زیاد نے اپنا خطبہ جاری رکھا، حضرت حُجر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا، 'نماز کا وقت ہو چکا ہے اور ساتھ اپنا ہاتھ زمین پر مارا ساتھ ہی دوسرے لوگوں نے بھی ہاتھ زمین پر مارے۔ زیاد منبر سے نیچے اُترا اور نماز پڑھا دی، اور حضرت حُجر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب خط لکھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جوابی مکتوب میں لکھا کہ اُن کو میرے پاس بھیج دو۔ زیاد نے اُن کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، جب حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو کہا: ''السلام علیکم یا امیر المومنین!'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا میں امیر المومنین ہوں؟ میں نہ تجھ سے کوئی

1. الکامل فی تاریخ ابن اثیر (اردو)، 1/582

بات کروں گا اور نہ تیری سنوں گا!'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے قتل کا حکم دیا۔ جب اُن کو قتل کے لیے لے کر جا رہے تھے تو اُنہوں نے نماز پڑھنے کے لیے کچھ دیر مہلت کا مطالبہ کیا، اُن کو مہلت دی گئی۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا: ''میری بیڑیاں مجھ سے نہ اُتارنا اور نہ ہی میرے جسم سے میرا خون دھونا، مجھے میرے اِنہیں کپڑوں میں کفن دینا کیوں کہ (کل قیامت کے دِن میرا تمہارے ساتھ) جھگڑا ہوگا۔'' راوی کہتے ہیں: ''اِس کے بعد اُن کو قتل کر دیا گیا۔''

ہشام کہتے ہیں: محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی شہید کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ حضرت حُجر رضی اللہ عنہ والا واقعہ سنایا کرتے تھے۔[1]

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔[2]

حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی گرفتاری مُستدرک کی روایت

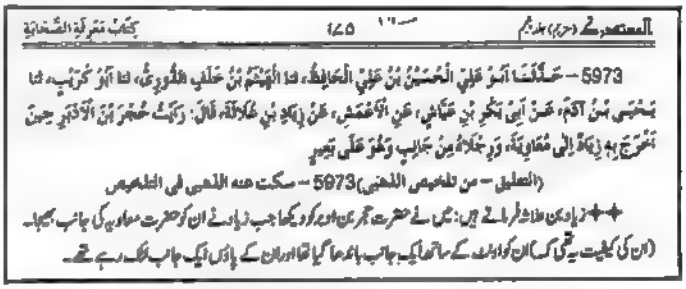
المستدرک (مترجم) جلد نہم — ۱۷۵ — کتاب معرفۃ الصحابۃ

5973 - حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَلَفٍ الدُّورِيُّ، ثنا أَبُو كُرَيْبٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ حُجْرَ بْنَ الْأَدْبَرِ حِينَ أُخْرِجَ بِهِ زِيَادٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ، وَرِجْلَاهُ مِنْ جَانِبٍ وَهُوَ عَلَى بَغْلٍ

(التعليق – من تلخيص الذهبي) 5973 – سكت عنه الذهبي في التلخيص

++ زیاد بن علاقہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حجر بن ادبر کو دیکھا جب زیاد نے ان کو حضرت معاویہ کی جانب بھیجا۔ (ان کی کیفیت یہ تھی کہ) ان کو اونٹ کے ساتھ ایک جانب باندھا گیا تھا اور ان کے پاؤں ایک جانب لٹک رہے تھے۔

المستدرک علی الصحیحین

٣٦- كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم — ٥٧٤

ولم يصلّ، وصمت ولم يصم، واغتسلت من الجنابة ولم يغتسل، قال: فقال من يعني: من هذا؟ قال: عقبة بن عامر الجهني صاحب رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم.

* * *

ذكر مناقب حجر بن عدي رضي الله عنه وهو راهب أصحاب محمد صلى الله عليه وعلى آله وسلم وذكر مقتله

٦٠٤٣- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا عارم أبو النعمان محمد بن الفضل ثنا حماد بن زيد عن محمد بن الزبير[1] الحنظلي حنظلي مولى زياد قال: أرسلني زياد إلى حجر بن عدي، وقال لي: ائت الأمير فأتى أن يأتيه ثم أعادني الثانية فأتى أن يأتيه، قال فأرسل إليه: إني أحلفك أن تركب أعجاز أمهر ملك من ركب صدورها.

٦٠٤٤- حدثنا أبو علي الحسين بن علي الحافظ ثنا الهيثم بن خلف الدوري ثنا أبو كريب ثنا يحيى بن آدم عن أبي بكر بن عياش عن الأعمش عن زياد بن علاقة قال: رأيت حجر ابن الأدبر حين أخرج به زياد إلى معاوية ورجلاه من جانب وهو على بغل.

٦٠٤٥- حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا إبراهيم الحربي ثنا مصعب بن عبد الله الزبيري[2] قال: حجر بن عدي الكندي يكنى: أبا عبد الرحمن كان قد وفد إلى النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وشهد القادسية وشهد الجمل وصفين مع علي رضي الله عنه، قتله معاوية بن أبي سفيان بمرج عذراء وكان له ابنان عبد الله وعبد الرحمن قتلهما مصعب بن الزبير صبرا وقتل حجر سنة ثلاث وخمسين.

٦٠٤٦- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا معاذ بن المثنى بن معاذ العنبري حدثني أبي ثنا أبي عن ابن عون عن نافع قال: ثنا كان أبي بعث حجر إلى معاوية جعل شاس يصرونه ويقولون: ما فعل حجر فأتى خبره ابن عمر وهو مختفي في السوق فأعلن صوته وثب وانطلق فجعلت أسمع تحميده وهو مولي.

٦٠٤٧- حدثنا أبو علي الحافظ ثنا الهيثم بن خلف ثنا أبو كريب ثنا معاوية بن هشام عن

(١) محمد بن الزبير الحنظلي، قال ابن معين: ضعيف لا شيء، كما في «تهذيب التهذيب»، ومولى آله مجهول. (٢) مقبول.

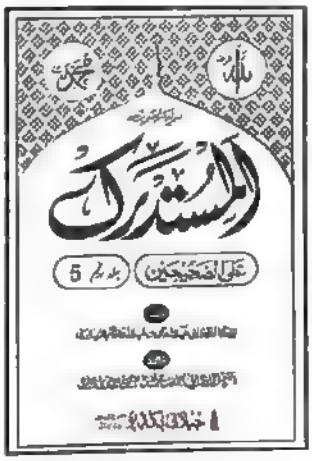
المستدرک علی الصحیحین — جلد نہم 5

1. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/177-178، رقم: 5981
2. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/576، رقم: 6052

ترجمہ

زیاد بن علاقہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حُجر بن ادبر کو دیکھا جب زیاد نے اُن کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا۔ (اُن کی کیفیت یہ تھی کہ) اُن کو اونٹ کے ساتھ ایک جانب باندھا گیا تھا اور اُن کے پاؤں ایک جانب لٹک رہے تھے۔[1]

اِمام ذہبی نے ''تلخیص'' میں اِس حدیث پر سکوت فرمایا ہے۔[2]

نوٹ: حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو ''ابن اَدبر'' بھی کہا جاتا تھا۔

المستدرك على الصحيحين

الجزء الثالث

(الجزء الثالث) ٣١- كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم ٥٧٤

ولم يصلّ، وصمت ولم يصم، واغتسلت من الجنابة ولم يغتسل، قال: فقال من يعني: من هذا؟ قال: عقبة بن عامر الجهني صاحب رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم.

* * *

ذكر مناقب حجر بن عدي رضي الله عنه وهو راهب أصحاب محمد صلى الله عليه وعلى آله وسلم وذكر مقتله

٦٠٤٣- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا عارم أبو النعمان محمد بن الفضل ثنا حماد بن زيد عن محمد بن الزبير[1] الحنظلي حدثني مولى زياد قال: أرسلني زياد إلى حجر بن عدي، ويقال فيه: ابن الأدبر فأتى أن يأتيه ثم أعادني الثانية فأبى أن يأتيه، قال فأرسل إليه: إني أحذرك أن تركب أعجاز أمور هلك من ركب صدورها.

٦٠٤٤- حدثنا أبو علي الحسين بن علي الحافظ ثنا الهيثم بن خلف الدوري ثنا أبو كريب ثنا يحيى بن آدم عن أبي بكر بن عياش عن الأعمش عن زياد بن علاقة قال: رأيت حجر ابن الأدبر حين أخرج به زياد إلى معاوية ورجلاه من جانب وهو على بعير.

٦٠٤٥- حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا إبراهيم الحربي ثنا مصعب بن عبد الله الزبيري[2] قال: حجر بن عدي الكندي يكنى: أبا عبد الرحمن كان قد وفد إلى النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم وشهد القادسية وشهد الجمل وصفين مع علي رضي الله عنه، قتله معاوية بن أبي سفيان بمرج عذراء وكان له ابنان عبد الله وعبد الرحمن قتلهما مصعب بن الزبير صبرا وقتل حجر سنة ثلاث وخمسين.

٦٠٤٦- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا معاذ بن المثنى بن معاذ العنبري حدثني أبي ثنا أبي عن ابن عون عن نافع قال: لما كان ليالي بعث حجر إلى معاوية جعل الناس يتحيرون ويقولون: ما فعل حجر فأتى خبره ابن عمر وهو محتبٍ في السوق فأطلق حبوته وقام وانطلق فجعلت أسمع نحيبه وهو مولي.

٦٠٤٧- حدثنا أبو علي الحافظ ثنا الهيثم بن خلف ثنا أبو كريب ثنا معاوية بن هشام عن

(١) محمد بن الزبير الحنظلي، قال ابن معين: ضعيف لا شيء، كما في «تهذيب التهذيب» ومولى زياد مجهول. (٢) معضل.

(الجزء الثالث) ٣١- كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم ٥٧٥

سفيان عن أبي إسحاق قال رأيت حجر بن عدي وهو يقول: ألا إني على يحيى لا أقيلها ولا أستقيلها سماع الله والناس.

٦٠٤٨- حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن يحيى ثنا محمد بن إسحاق الثقفي ثنا المفضل بن غسان الغلابي ثنا يحيى بن معين وهشام[3] ثنا داود بن عمرو عن بشر[3] بن عبد الحضرمي قال: لما بعث زياد بحجر بن عدي إلى معاوية أمر معاوية بحبسه بمكان يقال له: مرج عذراء، قال: ثم استشار الناس فيه قال فجعلوا يقولون: اقتل القتل، قال: فقام عبد الله بن زيد بن أسد البجلي فقال: يا أمير المؤمنين أنت راعينا ونحن رعيتك وأنت ركبنا ونحن عمادك، إن عاقبت فلنا: أصبت، وإن عفوت فلنا: أحسنت والعفو أقرب للتقوى، وكل راع مسئول عن رعيته، قال: فتفرق الناس عن قوله.

٦٠٤٩- أخبرني أحمد بن عثمان بن يحيى المقري ببغداد ثنا عبد الله بن محمد البريدي[3] ثنا سليمان بن أبي شيخ ثنا محمد بن الحسن الشيباني ثنا أبو مخنف[2] أن هدبة بن فياض الأعور أمر بقتل حجر بن عدي فسعى إليه بالسيف فارتعدت فرائصه فقال: يا حجر أليس زعمت أنك لا تجزع من الموت فإنا نذعك[2] فقال: وما لي لا أجزع وأنا أرى قبرا محفورا وكفنا منشورا وسيفا مشهورا، وإني والله لن أقول ما يسخط الرب قال: فقتله وذلك في شعبان سنة إحدى وخمسين.

٦٠٥٠- حدثنا بكر بن محمد الصيرفي ببرو ثنا أحمد بن عبد الله الترمسي ثنا موسى بن داود الضبي ثنا قيس[2] بن الربيع عن أشعث عن محمد بن سيرين قال: قال حجر بن عدي: لا تغسلوا عني دما ولا تطلقوا عني قيدا وادفنوني في ثيابي فإني مخاصم عنا بالجماجم.

٦٠٥١- حدثنا أبو علي محمد بن جعفر ثنا أبو الحسن محمد بن محمد الكازرزي ثنا علي

(٢) صوابه: «هشيم» وهو «هشيم بن بشير» كما في ترجمة شيخه من «تهذيب الكمال».
(٣) صوابه: «بسر بن عبد الله الحضرمي».
(صح) صوابه: «الزبيدي».

(١) أبو مخنف هو لوط بن يحيى. قال الحافظ الذهبي: أخباري تالف لا يوثق به.
(٢) وقع في بعض الكتب أبرأ من صاحبك وندعك. ١٢ (مصححه).
(٣) قيس بن الربيع مختلف فيه والراجح ضعفه.
(٤) ولي يحيى الكوفة فلما تغلب معاوية على الخلافة [illegible]

1. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/175، رقم: 5973
2. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/574، رقم: 6044

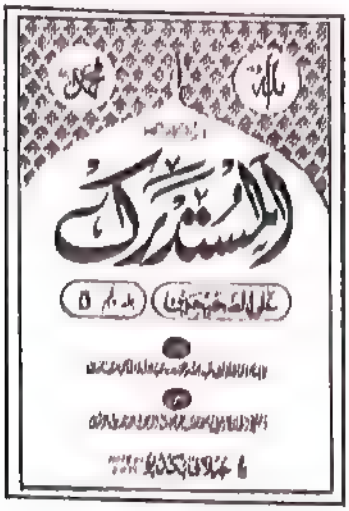

المستدرک (مترجم) جلد پنجم ۱۷۶ كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ

5976 - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَلَفٍ، ثنا اَبُوْ كُرَيْبٍ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، قَالَ: رَاَيْتُ حُجْرَ بْنَ عَدِيٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَلَا اِنِّي عَلَى بَيْعَتِي لَا اَقِيْلُهَا، وَلَا اَسْتَقِيْلُهَا سَمَاعَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ

(التعليق - من تلخيص الذهبي)5976 - سكت عنه الذهبي في التلخيص

✦✦ابواسحاق کہتے ہیں: میں نے حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو گواہ بناتے ہوئے کہہ رہے تھے خبردار! میں اپنی بیعت پر قائم ہوں، نہ میں نے اس کو توڑا ہے اور نہ توڑنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

ترجمہ

ابو اِسحاق کہتے ہیں: میں نے حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو اپنا گواہ بناتے ہوئے کہہ رہے تھے، ''خبردار! میں اپنی بیعت پر قائم ہوں، نہ میں نے اِس کو توڑا ہے اور نہ توڑنے کی خواہش رکھتا ہوں۔''[1]

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تلخیص'' میں اِس حدیث پر سکوت فرمایا ہے۔[2]

1. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/176، رقم: 5976
2. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/574-575، رقم: 6047

حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا قتل

ترجمہ

بشر بن عبد الحضرمی کہتے ہیں : جب زیاد نے حضرت حُجر بن عدی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو ایک جگہ پر قید کرنے کا حکم دیا، اُس جگہ کو ''مرج عذراء'' کہا جاتا ہے، اُس کے بعد لوگوں سے اُن کے بارے میں مشورہ کیا تو لوگ کہنے لگے کہ اُن کو قتل کریں، اُن کو قتل کریں! راوی کہتے ہیں : حضرت عبد اللہ بن زید بن اسد بجلی اُٹھ کر کھڑے ہوئے، اور بولے : اے امیر المومنین ! آپ ہمارے حکمراں ہیں اور ہم آپ کی رعایا ہیں، آپ ہماری بنیاد ہیں اور ہم آپ کے ستون ہیں۔ اگر آپ سزا دیں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ نے صحیح کیا اور اگر آپ معاف کر دیں گے تو ہم کہیں گے کہ آپ نے بہت بڑی نیکی کی ہے اور معاف کرنا ہی تقویٰ کے قریب تر ہے اور ہر ذمّہ دار سے اُس کی ذمّہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ راوی کہتے ہیں : حضرت عبد اللہ بن زید اسد کے یہ کہتے ہی لوگ وہاں سے چلے گئے۔ (1)

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تلخیص'' میں اِس حدیث پر سکوت فرمایا ہے۔ (2)

1. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/176-177، رقم : 5977
2. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/574، رقم : 6048

قارئین کرام ! امام ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا کہ سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی گرفتاری اور قتل کی وجہ، زیاد نے جمعہ کا خطبہ لمبا کیا اور اِس وجہ سے نماز کا وقت گزر رہا تھا اِس بات کی مخالفت تھی مگر زیاد نے اِتنا لمبا خطبہ کیوں دیا اور سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں خطیب کو کنکریاں کیوں ماری ؟ اِس کا جواب اِمام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں موجود ہے۔

علّامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

اِسی سال (ہجری سن : 51) حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ہمراہی قتل کیے گئے۔ اِس کا سبب یہ ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مُغیرہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ کو 41 ہجری میں عاملِ کوفہ مقرر کیا۔ اِس غرض سے اُنہوں نے مُغیرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا، ''اما بعد! صاحبِ علم روز مصیبت سے پہلے ہی خبردار اور ہوشیار ہو جایا کرتے ہیں اور صاحبِ حکومت بغیر تعلیم کے تمہارے لیے کافی ہوسکتا ہے۔ میں تم کو کئی باتوں کے متعلق نصیحت کروں گا اور وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم ترک مت کرنا اور اُن کی مذمّت کرنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی عیب جوئی اور اُن کو چُن چُن کے نکالنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جماعت کی تعریف اور اُن کو مقرّب کرنے کو ترک نہ کرنا۔'' مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا، ''میں نے آزمایا بھی ہے اور مجھے بھی آزمایا گیا ہے اور اِس سے قبل اوروں کی طرف سے میں عامل بھی رہ چکا ہوں مگر کسی نے میری مذمّت نہیں کی، آپ بھی آزمائش کر لیں گے اور آپ کے اختیار میں ہے کہ خواہ آپ میری تعریف کریں یا مذمّت !'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ، ''نہیں، ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ تمہاری تعریف ہی کریں گے۔'' اِس طرح مغیرہ کوفہ کے عامل ہو گئے۔ بلحاظِ سیرت وہ بہترین شخص تھے۔ البتّہ اُن میں ایک عیب یہ تھا کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم کرنے اور اُن کی غیبت کرنے اور دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت اور استغفار کرنے کو کبھی ترک نہیں کیا۔ (1)

علّامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں :

''لیکن اپنی عمر کے آخر زمانے میں اُنہوں نے (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے) پھر حضرت علی وعثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا کہا جیسا کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے، اُن کی ایسی تقریر سن کر حُجر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر ایسی بلند آہنگی سے مغیرہ کو للکارا کہ مسجد میں ہر شخص نے اُن کی آواز سن لی اور کہا کہ، ''اے انسان! حکم دے کہ ہماری روزیاں، ہم کو دی جائیں تو نے اُن کو ہم سے روک رکھا ہے حالانکہ وہ تیری نہیں ہیں، تو امیر المومنین (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مذمّت پر حریص ہو گیا ہے۔'' یہ سن

1. الکامل فی التاریخ ابن اثیر (اردو) - 1/582

کر حاضرین مسجد دو تہائی (2/3) سے زیادہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ''حُجر رضی اللہ عنہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے، آپ ہماری روزیاں ہم کو دے دیجیے کیوں کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں اُس سے ہم کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔'' وہ لوگ اُس اور اس قبیل کے اور فقروں کو دہراتے رہیں۔ چنانچہ مغیرہ رضی اللہ عنہ جب منبر پر سے اُتر آئے تو اُنہی کے چند آدمی اُن سے ملاقات کی اجازت طلب کر کے اُن کے پاس گئے اور کہا، ''آپ اُس شخص (یعنی حُجر رضی اللہ عنہ) کو کب تک یوں چھوڑے رہیں گے؟ یہ آپ کے رعب وداب کے خلاف جرأت کرتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کہتا ہے، اِس سے آپ کے رعب وداب میں بھی ضعف آئے گا اور امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔'' مغیرہ نے کہا، ''آپ لوگ یہ سمجھ لیجیے کہ میں نے اِس کو گویا قتل ہی کر دیا ہے کیوں کہ میرے بعد ایک امیر (یعنی زیاد) آئے گا، یہ شخص اُسے میرے ہی جیسا آدمی سمجھے گا اور اُس کے ساتھ وہی کرے گا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ میرے ساتھ کر رہا ہے اور ایسا ہوگا تو وہ امیر ضرور اِسے گرفتار کر کے قتل کر دے گا۔ میری موت تو قریب آ گئی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں شہر کے برآوردہ شخص کو قتل کروں تاکہ وہ سعادت حاصل کر لے اور میں بدبخت کا بدبخت رہ جاؤں اور اُدھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو دنیا میں معزز ہو جائیں اور میں آخرت میں ذلیل ہوں۔ اِس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا اور اُن کی جگہ زیاد عامل مقرر ہوا۔''[1]

قارئین کرام! ابن اثیر کی اِس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ زیاد کا خطبہ لمبا ہونے اور سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا اُس کی مخالفت کرنے کی اہم وجہ تھی سیّدنا اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم۔

چنانچہ زیاد نے سب لوگوں کو وائل بن حُجر حضرمی کے ساتھ بھیج دیا، اُن کے ساتھ بڑی جماعت تھی جب یہ مقامِ مرج عذراء میں پہنچے تو انہوں نے (حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ) نے کہا، ''میں پہلا مسلمان ہوں جو اِس مقام پر تکبیر کہتا ہوں پھر یہ اور اُن کے اصحاب عذراء نامی قریہ (گاؤں) میں جو دمشق کے پاس ہے، اُترے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سب کے قتل کا حکم دیا مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے بعض لوگوں کی سفارش کی وہ چھوڑ دیے گئے اور حُجر اور اُن کے ساتھ چھے (6) آدمی قید کر دیے۔ جب لوگوں نے اُن کے (حضرت حُجر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا) قتل کا اِرادہ کیا تو اُنہوں نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اِس کے کہا کہ اگر تم میری طرف کسی ایسی بات کا گمان نہ کرتے جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی بزدلی کا) تو بیشک میں اِن دونوں رکعتوں کو طول دیتا بعد اِس کے اُنہوں نے کہا کہ میرے ہتھیار نہ اُتارنا اور میرے خون کو نہ دھونا، میں (قیامت کے دن) معاویہ رضی اللہ عنہ سے اِسی حال میں ملوں گا۔[2]

---

1. الکامل فی التاریخ (اردو)، 3/76-77
2. اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (اردو)، 1/526

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے قتل کی دو رکعت نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا اُنہوں نے کہا اُن دنوں رکعتوں کو حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور خُبیب رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اور یہ دونوں بڑے فاضل تھے۔ حسن (بصری) رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب کے قتل کو بڑا حادثہ سمجھتے تھے۔(1)

سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹنا

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابو الاسوَد کے حوالے سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے اُنہیں حُجر اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی اور فرمانے لگیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے۔ اِس کی سند میں انقطاع ہے۔''(2)

اسد الغابۃ میں ابن اثیر نے اِسے یوں بیان کیا ہے:

''جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حُجر رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیاد کی اِس بدسلوکی کی خبر ملی تو اُنہوں نے عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ خدا کے لیے حُجر اور اُن کے اصحاب کی بے حرمتی نہ کرنا مگر عبد الرحمٰن ایسے وقت میں پہنچے کہ وہ قتل ہو چکے تھے۔ تو عبد الرحمٰن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابو سفیان تو حُجر اور اُن کے اصحاب کے ساتھ بہت بردباری کیا کرتے تھے، یہ بات تم میں کیوں نہ ہوئی، تم نے اُن کو قید کیوں نہ کر دیا، کسی وبائی مقام میں کیوں نہ بھیج دیا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اُس وقت میری قوم میں تمہارے جیسے (نیک مشورہ دینے والے) لوگ نہ تھے۔'' عبدالرحمٰن نے کہا، ''خدا کی قسم! اب اہلِ عرب نہ تم کو حلیم سمجھیں گے اور نہ صاحبِ عقل، تم نے ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو مسلمان تھے اور تمہارے پاس قید کر کے بھیجے گئے تھے۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا کرتا، زیاد نے مجھے اُن کے بہت سخت حالات لکھے تھے اور لکھا تھا کہ یہ لوگ ایسا رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں جو پھر بند نہ ہو سکے گا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے حُجر رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق اُن سے طویل گفتگو کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا اور حُجر کا معاملہ چھوڑ دیجیے یہاں تک کہ ہم دونوں اپنے پروردگار کے یہاں ملیں۔''(3)

---

1. اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (اردو)، 1/527
2. الاصبۃ فی تمیز الصحابۃ (اردو)، 1/582
3. اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، 1/526

سیّدنا حُجر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رونا

نافع کہتے تھے کہ حضرت ابن عُمر رضی اللہ عنہ بازار میں تھے جب اُن کو حُجر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو اُن سے صبر نہ ہو سکا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور رونے کی آواز اُن سے بلند ہو گئی۔ (1)

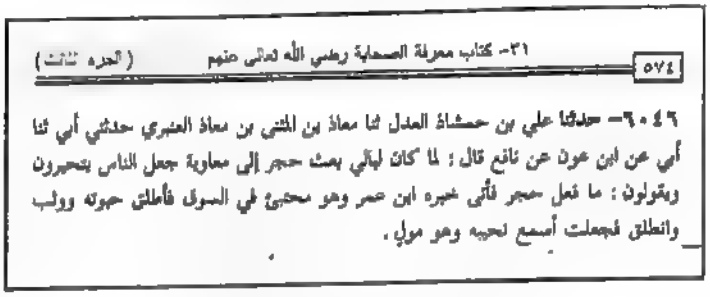
٣١- كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم (الجزء الثالث) ٥٧٤

٦٠٤٦- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا معاذ بن المثنى بن معاذ العنبري حدثني أبي ثنا أبي عن ابن عون عن نافع قال: لما كان لبالي بعث حجر إلى معاوية جعل الناس يتحيرون ويقولون: ما فعل حجر فأتى خبره ابن عمر وهو محتبٍ في السوق فأطلق حبوته ووثب وانطلق فجعلت أسمع نحيبه وهو مولٍ.

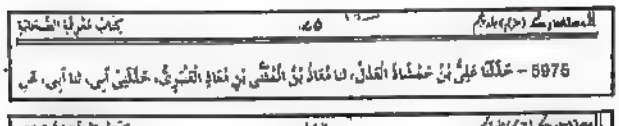
المستدرک (جلد پنجم) ٧٥ کتاب معرفۃ الصحابۃ

5975 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثنا مُعَاذُ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أَبِي، ثنا

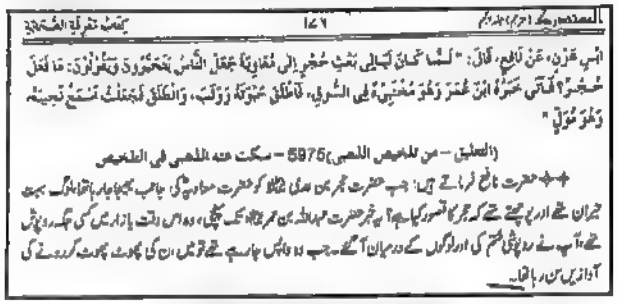
المستدرک (جلد پنجم) ١٧٦ کتاب معرفۃ الصحابۃ

ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: "لَمَّا كَانَ لَيَالِي بَعَثَ حُجْرٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ جَعَلَ النَّاسُ يَتَحَيَّرُونَ وَيَقُولُونَ: مَا فَعَلَ حُجْرٌ؟ فَأَتَى خَبَرُهُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ مُحْتَبٍ فِي السُّوقِ، فَأَطْلَقَ حَبْوَتَهُ وَوَثَبَ، وَانْطَلَقَ فَجَعَلْتُ أَسْمَعُ نَحِيبَهُ وَهُوَ مُوَلٍّ"

(التعليق - من تلخيص الذهبي) 5975 - سكت عنه الذهبي في التلخيص

حضرت نافع فرماتے ہیں: جب حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا جا رہا تھا، لوگ بہت حیران تھے اور پوچھتے تھے کہ حجر کا قصور کیا ہے؟ یہ خبر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تک پہنچی، وہ اس وقت بازار میں کسی جگہ روپوش تھے، آپ نے روپوشی ختم کی اور لوگوں کے درمیان آ گئے۔ جب وہ واپس جا رہے تھے تو میں ان کی پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز سن رہا تھا۔

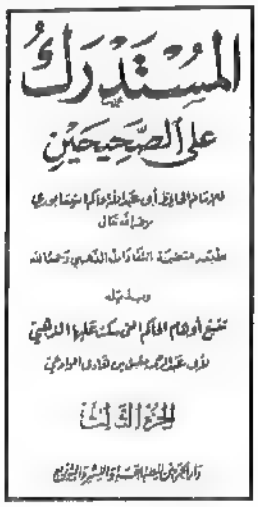
المستدرک علی الصحیحین

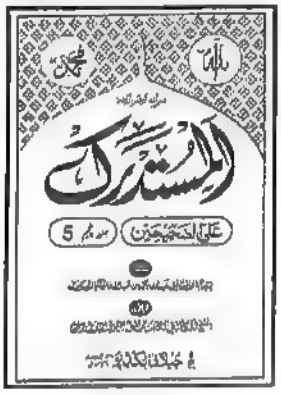
المستدرک علی الصحیحین

ترجمہ

حضرت نافع فرماتے ہیں: جب حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا جا رہا تھا، لوگ بہت حیران تھے اور پوچھتے تھے کہ حُجر رضی اللہ عنہ کا قصور کیا ہے؟ یہ خبر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تک پہنچی، وہ اُس وقت بازار میں کسی جگہ روپوش تھے، آپ نے روپوشی ختم کی اور لوگوں کے درمیان آ گئے۔ جب وہ واپس جا رہے تھے تو میں اُن کی پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز سن رہا تھا۔ (2)

اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تلخیص'' میں اِس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (3)

قارئین کرام! سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہجری سن 51 میں ہوئی۔ آپ کی شہادت سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد ہوئی۔ سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت ''صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ'' کی شرائط کی دھجّیاں اُڑانے جیسا تھا۔ آپ کی شہادت پر صحابۂ کرام غمگین تھے۔

1. أسد الغابة في معرفة الصحابة (اردو)، 1/527؛ الاصابة في تمييز الصحابة (اردو)، 1/582
2. مُستدرک للحاکم (اردو)، 5/175-176، رقم: 5975
3. مُستدرک للحاکم (عربی)، 3/574-575، رقم: 6046

شرط-3

''آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے 'خُمس' (مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو ملے گا جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار سے ملتا آرہا ہے۔''

'خُمس':

خُمس کا ذکر قرآن میں 'سورۃ الانفال' میں آیت نمبر 41 میں موجود ہے:

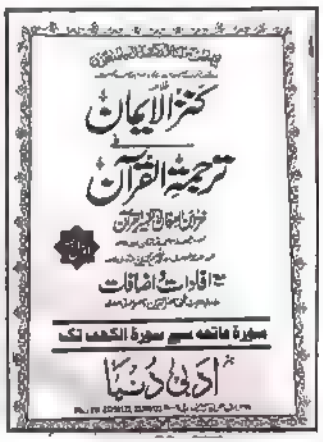

الانفال ۸ ۷۳۰ واعلموا ۱۰

الجزء ۹ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو ۶۹ تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و (رسول کے) قرابت والوں اور یتیموں اور

الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى

محتاجوں اور مسافروں کا ہے ۷۰ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو (احکام غنیمت) ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ترجمہ

''اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو، تو اُس کا پانچواں حصّہ خاص اللہ جل جلالہ اور رسول وقرابت داروں اور یتیموں اورمحتاجوں اور مسافروں کا ہے، اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اُس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دِن اُتارا جس دِن دونوں فوجیں ملیں تھیں اور اللہ جل جلالہ سب کچھ کرسکتا ہے۔''(1)

اِس آیت کے مطابق 'مالِ غنیمت' (جنگ میں فتح حاصل ہونے پر ملنے والا خزانہ وغیرہ) کا پانچواں حصّہ (جسے خُمس کہا جاتا ہے) اُسے چھے حصّوں میں بانٹنا ہوگا: اللہ جل جلالہ، اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار رضی اللہ عنہم (یعنی اہلِ بیت رضی اللہ عنہم بنو ہاشم)، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں میں۔

1. سورۃ الانفال: 8:41، ترجمہ: کنز الایمان

اِس شرط کو امّت کے آگے بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ تک کہا جاتا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سالانہ ایک رقم کی ضرورت پیش کی، تو کچھ یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیّدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو ایک رقم سالانہ تحفے کے طور پر پیش کرتے تھے۔ تو یہاں ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے جس رقم کی ضرورت شرط میں بیان کی تھی وہ کوئی تحفہ یا خواہشات کے طور پر نہیں بلکہ ''خُمس'' کہ جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں آیا ہے جو مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ ہے اور جس پر اہلِ بیت کا حق تھا۔ سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے لے کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تک کے تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ''خُمس'' کی رقم کو آلِ عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو دیتے تھے۔ یعنی یہ شرط اہلِ بیت کا حق تھا جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر دیتے بھی تھے تو اہلِ بیت پر کوئی احسان نہیں کر رہے تھے۔

شرط-4

''سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما پر بنو اُمیّہ کے منبروں سے ہونے والے سبّ وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔''

اِس شرط کو پابندی سے نبھانا تو دور کی بات ہے بلکہ اِس کی سرِ عام وعدہ خلافی کی گئی۔ اِس موضوع کو ہم تفصیل سے بیان کرنے کے لیے الگ سے پورا باب-12 (بارہ) اِسی کتاب میں پیش کر رہے ہیں جو اِس باب کے بعد آرہا ہے۔

شرط-5

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ امّت کو خلیفہ کے چناؤ کے لیے شوریٰ (مسلمانوں کی صلاح کار کمیٹی) پر چھوڑیں گے۔''

اِس شرط کی بھی بالکل پابندی نہیں کی گئی بلکہ کھلے طور پر یزید کو ولی عہد بنا کر بیعت لینا شروع کر دیا گیا۔ اِس موضوع کو ہم تفصیل سے بیان کرنے کے لیے الگ سے پورا باب 14 (چودہ) اِسی کتاب میں پیش کر رہے ہیں۔

باب-12

بنو اُمیّہ کا امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم

(صحیح احادیث کی روشنی میں)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وبنو اُمیّہ کے زمانۂ تسلّط میں مسجد کے منبروں سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم عام ہو چکا تھا۔

یہ سبّ وشتم کی قبیح رسم، کہ امیر معاویہ اور اُن کے گورنروں کی موجودگی میں منبروں سے سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے بلکہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی برادرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا مولا علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہنے، کو اِس باب میں صحیح احادیث کی روشنی میں نقل کیا گیا ہے۔

ایک باطل تاویل کا ردّ

دیوبند مکاتبِ فکر کے مشہور مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق'' میں اِمام مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم کے دفاع میں دلیلیں پیش کی ہیں۔ دراصل اُنھوں نے یہ دلیلیں سیّدنا مولانا مودودی صاحب کی مشہورِ زمانہ کتاب ''خلافت وملوکیت'' کے ردّ میں پیش کی ہیں۔ مولانا مودودی صاحب نے 'تاریخِ طبری' سے بنو اُمیّہ کے مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کے پانچ حوالے پیش کیے ہیں اور اِنہی تاریخی روایتوں کا مولانا تقی عثمانی نے ردّ کر کے صرف بخاری کی ایک حدیث پیش کر کے ثابت کرنا چاہا کہ بنو اُمیّہ مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرتے تھے اِس کا کوئی ثبوت نہیں ہے:

مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کے بارے میں سیّدنا مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی روایتوں (طبری، ابن اثیر، ابن کثیر) میں رافضی راویوں کی بناء پر مولانا مفتی تقی عثمانی نے دفاعِ بنو اُمیّہ میں جو دلیلیں پیش کیں وہ کچھ اِس طرح ہیں:

مندرجۂ بالا بحث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ:

1. خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سبّ وشتم کی جو نسبت مولانا (مودودی) نے کی ہے، اُس کا تو کوئی ادنیٰ ثبوت بھی مولانا کے بیان کردہ حوالوں میں بلکہ کہیں نہیں ہے اور اِس کے برعکس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کے جملے منقول ہیں۔
2. اِسی طرح تمام گورنر کا جو لفظ مولانا (مودودی) نے استعمال کیا ہے وہ بھی بالکل بلا دلیل ہے، مولانا کے بیان کردہ حوالوں میں صرف دو گورنروں کا ذکر ہے۔
3. اِن دونوں گورنروں میں سے ایک یعنی مروان بن حکم کے بارے میں مولانا کے دیے ہوئے حوالے کے اندر یا اور کہیں یہ بات موجود نہیں ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کیا کرتا تھا۔
4. سبّ وشتم کی بوچھاڑ کا لفظ بھی بلا دلیل ہے، اِس لیے کہ مولانا کے دیے ہوئے حوالے میں تو سبّ وشتم کے الفاظ منقول نہیں۔ صحیح بخاری کی روایت سے جو الفاظ معلوم ہوتے ہیں اُنھیں 'سبّ وشتم' کھینچ تان کر ہی کہا جاسکتا ہے۔

5. دوسرے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں مولانا نے حوالہ صحیح دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بددُعا کرتے تھے۔ دوسرا یہ روایت از اوّل تا آخر سارے کے سارے شیعہ راویوں سے مروی ہے اور روایت در روایت ہر اعتبار سے واجب الردّ ہے۔

حضرت معاویہؓ ۳۶

میں بھی کہیں یہ مذکور نہیں کہ حضرت معاویہؓ نے اسے اس کام کا حکم دیا تھا یا وہ اس کے اس فعل پر راضی تھے۔ ایسی صورت میں یہ الفاظ لکھنے کا کوئی جواز ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت معاویہؓ :

"خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں بر سرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔"

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ :

۱۔ خود حضرت معاویہؓ کی طرف سبّ وشتم کی جو نسبت مولانا نے کی ہے' اس کا تو کوئی ادنیٰ ثبوت بھی مولانا کے بیان کردہ حوالوں میں' بلکہ کہیں نہیں ہے اور اس کے برعکس حضرت معاویہؓ سے حضرت علیؓ کی تعریف و توصیف کے جملے منقول ہیں۔

۲۔ اسی طرح تمام گورنر کا جو لفظ مولانا نے استعمال کیا ہے وہ بھی بالکل بلا دلیل ہے' مولانا کے بیان کردہ حوالوں میں صرف دو گورنروں کا ذکر ہے۔

۳۔ ان دو گورنروں میں سے ایک یعنی مروان بن الحکم کے بارے میں مولانا کے دیئے ہوئے حوالے کے اندر یا اور کہیں یہ بات موجود نہیں ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حکم سے حضرت علیؓ پر سبّ وشتم کیا کرتا تھا۔

۴۔ سبّ وشتم کی بوچھاڑ کا لفظ بھی بلا دلیل ہے' اس لئے کہ مولانا کے دیئے ہوئے حوالے میں تو سبّ وشتم کے الفاظ منقول نہیں۔ صحیح بخاری کی روایت سے جو الفاظ معلوم ہوتے ہیں انہیں "سبّ وشتم" کھینچ تان کر ہی کہا جا سکتا ہے۔

۵۔ دوسرے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے بارے میں مولانا نے حوالہ صحیح دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ قاتلین عثمانؓ کے لئے بددعا کیا کرتے تھے۔ دوسرے یہ روایت از اول تا آخر سارے کے سارے شیعہ راویوں سے مروی ہے اور روایت در روایت ہر اعتبار سے واجب الرد ہے۔

مفتی تقی عثمانی کے اِن پانچ دلائل کے جواب میں یہ پورا باب ہے جو صحیح احادیث پر و محدثین کی تحقیق پر مبنی ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب کی نظر اُن صحیح احادیث پر نہیں گزری جس میں اُن کے تمام پانچوں دلائل کا جواب موجود ہے اور یہ صحیح احادیث ہیں جن کے راوی معتبر ثقہ ہیں (شیعہ یا رافضی نہیں)۔ مگر افسوس مفتی صاحب نے شاید اِن کا مطالعہ نہیں کیا، اِسی لیے وہ کہہ رہے ہیں کہ بنو اُمیّہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کا کہیں کوئی حوالہ (ثبوت) نہیں ملتا !!

1. تقی عثمانی فی حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق (اردو)، صفحہ: 46

مردہ لوگوں کو گالی مت دو- صحیح بخاری کی ایک حدیث

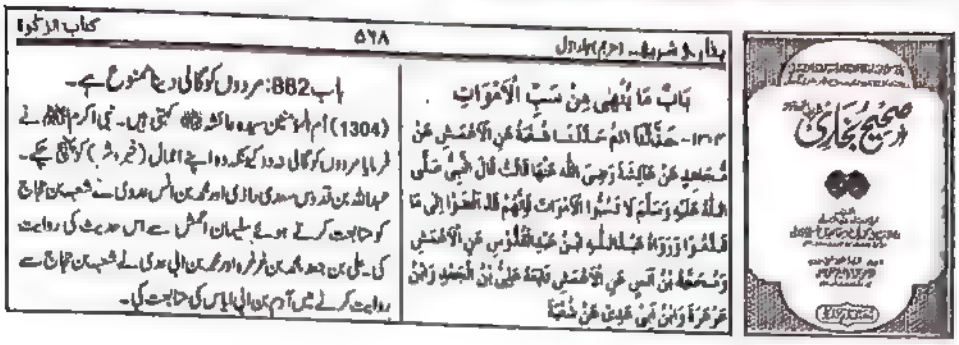

کتاب الزکوٰۃ ۵۶۸ بخاری شریف۔ (مترجم) جلد اول

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

١٣٠٤- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَتَابَعَهُ ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عُرْعُرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ

باب 882: مردوں کو گالی دینا ممنوع ہے۔

(1304) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو گالی نہ دو کیونکہ وہ اپنے اعمال (خیر و شر) کو پہنچ چکے۔ عبداللہ بن قدوس سعدی رازی اور محمد بن انس عدوی نے شعبہ بن حجاج کو متابعت کرتے ہوئے سلیمان اعمش سے اس حدیث کی روایت کی۔ علی بن جعد، محمد بن غرعرہ اور محمد بن ابی عدی نے شعبہ بن حجاج سے روایت کرنے میں آدم بن ابی ایاس کی متابعت کی۔

ترجمہ

امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''مردہ لوگوں کو گالی مت دو کیوں کہ وہ اپنے کیے ہوئے اعمال (کے انجام) تک پہنچ چکے ہیں۔''(1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (مندرجۂ بالا) مبارک فرمان پوری اُمّت کے لیے یکساں ہے اور اِس حکم سے کوئی ایک شخص بھی باہر نہیں ہے، چاہے وہ شخص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہی میں سے کیوں نہ ہو۔

مسلمان کو برا کہنا فسق ہے- صحیح مسلم کی ایک حدیث

صحیح مسلم (اوّل) ۱۰۶ ۱- کتاب الایمان

٢٨- بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

٢١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ وَأَسْتَثْبِتُهُ غَيْرَ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهُ وَقَالَ

اس کا بیان کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کیا تم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے خود سنا ہے کہ وہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں؟ ابو وائل نے کہا: ہاں۔

ترجمہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُس سے لڑنا کفر ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کیا تم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے خود سنا ہے کہ وہ اِس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں؟ ابو وائل نے کہا: ''ہاں''۔(2)

---

1. صحیح بخاری (اردو)، 1/568، رقم: 1304، انٹرنیشنل نمبر: 1393
2. صحیح مسلم (اردو)، 1/106، رقم: 218، انٹرنیشنل نمبر: 221

حضرت علی علیہ السلام کو گالی دینا (سبّ وشتم کرنا) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی (سبّ وشتم کرنا) دینا:

صحیح حدیث

الروض الداني
إلى
المعجم الصغير للطبراني

تحقيق
محمد شكور محمود الحاج أمرير

الجزء الثاني

المكتب الإسلامي بيروت — دار عمار عمان

أليمٌ: أشيمطٌ زانٍ، وعائلٌ مستكبرٌ، ورجلٌ جعلَ اللهُ له بضاعةً، فلا يبيعُ إلا بيمينِهِ، ولا يشتري إلا بيمينِهِ»[1].

- لم يروه عن عاصم إلا حفص.

★ الإسناد: رواه الطبراني في الأوسط، وروى في الكبير نحوه بالإسناد نفسه ورجاله رجال الصحيح. وأشار السيوطي إلى صحته.[2]

٨٢٢ - حدثنا محمد بن الحسين أبو حُصَيْن القاضي.[3] حدثنا عون بن[4] سلامٍ، حدثنا عيسى بن عبد الرحمن السلمي، عن السُّدي، عن أبي عبدالله الجدلي، قال: قالت لي أم سلمة:

«أيُسَبُّ رسولُ اللهِ ﷺ فيكم على رؤوس النَّاس، فقلتُ سُبْحانَ اللهِ، وأنَّى يُسَبُّ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم؟ فقالتْ: أليْسَ يُسَبُّ عليُّ بن أبي طالب، ومَنْ يُحِبُّهُ، فأشهدُ أنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كانَ يُحِبُّهُ».

- لم يروه عن السدي إلا عيسى.

★ الإسناد: قال الهيثمي: رواه الطبراني في الثلاثة، وأبو يعلى، ورجال الطبراني رجال الصحيح، غير أبي عبدالله وهو ثقة.[5] وكذا أخرجه الإمام أحمد والحاكم ووافقه الذهبي.[6]

٨٢٣ - حدثنا محمد بن عثمان بن سعيد أبو عمر الضرير الكوفي.[7] حدثنا أحمد بن

(١) الأشيمط: الشيخ في شعره سواد وبياض.
عائل مستكبر: أي فقير ذو عيال. لا يقدر على تحصيل مؤونتهم. ولا يطلب من بيت المال. أو من الناس تكبراً.
(٢) الزوائد (٧٨/٤) والجامع الصغير (٢٥٤٤/٣) والكبير (٣٠١/٦).
(٣) من أهل الكوفة قدم بغداد وحدث بها، عن أحمد بن يونس اليربوعي وغيره روى عنه يحيى بن محمد بن صاعد وغيره. كان فهماً صنف المسند، وقال الدارقطني: كان ثقة. تولى سنة ست وتسعين ومائتين. بغداد (٢٢٩/٢).
(٤) في المطبوع / عون عن بن سلام / وهو خطأ.
(٥) الزوائد (١٣٠/٩) والكبير (٣٢٢/٢٣).
(٦) المستدرك (١٢١/٣) بلفظ آخر.
(٧) قال في خلاصة الخزرجي (٢١/١): شيخ للطبراني يروي عن أحمد بن يونس اليربوعي، وهو ضعيف كما ذكر الهيثمي

٨٣

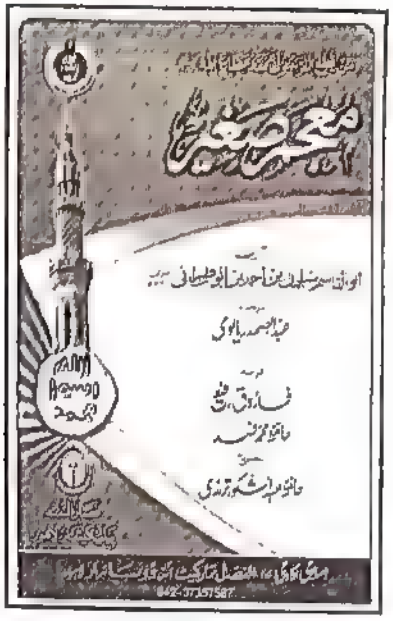

[٨٨٩] - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ أَبُو حُصَيْنٍ الْقَاضِي ، حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَامٍ ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ ، عَنِ السُّدِّيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ ، قَالَ : قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ : أَيُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ فِيكُمْ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ ؟ فَقُلْتُ : سُبْحَانَ اللَّهِ ، وَأَنَّى يُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَتْ : أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ يُحِبُّهُ ، فَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّهُ لَمْ يَرْوِهِ عَنِ السُّدِّيِّ ، إِلَّا عِيسَى. ①

① مسند احمد ٦/ ٣٢٣ قال شعيب الارنؤوط اسناده صحيح. مسند ابی یعلی، رقم: ٧٠١٣. معجم الاوسط، رقم: ٣٤٤. مستدرك حاكم ٣/ ١٣٠.

معجم صغیر للطبرانی ۵۱۸ مناقب کا بیان

ترجمة الحديث: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کیا تمہارے رسول اللہ ﷺ گالیاں دیئے جاتے ہیں؟ ابوعبداللہ جدلی نے کہا میں نے کہا "سبحان اللہ" یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ کیسے گالیاں دیئے جاتے ہیں؟ ام سلمہ نے کہا کیا سیدنا علی علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی جاتیں اور اس کو بھی جو ان سے محبت کرتا ہے؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔"

ابو عبد اللہ جدلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "کیا تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گالیاں دیے جاتے ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک)" ابی عبد اللہ جدلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں نے کہا "سبحان اللہ" یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کیسے گالیاں دیے جاتے ہیں؟" امّ سلمٰی رضی اللہ عنہا نے کہا، "کیا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دی جاتیں اور اُس کو بھی جو اُن سے محبت کرتا ہے؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے محبت کرتے تھے۔"(1)

(یعنی سیّدنا مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو منبروں پر گالیاں دینا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبروں سے گالیاں بکنے کے برابر ہے۔) (نعوذ باللہ من ذالک)

اِمام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس حدیث کو اپنی 'سنن' میں نقل کی ہے اور غلام مصطفیٰ ظہیر نے اِس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے۔

اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مُسند" میں بھی اِس کو نقل کیا ہے اور کتاب کے محقق شعیب ارنؤوط نے اِس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

علّامہ اَلبانی نے بھی اِس حدیث کو اپنی کتاب "احادیث الصّحیحہ" میں نقل کیا ہے۔

1. المعجم الصغیر: صفحہ: 517-518، رقم: 889، انٹرنیشنل نمبر: 822

سلسلة
الأحاديث الصحيحة
وشيء من فقهها وفوائدها

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني
رحمه الله

المجلد السابع
القسم الأول
٣٠٠٠ - ٣٣٣٢

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها أسعد بن أسعد الرحمن الراشد
الرياض

٣٣٣٢ - (كان يحبُّ عليًّا) .

أخرجه الطبراني في «المعجم الأوسط» (٦/٣٨٩/٥٨٢٨) ، و«المعجم الصغير» (١٩٩ - هندية) : حدثنا محمد بن الحسين أبو حُصين القاضي : قال : حدثنا حون ابن سلام قال : حدثنا عيسى بن عبدالرحمن السُّلمي عن السُّدي عن أبي عبدالله الجَدَلي قال :

قالت لي أم سلمة : أيُسب رسول الله ﷺ بينكم على المنابر؟! قلت : سبحان الله ! وأنى يسب رسول الله ﷺ ؟! قالت :

أليس يُسَبُّ علي بن أبي طالب ومن يحبه؟ وأشهد أن رسول الله ﷺ كان يحبه ! وقال الطبراني :

«لم يروه عن السدي إلا عيسى» .

قلت : ومن طريقه أخرجه أبو يعلى في «مسنده» (١٢/٤٤٤ - ٤٤٥) ، والطبراني أيضاً في «المعجم الكبير» (٢٣/٣٢٣/٧٣٨) من طرق أخرى عن عيسى به .

قلت : وهذا إسناد جيد ، ورجاله كلهم ثقات . وفي السدي - واسمه إسماعيل بن عبدالرحمن - كلام يسير لا يضر ، وهو من رجال مسلم . وأما إعلال المعنى على «المسند» بقوله :

٩٩٦

سلسلۂ
احادیث صحیحہ (اردو)

تصنیف
محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تحشیہ
محمد ابراہیم بن بشیر الحسینی
محمد ابراہیم بن احمد مدنی

الکتاب پبلیکیشن
جامعہ محمدی شیرانوالہ گوجرانوالہ

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص

۵۳۳

فضل عليٍّ بانه محبوب لرسول الله.

سیدنا علیؓ کی فضیلت کہ وہ رسولؐ کے محبوب ہیں

٣٥٣٨ - عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ. قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَكُمْ عَلَى الْمَنَابِرِ؟! قُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ! وَأَنَّى يُسَبُّ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّهُ!(٢) [الصحيحة: ٣٣٣٢]

ابوعبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کو تم لوگوں کی موجودگی میں منبروں پر برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ کو کہاں برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیا سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور ان سے محبت کرنے والوں پر سب وشتم نہیں کیا جا رہا؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۸۲۸) وفی الصغیر (۲/ ۲۱)۔

علّامہ اَلبانی کی ''سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ'' میں ہے: ابوعبد اللہ جدلی کہتے ہیں: مجھ سے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری موجودگی میں منبروں پر برا بھلا کہا جارہا ہے؟'' میں نے کہا: ''اللہ جل جلالہ کی ذات پاک ہے!، اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں برا بھلا کہا جارہا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیا سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور اُن سے محبت کرنے والوں پر سبّ وشتم نہیں کیا جارہا؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے محبت فرماتے تھے۔''

میں (علّامہ اَلبانی) کہتا ہوں: اِس کی سند عمدہ ہے۔[1]

1. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (اردو)، 3/533، رقم: 3538؛ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (عربی)، 1/996، رقم: 3332

جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی: صحیح حدیث

شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی کتاب ''صحیحہ'' میں نقل کرتے ہیں:

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص ۵۵۱

باب: فضل علیؓ

سیدنا علیؓ کی فضیلت کا بیان

۳۵۷۷۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شَاسٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔ [الصحيحة: ۲۲۹۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علی کو تکلیف دی' اس نے مجھے تکلیف دی۔'' یہ حدیث سیدنا عمرو بن شاس' سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۵۔ (۱) عمرو بن شاس: احمد (۳/ ۴۸۳)' حاکم (۳/ ۱۲۲)۔ (۲) سعد بن ابی وقاص ابو یعلی (۷۷۰)' البزار (الکشف: ۲۵۶۲)۔ (۳) جابر رضی اللہ عنہ: ابن عساکر (۳۵/ ۱۵۵)' السہمی فی تاریخ جرجان (۳۲۵)۔

ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی۔''

یہ حدیث سیّدنا عمرو بن شاس، سیّدنا سعد بن ابی وقاص اور سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، اِمام بزّار رحمۃ اللہ علیہ، اِمام بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو نقل کیا ہے۔

شیخ اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سلسلۂ احادیث صحیحہ (اردو)، 3/551، رقم: 3577

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والے کے لیے دردناک عذاب: قرآن

واعلموا ۱۰ ۷۷۳ التوبۃ ۹

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

ترجمہ

اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِیذا دیتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔[1]

جس نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا اُس نے اللہ سے بُغض رکھا: صحیح حدیث

شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی ''صحیحہ'' میں نقل کرتے ہیں:

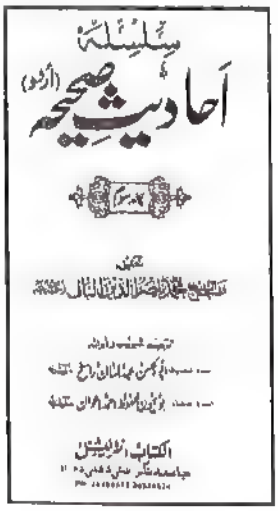

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص ۵۵۱

باب: فضل من حب علی

۳۵۷۹۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: اُشْهِدُ اَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ، وَمَنْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ

سیدنا علیؓ سے محبت کی فضیلت

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۵۵۲

اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ، وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحیحۃ: ۱۲۹۹]

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۹۔ المخلص فی الفوائد المنتقاۃ (۱۰/ ۱۱۵) حاکم (۳/ ۱۳۰) عن سلمان رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سیدنا علیؓ سے محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے جب کہ ان سے نفرت اللہ کی نفرت کا ذریعہ ہے۔

سے محبت کی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔''

1. سورۂ توبہ، 9:61، ترجمہ: کنز الایمان

ترجمہ

سیّدہ امّ سلمہ علیہا السلام کہتی ہیں : میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا : ''جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ سے بغض رکھا۔

شیخ اَلبانی نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے اور اِس کے ضمن میں لکھتے ہیں :

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے جب کہ اُن سے نفرت اللہ کی نفرت کا ذریعہ ہے۔''(1)

اِمام حاکم رضی اللہ عنہ نے بھی اِس حدیث کو نقل کیا ہے۔(1)

علّامہ ناصر الدین اَلبانی نے ''صحیح الجامع الصغیر وزیادۃ'' میں نقل کیا ہے :

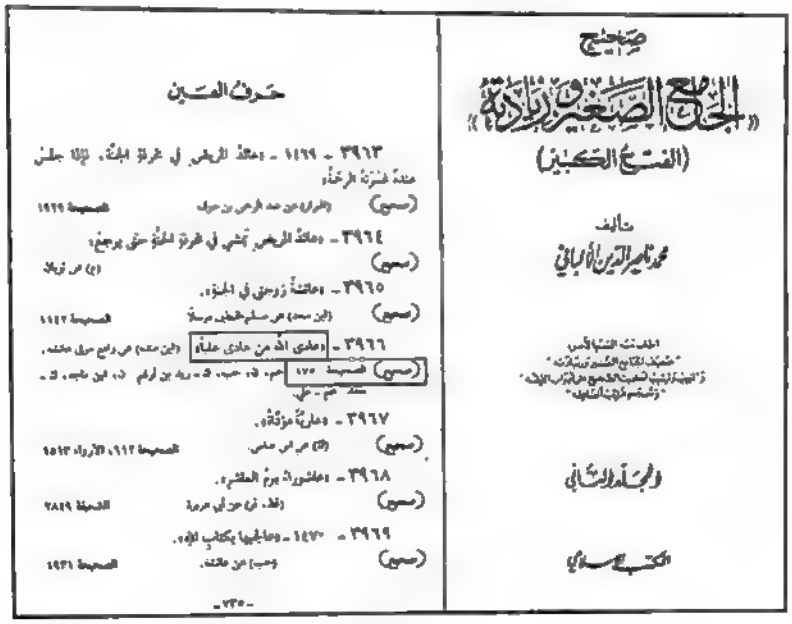
صحيح
الجامع الصغير وزيادته
(الفتح الكبير)
تأليف
محمد ناصر الدين الألباني
المجلد الثاني
المكتب الإسلامي

حرف العين

٣٩٦٣ - ١١٦٩ - «علي الرجس في خرقة البلة، إلا جلس عليه فتزة الخرقة».
(صحيح) (الحاكم عن عبد الرحمن بن حبيب) الصحيحة ١٩٢٩

٣٩٦٤ - «علي الرجس يمشي في خرقة الملة حتى يرجع».
(صحيح) (٢) عن نوفل

٣٩٦٥ - «علي زوجي في الجنة».
(صحيح) (ابن سعد عن سلمى الخطمية مرسلاً) الصحيحة ١١١٢

٣٩٦٦ - «علي الله من عادى عليا» (ابن عدي عن رافع مولى عائشة.
(صحيح) الصحيحة ١٧٠ حم، ك، حب، ق - زيد بن أرقم، ت، ابن ماجه، ك - سعد - حم - علي.

٣٩٦٧ - «علي مؤذنه».
(صحيح) (٣) عن أنس الصحيحة ١٩١٢، الإرواء ٥٥١٣

٣٩٦٨ - «عاشوراء يوم العاشر».
(صحيح) (قد) عن أبي هريرة الصحيحة ٢٨١٩

٣٩٦٩ - ١٤٧٠ - «عاجلها بكتاب الله».
(صحيح) (حب) عن عائشة. الصحيحة ١٩٣١

-٧٣٥-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ''اللہ جل جلالہ اُس سے دشمنی کرے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی۔''

علّامہ اَلبانی کہتے ہیں ''یہ صحیح ہے۔''(2)

---

1. سلسلۂ احادیث صحیحہ (اردو)، 3/551-552، رقم : 3579
2. صحیح الجامع الصغیر وزیادۃ (عرب)، صفحہ : 735

بنو اُمیّہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کو برا-بھلا (سبّ وشتم) کہنا

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

١٧٢ سنة ٤١

أحدوثة معاوية وتكلّب ... ثُ أنا أعلمُ بالأمرِ منك.
فلما انتهى كتابُ الحَسَ... عبد الله بن عامر، وعبد
الرحمن بن سمرة بن ح... وصول الكتاب ومعهما
صحيفة بيضاء مختوم عل... هذه الصحيفة التي خَتَمْتُ
أسفلها ما شئتَ فهو لك ... ط أضعافَ الشروط التي
سأل معاوية قبلَ ذلك وأ... مرُ إلى معاوية طلب أنْ
يعطيَه الشروط التي في ا... ذلك معاوية وقال له : قد
أعطيتُك ما كنتَ تطلب ... العراق فقال : « يا أهلَ
العراق : « إنه سخيّ بنف... منعكم إياي ، وانتهابكم
متاعي »

وكان الذي طلب الحسن بنُ معاوية أنْ يعطيه ما في بيت مال الكوفة ومبلغه خمسة آلاف ألف[1]، وخراج « دارابجرد » بنُ فارس، وأنْ لا يُشْتَم عليٌّ. فلم يجب إلى الكفّ عَنْ شَتْم عليّ، فطلب أنْ لا يُشْتَم وهو يسمع فأجابه إلى ذلك ثم لم يَفِ له به أيضاً

وأما خراج دارابجرد فإنّ أهل البصرة منعوه منه وقالوا: هو فيئنا لا نُعطيه أحداً وكان منعهم بأمر معاوية أيضاً، وتسلّم معاوية الأمر لخمس بقين من ربيع الأول من هذه السنة، وقيل في ربيع الآخر وقيل: في جمادى الأولى.

وقيل: إنّما سلم الحسن الأمر إلى معاوية لأنه لمّا راسله معاوية في تسليم الخلافة إليه خطب الناسَ فحمد الله وأثنى عليه وقال: « إنّا والله ما يثنينا عن أهل الشام شكٌّ ولا نَدَم وإنما كنّا نقاتل أهل الشام بالسلامة والصبر فشيبت السلامةُ بالعَداوة والصبر بالجزع، وكنتم في مسيركم إلى صِفّين ودينكم أمام دنياكم وأصبحتُم اليوم ودنياكم أمام دينكم، ألا وقد أصبحتم بين قتيلين قتيل بصفين تبكون له وقتيل بالنهروان تطلبون بثأره، وأما الباكي فخاذل، وأما الطالب فثائر. ألا وإن معاوية دعانا لأمر ليس فيه عزٌّ ولا

(١) لِيُعلم أنّ الحسن رضي الله لم يطلب ذلك لنفسه ، ولكن علم أنّ بني أمية يحرصون مَنْ نَصَرَ عليّاً رضي الله عنه وقاتل معه فاشترط ذلك ليمنعهم به وهو تصرف في غاية الذكاء .

الکامل فی التاریخ (اردو) جلد ③ 26

امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے جو امور طلب کئے تھے وہ یہ تھے کہ کوفے کے بیت المال کی تمام رقم جس کی مقدار پچاس لاکھ تھی۔ اور فارس کے دارابجرد کا خراج انھیں دیا جائے اور یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم نہ کیا جائے۔ معاویہ نے سب وشتم سے باز رہنے کو منظور نہ کیا۔ اس پر امام حسن رضی اللہ عنہ نے پھر طلب کیا کہ ان کو ایسے وقت میں سب وشتم نہ کیا کریں کہ وہ سنتے ہوں۔ اس کو انھوں نے منظور کیا مگر بعد میں یہ شرط بھی پوری نہ کی۔ باقی رہا دارابجرد کا خراج اسے اہل بصرہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ہمارے مال غنیمت میں سے ہے اور وہ ہم کسی کو نہ دیں گے۔ انھوں نے اس میں بھی معاویہ ہی حکم سے رکاوٹ پیدا کی تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سال ربیع الاول کی چوبیسویں یا پچیسویں کو اس خلافت قبول کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ربیع الآخر میں اور بعض کہتے ہیں جمادی الاولی میں۔

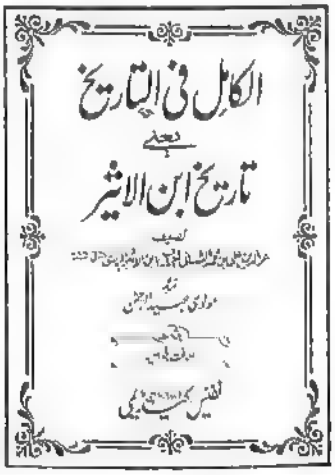

''اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو اُمور طلب کیے تھے وہ یہ تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم نہ کیا جائے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے سبّ وشتم سے باز رہنے کو منظور نہ کیا۔ اِس پر اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے پھر طلب کیا کہ اُن کو ایسے وقت میں سبّ وشتم نہ کیا کریں کہ وہ سنتے ہو۔ اِس کو اُنھوں نے منظور کیا مگر بعد میں یہ شرط بھی پوری نہ کی۔ باقی رہا دارابجرد کا خراج اُسے اہلِ بصرہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ہمارے مالِ غنیمت میں سے ہے اور وہ ہم کسی کو نہ دیں گے۔ اُنھوں نے اِس میں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کے حکم سے رکاوٹ پیدا کی تھی۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اِس سال ربیع الاول کی چوبیسویں یا پچیسویں تاریخ کو اَمرِ خلافت قبول کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ربیع الآخر میں اور بعض کہتے ہیں جمادی الاولیٰ میں۔[1]

اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علّامہ جلال الدین السیوطی (المتوفّٰی: 911 ہجری) لکھتے ہیں:

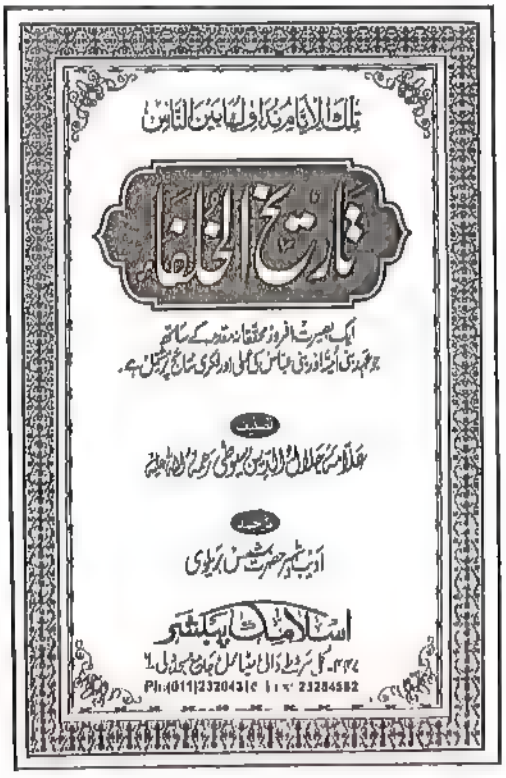
تلک الایام نداولھا بین الناس
تاریخ الخلفاء
ایک بصیرت افروز محققانہ مقدمہ کے ساتھ
جو تحقیقی آئینہ اور تاریخی مباحث کی عملی اور فکری مسائل پر مشتمل ہے۔
تصنیف
علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ
ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی
اسلامک پبلشر
Ph:(011)23204316 Fax: 23284582

1. ابن اثیر فی الکامل فی التاریخ: 3/26 (اردو)

۳۴۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم موقوف

خلفائے بنو اُمیہ کا دستور تھا کہ وہ اپنے خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے آپنے خلافت پر متمکن ہوتے ہی سختی سے اس کی ممانعت کردی اور اپنے عمال کو لکھا کہ ممالک محروسہ میں کہیں بھی ایسا نہ ہونے پائے اور جو خلاف شان الفاظ کہے جاتے ہیں ان کے بجائے یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

چنانچہ اس وقت سے لیکر آج تک خطبات کے آخر میں یہی کلمات پڑھے جاتے ہیں۔

قالی کا بیان ہے کہ بروایت چندان تک بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز شعر بھی کہا کرتے تھے۔ شمس بریلوی صرف دو شعر مع ترجمہ نقل کرتا ہے۔

اِنَّہُ الْفُؤَادُ عَنِ الصِّبَا	وَعَنِ الْغِوَایَۃِ وَالْھَوٰی
بیشک اپنے دل کو باز رکھ بچپن سے	نفس کی اتباع اور پیروی سے
فَلَعُمْرِ رَبِّکَ اِنْ فِیْ	شَیْبُ الْمَفَارِقِ وَالْجَلَا
رب العالمین کی قسم اگر تو نصیحت قبول کرے	گو بڑھاپے میں بھی تیرے سر پر خیر خواہ موجود ہے

''بنو اُمیّہ (اپنے) خطبات میں سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیا کرتے تھے، پھر جب سیّدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو اُنھوں نے اِس (غلیظ انتہائی گستاخانہ اور قبیح رسم) کو بند کروا دیا اور حکومتی کارندوں کے نام حکم نامہ جاری فرمایا کہ اِس (غلیظ رسم) کو بند کر دیا جائے۔ پھر اُس کی جگہ اِس (آیت) کو جاری فرما دیا: ''بیشک (اے ایمان والو!) اللہ ﷻ تمہیں (اِن 3 کاموں کا) حکم دیتا ہے کہ ہر معاملے میں انصاف سے کام لو اور احسان کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور (تمہیں اِن 3 کاموں سے) منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور بُرے کاموں سے اور سرکشی سے۔ وہ (اللہ ﷻ) تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کر سکو۔'' (النحل: 190)۔ چنانچہ اُس وقت سے اب تک خطبات میں اِس (آیت مبارکہ) کی قرأت مسلسل جاری ہے۔''[1]

1. تاریخ الخلفاء (السیوطی) ''باب عمر بن عبد العزیز''، صفحہ: 347

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سبّ وشتمِ مولا علی رضی اللہ عنہ

صحیح مسلم کی ایک حدیث

٦٠٩٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ) قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذُكِرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ابو تراب کو برا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت سعد نے کہا مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھیں، اس لیے میں ان کو کبھی برا نہیں کہہ سکتا، اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی میرے لیے فرمائی ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی میں حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ دیا، تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے کہ موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا! اور غزوہ خیبر کے دن میں نے آپ سے یہ سنا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے، حضرت سعد نے کہا پھر ہم سب اس کے انتظار میں تھے، آپ نے فرمایا علی کو میرے پاس لاؤ، حضرت علی کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب آیت نازل ہوئی (ترجمہ) آپ کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور کہا اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

ترجمہ

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اُن کے والد حضرت سعد کو امیر بنایا تو اُن سے کہا کہ 'ابوتُراب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی ملامت کرنے میں تمہیں کیا مانع ہے؟ (کون سی بات روکتی ہے؟)' حضرت سعد نے فرمایا کہ اُن تین باتوں کی وجہ سے جو مجھے یاد ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، میں ہرگز ابوتُراب کو بُرا نہ کہوں گا۔ اُن تین میں سے مجھے کوئی ایک بھی حاصل ہو جائے تو یہ سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر اُنھیں اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑے جا رہے ہیں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "کیا تم اِس پر خوش نہیں ہو کہ تمہارا مجھ سے ویسا ہی تعلق ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا سوائے اِس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔" اور میں نے خیبر کے دِن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: "میں کل جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔" حضرت سعد فرماتے ہیں کہ ہم اِس انتظار میں رہے (کہ یہ اعزاز کسے ملتا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ" اُنھیں لایا گیا تو اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں (اپنا) لعابِ دہن لگایا اور جھنڈا اُنھیں دے دیا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے اُن کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی اور (تیسری بات یہ کہ) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "ہم اپنے بیٹوں کو بلا لیں تم اپنے بیٹوں کو بلا لو۔"[1] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا کہ 'اے اللہ جل جلالہ! یہ سب میرے گھر والے ہیں۔[2]

---

1. سورۂ آل عمران، 3:61
2. غلام رسول سعیدی فی شرح صحیح مسلم (اردو)، 6/950-951، رقم: 6098، انٹرنیشنل نمبر: 6220

ابن ماجہ کی ایک صحیح حدیث

The Book Of The Sunnah 159 كتاب السنة

121. It was narrated that Sa'd bin Abu Waqqâs said: "Mu'âwiyah came on one of his pilgrimages and Sa'd entered upon him. They mentioned 'Ali, and Mu'âwiyah criticized him. Sa'd became angry and said: 'Are you saying this of a man of whom I heard the Messenger of Allâh ﷺ say. "If I am a person's close friend, 'Ali is also his close friend." And I heard him say: "You are to me like Hârun was to Musa, except that there will be no Prophet after me." And I heard him say: "I will give the banner today to a man who loves Allâh and His Messenger." (*Sahîh*)

١٢١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَنَالَ مِنْهُ. فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هٰذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ».

تخريج: [صحيح] * ابن سابط لم يسمع من سعد رضي الله عنه كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

Comments:

a. It was a difference based purely on judgment. It is, therefore, not allowed that in such matters we take to reviling a Companion of the Prophet ﷺ.
b. If a person is being criticised in absentia, those present on the occasion are required to speak for him and mention his good points.
c. The *Hadith* refers to a number of the virtues of 'Ali رضي الله عنه, some of which have already been mentioned in the previously quoted *Ahâdith*.

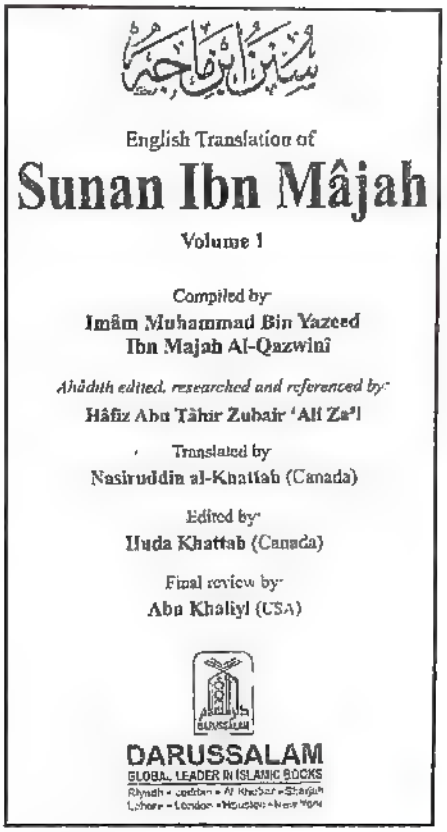

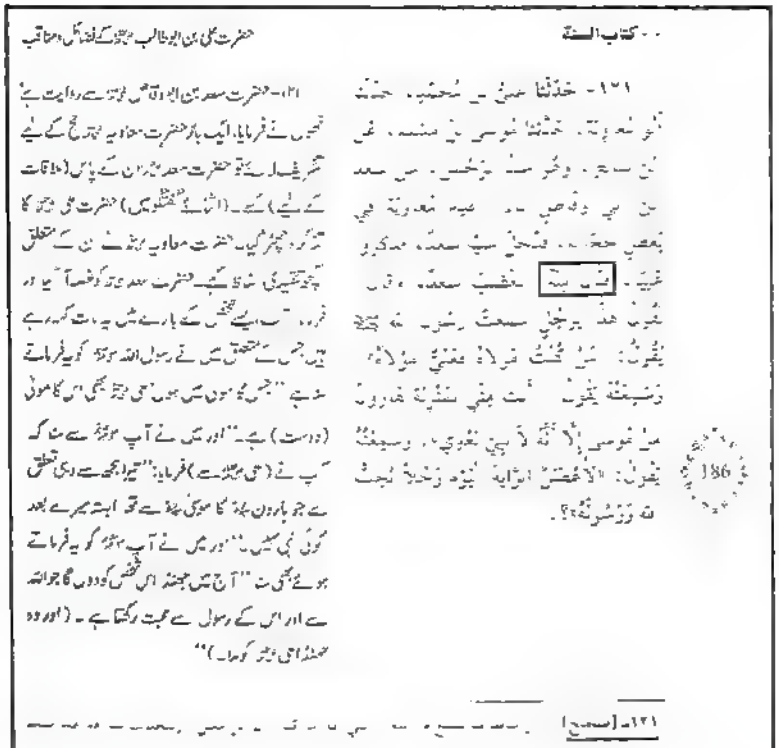

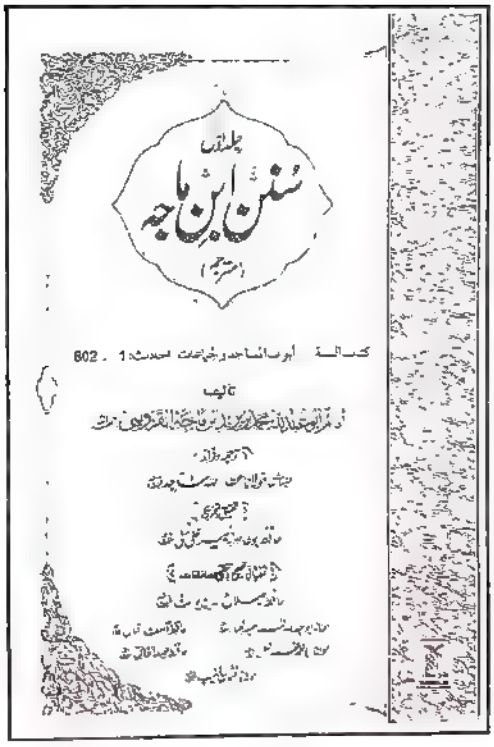

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنھوں نے فرمایا: ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ اُن کے پاس (ملاقات کے لیے) گئے۔ (اَثنائے گفتگو) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے متعلق کچھ تنقیدی الفاظ کہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصّہ آ گیا اور فرمایا: ''آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس کا مولا میں ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اُس کا مولا (دوست) ہے۔'' اور میں نے آپ سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔'' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''آج میں جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ سے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے (اور وہ جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو ملا۔)''[1]

مشہور اہل حدیث عالم شیخ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔[2]

---

1. سنن ابن ماجہ (اردو)، 1/186، رقم: 121، اِنٹرنیشنل نمبر: 121
2. Sunan Ibn Majah (English), Volume : 1/159-160, No. : 121

المقدمة - السنة ك ١، ب ١١ ٨٦ المقدمة - المقدمة ك ٠٠٠، ب ١١

١٢١/٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا عليه السلام، فَنَالَ مِنْهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هَذَا الرَّجُلِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ»؟.

١٢١ - انفرد به ابن ماجه، تحفة الأشراف (٣٩٠١).

وفيه بعد لا يخفى. وقال ابن رجب: رواه النسائي في خصائص هذا كأنه كذب على علي. وفي الزوائد: قلت: هذا إسنادٌ صحيح المستدرك عن المنهال، وقال صحيحٌ على شرط الشيخين، والج حديث ابن عمر مرفوعاً «أنت أخي في الدنيا والآخرة». وقال: فكان من حكم بالوضع، حكم عليه، لعدم ظهور معناه لا لأجل خلل في إسناده، وقد ظهر معناه بما ذكرنا.

١٢١ - قوله: (فنال منه) أي: نال معاويةُ من علي ووقع فيه وسبه، بل أمر سعداً بالسب كما قيل في مسلم والترمذي. ومنشأ ذلك الأمور الدنيوية التي كانت بينهما، ولا حول ولا قوة إلا بالله، والله يغفر لنا ويتجاوز عن سيئاتنا، ومقتضى حسن الظن أن يحسن السب على التخطئة. ونحوها مما يجوز بالنسبة إلى أهل الاجتهاد لا اللعن وغيره.

قوله: (لأعطين) بالنون الثقيلة من الإعطاء. قاله يوم فتح خيبر، ثم أعطى علياً. قيل: وهذا سبب كثرة ما روي في مناقبه رضي الله تعالى عنه كما في الإصابة للحافظ ابن حجر. قال: ومناقبه كثيرةٌ حتى قال الإمام أحمد: لم ينقل لأحد من الصحابة ما نقل لعلي. وقال غيره: وسبب ذلك تعرض بني أمية له. فكان كل من كان عنده علم شيءٍ من مناقبه من الصحابة بثه، فكلما أرادوا إخماد شرفه حدث الصحابة بمناقبه فلا يزداد إلا انتشاراً. وتتبع النسائي ما خص به من دون الصحابة فجمع من ذلك أشياء كثيرةً. أسانيدها أكثرها جياد انتهى.

سندھی کی شرح میں ہے: ''نال منه'' کا مطلب ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بات کہی اور کچھ برا کہا، بلکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ مسلم اور ترمذی میں ہے۔[1]

1. پروفیسر خسرو قاسم فی افلا یتدبرون، صفحہ: 75-76

علّامہ ناصر الدین اَلبانی نے اپنی ''صحیح سنن ابن ماجہ'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

صحيح سنن ابن ماجة

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني

المتوفى سنة (٢٧٥هـ)

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الأول

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها محمد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

٩٧ - ١١٨ - عن أبي حيان بن حازم ، قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول :

« عليٌّ مني وأنا منه ، ولا يؤدي عني إلا عليٌّ » .

حسن : « المشكاة » (٦٠٨٣) ، « الصحيحة » (١٩٨٠) ، « الظلال » (١١٨٩) .

٩٨ - ١٢٠ - عن سعد بن أبي وقاص قال :

قدم معاويةُ في بعض حجاباته ، فدخل عليه سعدٌ ، فذكروا عليًّا فنال منه (١) ، فغضب سعدٌ وقال : تقولُ هذا لرجلٍ سمعت رسول الله ﷺ يقولُ :

« من كنت مولاه فعليٌّ مولاه » . وسمعته يقولُ :

« أنت مني بمنزلة هارون من موسى ، إلا أنه لا نبيَّ بعدي » ! وسمعته يقولُ :

« لأعطينَّ الرايةَ اليومَ رجلًا يحبُّ اللهَ ورسولَه » ؟!

١٢٠ - صحيح : « الصحيحة » (٤ / ٣٣٠) .

- فضل الزبير رضي الله عنه :

٩٩ - ١٢١ - عن جابر قال : قال رسولُ الله ﷺ - يومَ قريظة - :

« من يأتينا بخبر القوم ؟ » ، فقال الزبيرُ : أنا .

(١) « قال » ت ، « أي : نال معاوية من علي ، وتكلم فيه » .

- ٥٨ -

علّامہ اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ بعد میں لکھتے ہیں: ''نال منه'' کا مطلب ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بات کہی اور کچھ برا کہا۔[1]

1. صحیح سنن ابن ماجہ (عربی)، 1/58

امام حسن رضی اللہ عنہ کا مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والوں کو جواب

اَبُو كَبِيرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

2661- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ، قَالَا: ثنا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ، عَنْ بَدْرِ بْنِ الْخَلِيلِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي كَبِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: لَقَدْ سَبَّ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَبًّا قَبِيحًا رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ حُدَيْجٍ تَعْرِفُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: إِذَا رَأَيْتَهُ فَأْتِنِي بِهِ. قَالَ: فَرَآهُ عِنْدَ دَارِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ، قَالَ: أَنْتَ مُعَاوِيَةُ بْنُ حُدَيْجٍ؟ فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: أَنْتَ السَّبَّابُ عَلِيًّا عِنْدَ ابْنِ آكِلَةِ الْأَكْبَادِ، أَمَا لَئِنْ وَرَدْتَ عَلَيْهِ الْحَوْضَ، وَمَا أَرَاكَ تَرِدُهُ، لَتَجِدَنَّهُ مُشَمِّرًا حَاسِرًا ذِرَاعَيْهِ يَذُودُ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا تُذَادُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ عَنْ صَاحِبِهَا، قَوْلُ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوکبیر، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں

حضرت ابوکبیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت حسن بن علی کے پاس تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا، اُس نے کہا: ایک بڑے آدمی نے حضرت امیر معاویہ کے پاس حضرت علی کو گالی دی ہے، اس کو معاویہ بن حدیج کہا جاتا تھا، آپ اس کو جانتے ہیں؟ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: جب تُو اس کو دیکھے تو اس کو میرے پاس لانا۔ حضرت ابوکبیر فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن حریث کے گھر کے پاس اس کو دیکھا، میں نے وہ انہیں دکھایا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تُو معاویہ بن حدیج ہے؟ وہ خاموش رہا، تین دفعہ جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو جگر کھانے والے کے بیٹے کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیں، اگر تو حوضِ کوثر پر آیا تو میں تجھے واپس کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوضِ کوثر سے منافقوں اور کافروں کو ایسے ہی پیچھے کیا جائے گا، جس طرح جس اونٹ کو کوئی نہ جانتا ہو اس کو پیچھے کیا جاتا ہے۔ یہ اس نے فرمایا: جو سچ بولتے ہیں اور جن کے سچ کی تصدیق کی گئی ہے۔

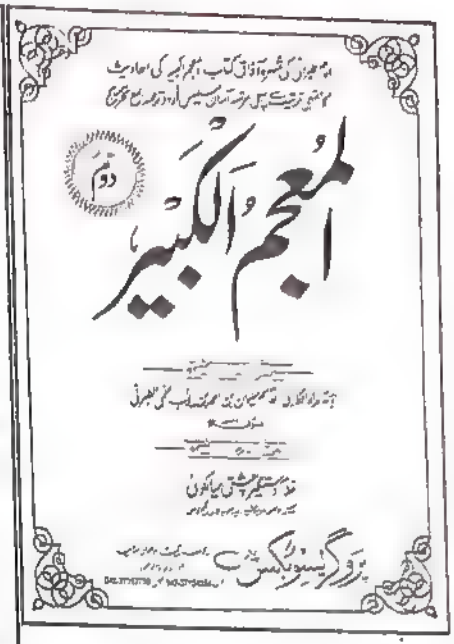

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الأول

الناشر

مكتبة ابن تيمية

القاهرة

ابو كبير عن الحسن بن علي رضي الله عنهما

٢٧٢٧ ـ حدثنا عبدالله بن أحمد بن حنبل ، ثنا [illegible] الرحمن بن سلم الرازي ثنا ثنا عباد بن يعقوب الاسدي ثنا علي بن هاشم عن بدر بن الخليل ابي الخليل عن ابي كبير قال كنت جالسا عند الحسن بن علي رضي الله عنه فجاءه رجل فقال له سب عند معاوية عليا رضي الله عنهما سبا قبيحا [illegible] له معاوية يعني ابن حديج/ثم قال نعم قال [illegible] قال فراه عند دار عمرو بن حريث فأتاه فقال [illegible] بن حديج ؟ فسكت فلم يجبه ثلاثا ثم قال أنت السباب عليا عند ابن آكلة الاكباد اما لئن وردت عليه الحوض وما أراك تـــرده لتجدنه مقمحا حامرا ذراعيه يذود الكفار والمنافقين عن حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم كما تذاد غريبة الابل عـــن صاحبها قول الصادق المصدوق أبي القاسم صلى الله عليه وسلم .

المسيب بن نجبة عن الحسن بن علي رضي الله عنه

٢٧٢٨ ـ حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ثنا ابراهيم ابن الحسن التغلبي ثنا عبيدالله بن بكير الغنوي عن حكيم بـن جبير عن أبي ادريس عن المسيب بن نجبة عن الحسن بن علـــي رضي الله عنه قال قال رسول الله صـــلى الله عليه وســـلم : « العرب خدعة » .

٢٧٢٧ ـ قال في المجمع ٩/١٣١ ورواه الطبراني باسنادين في احدهما علي بن ابي طلحة مولى بني امية ولم أعرفه . وبقية رجاله ثقات . والاخر ضعيف . وسيأتي ٢٧٤٦ .

٢٧٢٨ ـ قال في المجمع ٥/٣٢٠ رواه ابو يعلى ورقة ٣١٠-٣١١ وفيه حكيم بن جبير وهو متروك ضعفه الجمهور وقال ابو حاتم محله الصدق ان شاء الله . ولم ينسبه الى الكبير .

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''معجم الکبیر'' میں ہے: ابو کبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے جس کا نام معاویہ بن حدیج ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا ہے، کیا تم اُسے پہچانتے ہو؟'' اُس نے کہا: ''ہاں''، آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: ''جب تم اُسے دیکھو تو میرے پاس لے کر آنا'' اُس نے اُس شخص کو عمرو بن حریث کے گھر کے پاس دیکھا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دکھایا، آپ رضی اللہ عنہ نے اُس شخص سے پوچھا: ''کیا تو معاویہ بن حدیج ہے؟'' وہ خاموش رہا، تین مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا مگر اُس نے جواب نہ دیا، پھر آپ (امام حسن) رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا تو ہی ہے جس نے جگر کھانے والی کے بیٹے کے پاس (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جو حضرت ہندا رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا ہے؟ جب تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حوضِ کوثر پر آئے گا، اور مجھے نہیں لگتا تو آئے گا بھی، تو تو دیکھے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے کفّار ومنافقین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے اِس طرح ہٹا رہے ہیں جیسے اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے، یہ صادق ومصدوق ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔''[1]

مجمع الزوائد (9/131) میں ہے: اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی ایک سند میں علی بن ابو طلحہ مولا بنی اُمیّہ ہے جسے میں نہیں پہچانتا، باقی راوی ثقہ (Trustworthy) ہیں۔[2]

1. المعجم الکبیر (اردو)، 2/369، رقم: 2661
2. المعجم الکبیر (عربی)، 1/82، رقم: 2727

''العقد الفرید (The Unique Necklace)'' میں اِمام ابن عبد ربّہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

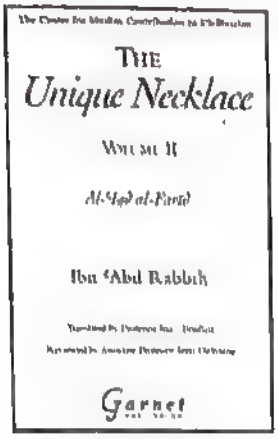
The Center for Muslim Contribution to Civilization

THE
Unique Necklace

VOLUME II

Al-'Iqd al-Farīd

Ibn 'Abd Rabbih

Translated by Dr. Samer Ibn Hadiqa

Reviewed by Assistant Professor Amr Osman

Garnet

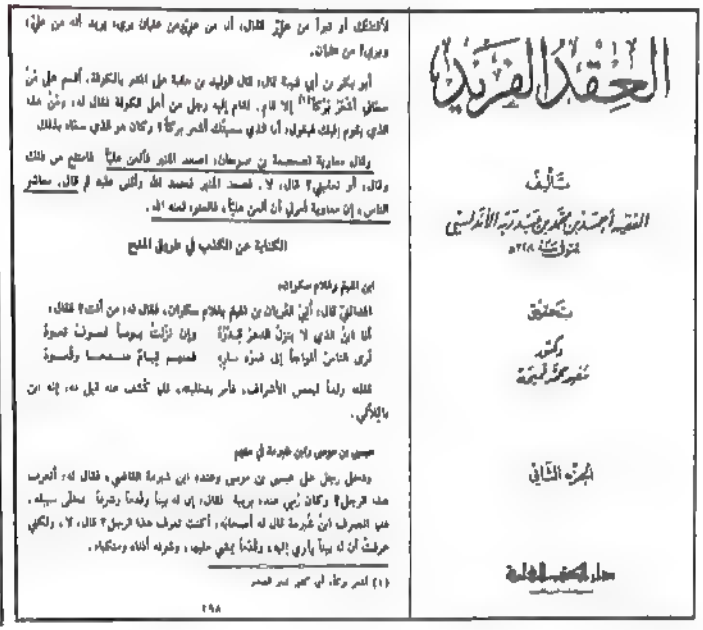
العِقدُ الفَرِيد

تأليف

الفقيه أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي

بتحقيق

الجزء الثاني

THE BOOK OF THE RUBY 255

Abū Bakr ibn Shayba said, "Speaking from the pulpit of Kufa, al-Walīd ibn 'Uqba announced, 'I call upon the person who called me hairy-chested to stand up.' A man from Kufa stepped forward to him and said, 'Now who will step forward before you and say: I am the one who called you hairy-chested?' It was he who had called him that."

Mu'āwiya said to Sa'sa'a ibn Ṣūḥān, "Go up on the pulpit and curse 'Alī." Sa'sa'a refrained and said, "Will you exempt me from that?" "No," Mu'āwiya replied. So Sa'sa'a ascended the pulpit, praised God and lauded Him, then said, "O ye people, Mu'āwiya has commanded me to curse 'Alī, so curse him – may God curse him."

ترجمہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صَعصعہ بن صوحان سے کہا: ''منبر پر جاؤ اور علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرو''، اُس نے اِنکار کیا اور کہا: ''کیا آپ مجھے معاف کریں گے؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہیں''، تو صَعصعہ منبر پر چڑھے اور اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا کے بعد کہا: ''اے لوگو! مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے تو تم اُن پر لعنت کرو، اللہ کی اُن پر لعنت ہو''(1)

1. العقد الفرید (The Unique Necklace)، 2/298 (عربی)؛ 2/255 (English)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کو سبّ وشتم:

صحیح احادیث: مُسند احمد بن حنبل سے

مُسْنَدُ
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

أشرف على تحقيقه
الشيخ شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط — عادل مرشد

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

١٦٢٩ - حدثنا يحيى بنُ سعيد، عن صَدَقةَ بنِ المُثنى، حدثني رِباحُ بنُ الحارث[1]:

أن المُغيرةَ بنَ شُعْبةَ[1] كان في المسجد الأكبر، وعنده أهلُ الكوفة عن يمينه، وعن يَساره، فجاءه رجلٌ يُدْعى سعيدَ بنَ زيد، فَحَيَّاه المغيرةُ، وأجلسه عند رِجْليه على السرير، فجاءَ رجلٌ من أهلِ الكوفة فاستقبل المُغيرةَ، فَسَبَّ وسَبَّ، فقال: مَن يَسُبُّ هٰذا يا مغيرةُ؟ قال: يَسُبُّ عليَّ بن أبي طالب. قال: يا مُغيرةَ بنَ شُعْبَةَ، يا مُغيرَ بنَ شُعْبَةَ - ثلاثاً - ألا أسمعُ أصحاب رسولِ الله ﷺ يَسُبُّونَ عندك لا تُنْكِرُ ولا تُغَيِّرُ، فأنا أشهدُ على رسولِ الله ﷺ، بما سَمِعَتْ أُذُناي، ووَعاهُ قلبي من رسول الله ﷺ، فإني لم أكن أَرْوِي عنه كذباً يسألني عنه إذا لقيته، أنه قال: «أبو بكر في الجنة، وعُمَرُ في الجَنَّة، وعليٌّ في الجَنَّة، وعُثمانُ في الجَنَّة، وطَلْحَةُ في الجَنَّة، والزُّبيرُ في الجَنَّة، وعبدُالرحمٰن في الجَنَّة، وسعدُ بنُ مالكٍ في الجَنَّة، وتاسِعُ المؤمنين في الجنة، لو شئتُ أن أُسَمِّيَه لسمَّيْتُ. قال: فَضَجَّ أهلُ المسجد يُناشِدُونَهُ: يا صاحبَ رسولِ الله ﷺ مَن التاسِعُ؟ قال: ناشَدْتُموني بالله، والله عظيمٌ[2]، أنا تاسِعُ المؤمنين،

= وأخرجه الشاشي (٥٢٠) من طريق عبدالرحمن السراج، عن الزهري، به.

وأخرجه الطيالسي (٢٣٩) عن ابن أبي ذئب، عن محمد بن زيد بن ثبيط، عن إبراهيم بن محمد بن طلحة، عن سعيد بن زيد، به بالشطر الأول.

وأخرجه الشاشي (٢١٨) من طريق ابن أبي ذئب، عن محمد بن زيد، عن رجل سماه، عن سعيد بن زيد، به. وسيأتي برقم (١٦٤٢) و(١٦٥٢) و(١٦٥٣)، وانظر (١٦٣٣).

(١) تحرف في (م) إلى: «رباح بن الحارث بن السميرة، أن شعبة».

(٢) في النسخ المطبوعة: «والله العظيم».

ورسولُ الله ﷺ العاشرُ، ثم أتْبَعَ ذٰلك يميناً قال: والله لَمَشْهَدُ شَهِدَهُ رجلٌ يُغْبَرُّ فيه وجهُه مع رسولِ الله ﷺ، أفضلُ مِن عَمَلِ أحدِكم ولو عُمِّرَ عُمُرَ نوحٍ عليه السلامُ[1].

١٦٣٠ - حدثنا وَكيعٌ، حدثنا سفيانُ، عن حُصَيْنٍ ومنصورٍ، عن هلال بن يساف

عن سعيد بن زيد - وقال وَكيع مرةً: قال منصور، عن سعيد بن زيد، وقال مرةً: حُصَيْنٌ، عن ابن ظالم، عن سعيد بن زيد - أنَّ النبيَّ ﷺ، قال: «اسكُنْ حِراءُ فَلَيْسَ عليك إلا نبيٌّ، أو صِدِّيقٌ، أو شهيدٌ» قال: وعليه النبي ﷺ، وأبو بكرٍ، وعُمَرُ، وعُثْمانُ، وعلي، وطلحةُ، والزبيرُ، وسعدٌ، وعبدُالرحمٰن بن عوف، وسعيدُ بنُ زيد، رضي الله عنهم[2]. ١٨٨/١

(١) إسناده صحيح. يحيى بن سعيد: هو القطان.

وأخرجه أبو نعيم في «الحلية» ١/٩٥-٩٦ من طريق أحمد بن حنبل، بهذا الإسناد.

وأخرجه بنحوه ابن أبي عاصم في «السنة» (١٤٣٣)، والنسائي في «الكبرى» (٨١٩٣) من طريق يحيى بن سعيد، به.

وأخرجه ابن أبي شيبة ١٢/١٢-١٣ و٤٢، وأبو داود (٤٦٥٠)، وابن ماجه (١٣٣)، وابن أبي عاصم (١٤٣٤) و(١٤٣٥)، وعبدُ الله بن الإمام أحمد في «زوائد الفضائل» (٩٠) و(٩١)، والنسائي في «الكبرى» (٨٢١٩)، والشاشي (٢١٦) من طريق صدقة بن المثنى، به. وبعضهم يزيد فيه على بعض.

وأخرجه ابنُ أبي عاصم (١٤٣٦) عن يعقوب بن يحيى، عن صدقة، عن رباح، عن جده، عن سعيد بن زيد، به. وانظر (١٦٣١)، وفي مسند عبدالرحمن بن عوف (١٦٧٥).

(١) إسناده قوي، وجماله ثقات رجال الشيخين غير هلال بن يساف، فمن رجاله.

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہل سنت)

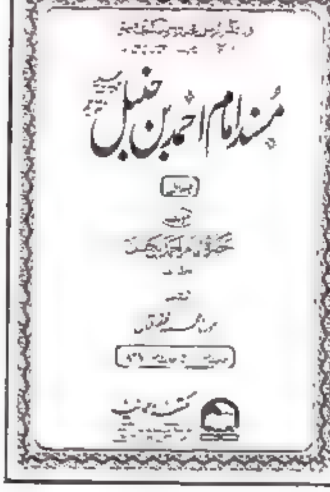

مسند العشرة المبشرة — ۱۳۹ — مُسند امام احمد بن حنبل مترجم

(۱۶۲۹) ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے دائیں بائیں اہل کوفہ بیٹھے ہوئے تھے، اتنی دیر میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ آ گئے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خوش آمدید کہا اور چار پائی کی پائنتی کے پاس انہیں بٹھا لیا، کچھ دیر کے بعد ایک کوفی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کسی کو گالیاں دینے لگا، انہوں نے پوچھا مغیرہ! یہ کسے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، انہوں نے تین مرتبہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ان کا نام لے کر پکارا اور فرمایا آپ کی موجودگی میں نبی ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کر رہے اور نہ اپنی مجلس کو تبدیل کر رہے ہیں؟ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے نبی ﷺ سے یہ سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے اور میں ان سے کوئی جھوٹی بات روایت نہیں کرتا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ابوبکر جنت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم اور ایک نواں مسلمان بھی جنت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں۔

اس پر اہل مسجد نے با آواز بلند انہیں قسمیں دے کر پوچھا کہ اے صحابیٔ رسول! وہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا تم مجھے اللہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں اور دسویں خود نبی ﷺ تھے، اس کے بعد وہ دائیں طرف چلے گئے اور فرمایا کہ بخدا! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور اس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا، وہ تمہارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمہیں عمر نوح ہی کیوں نہ مل جائے۔

ترجمہ

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اُن کے دائیں بائیں اہلِ کوفہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اِتنی دیر میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ آ گئے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں خوش آمدید کہا اور چارپائی (شاہی تخت) کی پائنتی کے پاس اُنھیں بٹھایا، کچھ دیر بعد ایک کوفی حضرت مغیرہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کسی کو گالیاں دینے لگا، اُنھوں نے پوچھا، ”مغیرہ! یہ کسے بُرا بھلا کہہ رہا ہے؟“ اُنھوں نے کہا، ”حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔“ اُنھوں نے (سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے) تین مرتبہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اُن کا نام لے کر پکارا اور فرمایا، ”آپ کی موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو بُرا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کر رہے ہیں اور نہ اپنی مجلس کو تبدیل کر رہے ہیں؟ میں اِس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے اور میرے دل نے اِسے محفوظ کیا ہے اور میں اُن سے کوئی جھوٹی بات روایت نہیں کرتا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنّت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زُبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم اور ایک نواں مسلمان بھی جنّت میں ہوگا جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں۔“

اہلِ مسجد نے باآوازِ بلند اُنھیں قسم دے کر پوچھا کہ 'اے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ نواں آدمی کون ہے؟' فرمایا: مجھے اللہ جل جلالہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں اور دسویں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اِس کے بعد وہ دائیں طرف گئے اور فرمایا: 'بہ خدا! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور اُس میں اُس کا چہرا غبار آلود ہوا، وہ تمہارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمہیں عمرِ نوح علیہ السلام ہی مل جائے۔'[1]

اِس حدیث کی سند کو شیخ اَلبانی اور شیخ شعیب ارنؤوط نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔[2]

مُسند احمد: حدیث - 1631

١٦٣١ - حدثنا وَكيع، حدثنا شُعبةُ، عن الحُرِّ بنِ الصَّيْلَم، عن عبدالرحمٰن بن الأَخْنَس، قال:

خَطَبَنا المُغيرةُ بن شُعبةَ، فنالَ من عليٍّ رضي الله عنه، فقام سعيدُ بنُ زيدٍ، فقال: سَمِعْتُ رسول الله ﷺ، يقول: «النَّبيُّ في الجَنَّةِ، وأبو بكر في الجنَّةِ، وعُمَرُ في الجَنَّةِ، وعُثمانُ في الجَنَّةِ، وعليٌّ في الجَنَّةِ، وطَلْحَةُ في الجَنَّةِ، والزُّبيرُ في الجَنَّةِ، وعبدُالرحمٰن بن عوف في الجَنَّةِ، وسعدٌ في الجَنَّةِ، ولو شئتُ أن أُسَمِّيَ العاشِرَ[1]».

= الفضائل» (٨١)، والنسائي في «الكبرى» (٨١٩٠) و(٨١٩١) و(٨٢٠٨)، وأبو يعلى (٩٦٩)، والعقيلي في «الضعفاء» ٢/٢٦٨، والشاشي (١٩٧) و(٢١٢)، وابن حبان (٦٩٩٦)، والحاكم ٣/٤٥٠-٤٥١، والبغوي (٣٩٢٧) من طرق عن حصين، به. وبعضهم يزيد فيه على بعض.

وأخرجه الشاشي (١٩٣) و(١٩٨) و(١٩٩) و(٢٠٠) و(٢١١)، وابن عدي في «الكامل» ٦/٢٢٤١، وأبو نعيم في «الحلية» ٥/٢٥ من طريق محمد بن طلحة بن مصرف، عن أبيه، عن هلال، عن سعيد بن زيد قال: أتأمروني بسبِّ إخواني وقد غفر الله لهم، ثم ذكر أنه كان مع النبي ﷺ على حراء فتحرك... فذكر نحوه.

وأخرجه الطبراني (٣٥٦)، وأبو نعيم في «دلائل النبوة» (٣٣٧) من طريق عبد الله بن جميع عن أبي الطفيل، وابن سعد ٣/٣٨٣ من طريق سالم بن أبي الجعد، وأبو يعلى (٩٧٠) من طريق عاصم عن زر، وأخرجه أبو نعيم في «الحلية» ٤/٣٤١ من طريق أبي إسحاق، أربعتهم عن سعيد بن زيد، به، واقتصر أبو إسحاق في حديثه على الخلفاء الأربعة. وسيأتي برقم (١٦٣٨) و(١٦٤٤) و(١٦٤٥).

(١) إسناده حسن في المتابعات، عبدالرحمٰن بن الأخنس روى عنه اثنان، وذكره ابنُ حبان في «الثقات»، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غيرَ الحر بن الصياح، فقد روى له أبو داود والترمذي والنسائي، وهو ثقة.

وأخرجه ابن أبي شيبة في «المصنف» ١٢/٨٨ و٩٠ و٩٢ و٩٤، وابنُ أبي عاصم في =

١٧٧

مُسند
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)
أشرف على تحقيقه
الشيخ شعيب الأرنؤوط
حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط عادل مرشد
الجزء الثالث
مؤسسة الرسالة

1. مُسند احمد بن حنبل (اردو): 1/649-650، رقم: 1629، انٹرنیشنل نمبر: 1629
2. مُسند احمد بن حنبل (عربی): 3/174-175، رقم: 1629

مُسند امام احمد بن حنبل مترجم ۱۵۰ مسند العشرة المبشرة

(١٦٣١) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَحْنَسِ قَالَ خَطَبَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الْعَاشِرَ [صححه ابن حبان (٦٩٤٣). قال الألباني: صحيح (ابو داود: ٤٦٤٩ الترمذي: ٣٧٥٧)]. [انظر: ١٦٣٧].

(۱۶۳۱) ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگا جس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہوں گے، ابوبکر جنت میں ہوں گے، عمر جنت میں ہوں گے، علی جنت میں ہوں گے، عثمان جنت میں ہوں گے، طلحہ جنت میں ہوں گے، زبیر جنت میں ہوں گے، عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہوں گے، سعد بن مالک جنت میں ہوں گے اور ایک دسواں مسلمان بھی جنت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔

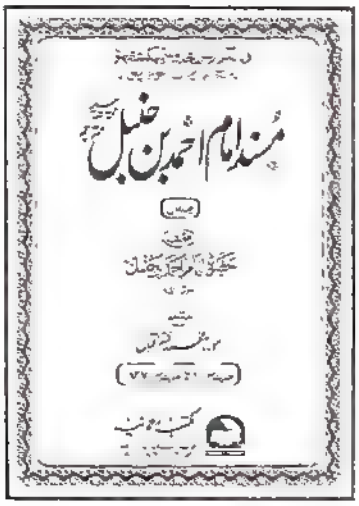

ترجمہ

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگا، جس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہوں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم اور ایک دسواں مسلمان بھی جنّت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔

ابن حِبّان رضی اللہ عنہ نے اِس حدیث کو اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے اور شیخ البانی نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

شیخ شعیب ارنؤوط نے بھی اِس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[2]

نوٹ: حضرت مغیرہ بن شعبہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جنہیں دورِ معاویہ میں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔

1. مُسند احمد بن حنبل (عربی): 3/177، رقم: 1631
2. مُسند احمد بن حنبل (اردو): 1/650، رقم: 1631

مُسند احمد : حدیث - 1638

١٦٣٨ ـ حدثنا محمدُ بنُ جعفر، حدثنا شُعْبَةُ، عن حُصَيْن، عن هلال بن يساف، عن عبدِ الله بنِ ظالم، قال:

خَطَب المغيرةُ بن شعبة، فنالَ منْ علي، فخرج سعيدُ بنُ زيد، فقال: ألا تَعجَبُ من هذا يَسُبُّ عليّاً؟! أشهَدُ على رسولِ الله ﷺ، أنّا كنّا على حِرَاءَ، أو أُحُد، فقال رسول الله ﷺ: «اثْبُتْ حِرَاءُ ـ أو أُحُد ـ فإنما عليك صِدِّيقٌ أو شَهيدٌ» فسمَّى النبيُّ ﷺ العشرةَ، فسمَّى أبا بكرٍ، وعُمَرَ، وعُثْمَانَ، وعَلِيّاً، وطَلْحَةَ، والزُّبَيْرَ، وسعداً، وعبدَالرحمٰن بنَ عوف، وسمَّى نفسَه سعيدٌ(٢).

(١) إسناده حسن في المتابعات.

وأخرجه ابن أبي عاصم في «السنة» (١٤٢٨) من طريق محمد بن جعفر، بهذا الإسناد.

وأخرجه الترمذي (٣٧٥٧) من طريق حجاج بن محمد المصيصي الأعور، به. وقد تقدم برقم (١٦٣١).

(٢) في (م) و(س) و(ص): سعيداً.

والحديث صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات رجال مسلم غير عبد

١٨١

مُسند
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

أشرف على تحقيقه
الشيخ شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه
شعيب الأرنؤوط عادل مرشد

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

(١٦٣٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ قَالَ خَطَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَالَ مِنْ عَلِيٍّ فَخَرَجَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ هَذَا يَسُبُّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّا كُنَّا عَلَى حِرَاءٍ أَوْ أُحُدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْبُتْ حِرَاءُ أَوْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ فَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشَرَةَ فَسَمَّى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَمَّى نَفْسَهُ سَعِيدًا (انظر: الترمذي: حسن صحيح. قال الألباني: صحيح (ابو داؤد: ٤٦٤٨، ابن ماجة: ١٣٤، الترمذي: ٣٧٥٧) قال شعيب: صحيح لغيره). [راجع: ١٦٣٠].

(١٦٣٨) عبداللہ بن ظالم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی، اس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے اور فرمایا تمہیں اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ جبل حرا یا احد پر تھے کہ نبی ﷺ نے جبل حرا سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حرا ٹھہر جا، کہ تجھ پر کسی نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، پھر نبی ﷺ نے دس آدمیوں کے نام لیے جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

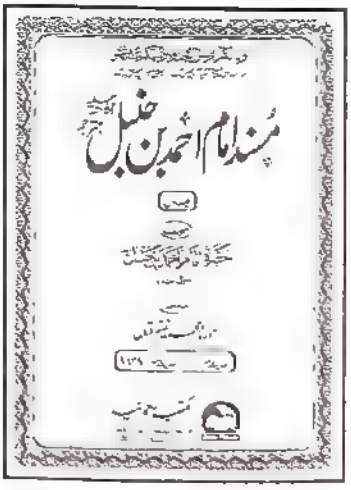

ترجمہ

عبد اللہ بن ظالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی، اِس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے اور فرمایا تمہیں اُس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ جبلِ حِراء یا اُحد پر تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلِ حِرا سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے حِرا! ٹھہر جا کہ تجھ پر کسی نبی، صدّیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں'' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کے نام لیے جن میں حضرت ابوبکر صدّیق، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔[1]

اِس حدیث کو اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''جامع'' میں نقل کیا ہے اور اُسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔ شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ شیخ شعیب ارنؤوط نے اِس حدیث کو ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے اور اِس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے اور اِس کے تمام رِجال ''ثقہ'' ہیں۔[2]

مُسند احمد: حدیث - 1644

١٦٤١ - حدثنا عليُّ بنُ عاصم، قال: حُصَيْنٌ أخبرنا، عن هلالِ بنِ يساف، عن عبد الله بنِ ظالم المازني، قال:

لما خرج معاويةُ بن الكوفة، استعملَ المغيرةَ بنَ شعبة، قال: فأقام خطباء يَقَعُون في عليٍّ، قال: وأنا إلى جنب سعيدِ بنِ زيد بن عمرو بن نُفَيْل، قال: فغَضِبَ، فقام: فأخذَ بيدي فتبعتُه، فقال: ألا ترى إلى هذا الرجلِ الظالمِ لِنفسه، الذي يأمُر بلَعْنِ رَجُلٍ من أهلِ الجنّة، فأشهدُ على التسعةِ أنهم في الجنة، ولو شَهِدْتُ على العاشر لم آثَمْ. قال: قلتُ: وما ذاك؟ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اثْبُتْ حِراءُ، فإنه ليس عليكَ إلا نبيٌّ، أو صِدِّيق، أو شهيدٌ». قال: قلتُ: مَن هُمْ؟ فقال: رسولُ الله ﷺ، وأبو بكر، وعُمَرُ، وعُثمانُ، وعليٌّ، والزبيرُ، وطلحةُ، وعبدُالرحمٰن بنُ عوف، وسعدُ بنُ مالك. قال: ثم سكتَ، قال: قلتُ: ومَنِ العاشرُ؟ قال: قال: أنا[1].

١٦٤٥ - حدثنا معاويةُ بنُ عمرو، حدثنا زائدةُ، حدثنا حُصَيْنُ بنُ عبدالرحمن، عن هلالِ بنِ يساف، عن عبد الله بن ظالم الثُّعلبي

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نُفَيْل، قال: أشهدُ أن عليًّا من أهلِ

الوليد بن عامر الحمصي القاضي، كان أعلم أهل الشام بالفتوى والحديث، وهو عند ابن معين أثبت من سفيان بن عيينة في الرواية عن الزهري

وأخرجه أبو نعيم في «معرفة الصحابة» (٥٦٦) من طريق معين، بهذا الإسناد. ولد تقدم برقم (١٦٣٩).

(١) إسناده حسن. حصين: هو ابن عبد الرحمن

وأخرجه أبو نعيم في «الحلية» ١/٦٦ من طريق أسد، بهذا الإسناد. وقد تقدم برقم (١٦٣٠)

١٨٥

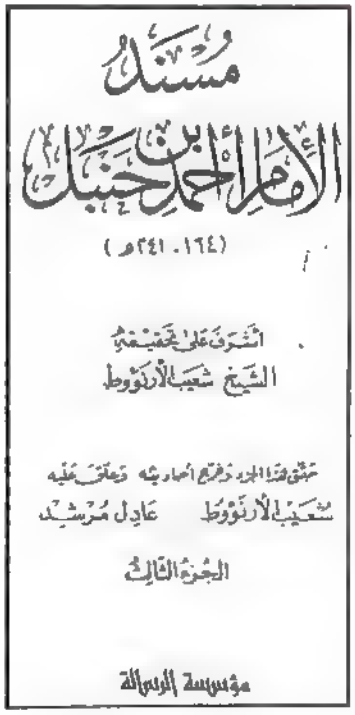

1. مُسند احمد بن حنبل: 1/652، رقم: 1638
2. مُسند احمد بن حنبل (عربی): 3/181، رقم: 1638

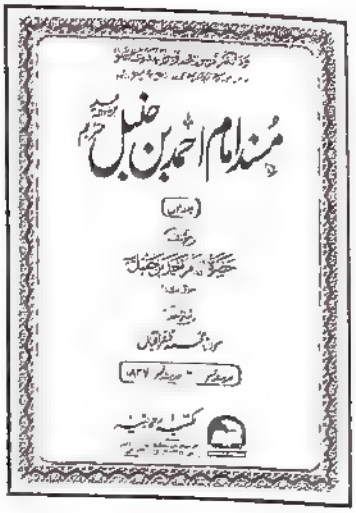

مُسند امام احمد بن حنبل مترجم ۶۵۴ مسند العشرة المبشرة

(١٦٤٤) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنْ الْكُوفَةِ اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ قَالَ وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَتَبِعْتُهُ فَقَالَ أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ قَالَ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْبُتْ حِرَاءُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ الْعَاشِرُ قَالَ قَالَ أَنَا [راجع: ١٦٣٠].

(۱۶۴۴) عبداللہ بن ظالم کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ سے روانہ ہوئے تو وہاں کا گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بنا دیا، (کچھ لوگوں نے ان سے تقریر کرنے کی اجازت مانگی) انہوں نے اجازت دے دی، وہ لوگ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا، وہ غصے میں آ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور فرمایا آپ کی موجودگی میں ایک جنتی کو برا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کر رہے، میں اس بات کا گواہ ہوں کہ نو آدمی جنت میں ہوں گے اور اگر دسویں کے متعلق گواہی دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا، میں نے ان سے اس کی تفصیل پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے حراء! ٹھہر جا کہ تجھ پر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے، میں نے ان کے نام پوچھے تو انہوں نے فرمایا خود نبی ﷺ، ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم پھر خاموش ہو گئے، میں نے دسویں آدمی کا نام پوچھا تو فرمایا وہ میں ہی ہوں۔

ترجمہ

عبد اللہ بن ظالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ سے روانہ ہوئے تو وہاں کا گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بنا دیا، (کچھ لوگوں نے اُن سے تقریر کرنے کی اجازت مانگی) اُنھوں نے اِجازت دے دی، وہ لوگ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے لگے، میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا، وہ غصّے میں آ کر وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور فرمایا آپ کی موجودگی میں ایک جنّتی کو بُرا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کر رہے ہیں، میں اِس بات کا گواہ ہوں کہ نو آدمی جنّت میں ہوں گے اور اگر دسویں کے متعلق گواہی دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔ میں نے اُن سے اِس کی تفصیل پوچھی تو اُنھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اے حِرا! ٹھہر جا کہ تجھ پر سوائے نبی، صدّیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے، میں نے اُن کے نام پوچھے تو اُنھوں نے فرمایا، خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زُبیر، عبد الرحمٰن بن عوف، اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے دسویں آدمی کا نام پوچھا، فرمایا: ''وہ میں ہی ہوں۔''[1]

مسند احمد بن حنبل کے محقق شیخ ارناؤت نے اِس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔[2]

1. مُسند احمد بن حنبل : 1/654 ، رقم : 1644
2. مُسند احمد بن حنبل (عربی) : 3/185 ، رقم : 1644

مُسند احمد میں جو احادیث نقل کی ہیں ایسی ہی احادیث ''سُنن ابو داؤد'' میں بھی نقل کی گئی ہیں جسے ہم یہاں بریلوی مترجم ''مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہجہاں پوری'' کے ترجمے سے نقل کر رہے ہیں۔ مگر اِمام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کی جگہ ''فلاں'' لکھا ہے اور سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے شخص کا نام ''قیس بن عکقمہ'' لکھا ہے۔

سنن ابو داؤد کی حدیث - 4648

The Book Of The *Sunnah* 182 أَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ

4648. It was narrated from Ibn Idrīs: "Ḥuṣain informed us from Hilāl bin Yasāf, from 'Abdullāh bin Ẓālim Al-Māzinī." And (it was narrated from) Sufyān, from Manṣūr, from Hilāl bin Yasāf from 'Abdullāh bin Ẓālim Al-Māzinī. He said: "Sufyān mentioned a man between him and 'Abdullāh bin Ẓālim Al-Māzinī." He said:[1] 'I heard Sa'eed bin Zaid bin 'Amr bin Nufail say: 'When so-and-so came to Al-Kūfah, so-and-so stood up and delivered a speech.' Sa'eed bin Zaid took me by the hand and said: 'Do you not see this wrongdoer? I bear witness that the nine men are in Paradise, and if I bear witness concerning the tenth I will not be lying.' I said: 'Who are the nine? He said: 'The Messenger of Allāh ﷺ said, when he was on Ḥirā': "Stand firm, Ḥirā', for there is no one on you but a Prophet or a *Ṣiddīq* or a martyr.'" I said: 'Who are the nine?' He said: 'The Messenger of Allāh ﷺ, Abū Bakr, 'Umar, 'Uthmān, 'Alī, Ṭalḥah, Az-Zubair, Sa'd bin Abī Waqqāṣ and 'Abdur-Rahmān bin 'Awf.' I said: 'Who is the tenth?' He paused for a moment then he said: 'It is me.'" (*Ḥasan*)

Abū Dāwud said: Al-Ashja'ī reported it from Sufyān, from Manṣūr, from Hilāl bin Yasāf, from Ibn Ḥayyān, from 'Abdullāh bin Ẓālim, with his chain, similarly

٤٦٤٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ. وَسُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ.

قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ: إِذَا فُلَانٌ أَتَى الْكُوفَةَ وَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا أَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ؟ أَشْهَدُ عَلَى تِسْعَةٍ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَأَثِمْتُ - قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: وَأَحْسَبُ تَقُولُ لَمْ أَكْذِبْ. قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: اثْبُتْ حِرَاءُ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ. قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: أَنَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنِ ابْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي الأعور واسمه: سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل وهو ابن عم عمر رضي الله عنه ح ٣٧٥٧ وابن ماجه، ح ١٣٤، من حديث حصين به وقال الترمذي: "حسن صحيح".

سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ

English Translation of

Sunan Abu Dawud

Volume 5

Compiled by:

Imâm Hâfiz Abu Dawud Sulaiman bin Ash'ath

Ahâdith edited & referenced by:

Hâfiz Abu Tâhir Zubair 'Alî Za'î

Translated by:

Nasiruddin al-Khattab (Canada)

Edited by

Huda Khattab (Canada)

Final review by

Abû Khaliyl (USA)

DARUSSALAM
GLOBAL LEADER IN ISLAMIC BOOKS
Riyadh • Jeddah • Al-Khobar • Sharjah • Dubai • London • Houston • New York

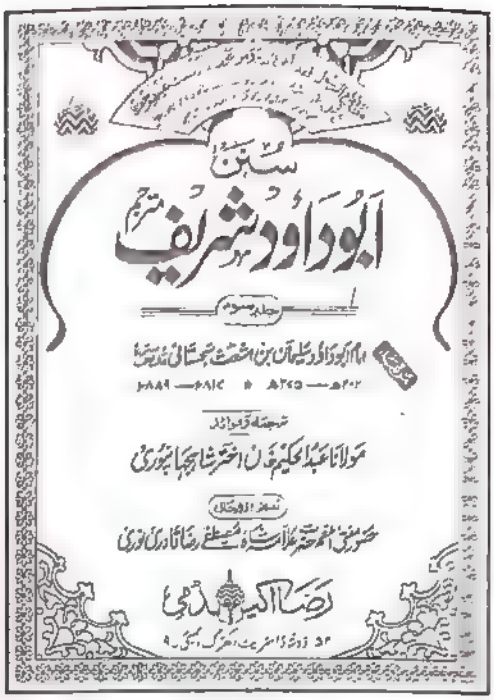

سنن ابوداؤد مترجم ۳۴۷ اتباعِ سنت کا بیان

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ أَنْبَأَنَا حُصَيْنٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْأَشْجَعِيِّ وَسُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ نُفَيْلٍ قَالَ لَنَا قَامَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ أَمَا فُلَانٌ سَيُقْتَلُ فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَرَأَيْتُمْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ وَالْعَرَبُ تَقُولُ أَثِرْ قُلْتُ وَمَنِ التِّسْعَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ اثْبُتْ حِرَاءُ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قُلْتُ وَمَنِ التِّسْعَةُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قُلْتُ وَمَنِ الْعَاشِرُ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ ابْنِ حُبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ

[illegible] بن ادریس، حصین، ہلال بن یساف، عبداللہ بن ظالم اشجعی ـــ منصور، ہلال بن یساف، عبداللہ بن ظالم اشجعی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑا کیا تو حضرت سعید بن زید نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم اس ظالم کو نہیں دیکھتے۔ میں حضرات کے متعلق تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اگر دسویں کے متعلق بھی گواہی دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔ میں عرض گزار ہوا کہ وہ نو حضرات کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ حراء کے اوپر تھے۔ اے حراء ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔ نو حضرات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ دسواں کون ہے؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ میں ہوں۔ ابوداؤد اشجعی نے سفیان، منصور، ہلال بن یساف، ابن حبان، عبداللہ بن ظالم سے اپنی اسناد کے ساتھ۔

ترجمہ

عبد اللہ بن ظالم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب فلاں کوفہ میں آیا اور اُس نے فلاں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑا کیا تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''کیا تم اِس ظالم کو نہیں دیکھتے، نو (9) حضرات کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنّتی ہیں اور دسویں کے متعلق بھی گواہی دیتا ہوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔'' میں عرض گزار ہوا کہ وہ نو حضرات کون ہیں؟ اِرشاد ہوا کہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ حِراء کے اوپر تھے، ''اے حِرا! ٹھہر جا کیوں کہ تیرے اوپر نبی، صدّیق اور شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے،'' نو حضرات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ: ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زُبیر، سعد بن ابی وقّاص اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ ''دسواں کون ہے؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ ''میں ہوں۔''

اِمام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روایت کیا ہے اِسے اَشجعی - سُفیان - منصور - ہِلال بن یساف - ابن حِبّان - عبد اللہ بن ظالم سے اپنی اسناد کے ساتھ۔[1]

شیخ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کو 'حسن' کہا ہے۔[2]

1. سنن ابو داؤد (اردو): 3/446-447، رقم: 1223، انٹرنیشنل نمبر: 4648
2. سنن ابو داؤد (English)، 5/182-183، رقم: 4648

سُنن ابو داؤد : حدیث - 4650

٤٦٥٠ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَطَالَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يُسَبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يُسَبُّ عَلِيًّا قَالَ: لَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ فَلَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ! أَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ - وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ - أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَاقَ نَحْوَ مَا مَضَى قَالَ: لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

4650. Riyāḥ bin Al-Ḥārith said: "I was sitting with so-and-so in the *Masjid* of Al-Kūfah, and the people of Al-Kūfah were with him. Sa'eed bin Zaid bin 'Amr bin Nufail came, and he welcomed him, and greeted him, and seated him by his feet on the couch. One of the people of Al-Kūfah, whose name was Qais bin 'Alqamah, came and he received him, and he started to revile (someone). Sa'eed said: 'Whom is this man reviling?' He said: 'He is reviling 'Alī.' He said: 'Why do I see the Companions of the Messenger of Allāh ﷺ being reviled in your presence, and you do not object or try to stop it? I heard the Messenger of Allāh ﷺ say – and I have no need to attribute to him something that he did not say which he will ask me about tomorrow when I meet him – "Abū Bakr will be in Paradise, 'Umar will be in Paradise," – and he narrated a similar report (as no. 4650), then he said: 'Their going out once (in *Jihād*) with the Messenger of Allāh ﷺ, getting their faces covered in dust, is better than the deeds done in a lifetime by one of you, even if he were to reach the age of Nūḥ.'" (*Ṣaḥīḥ*)

تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن سعد، السنة، باب، في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، (١١، ١) فضائل العشرة رضي الله عنهم، ج:١٣٣ من حديث صدقة بن المثنى به وأورده الضياء في المختارة، ٣، ٢٨٢-٢٨٥، ح:١٠٨٣، ١٠٨٤.

Comments:

These and similar narrations refer to the ten who were promised Paradise.

سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ
English Translation of
Sunan Abu Dawud
Volume 5
Compiled by
Imām Hāfiz Abu Dawud Sulaiman bin Ash'ath
Ahādīth edited & referenced by
Hāfiz Abu Tāhir Zubair 'Alī Za'ī
Translated by
Nasiruddin al-Khattab (Canada)
Edited by
Huda Khattab (Canada)
Final review by
Abū Khalīl (USA)
DARUSSALAM
GLOBAL LEADER IN ISLAMIC BOOKS

علّامہ ناصر الدّین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''سلسلۃ الاحادیث صحیحہ'' میں ہے:

سلسلة
الأحاديث الصحيحة
وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الخامس
٢٠٠١ — ٢٥٠٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد رشدي بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٢٣٩٧ - (نهى عن سب الأموات).

أخرجه الحاكم (١ / ٣٨٥) من شعبة عن مسعر عن زياد بن علاقة عن عمه.

وأن المغيرة بن شعبة سب علي بن أبي طالب، فقام إليه زيد بن أرقم فقال: يا مغيرة! ألم تعلم أن رسول الله ﷺ نهى عن سب الأموات؟ فلم تسب عليا وقد ماتوا؟! وقال:

صحيح على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

قلت: وهو كما قالا، وعم زياد بن علاقة اسمه قطبة بن مالك، وقد اختلف في إسناده على مسعر، فرواه شعبة عنه مكنيا، وخالفه محمد بن بشر فقال: ثنا مسعر عن الحجاج مولى بني ثعلبة عن قطبة بن مالك عم زياد بن علاقة قال:

قال المغيرة بن شعبة بن علي، فقال زيد بن أرقم ... الحديث.

أخرجه أحمد (٤ / ٣٦٩)، وأبو نعيم في «أخبار أصبهان» (٢ / ١٥٣).

وتابعه وكيع: ثنا مسعر عن أبي أيوب مولى بني ثعلبة عن قطبة بن مالك به.

٥٢٠

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ اِسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (1/385) شعبہ عن مسعر عن زیاد بن علاقہ عن امّہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ اُن کی طرف بڑھے اور فرمایا: ''کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے، تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیوں برا بھلا کہہ رہے ہیں جب کہ اُن کی وفات ہو چکی ہے؟''

یہ صحیح ہے اور اِمام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی موافقت کی ہے۔

میں (علّامہ اَلبانی) کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے جیسا اِن دونوں نے کہا ہے، زیاد بن علاقہ کے چچا کا نام قطبہ بن مالک ہے، مِسعر کے بعد اِس میں اختلاف ہو گیا ہے، شعبہ نے تو اِسی طرح روایت کیا ہے اور محمد بن بشر نے اِسے مِسعر کے بعد عن حجّاج مولا بنی ثعلبہ عن قطبہ بن مالک امّہ زیاد بن علاقہ سے روایت کیا ہے کہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کچھ تنقیص کی تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا..... الحدیث۔

اِسے اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ (4/369) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبارِ اصفہان'' (2/153) میں روایت کیا ہے۔

1. سلسلۃ الاحادیث صحیحہ (عربی)، 5/520

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو گورنرِ مدینہ بنایا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی

صحیح حدیث

مروان بن حکم اہلِ بیت پر سبّ وشتم کرتا تھا

٨ - (٦٧٦٤) حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، حدثنا حماد بن سلمة، عن عطاء بن السائب، عن أبي يحيى قال:

كُنْتُ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ، وَمَرْوَانَ يَتَشَاتَمَانِ فَجَعَلَ الْحَسَنُ يَكُفُّ الْحُسَيْنَ فَقَالَ مَرْوَانُ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ. فَغَضِبَ الْحَسَنُ فَقَالَ: أَقُلْتَ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ؟ فَوَاللَّهِ لَقَدْ لَعَنَكَ اللَّهُ عَلَىٰ لِسَانِ نَبِيِّهِ - ﷺ - وَأَنْتَ فِي صُلْبِ أَبِيكَ (٢).

(٢) إسناده صحيح حماد بن سلمة سمع من عطاء قبل الاختلاط، قال:

١٣٥

مسند ابی یعلیٰ کی ایک حدیث

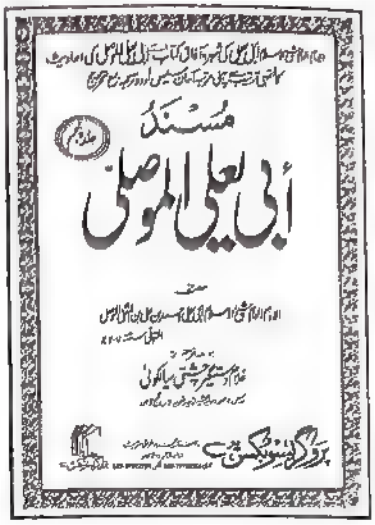

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْ فِيَّ بِلِعَابِهَا، فَأَلْقَاهَا فِي التَّمْرِ، فَقِيلَ. يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ أَخَذْتَهَا؟ قَالَ: لأَنَّ الصَّدَقَةَ لا تَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ، وَكَانَ يَقُولُ: دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ قَالَ: وَكَانَ يُعَلِّمُنَا هَذَا الدُّعَاءَ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَاكْفِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

کیوں بکاری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صدقہ میری آل کے لیے حلال نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے: چھوڑ دو جو تجھے شک میں ڈالے اس کی طرف جو شک میں نہ ڈالے۔ بے شک سچا اطمینان ہے۔ جھوٹ شک ہے۔ ہم کو یہ دعا سکھاتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ آخرہ"۔

6730 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَأْمُونِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ. رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُحْفَةُ الصَّائِمِ النُّعْسُ وَالْمِجْمَرُ

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: روزہ دار کا تحفہ نیند اور مجمر ہے۔

6731 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى قَالَ. كُنْتُ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ، وَمَرْوَانَ يَتَشَاتَمَانِ فَجَعَلَ الْحَسَنُ يَكُفُّ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ. فَغَضِبَ الْحَسَنُ، فَقَالَ: أَقُلْتَ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ؟ فَوَاللَّهِ لَقَدْ لَعَنَكَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ فِي صُلْبِ أَبِيكَ

حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں حسین اور حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان تھا۔ اور مروان ان دونوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو روکا۔ مروان کہنے لگا: اہل بیت (معاذ اللہ) ملعون ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو یہ کیا بکواس کرتا ہے کہ اہل بیت ملعون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تجھ پر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی ہے اس حالت میں کہ تو ابھی اپنے باپ کی پشت میں تھا۔

6730- أخرجه الترمذي رقم الحديث: 601 قال: حدثنا أحمد بن منيع .

6731- الحديث في المقصد العلي برقم: 1793 . وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد جلد5 صفحه240 .

حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں حسین اور حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان تھا اور مروان اِن دونوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو روکا، مروان کہنے لگا: ''اہلِ بیت (معاذ اللہ) ملعون ہیں۔'' حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو غصّہ آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تو یہ کیا بکواس کرتا ہے کہ اہلِ بیت ملعون ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تجھ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے لعنت کی گئی ہے اس حالت میں کہ تو اس وقت اپنے باپ کی پشت میں تھا۔[1]

محقق شیخ حسین سلیم اَسد نے اِس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

1. مُسند ابی یعلیٰ (اردو)، امام الہمام شیخ الاسلام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، 5/181، رقم: 6731
2. مُسند ابی یعلیٰ (عربی)، امام الہمام شیخ الاسلام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، 12/135، رقم: 6764

مروان بن حکم اور سبّ وشتمِ مولا علی رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث

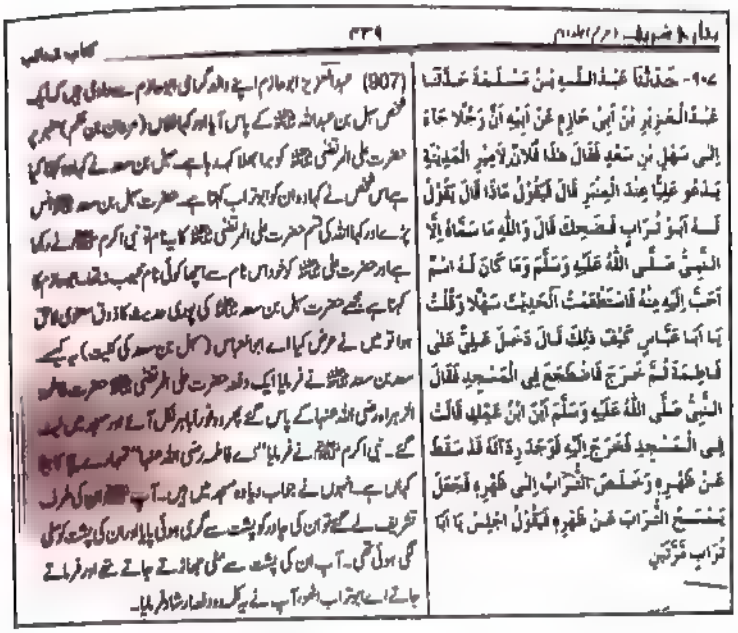

۹۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هَذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

(907) عبدالعزیز ابوحازم اپنے والد گرامی ابوحازم سے روایت ہیں کہ ایک شخص سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا فلاں (مروان بن حکم) منبر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ سہل بن سعد نے کہا وہ کہتا کیا ہے اس شخص نے کہا وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد ہنس پڑے اور کہا اللہ کی قسم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود اس نام سے اچھا کوئی نام محبوب نہ تھا۔ ابوحازم کا کہنا ہے مجھے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی پوری حدیث کا ذوق معنوی لاحق ہوا تو میں نے عرض کیا اے ابوالعباس (سہل بن سعد کی کنیت) یہ کیسے؟ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پھر وہ فوراً باہر نکل آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو ان کی چادر کو پشت سے گری ہوئی پایا اور ان کی پشت کو مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پشت سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے اے ابوتراب اٹھو۔ آپ نے یہ کلمہ دو دفعہ ارشاد فرمایا۔

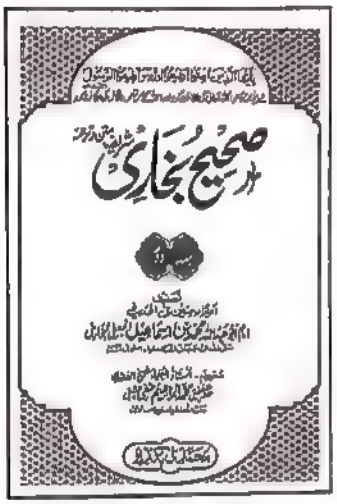

عبد العزیز ابو حازِم اپنے والد ابو حازِم سے راوی ہیں کہ ایک شخص سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''فلاں (مروان بن حکم) منبر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، ''وہ کہتا کیا ہے؟'' اُس شخص نے کہا، ''وہ اُن کو ابوتُراب کہتا ہے۔'' حضرت سہل بن سعد ہنس پڑے اور کہا: ''اللہ کی قسم! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ نام تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود اِس نام سے اچھا کوئی نام محبوب نہ تھا۔ ابو حازِم کا کہنا ہے مجھے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی پوری حدیث کا ذوق معنوی لاحق ہوا تو میں نے عرض کیا، ''اے ابو العباس (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) یہ کیسے؟'' سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پھر وہ فوراً باہر نکل آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟'' اُنھوں نے جواب دیا، ''وہ مسجد میں ہیں،'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی طرف تشریف لے گئے تو اُن کی چادر کو پشت سے گری ہوئی پایا اور اُن کی پشت کو مٹّی لگی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی پشت سے مٹّی جھاڑتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے ''اے ابوتُراب اُٹھو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمہ دو دفعہ ارشاد فرمایا۔[1]

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/439، رقم: 907، انٹرنیشنل نمبر: 3703

''مروان'' کا باپ ''حکم''۔ لعنتی آدمی

صحیح حدیث

اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام بزّار رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے اور اُسے شیخ ناصر الدین اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیحہ'' میں نقل کی ہے:

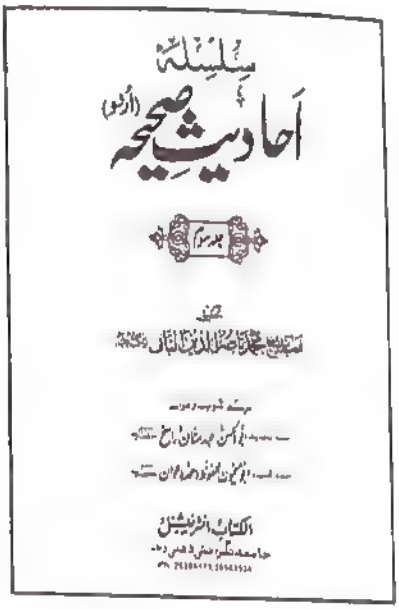
سِلسِلَۃ
اَحادیثِ صحیحہ (اُردو)
جلد سوم
الکتاب انٹرنیشنل

سلسلة الاحاديث الصحيحة ۵۴۴

ذم الحكم بن أبي العاص

٣٥٦٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبِسُ ثِيَابَهُ لِيُلْحِقَنِي، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ)). فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ وَجِلًا أَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتّٰى دَخَلَ فُلَانٌ: اَلْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ۔

[الصحيحة: ٣٢٤٠]

تخريج: الصحيحة ٣٢٤٠۔ احمد (٢/ ١٦٣) البزار (الكشف:٢٦٣٥)۔

حکم بن ابی عاص کی مذمت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا' اس لئے وہ کپڑے پہننے کے لئے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔'' اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی' حتی کہ حکم بن ابو عاصی داخل ہوا۔

ترجمہ

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ جانا تھا، اِس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔'' اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اِس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتّٰی کہ حکم بن ابو عاصی داخل ہوا۔

شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

1. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (اردو)، 3/544، رقم: 3562

ایک خواب جس پر نبی ﷺ نے کھل کر مسکرانا چھوڑ دیا:

صحیح حدیث

٦٢١ ـ (٦٤٦١) حدثنا مصعب بن عبد الله قال: حدثني ابن أبي حازم، عن العلاء، عن أبيه.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ـ ﷺ ـ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ: «مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ؟!».

قَالَ: فَمَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ ـ ﷺ ـ مُسْتَجْمِعاً ضَاحِكاً بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى مَاتَ ـ ﷺ ـ(١).

(١٦٠٦) باب: النهي عن الحلف في البيع، وأبو داود في البيوع (٣٣٣٥) باب: في كراهية اليمين في البيع، والنسائي في البيوع ٢٤٦/٧ باب: المنفق سلعته بالحلف الكاذب، من طريق يونس، بالإسناد السابق.

وفي الباب عن أبي قتادة عند مسلم في المساقاة (١٦٠٧)، والنسائي في البيوع ٢٤٦/٧، والبيهقي في البيوع ٢٦٥/٥.

ومنفقة ـ بفتح الميم وسكون النون، وفتح الفاء وزان: مَفْعلة ـ من النَّفاق وهو الرواج ضد الكساد والسلعة ـ بكسر السين المهملة ـ: المتاع.

وممحقه ـ وزان مَفْعَلَة أيضاً ـ من المحق وهو النقص والإبطال، وذهب القاضي عياض إلى أنهما اسما فاعل. انظر مشارق الأنوار ٣٧٤/١، و٢١/٢.

وفي الحديث النهي عن الحلف في البيع، فإن الحلف من غير حاجة مكروه وينضم إليه هنا ترويج السلعة، وربما اغتر المشتري باليمين، والله أعلم. قاله النووي في «شرح مسلم» ١٢٧/٤.

(١) إسناده صحيح، وابن أبي حازم هو عبد العزيز بن سلمة. وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٢٤٣/٥ ـ ٢٤٤ باب: في أئمة الظلم والجور وأئمة الضلالة، وقال: «رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح، غير مصعب بن عبدالله بن الزبير وهو ثقة». وصححه الحاكم ٤٨٠/٤ ووافقه الذهبي.

كما ذكره الحافظ ابن حجر في «المطالب العالية» ٣٣٢/٤ برقم

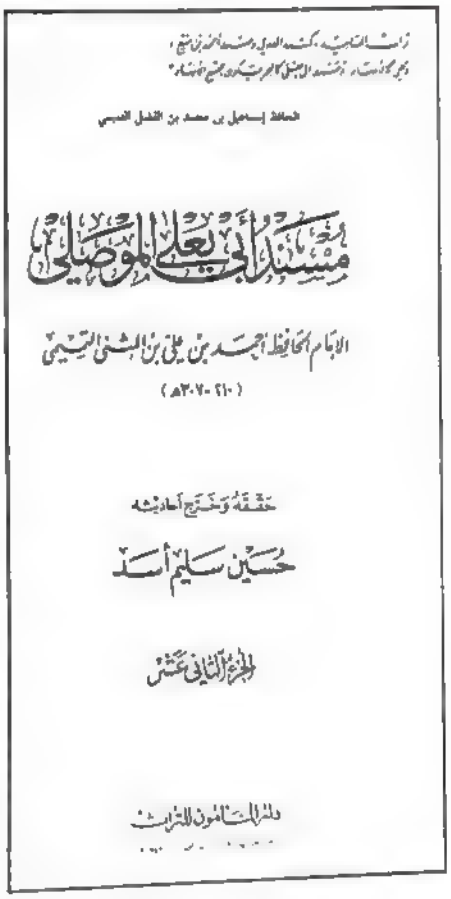
زائد الشيخ، مكتبة العلي ومسند أحمد بن منيع،
وهو كما أشار، زمسند الإمام أحمد بن حنبل ومنيع جاهدا
الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل التيمي
مسند أبي يعلى الموصلي
الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي
(٢١٠-٣٠٧هـ)
حققه وخرج أحاديثه
حسين سليم أسد
الجزء الثاني عشر
دار المأمون للتراث

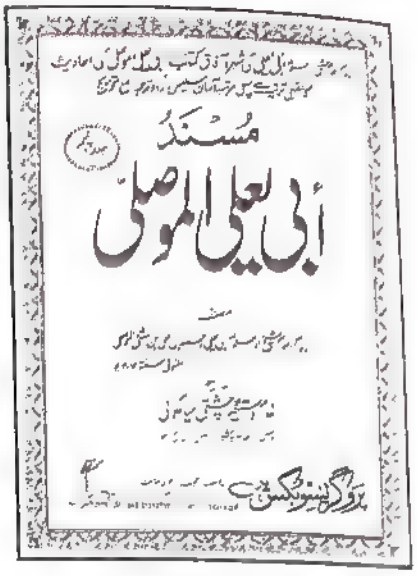

مسند أبو يعلى الموصلي (جلد پنجم) 73 شهر بن حوشب عن ابي هريرة

6430 - حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ: مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ؟، قَالَ. فَمَا رُئِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا بَعْدَ ذٰلِكَ حَتَّى مَاتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھتے اور اُترتے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی، غصّہ کی حالت میں فرمایا: ”مجھے کیا ہے کہ میں نے بنی حکم کو دیکھا ہے میرے منبر پر چڑھتے ہیں بندر کے چڑھنے کی طرح۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اِس کے بعد کھل کر مسکراتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔“[1]

قارئین کرام! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب سچ کر دکھایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم کہ جس کے ساتھ اُس کی اولاد پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی تھی، اُس کے ملعون بیٹے مروان کو مدینہ کا گورنر بنایا وہ بھی دو بار اور مروان بن حکم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کو ایک رسم بنا دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کو بدل دیا۔

محققِ کتاب شیخ حسین سلیم اَسد نے اِس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔[2] شیخ زُبیر علی زئی نے بھی اِس کی سند کو ”مقالات-جُز-6“ میں ”حسن لذاتہٖ“ کہا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی حدیث ”المُستدرک“ میں بیان کی ہے اور اِس کو اِمام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کی شرط پر اور اِمام ذہبی نے مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔[3]

1. مُسند ابو یعلیٰ (اردو)، 5/73، رقم: 6430
2. مُسند ابو یعلیٰ (عربی)، 11/348، رقم: 6461
3. زُبیر علی زئی فی مقالات (اردو)، جُز: 6، صفحہ: 265-266

مروان بن حکم: گستاخِ اہلِ بیت علیہم السلام

614 تاریخ اسلام جلد ۱

تھے۔ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ صرف حسن رضی اللہ عنہ ہی ایک ایسے شخص تھے کہ جب بات کرتے تھے تو میں چاہتا تھا کہ آپ باتیں کیے جائیں اور اپنا کلام ختم نہ کریں اور آپ کی زبان سے میں نے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔

مروان بن الحکم جب مدینہ کا عامل تھا اور حسن رضی اللہ عنہ بھی بعد ترک خلافت مدینہ ہی میں رہتے تھے تو مروان نے ایک مرتبہ حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کے ہاتھ کہلا کر بھجوایا کہ تیری مثال خچر کی سی ہے (نعوذ باللہ) کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں یہ بات کبھی نہ بھولوں گا کہ تو مجھے بلا سبب گالیاں دیتا ہے۔ آخر ایک روز تجھ کو اور مجھ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا ہے۔ اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو سچ بولنے کی جزائے خیر دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خوب یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ منتقم ہے۔

مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی اپنی مشہور کتاب ''تاریخ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''مروان بن حکم جب مدینہ کا عامل (Governor) تھا اور حسن رضی اللہ عنہ بھی بعد ترکِ خلافت مدینہ ہی میں رہتے تھے تو مروان نے ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کے ہاتھ کہلا کر بھجوایا کہ ''تیری مثال خچر کی سی ہے (نعوذ باللہ) کہ جب اُس سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی تھی۔'' آپ نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں یہ بات کبھی نہ بھولوں گا کہ تو مجھے بلا سبب گالیاں دیتا ہے۔ آخر ایک روز تجھ کو اور مجھ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا ہے۔ اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو سچ بولنے کی جزائے خیر دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خوب یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ منتقم ہے۔''(1)

1. مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی فی تاریخ اسلام (اردو)، 1/619

ایسی ہی روایت ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الصّواعق المحرقہ'' میں نقل کی ہے:

۴۷۰

ابن سعد نے عمیر بن اسحاق سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار کے سوا کبھی آپ کے منہ سے فحش بات نہیں سُنی۔ آپ کے اور عمرو بن عثمان بن عفان کے درمیان کسی زمین کے متعلق کوئی جھگڑا تھا۔ تو آپ نے کہا اس کا ہمارے پاس وہ کچھ ہے جو اس کو ذلیل کر دے گا۔ یہ وہ سخت فحش کلمہ ہے جو میں نے آپ سے سُنا۔ مروان نے آپ کی طرف ایلچی بھیجا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا۔ وہ مدینہ کا عامل تھا۔ اور ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسن نے اس کے ایلچی سے کہا۔ اس کو جا کر کہہ خدا کی قسم میں تجھ کو گالیاں دے کر ان سے کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا جو تو نے کہا ہے۔ اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سچ کی تجھے جزا دے گا۔ اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا بھی ہے۔

مروان نے ایک بار آپ سے سختی کی اور آپ خاموش رہے پھر اس نے دائیں ہاتھ سے رینٹ صاف کی تو آپ نے فرمایا تیرا برا ہو کیا تجھے علم نہیں کہ دایاں ہاتھ منہ کے لئے اور بایاں شرمگاہ کیلئے ہے۔ تجھ پر افسوس ہے تو مروان خاموش ہو گیا۔

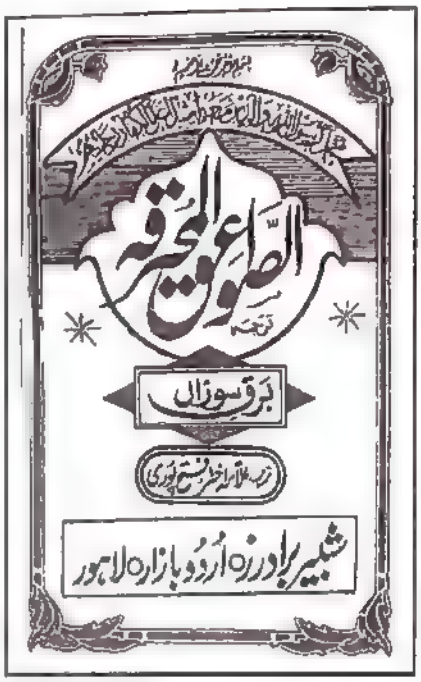

ترجمہ

مروان نے آپ کی طرف ایلچی بھیجا جو آپ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا، وہ (مروان) مدینہ کا عامل تھا اور ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اُس کے ایلچی سے کہا: ''اُس کو (مروان کو) جا کر کہہ، خدا کی قسم! میں تجھ کو گالیاں دے کر اُن میں سے کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا جو تو نے کہی ہے، اللہ کے یہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اللہ تیرے سچ کی تجھے جزا دے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

مروان نے ایک بار آپ (امام حسن) سے سختی کی اور آپ خاموش رہے پھر اُس نے دائیں ہاتھ سے رینٹ صاف کی تو آپ نے فرمایا، ''تیرا برا ہو، کیا تجھے علم نہیں کہ دایاں ہاتھ منہ کے لیے اور بایاں شرم گاہ کے لیے ہے۔ تجھ پر افسوس ہے۔'' تو مروان خاموش ہو گیا۔[1]

1. ہیثمی فی الصواعق المحرقہ علی اہل الرفض والضلال والزندقہ (اردو)، صفحہ: 470

آل مروان اور سبّ وشتمِ مولا علی رضی اللہ عنہ

صحیح مسلم کی ایک حدیث

صحیح مسلم (سوم) ۳۰۶ ۴۴- کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم

٦١٧٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتُمَ عَلِيًّا. قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللَّهُ أَبَا التُّرَابِ. فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا. فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّةِ بِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ. فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: انْظُرْ أَيْنَ هُوَ. فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ. فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: قُمْ أَبَا التُّرَابِ، قُمْ أَبَا التُّرَابِ.

(٦٢٨٠-٣٧-٢-٤٤١)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آلِ مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا، اس نے حضرت سہل بن سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو برا کہے، حضرت سہل نے انکار کیا، اس نے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے، حضرت سہل نے کہا: حضرت علی کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا، جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا وہ خوش ہوتے تھے۔ راوی نے ان سے کہا: ہمیں ان کا وہ قصہ بتاؤ کہ ان کا نام ابوتراب کیسے رکھا گیا؟ انھوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر آئے تو حضرت علی گھر میں نہیں تھے، فرمایا: تمہارا عم زاد کہاں ہے؟ کہا: میرے اور ان کے درمیان کوئی شکر رنجی ہو گئی جس سے غضب ناک ہو کر وہ گھر سے چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے کہا: جاؤ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے آ کر کہا: وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ حضرت علی کے پاس گئے درآنحالیکہ وہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جانب سے ان کی چادر ڈھلکی ہوئی تھی اور ان پر مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے ابوتراب! اٹھو، اے ابوتراب! اٹھو۔(1)

1. صحیح مسلم (اردو)، 3/306، رقم: 4179، انٹرنیشنل نمبر: 6229

بغضِ علی رضی اللہ عنہ کی انتہا:
بنو اُمیّہ کا ''علی'' نامی بچوں کو قتل کرنا

اِمام حافظ زین الدّین عراقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''بالتبصرۃ والتذکرۃ'' میں، اِمام حافظ جمال الدین ابی حجاج یوسف المعروف اِمام مِزّی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تہذیب الکمال فی اسماء الرجال'' میں، اِمام حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''سیرُ اعلام النّبلاء'' میں اور اِمام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے رِجال کی اپنی مشہور کتاب ''تہذیب التہذیب فی رجالِ الحدیث'' میں اور اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی'' میں نقل کیا ہے کہ:

شرح الفیۃ العراقی ٢١٩

العين مصغراً وهو موسى بن علي بن رباح اللخمي المصري امير مصر اشتهر بضم العين وصحح البخاري وصاحب المشارق الفتح وروينا عن موسى قال اسم ابي علي ولكن بنو امية قالوا علي بن رباح وفي حرج من قال علي وروينا عنه ايضاً قال من قال موسى بن علي لم احمله في حل وروينا ايضاً ذلك عن ابيه قال لا احمل احداً في حل يصغر اسمي وقال محمد بن سعد اهل مصر يفتحون واهل العراق يضمون وقال الدارقطني كان يلقب بعلي وكان اسمه علياً وقد اختلف في سبب تصغيره فقال ابو عبد الرحمن المقري كانت بنو امية إذا سمعوا بمولود اسمه علي قتلوه فبلغ ذلك رباحاً فقال هو علي وقال ابن حبان في الثقات كان اهل الشام يجعلون كل علي عندهم علياً لبغضهم علياً رضي الله عنه ومن حمله ما قيل لعلي بن رباح علي بن رباح ولسلمة بن علي سلمة بن علي

كلهم متأخرون منهم ابو عيسى الختلي[1] الذي روى عنه ابو علي الصواف وليس في الكتب الستة ولا في تاريخ البخاري منهم احد والثاني موسى بن علي ابن رباح اللخمي المصري امير مصر فالمشهور فيه الضم وعليه اهل العراق لكن الذي صححه البخاري وصاحب المشارق الفتح وعليه اهل مصر وكان هو وابوه يكرهان الضم ويقول كل منهما لا اجعل قائله في حل واختلف في سبب ضمه فقيل لان بني امية كانت اذا سمعت بمولود اسمه علي بالفتح قتلوه فقال ابوه هو علي يعني بالضم وقيل كان اهل الشام يجعلون كل علي عندهم علياً لبغضهم علياً رضي الله عنه وثاني الاقسام سريج بمهملة وجيم وشريح بمعجمة

(١) موسى بن علي بن موسى ابو موسى يعرف بالختلي حدث عن داود بن رشيد ورجاء بن سعيد البزاز وغيرهما روى عنه ابو بكر بن الانباري النحوي وابو بكر بن مقسم المقرىء وابو علي بن الصواف وغيرهم قال الخطيب البغدادي كان ثقة وخرج بسنده عنه حديثاً واحداً انه صلى الله عليه وسلم قال السجدة التي في ص سجدها داود توبة ونحن نسجدها شكراً .

شرح الفية العراقي
المسماة
بالتبصرة والتذكرة
للحافظ حافظ العصر وعمدة الامام الكبير حامل راية الحديث والمبرز على المتقدم والمتأخر الحافظ زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن ابي بكر بن ابراهيم العراقي المتوفى سنة ٨٠٦ .
ويليه
فتح الباقي على الفية العراقي
لشيخ الاسلام ملك الائمة الاعلام قاضي القضاة الفقيه المحقق الحجة النظار العارف بالله الحافظ زين الدين الشيخ زكريا بن محمد بن احمد بن زكريا الانصاري السنكي الازهري الشافعي المتوفى سنة ٩٢٥ .
الجزء الثالث
[illegible]
[illegible] وضبطه وعلق عليه وصححه [illegible]
محمد بن الحسين العراقي الحسيني
مدرس بكلية القرويين وعضو الخزانة القروية
دار الكتب العلمية

تهذيب الكمال في أسماء الرجال

للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي

٦٥٤ - ٧١٢هـ

المجلد العشرون

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

مؤسسة الرسالة

وقال العجلي: مصري، تابعي، ثقة.

وقال يعقوب بن شيبة: في ثبت شيوخ من أهل مصر: عن ابن وهب، ولد بالمغرب.

وقال النسائي: ثقة.

وذكره ابن حبان في كتاب «الثقات».

وقال قتيبة بن سعيد: سمعت الليث بن سعد، قال: قال عُبَيْد بن زحر: لا أحمل بن حلٍّ من سنان عُلَيّ، فإنه سمي عُلَيّ.

وقال سلمة بن شبيب: سمعتُ أبا عبد الرحمان المقرئ يقول: كانت بنو أمية إذا سمعوا بمولود اسمه عليّ قتلوه، فسمع ذلك رجلاً، فقال: هو عُلَيّ، وكان يقصد من عُلَيّ، ويجرح على من سماه به.

وقال عبد الرحمان بن شُرَيْح، عن الحارث بن يزيد: دخلت على عُلَيّ بن رَبَاح، وهو في الشمس، وعنده جارية لا أعلم إلا أنه قال علّجة، وهو يقول: قال عمرو بن العاص قال فلان، قال فلان! قال: فقلت له: تُحَدِّث مثل هذه بهذه الأحاديث؟! فقال: ليست تضرني إنما استذكر حديثي.

(١) ثقات ابن قانع ٣٩
(٢) تعرفة بشاريخ ٤٩٠/٢
(٣) ٤٠٦/٢
(٤) [illegible]
(٥) [illegible]

٤٢٩

[illegible]

حدثنا عبد الله بن موسى بن أبي بكر، وإبراهيم بن أبي حبيبة، وعبيد بن [illegible]

[illegible] على سارية، وقد [illegible] كنت [illegible] فقال أمير المؤمنين [illegible]

[illegible] تبوك، [illegible] وشهدت معه يوم غزوة [illegible] بن سعد بن أبي سرح في سنة أربع [illegible] وهو الذي [illegible] بن سعد [illegible] عبد الله [illegible] إلى أن مات [illegible]

[illegible] إلا خير.

[illegible] سمعوا مولود اسمه [illegible]

[illegible]

[illegible]

سير أعلام النبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

[illegible]

[illegible] و [illegible]

شعيب الأرنؤوط

الجزء الخامس

مؤسسة الرسالة

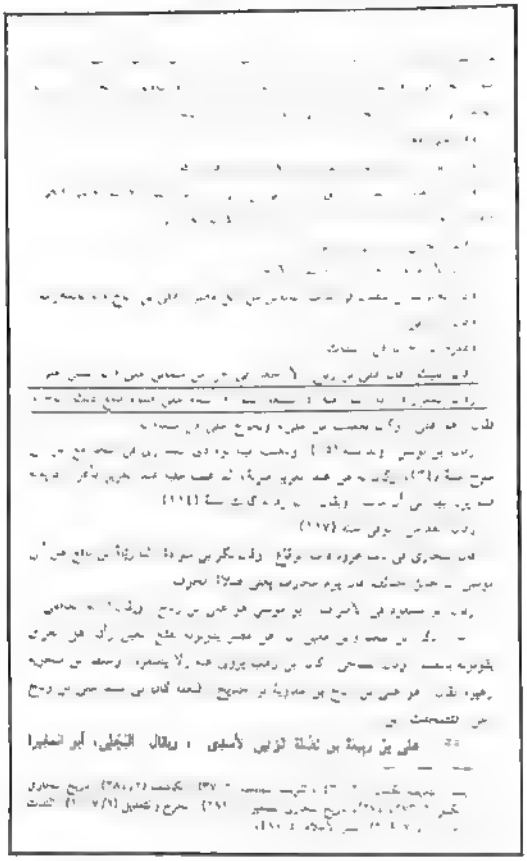

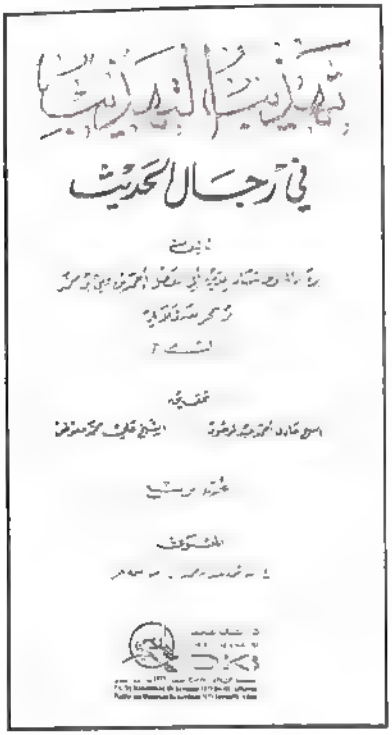
تهذيب التهذيب
في رجال الحديث

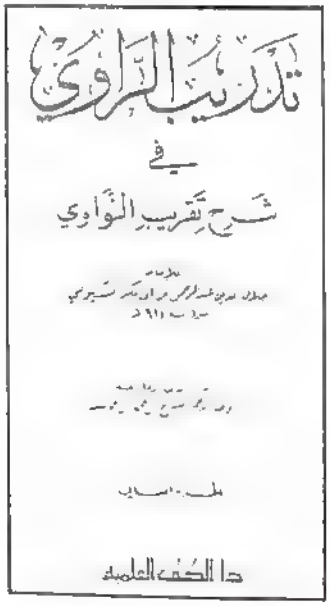
تدريب الراوي
في
شرح تقريب النواوي
دار الكتب العلمية

ترجمہ

ابو عبد الرحمٰن المقرئی نے فرمایا کہ بنو اُمیّہ جس کسی پیدا ہونے والے بچّے کا نام 'علی' سنتے تو وہ اُسے قتل کر دیتے۔ پس جب یہ بات رباح کو معلوم ہوئی تو اُنہوں نے اپنے بیٹے کا نام بدل دیا۔"[1] (یعنی رباح کے بیٹے کا نام 'علی' تھا جسے بدل کر اُنہوں نے 'غلَی' کر دیا۔)

1. بالتبصرہ والتذکرہ (عربی): 3/219
تہذیب الکامل فی اسماء الرجال (عربی): 20/429
سیرُ اعلامِ النبلاء (عربی): 5/102
تہذیبُ التہذیب فی رجالِ الحدیث (عربی): 4/596
تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (عربی): 2/188

باب-13

شہادتِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ

سیّدنا اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بہت ہی کم گفتگو کی جاتی ہے بلکہ اب تو آپ رضی اللہ عنہ کے ذکرِ شہادت سے کنارہ کشی کر لی گئی ہے۔ ہم نے اِس باب میں ''صحیح'' حدیث کی روشنی میں شہادتِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کا مختصر ذکر کیا ہے اور اِسے مزید واضح کرنے کے لیے صحیح حدیث کے ساتھ کچھ تاریخی رِوایتیں بھی پیش کی ہیں۔ جب کہ اِس موضوع پر اِتنی رِوایات موجود ہیں کہ الگ سے ایک پوری کتاب تیّار ہو جائے مگر ہم یہاں اِس کا مختصر ذکر کر رہے ہیں کہ کس طرح اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور آپ کو کس طرح بنو اُمیّہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں نے اپنے نانا جان کے پہلو میں دفن ہونے سے روکا۔

سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں مؤرخین نے اپنی تاریخ کی کتابوں میں خوب ذکر کیا ہے مگر ہم یہاں ایک صحیح روایت سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی صحیح روایت

(۳۸۵۱۴) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ . فَجَعَلَ يَقُولُ لِذَلِكَ الرَّجُلِ . سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُنِي ، قَالَ : مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا ، يُعَافِيكَ اللَّهُ ، قَالَ : فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا ، ثُمَّ قَالَ : مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتَّى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أَلْتَهِبُ بِهَذَا الْعُودِ ، وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هَذِهِ الْمَرَّةِ ، قَالَ : فَقَعَدْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ إِذَا هُوَ يَلِي الشُّوقِ ، قَالَ : وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ ، فَقَالَ : يَا أَخِي ، مَنْ صَاحِبُكَ ؟ قَالَ : تُرِيدُ قَتْلَهُ ، قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ ، اللَّهُ أَشَدُّ نِقْمَةً ، وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُقْتَلَ بَرِيءٌ .

(۳۸۵۱۴) حضرت عمیر بن اسحاق سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور ایک آدمی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اس آدمی سے کہنے لگے مجھ سے پوچھو اس سے پہلے کہ تم مجھ سے نہ پوچھ سکو۔ ان صاحب نے کہا میں آپ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا کرے راوی نے فرمایا حضرت حسن کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے پھر ہمارے پاس تشریف لائے پھر ارشاد فرمایا میں تمہاری طرف نہیں نکلا یہاں تک کہ میں نے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا پھینکا ہے جس کو اس لکڑی سے الٹ پلٹ رہا ہوں مجھے کئی مرتبہ زہر پلایا گیا اس مرتبہ سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں تھی حضرت عمیر نے کہا اگلے دن ہم صبح کو ان کے پاس گئے وہ جان کنی کی حالت میں تھے راوی عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے پس ان کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اے میرے بھائی آپ کو زہر دینے والا کون ہے انہوں نے فرمایا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو انہوں نے فرمایا ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سخت سزا دینے والے ہیں اور اگر بری ہے تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ایک بری آدمی کو قتل کیا جائے۔

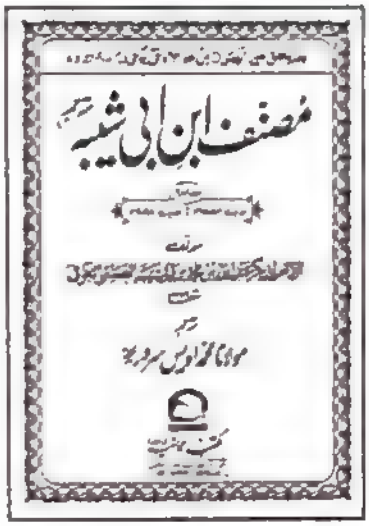

ترجمہ

حضرت عُمیر بن اِسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میں اور ایک آدمی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اُس آدمی سے کہنے لگے ''مجھ سے پوچھو اِس سے پہلے کہ تم مجھ سے نہ پوچھ سکو'' اُن صاحب نے کہا میں آپ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتا ہوں، اللہ جل جلالہ آپ کو عافیت عطا کرے۔ راوی نے فرمایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے پھر ہمارے پاس تشریف لائے پھر ارشاد فرمایا میں

تمہاری طرف نہیں نکلا یہاں تک کہ میں نے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا پھینکا ہے جس کو اس لکڑی سے اُلٹ پلٹ رہا ہوں، مجھے کئی مرتبہ زہر پلایا گیا اِس مرتبہ سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں تھی، حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اگلے دن ہم صبح کو اُن کے پاس گئے وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ راوی عُمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے، پس اُن کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا ''اے بھائی جان! آپ کو زہر دینے والا کون ہے؟'' اُنہوں نے فرمایا: ''تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟'' اُنھوں نے فرمایا: ''ہاں!'' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تو وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ عزوجل اُسے سخت سزا دینے والا ہے اور اگر بری ہے تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ایک بری آدمی کو قتل کیا جائے۔''[1]

دورِ حاضر کے اہلِ حدیث کے مشہور محدث شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر نے اپنے رسالہ 'السنۃ' (26) میں اِس روایت کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[2]

اِس صحیح رِوایت سے معلوم ہوا کہ سیّدنا اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو کئی بار زہر پلایا گیا جس کا پتہ سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو تھا اور آخری بار آپ کو قاتل زہر دیا گیا تھا۔ بالکل ایسا ہی واقعہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخی کتاب ''البدایۃ والنہایۃ'' میں نقل کیا ہے اور آگے روایت کی ہے کہ۔

1. مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، 11/593، رقم: 38514
2. ریسرچ پیپر: کربلا کا حقیقی پس منظر، حدیث: 50

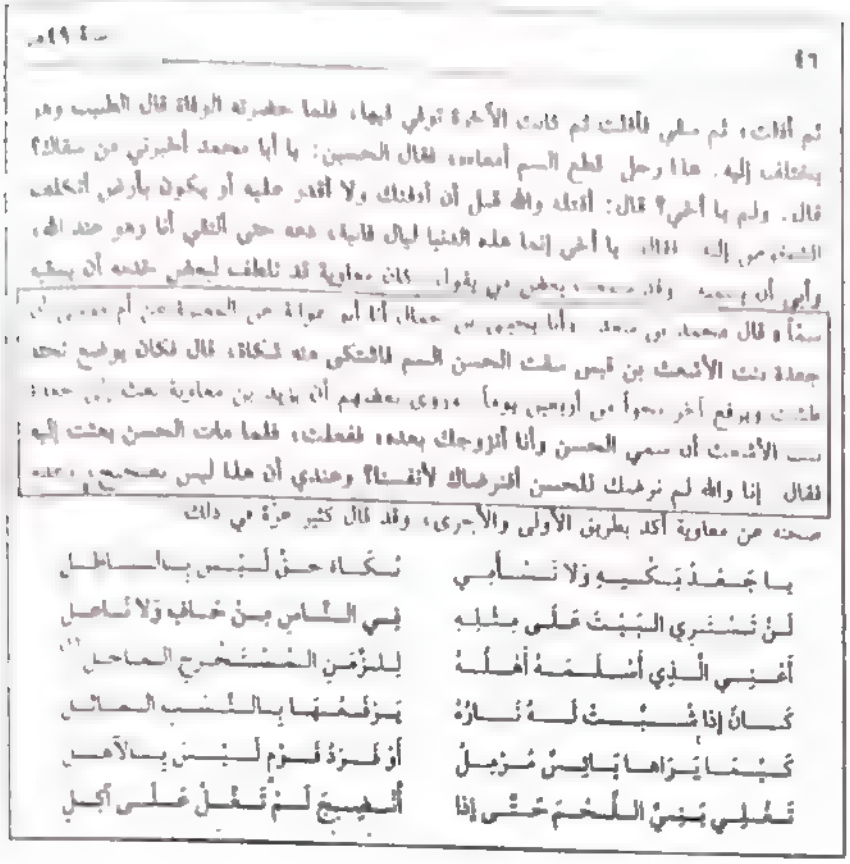

ثم أفاقت، ثم سقي فأفاقت ثم كانت الأخرة توفي فيها، فلما حضرته الوفاة قال الطبيب وهو يختلف إليه. هذا رجل قطع السم أمعاءه، فقال الحسين: يا أبا محمد أخبرني من سقاك؟ قال. ولم يا أخي؟ قال: أقتله والله قبل أن أدفنك ولا أقدر عليه أو يكون بأرض أتكلف الشخوص إليه. فقال: يا أخي إنما هذه الدنيا ليال قلائل، دعه حتى ألقى أنا وهو عند الله، وأبى أن يسميه. وقد [illegible] بعض من يقول: كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سماً. وقال محمد بن سعد: وأنا يحيى بن حمال أنا أبو عوانة عن المغيرة عن أم موسى أن جعدة بنت الأشعث بن قيس سقت الحسن السم فاشتكى منه شكاة، قال فكان يوضع تحته طشت ويرفع آخر نحواً من أربعين يوماً. وروى بعضهم أن يزيد بن معاوية بعث إلى جعدة بنت الأشعث أن سمي الحسن وأنا أتزوجك بعده، ففعلت، فلما مات الحسن بعثت إليه فقال: إنا والله لم نرضك للحسن أفنرضاك لأنفسنا؟ وعندي أن هذا ليس بصحيح، وعنده صحته من معاوية أكد بطريق الأولى والأحرى، وقد قال كثير عزة في ذلك

يا جعدُ بكّي ولا تسأمي ... بكاء حسن ليس بالباطل
لن تشتري البيت على ربه ... في الناس من خاف ولا ناحل
أعني الذي أسلمه أهله ... للزمن المستخرج الحاحل
كان إذا شبت له نارة ... يزقمها بالحسب الحائل
كيما يرى ما بائس مزمل ... أو فزعة لم تبن بالآهل
تعلي بنيّ اللحم حتى إذا ... أنهج لم تعل على أجل

ترجمہ

''محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حمال نے ہمیں بتایا کہ ابوعوانہ نے مغیرہ سے بحوالہ ام موسیٰ سے یہ خبر دی کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا جس سے آپ بیمار ہوگئے، راوی بیان کرتے ہیں آپ کے نیچے تشت رکھا جاتا اور دوسرے چالیس روز بعد اُٹھایا جاتا تھا اور بعض نے روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دے اور میں اس کے بعد تجھ سے شادی کر لوں گا؛ اس نے آپ کو زہر دے دیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا تو اُس نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو تجھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے بھی پسند نہیں کیا، کیا ہم تجھے اپنے لیے پسند کر سکتے ہیں؟ اور میرے نزدیک یہ صحیح بات نہیں۔''(1)

---

1. ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ (عربی): 08/46 : (اردو): 8/62

شہادت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

الصواعق المحرقة

أهل الزيغ والضلال والزندقة

٤١٣

أنت؟ قلت: معشر يا رسول الله، وحدثته بحديثي، فقال: (يا بني، هكذا من روحا المذلل ولم تروح المقتول)[1]

ولما احتضر قال لأخيه: يا أخي، إن أبانا قد استشرف لهذا الأمر، فصرفه الله عنه، وولينا أبو بكر، ثم استشرف لها وصرفت عنه إلى عمر، ثم لم يشك وأن الشورى أمرها لا تعدوه، فصرفت عنه إلى عثمان، فلما قتل عثمان ورجع ثم نوزع حتى جرد السيف، فما صفت له[2]، وإني والله ما أرى أن يجمع الله فينا النبوة والخلافة، فلا أغرن يا ابن حمالة سفهاء الكوفة بأمر حروب.

وقد كنت طلبت إلى عائشة رضي الله عنها أن أدفن مع رسول الله (ﷺ) فقالت: نعم؛ فإذا مت فاطلب ذلك إليها، وما أظن القوم إلا سيمنعونك، فإن فعلوا فلا تراجعهم. فلما مات أتى الحسين عائشة رضي الله عنها، فقالت: نعم وكرامة، فمنعهم مروان، فلم يدفن الحسن مع عمه الصلاح حتى رده أبو هريرة، ثم دفن بالبقيع إلى جنب أمه رضي الله عنهما[3].

وكان سبب موته: أن زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي دس إليها يزيد أن تسمه وتزوجها وبذل لها مائة ألف درهم ففعلت، فسرعن أربعين يوماً، فلما مات بعثت إلى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها، فقال لها: إنا لم نرضك للحسن فنرضاك لأمثاله[4].

وبموته مسموماً شهيداً حرم غير واحد من المتقدمين كالشافعي وأبي بكر بن

(١) أخرجه في عساكر في تاريخه كما في المختصر ٧/٦، وأورده السيوطي في تاريخه ١٥٩

(٢) ساقطة من (ك)

(٣) انظر الاستيعاب ١/٣٩١-٣٩٢، وتاريخ الخلفاء ١٥٩

(٤) مختصر تاريخ دمشق ٧/٣٩-٤٠، سير أعلام النبلاء ٢/٢٧٤-٢٧٥

٤١٤

حلس، والمعاصرين، كالإمام البرزالي في مقدمة شرح الشاطبية

وكانت وفاته سنة تسع وأربعين أو خمسين أو إحدى وخمسين أو اثنتين والأكثرون على الثاني، كما قاله خليفة، ولفظ البرزالي ما عدا الأول، سنة، قال: سنة ست وخمسين، وبه قال سنة[1] تسع وخمسين[2]

وجهد به أخوه أن يخبره من سقاه فلم يخبره، وقال: الله أشد غيرة، إن كان الذي أظن، وإلا فلا يقتل بي والله بريء[3]

وفي رواية: يا أخي، لقد حضرت وفاتي، وإني لمفارق الله وبي لا حق به، وأجد كمدي قطيع، وإني لعارف من أين دهيت، فإذا أنا صرت إلى الله تعالى فستلقى عليك لا تكلمت في ذلك بشيء، فإذا أنا قضيت نحبي، فغسلني وكفني، واحملني على سريري إلى قبر جدي رسول الله (ﷺ)، لأجدد به عهدا، ثم ردني إلى قبر جدتي فاطمة بنت أسد[2] فادفني هناك، وأقسم عليك بالله أن لا تريق في أمري محجمة[4] دم[5].

وفي رواية: إني يا أخي سقيت السم ثلاث مرات، لم أسقه مثل هذه المرة.

(١) ليست في الأصل.

(٢) يعني الخلاف في ذكر سنة وفاته في مختصر تاريخ دمشق ٧/٤٢، والاستيعاب ١/٣٩١، وسير أعلام النبلاء ٢/٢٧٨

(٣) انظر الاستيعاب ١/٣٩٠.

(٤) هي فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف، والدة علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ماتت أيضا رسول صلى الله عليه وسلم فصلى عليها، ونزل معها في قبرها. انظر سير أعلام النبلاء ٢/١١٨.

(٥) تحرفت في (ط) إلى: دعاء.

(٦) انظر تاريخ الخلفاء ١٥٩.

وكان نزوله عنها في سنة إحدى وأربعين ، في شهر ربيع الأول ، وقيل الآخر ، وقيل . في جمادى الأولى ، فكان أصحابه يقولون له : يا عار المؤمنين ، فيقول : (العار خير من النار)

وقال له رجل (السلام عليك يا مذل المؤمنين ، فقال : لست بمذل المؤمنين ، ولكني كرهت أن أقتلكم على الملك)[1]

ثم ارتحل الحسن عن الكوفة إلى المدينة فأقام بها .

وأخرج الحاكم عن جبير بن نفير قال (قلت للحسن إن الناس يقولون : إنك تريد الخلافة ؟ فقال " قد كان جماجم العرب في يدي يحاربون من حاربت ، ويسالمون من سالمت ، تركتها ابتغاء وجه الله ، وحقن دماء أمة محمد صلى الله عليه وسلم ، ثم أمرها بأتيناس أهل الحجاز)[2] .

[وفاة الحسن رضي الله عنه]

توفي الحسن رضي الله عنه بالمدينة مسموماً ، سمته زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس ، دس إليها يزيد بن معاوية أن تسمه وتتزوجها ، ففعلت ، فلما مات الحسن .. بعثت إلى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها ، فقال : إنا لم نرضك للحسن فنرضاك لأمثاله ؟!

وكانت وفاته سنة تسع وأربعين ، وقيل " في خامس ربيع الأول سنة خمسين ، وقيل : سنة إحدى وخمسين . وجهد به أخوه أن يخبره من سقاه فلم يخبره ، وقال : (لله أشد غيرة إن كان الذي أظن ، وإلا . فلا يقتل بي - والله - بريء)

وأخرج ابن سعد عن عمران بن عبد الله بن طلحة قال " رأى الحسن كأن بين عينيه مكتوبا ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فاستبشر به أهل بيته ، فقصوها على سعيد بن

(١) انظر (تاريخ الإسلام (٤ / ٥ ، ٦)

(٢) مستدرك الحاكم (٣ / ١٧)

٣١٨

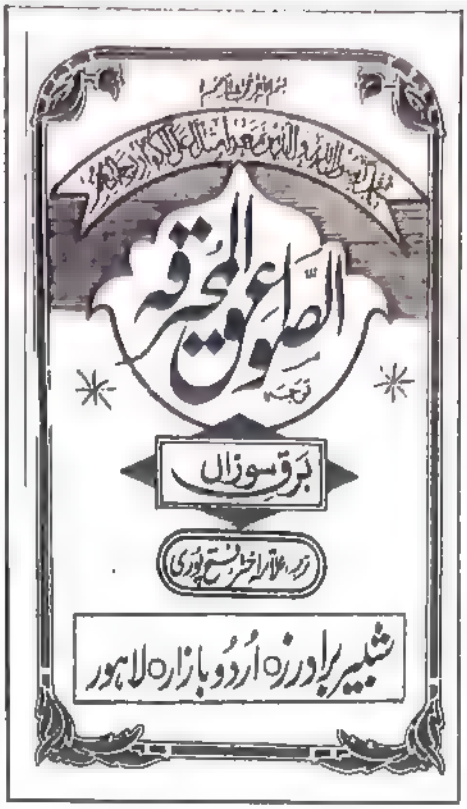

۲۶۲

کو اپنی والدہ کے پہلو میں تدفین کیا گیا

آپ کی وفات کا سبب یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے آپ کو زہر دینے پر اکسایا غلبہ طور پر ہوا یا یزید نے آپ کی شادی اس سے کروائی اور اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اس نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہو گئے تو اس نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا اس نے جواب دیا ہم نے تو حسن کے لئے کوئی بھی پسند نہیں کیا۔ تجھے اپنے لئے کیسے پسند کر سکتے ہیں۔ کئی متقدمین نے جیسے قتادہ اور ابو بکر جرمی نے اور متاخرین میں سے زین عراقی نے تقریب شرح التقریب میں آپ کو شہید قرار دیا ہے آپ کی وفات ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہوئی ہے۔ ایک جماعت کے قول کے مطابق اکثریت کے نزدیک آپ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی ہے۔ واقدی نے ۴۹ھ کے مواسب کو غلط قرار دیا ہے خصوصاً جنہوں نے آپکی وفات ۵۰ھ اور ۵۱ھ میں قرار دی ہے

آپ کے بھائی نے بہت کوشش کی کہ آپ کو زہر دینے والے کا پتہ چلے مگر کسی نے آپ کو نہ بتایا۔ آپ نے کہا جس کے متعلق مجھے گمان ہے اگر وہ ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے شدید انتقام لے گا۔ اور اگر وہ نہیں تو میری وجہ سے اسے نہ مارا جائے۔ اور اللہ ہر چیز سے پاک ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اے میرے بھائی میری وفات

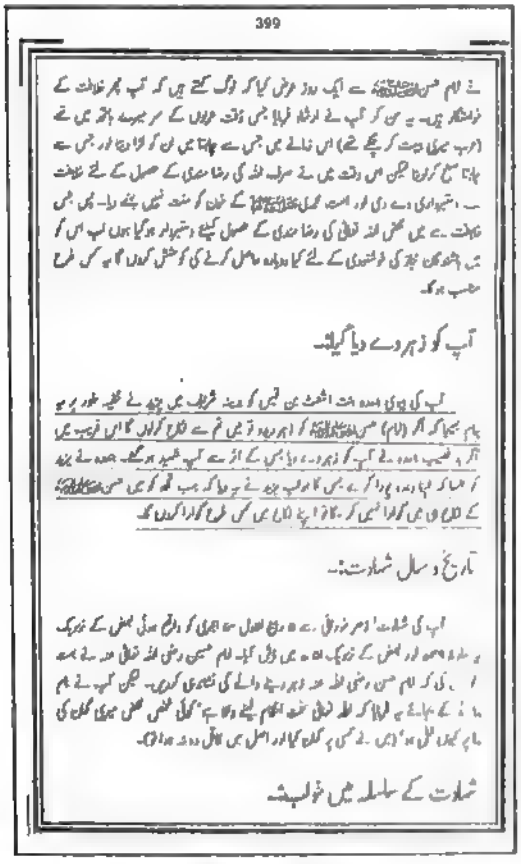

399

نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک روز عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پھر خلافت کے خواستگار ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا جس وقت عربوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے (یعنی میری بیعت کر چکے تھے) اس زمانے میں جس سے چاہتا میں لڑ سکتا اور جس سے چاہتا صلح کر لیتا لیکن اس وقت میں نے صرف اللہ کی رضامندی کے حصول کے لئے خلافت سے دستبرداری دے دی اور اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو منت نہیں بننے دیا۔ پھر میں خلافت سے میں محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کیلئے دستبردار ہو گیا ہوں اب اس کو میں ہاشمیوں نجد کی خوشنودی کے لئے کیا معاوضہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا یہ کس طرح مناسب ہوگا۔

آپ کو زہر دے دیا گیا۔

آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں پیغام بھیجا کہ اگر (امام) حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دو تو میں تم سے نکاح کر لوں گا اس قریب میں اگر وہ نصیب جعدہ نے آپ کو زہر دے دیا جس کے اثر سے آپ شہید ہو گئے۔ جعدہ نے یزید کو لکھا کہ میں نے زہر دے دیا ہے اب کیا حکم ہے یزید نے یہ جواب دیا کہ اب تم کو میں حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ لاؤں گا کہ تم نے حسن کو قتل کر دیا ہے کسی طرح گوارا کروں گا

تاریخ و سال شہادت:۔

آپ کی شہادت ۵۰ھ ذوالحجہ ۔ ۵۱ھ ربیع الاول ۔ ۵۱ھ کو واقع ہوئی بعض کے نزدیک ۵۰ھ اور بعض کے نزدیک ۵۱ھ میں ہوئی کہتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے جعدہ کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والے کی نشاندہی کریں۔ لیکن آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے کوئی شخص بھی میری گردن کی طرف کیوں قتل ہو اس نے کسی پر گمان کیا اور اصل میں قاتل وہ نہ تھا۔

شہادت کے سلسلہ میں خواب:۔

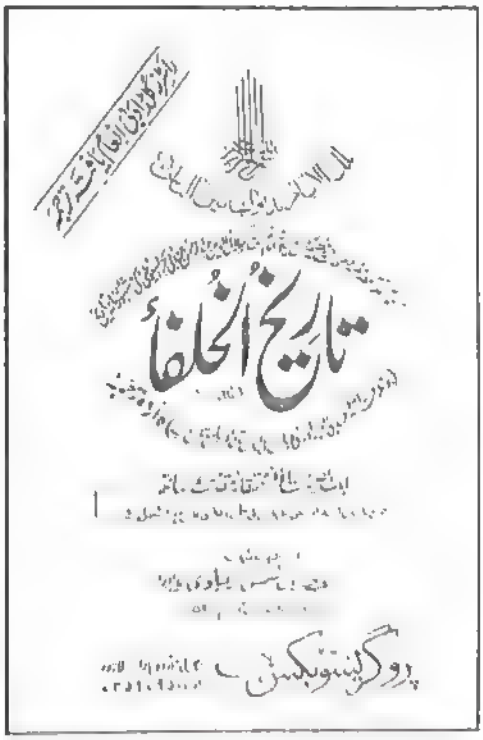

”آپ کی موت کا سبب یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کو یزید نے آپ کو زہر دینے کے لیے خُفیہ طور پر بھجوایا۔ یزید نے آپ کی شادی اُس سے کروائی اور اُس کے لیے ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اُس نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ چالیس روز تک بیمار رہے، جب آپ فوت ہو گئے تو اُس نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا، اُس نے جواب دیا ہم نے تو حسن کے لیے بھی تجھے پسند نہیں کیا، تجھے اپنے لیے کیسے پسند کر سکتے ہیں۔“

کئی متقدمین نے جیسے قتادہ اور ابو بکر بن حفص اور متاخرین سے زین العراقی نے ”مقدمہ شرح تقریب“ میں آپ کو شہید قرار دیا ہے۔

آپ کی وفات ہجری سن 49 یا 50 یا 51 میں ہوئی۔ ایک جماعت کے قول کے مطابق اکثریت کے نزدیک آپ کی وفات ہجری سن 50 میں ہوئی ہے۔ (1)

علّامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی : 230 ہجری)، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی : 774 ہجری) اور علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی: 911 ہجری) لکھتے ہیں کہ۔

تاريخ الخلفاء
للإمام الحافظ
جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي
المتوفى سنة ٩١١ هـ
(١٤٥١ - ١٤٩١)
تحقيق وتعليق
الدكتور حمدي عبد المجيد السلفي
الأستاذ بكلية الآداب - جامعة الزقازيق
الناشر
دار الأقصى للنشر والتوزيع
الإدارة العامة
٢٢ ش الجلاء - القاهرة
ت ٥٩٠٥٩٥

وكان نزوله عنها في سنة إحدى وأربعين ، في شهر ربيع الأول ، وقيل : الآخر ، وقيل : في جمادى الأولى ، فكان أصحابه يقولون له : يا عار المؤمنين ، فيقول : (العار خير من النار) .

وقال له رجل : (السلام عليك يا مُذِلّ المؤمنين ، فقال : لست بمذل المؤمنين ؛ ولكني كرهت أن أقتلكم على الملك)[1] .

ثم ارتحل الحسن عن الكوفة إلى المدينة فأقام بها .

وأخرج الحاكم عن جبير بن نفير قال : (قلت للحسن : إن الناس يقولون : إنك تريد الخلافة ؟ فقال : قد كان جماجم العرب في يدي يحاربون من حاربت ، ويسالمون من سالمت ، تركتها ابتغاء وجه الله ، وحقن دماء أمة محمد صلى الله عليه وسلم ، ثم ابتزها بأبناء أهل الحجاز)[2] .

[وفاة الحسن رضي الله عنه]

توفي الحسن رضي الله عنه بالمدينة مسموماً ، سمته زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس ، دس إليها يزيد بن معاوية أن تسمه ويتزوجها ، ففعلت ، فلما مات الحسن . . بعثت إلى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها ، فقال : إنا لم نرضك للحسن فنرضاك لأنفسنا ؟!

وكانت وفاته سنة تسع وأربعين ، وقيل : في خامس ربيع الأول سنة خمسين ، وقيل : سنة إحدى وخمسين ، وجهد به أخوه أن يخبره من سقاه فلم يخبره ، وقال : (لله أشد نقمة إن كان الذي أظن ، وإلا . . فلا يقتل بي - والله - بريء) .

وأخرج ابن سعد عن عمران بن عبد الله بن طلحة قال : رأى الحسن كأن بين عينيه مكتوباً ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فاستبشر به أهل بيته ، فقصُّوها على سعيد بن

(١) انظر : تاريخ الإسلام (١ / هـ - ٦)
(٢) مستدرك الحاكم (٣ / ١٧٠)

٢١٨

المسيب ، فقال : (إن صدقت رؤياه . . فقل ما بقي من أجله ، فما بقي إلا أياماً حتى مات)[1] .

[كرامة لمن رجا الخالق ولم يرجُ المخلوق]

وأخرج البيهقي وابن عساكر من طريق أبي المنذر هشام بن محمد عن أبيه قال : أضاق الحسن بن علي ، وكان عطاؤه في كل سنة مئة ألف ، فحبسها عنه معاوية في إحدى السنين ، فأضاق إضاقة شديدة ، قال : فدعوت بدواة لأكتب إلى معاوية لأذكره نفسي ، ثم أمسكت ، فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال : « كيف أنت يا حسن ؟ » فقلت : بخير يا أبت ، وشكوت إليه تأخر المال عني ، فقال : « أدعوت بدواة لتكتب إلى مخلوق مثلك تذكره ذلك ؟! » فقلت : نعم يا رسول الله ، فكيف أصنع ؟

فقال : « قل : اللهم ؛ اقلف في قلبي رجاءك ، واقطع رجائي عمن سواك حتى لا أرجو أحداً غيرك ، اللهم ؛ وما ضعفت عنه قوتي ، وقصر عنه عملي ، ولم تنته إليه رغبتي ، ولم تبلغه مسألتي ، ولم يجر على لساني مما أعطيت أحداً من الأولين والآخرين من اليقين . . فخصني به يا رب العالمين » .

قال : فوالله ؛ ما ألححت به أسبوعاً حتى بعث إلي معاوية بألف ألف وخمس مئة ألف ، فقلت : الحمد لله الذي لا ينسى من ذكره ، ولا يخيب من دعاه .

فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام ، فقال : « يا حسن ؛ كيف أنت ؟ » فقلت : بخير يا رسول الله ، وحدثته حديثي ، فقال : « يا بني ؛ هكذا من رجا الخالق ولم يرج المخلوق »[2] .

[نصحه لأخيه الحسين وتثبيت الحسين له رضي الله عنهما]

وفي « الثلاثيات » عن سليم بن عيسى قارىء أهل الكوفة قال : (لما

(١) الطبقات الكبرى (٣ / ٢٨٦) .
(٢) تاريخ دمشق (١٣ / ١٧٧) من طريق البيهقي .

٣١٩

1. ابن حجر ہیثمی کی الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ (عربی)، صفحہ: 414-413؛ (اردو)، صفحہ: 474
سیوطی فی تاریخ الخلفاء (عربی)، صفحہ: 318؛ (اردو) صفحہ: 399

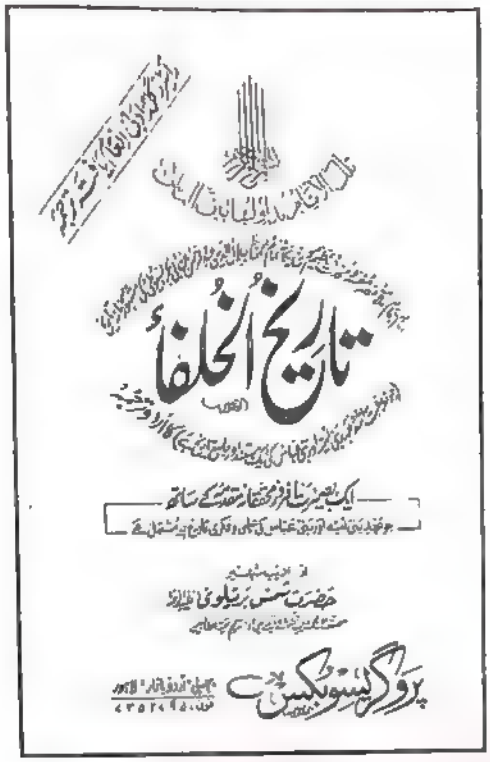

400

ابن سعد نے عمران بن عبداللہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھا ہوا ہے' جس وقت آپ یہ خواب بیان کیا تو اہل بیت بہت خوش ہوئے لیکن جب سعید بن مسیب نے یہ خواب سنا تو انھوں نے کہا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی حیات کے چند روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد آپ صرف چند روز بقید حیات رہے اور آپ زہر دے کر ہلاک کر دیئے گئے۔

''اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھا ہوا ہے۔ جب آپ نے یہ خواب گھر والوں کے سامنے ذکر کیا تو سب خوش ہوئے۔ جب یہ خواب سعید بن مسیّب کے سامنے ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت نزدیک ہو گیا ہے، چنانچہ اُس کے بعد آپ چند روز زندہ رہے پھر آپ کی وفات ہوگئی۔[1]

1. ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ (عربی)، 08/45؛ (اردو)، 08/61-62؛ سیوطی فی تاریخ الخلفاء، صفحہ: 318-319، (اردو)، صفحہ: 400؛ غلام رسول جماعتی فی اِمام حسن اور خلافتِ راشدہ، صفحہ: 184-201

امام حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ

سنة ٥٠هـ

٤٧

البداية والنهاية

في ذلك فأذنت له، فلما مات لبس الحسين السلاح وتسلح بنو أمية وقالوا: لا ندعه يدفن مع رسول الله ﷺ، أيدفن عثمان بالبقيع ويدفن الحسن بن علي في الحجرة؟ فلما خاف الناس وقوع الفتنة أشار سعد بن أبي وقاص وأبو هريرة وجابر وابن عمر على الحسين أن لا يقاتل فامتثل ودفن أخاه قريباً من قبر أمه بالبقيع، رضي الله عنه. وقال سفيان الثوري عن سالم بن أبي حفصة عن أبي حازم قال: رأيت الحسين بن علي قدّم يومئذٍ سعيد بن العاص فصلّى على الحسن وقال: لولا أنها سنة ما قدمته. وقال محمد بن إسحاق: حدثني مساور مولى بني سعد بن بكر قال: رأيت أبا هريرة قائماً على مسجد رسول الله يوم مات الحسن بن علي وهو ينادي بأعلى صوته: يا أيها الناس مات اليوم حب رسول الله فابكوا. وقد اجتمع الناس لجنازته حتى ما كان البقيع يسع أحداً من الزحام. وقد بكاه الرجال والنساء سبعاً، واستمر نساء بني هاشم ينحن عليه شهراً، وحدّت نساء بني هاشم عليه سنة. قال يعقوب بن سفيان: حدثنا محمد بن يحيى، ثنا سفيان عن جعفر بن محمد عن أبيه قال: قتل علي وهو ابن ثمان وخمسين سنة، ومات لها حسن، وقتل لها الحسين رضي الله عنهم. وقال شعبة عن أبي بكر بن حفص قال: توفي سعد والحسن بن علي في أيام بعد ما مضى من إمارة معاوية عشر سنين. وقال ابن علية عن جعفر بن محمد عن أبيه قال: توفي الحسن وهو ابن سبع وأربعين، وكذا قال غير واحد وهو أصح. والمشهور أنه مات سنة تسع وأربعين كما ذكرنا، وقال آخرون: مات سنة خمسين وقيل سنة إحدى وخمسين أو ثمان وخمسين

سنة خمسين من الهجرة

ففي هذه السنة توفي أبو موسى الأشعري في قول، والصحيح سنة اثنتين وخمسين كما سيأتي. فيها حج بالناس معاوية، وقيل ابنه يزيد، وكان نائب المدينة في هذه السنة سعيد بن العاص، وعلى الكوفة والبصرة والمشرق وسجستان وفارس والسند والهند زياد. وفي هذه السنة اشتكى بنو نهشل على الفرزدق إلى زياد فهرب منه إلى المدينة، وكان سبب ذلك أنه

ترجمہ

اور محمد بن اِسحاق نے بیان کیا ہے کہ بنی سعد بن بکر کے غلام مُساوِر نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے اعلان کرتے دیکھا، ''اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب فوت ہو گیا ہے، پس تم گریہ کرو، آپ کے جنازہ کے لیے لوگ جمع ہو گئے حتّٰی کہ بقیع میں کسی آدمی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی اور مردوں اور عورتوں نے سات روز آپ پر گریہ کیا اور بنو ہاشم کی عورتیں مسلسل ایک ماہ تک آپ کا نوحہ کرتی رہیں نیز بنو ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک آپ کا سوگ کیا۔ یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سفیان نے جعفر بن محمد سے اُن کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ 58 سال کی عمر میں قتل ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اِسی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اِسی عمر میں فوت ہوئے اور شعبہ نے بحوالہ ابو بکر بن حفص بیان کیا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِمارت پر دس سال گزرنے کے بعد وفات پائی اور ابن عُلَیّہ نے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے، اُن کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے 48 سال کی عمر میں وفات پائی اور یہی بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور یہی صحیح ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے 49 ہجری میں وفات پائی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے 50 ہجری میں وفات پائی ہے اور بعض 51 ہجری یا 58 ہجری میں بھی وفات پانے کا ذکر کرتے ہیں۔''(1)

1. ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ (عربی)، 8/47، (اردو)، 8/64-65

امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پہلو میں دفن ہونے سے روکا جانا

حضرت الحسن الوفاة.. جزع ، فقال له الحسين : يا أخي ؛ ما هٰذا الجزع ؟! إنك ترد علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلىٰ علي ؛ وهما أبواك ، وعلىٰ خديجة وفاطمة ؛ وهما أماك ، وعلى القاسم والطاهر ؛ وهما خالاك ، وعلىٰ حمزة وجعفر ؛ وهما عماك .

فقال له الحسن : أي أخي ؛ إني أدخل في أمر من أمر الله لم أدخل في مثله ، وأرىٰ خلقاً من خلق الله لم أر مثله قط)[1] .

قال ابن عبد البر : وروينا من وجوه : (أنه لما احتضر.. قال لأخيه : يا أخي ؛ إن أباك استشرف لهٰذا الأمر فصرفه الله عنه ، ووليها أبو بكر ، ثم استشرف لها ، فصُرفت عنه إلىٰ عمر ، ثم لم يشكّ وقت الشورىٰ أنها لا تعدوه ، فصُرفت عنه إلىٰ عثمان ، فلما قتل عثمان.. بويع ، ثم نوزع حتىٰ جرّد السيف فما صفت له ، وإني والله ؛ ما أرىٰ أن يجمع الله فينا النبوة والخلافة ، فلا أعرفن ما استخفك سفهاء الكوفة فأخرجوك ، وقد كنت طلبت إلىٰ عائشة رضي الله عنها أن أدفن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت : نعم ، فإذا مت.. فاطلب ذلك إليها ، وما أظن القوم إلا سيمنعونك ، فإن فعلوا.. فلا تراجعهم ، فلما مات.. أتى الحسين عائشة رضي الله عنها ، فقالت : نعم وكرامة ، فمنعهم مروان ، فلبس الحسين ومن معه السلاح حتىٰ ردّه أبو هريرة ، ثم دفن في البقيع إلىٰ جنب أمه رضي الله عنهما)[2] .

(١) أخرجه ابن عساكر في « تاريخ دمشق » (١٣/ ٢٨٧) .
(٢) تاريخ دمشق (٤/ ٤٠) .

٣٢٠

٢٢٠

سیدنا حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ کو یہ وصیت کی تھی کہ مجھے میرے نانا کے پاس اجازت لے کر دفن کر دینا ورنہ بقیع الغرقد میں دفن کر دینا جس وقت آپ کے انتقال کا حادثہ پیش آیا تو سیدنا حسینؓ آپ کے بھائی اور تمام غلام مسلح ہو کر اس کوشش میں لگ گئے کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی دفن کر دیا جائے۔ یہ دیکھ کر مروان بن الحکم جو ان دنوں مدینہ کے گورنر تھے موالی بنی امیہ میں آ گئے تھے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس ارادہ سے روک دیا گیا۔

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل امام حسین رضی اللہ عنہ کو جو وصیتیں کی تھیں اُن میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ''میں نے سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی ہے کہ میری وفات کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی دفن کیا جائے۔ اُنہوں نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے لیکن پھر بھی وقتِ دفن اجازت لے لینا، میرا غالب گمان یہ ہے کہ جب تم ارادہ کرو گے تو بنو اُمیّہ اِس معاملہ میں تمہارے ساتھ مناجات اور جھگڑا کریں گے۔ اگر بنو اُمیّہ نے جھگڑا کیا تو پھر میرا جنازہ میرے نانا پاک کے روضۂ مبارک کے آگے لے جانا اور تھوڑی دیر میرا جنازہ وہاں رکھنا تاکہ میں نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تجدیدِ عہد کروں پھر مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو طالب کے بیٹوں نے غسل دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے حکم سے سعید بن عاص بن اُمیّہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی کیوں کہ وہ اِس وقت مدینہ منوّرہ کا حاکم تھا، اُس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اُنھوں نے کہا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی دفن ہونا مناسب ہے، جب یہ بات مروان بن حکم نے سنی تو وہ کہنے لگا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو کبھی دفن نہ ہونے دیں گے، یہاں لوگوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دفن نہیں ہونے دیا تو ہم امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی دفن نہ ہونے دیں گے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو آپ کو سخت افسوس لگا۔ آپ چند مسلح ساتھیوں کے ساتھ مروان کے یہاں تشریف لے گئے۔ مروان بھی مسلح ہو گیا۔ جب اِن دونوں گروہ کے درمیان تنازعہ شروع ہونے کا خطرہ ہوا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو کہا کہ تم روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو دفن نہیں ہونے دے رہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں سے فرمایا تھا یہ دونوں جنّت میں جوانوں کے سردار ہوں گے۔ مروان نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسی حدیثوں کو رہنے دیجیے، ہم حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو یہاں کبھی بھی دفن نہیں ہونے دیں گے۔

پھر سعد بن ابی وقاص، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ بنو اُمیّہ سے جھگڑا نہ کریں، نیز امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا تھا کہ اِس مسئلے میں اُن سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کو بقیع میں جہاں آپ کی دادی صاحبہ سیّدہ فاطمہ بنت اَسد رضی اللہ عنہا کی قبر ہے، دفن کر دیا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی سنِ وفات میں بعض نے کچھ اختلاف ذکر کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ 15 رمضان سن 3 ہجری میں پیدا ہوئے، سات سال اپنے نانا پاک کے ساتھ رہے اور تیس سال اپنے والد گرامی کے ساتھ رہے اور اُن کی شہادت کے بعد نو سال زندہ رہے اور سن 49 ہجری میں انتقال فرمایا۔ اِس حساب سے آپ کی عمر مبارک چھیالیس (46) سال بنتی ہے۔[1]

1. ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ، 08/63-64 ؛ کمال الدین الدمیری فی حیات الحیوان الکبریٰ، 01/220 ؛ سیوطی فی تاریخ الخلفاء (عربی)، صفحہ: 320 ؛ (اردو) 402 ؛ ہیثمی فی الصواعق المحرقۃ علیٰ اھل الرفض والضلال والزندقۃ (عربی)، صفحہ: 413 ؛ (اردو) 473-474

شہادت نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امیر معاویہ کا مصیبت نہ سمجھنا: صحیح احادیث کی روشنی میں

سُنن ابو داؤد کی حدیث

شرح ابوداؤد شریف

4131 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَوِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا هَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ

خالد بن معدان بیان کرتے ہیں: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ اور بنو اسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص، جس کا تعلق قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا ہے؟ اس پر حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، تو فلاں شخص نے ان سے کہا: کیا آپ اسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر انہیں یہ فرمایا تھا:

"یہ (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے"

اس پر اسدی شخص نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا، تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی، پھر انہوں نے فرمایا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی، تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا، انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں، کیا تم نے نبی

دینا، انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں، کیا تم نے نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو؟ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، کیا تم یہ بات جانتے ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے سے، یا ان کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے معاویہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مقدام! مجھے پتہ تھا میں آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔

خالد بیان کرتے ہیں: تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو اتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے ان کے باقی ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور ان کے بیٹے کے لیے وہ حصہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدام نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے، لیکن اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا، اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اس بات کی اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی، تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک مقدام کا تعلق ہے، تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا ہوا ہے، لیکن جہاں تک اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے، تو وہ ایک اچھا آدمی ہے، جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔

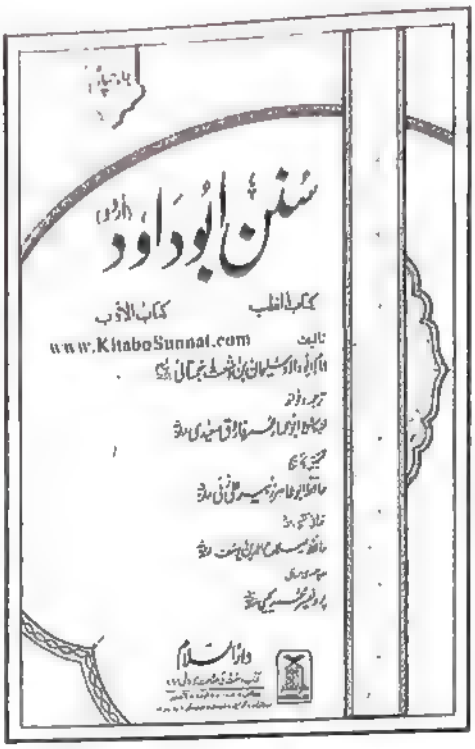

رُقْعَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ.

فائدہ: شریعت کی مخالفت ایک نجس عمل ہے۔ جو اپنے ظاہری اور باطنی برے اثرات سے خالی نہیں رہتی۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعْلِمْتُ أَنَّ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتُعُدُّ مُصِيبَةً؟ فَقَالَ لَهُ: وَبِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هَذَا ابْنِي وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرٌ أَطْفَأَهُ اللهُ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أَغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ! هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ

۴۱۳۱- جناب خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب کندی اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: "یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے!" اسدی آدمی نے کہا: دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کر رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟

۴۱۳۱ تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في الزينة، [...] من الاكتفاء بمعاوية [...] ح ۴۹۶۰ عن عمرو بن عثمان به ۞ رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه

عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ! فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ عَلَى أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ. فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ خَسَرَ الْإِنْسَانُ بِبَيْتِهِ.

انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام کے لیے اس قدر اور کا حکم دیا جو ان کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دو سو دالوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کی عدالت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس رسالے کے شروع میں جو آیا ہے: ایک آدمی نے کہا: اس کے قائل شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ جیسے اوپر بسر کہا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ یہ واقعہ دراصل بیت کے فائدوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تو ہو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب دقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر نہیں رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم وارضاهم ﴿إِنَّمَا اعْتَزَلَكَ وَيَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ مَغْلُوبًا لَا يَسْتَطِيعُ وَلَا يَعْمَلُ فِي مُلْكِهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَسْوَأَ مِنْ أَنْ يَرَى أَخَاهُ وَأَخَاهُ﴾ (معجم ۱۰۰) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو آیا ہے کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول ﷺ کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللہ اعلم

The Book Of Clothing 433 اول كتاب اللباس

4131. It was narrated that Khâlid said: 'Al-Miqdâm bin Ma'dikarib, 'Amr bin Al-Aswad, and a man from Banû Asad came from Qinnasrîn to Mu'âwiyah bin Abî Sufyân. Mu'âwiyah said to Al-Miqdâm: 'Do you know that Al-Hasan bin 'Alî has died?' Al-Miqdâm said: 'Indeed we are Allâh's, and to Him we shall return.' Someone said to him: 'Do you regard it as a calamity?' He said: 'Why shouldn't I regard it as a calamity, when the Messenger of Allâh ﷺ used to take him in his lap and say: "He is from me, and Husain is from 'Alî."' The Asadî man said: 'A live coal that has been extinguished by Allâh.' Al-Miqdâm said: 'As for me, I will not move today, until I say something to annoy you, and make you hear what you dislike.' Then he said: 'O Mu'âwiyah, if I tell the truth, then confirm it, and if I tell lies, then tell me I am lying.' He said: 'Go ahead.' He said: 'I adjure you by Allâh, did you hear the Messenger of Allâh ﷺ forbid wearing gold?' He said: 'Yes.' He said: 'I adjure you by Allâh, do you know that the Messenger of Allâh ﷺ forbade wearing silk?' He said: 'Yes.' He said: 'I adjure you by Allâh, do you know that the Messenger of Allâh ﷺ forbade wearing and riding on the skins of predators?' He said: 'Yes.' He said: 'By Allâh, I have seen all of that in your house, O Mu'âwiyah!' Mu'âwiyah said: 'I knew that I could not be safe from you, O Miqdâm.'" Khâlid said: "Mu'âwiyah ordered that he be given something that he did not order for his two companions, and he allocated a stipend of two hundred to his son. Al-Miqdâm divided it among his companions, but the Asadî man did not give anyone anything of what he took. News of that reached Mu'âwiyah, and he said: 'As for Al-Miqdâm, he is a generous man who gives freely, and as for the Asadî man he is a man who holds on well to his possessions.'" (*Hasan*)

٤١٣١ - حدثنا عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي: حدثنا بقية عن بحير عن خالد قال: وفد المقدام بن معديكرب وعمرو بن الأسود ورجل من بني أسد من أهل قنسرين إلى معاوية بن أبي سفيان، فقال معاوية للمقدام: أعلمت أن الحسن بن علي توفي؟ فرجع المقدام، فقال له ثلاثة: أتعدها مصيبة؟ فقال له: وما لا أعدها مصيبة وقد وضعه رسول الله ﷺ في حجره، فقال هذا مني وحسين من علي، فقال الأسدي: جمرة أطفأها الله. قال: فقال المقدام: أما أنا فلا أبرح اليوم حتى أغيظك أسمعك ما تكره، ثم قال: يا معاوية! إن أنا صدقت فصدقني، وإن أنا كذبت فكذبني. قال: أفعل. قال: أنشدك بالله! هل سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن لبس الذهب؟ قال: نعم. قال: فأنشدك بالله! هل علمت أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس الحرير؟ قال: نعم. قال: فأنشدك بالله! هل علمت أن رسول الله ﷺ نهى عن لبس جلود السباع والركوب عليها؟ قال: نعم. قال: فأنشدك بالله! لقد رأيت هذا كله في بيتك يا معاوية! فقال معاوية: قد علمت أني لن أنجو منك يا مقدام! قال خالد: وأمر له معاوية بما لم يأمر لصاحبيه وفرض لابنه في مائتين، ففرقها المقدام على أصحابه، قال: ولم يعط الأسدي أحدا شيئا مما أخذ. فبلغ ذلك معاوية فقال: أما المقدام فرجل كريم نفح يده، وأما الأسدي فرجل حشن لا ينال شيئه.

تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٦٠ عن عمرو بن عثمان به * رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه.

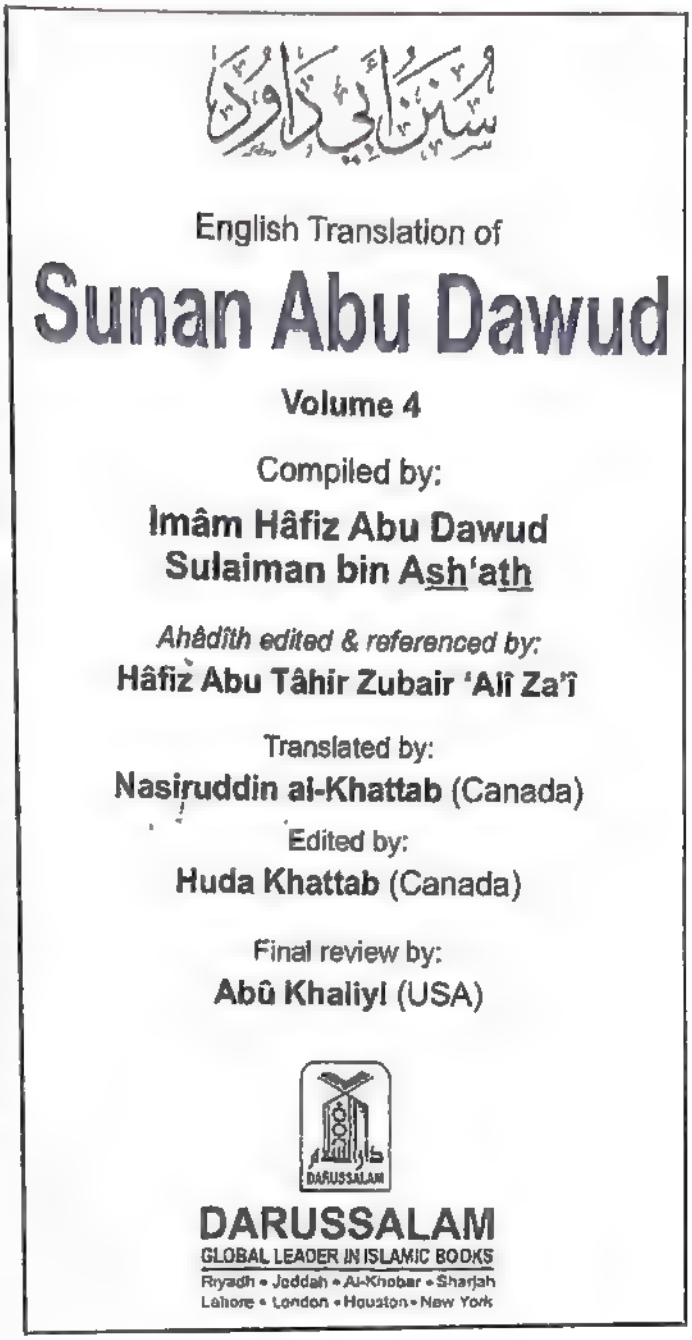

ترجمہ

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ ، حضرت عمرو بن اَسود رضی اللہ عنہ اور بنو اَسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا تعلق قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا : ''کیا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے ؟'' اِس پر مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون کہا، تو فلاں شخص (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اگلے طریق میں مُسند احمد کی حدیث میں آئے

گا) نے مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ اِسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اِسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں (سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو) اپنی گود میں بٹھا کر اُنہیں یہ فرمایا تھا:

''یہ (یعنی اِمام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔''

اِس پر اَسدی شخص نے کہا: ''وہ (یعنی اِمام حسن رضی اللہ عنہ) ایک اَنگارا تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا تو حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے بُغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصّہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی پھر اُنھوں نے فرمایا: ''اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا۔'' اُنھوں نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کہا: ''میں ایسا ہی کروں گا''، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تمہیں اللہ عزوجل کے نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟'' اُنھوں نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) جواب دیا، ''ہاں!'' حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تجھے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟'' اُنھوں نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) جواب دیا، 'ہاں!' حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں تجھے اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے سے یا اُن کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟'' اُنھوں نے (حضرت معاویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) جواب دیا، 'ہاں!' تو حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! اے معاویہ رضی اللہ عنہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں'' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے مقدام! مجھے پتہ تھا میں آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔''

خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو اِتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے اُن کے باقی دو ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور اُن کے بیٹے کے لیے وہ حصّہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے لیکن اَسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا اُس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اِس بات کی اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو اُنھوں نے کہا: ''جہاں تک مقدام کا تعلق ہے تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا ہوا ہے لیکن جہاں تک اَسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے تو وہ ایک اچھا آدمی ہے جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔''[1]

مشہور محقق شیخ زُبیر علی زئی نے اِس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[2]

---

1. سنن ابی داؤد (اردو)، 7/514-515، رقم: 4131، انٹرنیشنل نمبر: 4131
Sunan Abu Dawud (English), 4/433, Hadith : 4131

مُسند احمد کی حدیث

(۱۷۳۲۱) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ أَتَرَاهَا مُصِيبَةً فَقَالَ وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ وَقَالَ هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا [إسناده ضعيف. قال الألباني: صحيح (ابو داود: ٤١٣١)].

(۱۷۳۲۱) ایک مرتبہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ یہ سنتے ہی حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ اسے عظیم مصیبت سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں؟ جبکہ نبی علیہ السلام نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ مجھ سے ہے اور حسین، علی سے

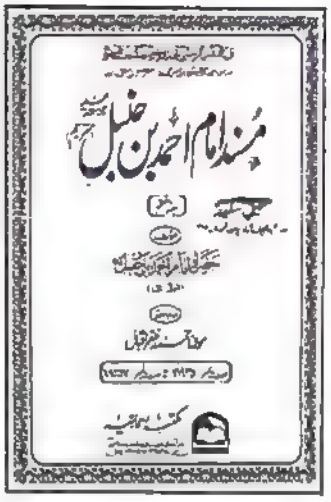

ترجمہ

ایک مرتبہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اَسود رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ، "کیا آپ کے علم میں ہے کہ حضرت اِمام حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ یہ سنتے ہی حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے إنا لله وإنا إليه راجعون کہا! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "کیا آپ اِسے عظیم مصیبت سمجھتے ہیں؟" اُنھوں نے فرمایا: "میں اِسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں؟ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں گود میں بٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ مجھ سے ہے اور حسین، علی علیہ السلام سے ہے۔"

شیخ شعیب ارنؤوط نے اِس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر محدّث شیخ ناصر الدین اَلبانی نے حدیث کی سند کو "صحیح" اور شیخ زُبیر علی زئی نے 'حسن' کہا ہے۔[1]

1. مُسند احمد (اردو): 17321؛ (عربی): 28/426، رقم: 17189

سلسلۃ الاحادیث صحیحہ کی ایک حدیث

شیخ ناصر الدین اَلبانی اپنی کتاب ''صحیحہ'' میں حدیث نقل کرتے ہیں :

سلسلة الاحاديث الصحيحة

٥٠٢

باب: فضل الحسن و الحسين

٣٤٧٥۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ

سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ مقدام بن معدی کرب اور عمرو بن اسود رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تجھے پتہ ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص

٥٠٣

الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ فَقَالَ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ فِي حِجْرِهِ وَقَالَ: ((اَلْحَسَنُ مِنِّي، وَالْحُسَيْنُ مِنْ عَلِيٍّ))

[الصحيحة: ٨١١]

ہیں؟ انھوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا۔ سیدنا معاویہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس خبر کو آزمائش سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں اس واقعہ کو ابتلاء و آزمائش کیوں نہ سمجھوں' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: ''حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۱۔ ابو داؤد (۴۱۳۱)' احمد (۳/ ۱۳۲)' بخاری فی التاریخ الصغیر (۱/ ۱۱)' طبرانی (۲۰/ ۲۶۹)۔

سلسلۃ احادیث صحیحہ (اردو)

ترجمہ

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اَسود رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کیا تجھے پتہ ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے ہیں؟'' اُنھوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: ''کیا آپ اِس خبر کو آزمائش سمجھتے ہیں؟'' اُنھوں نے کہا: ''میں اِس واقعہ کو ابتلا وآزمائش کیوں نہ سمجھوں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: ''حسن رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور حسین رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے۔''

محقق ومحدث شیخ ناصر الدین اَلبانی نے اِس حدیث کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔[1]

1. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (اردو)، 3/502-503، رقم: 3475

شہادت اِمام حسن رضی اللہ عنہ پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خوشی کا اظہار کرنا - ایک تاریخی روایت

۲۲۰

ابن خلکان کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت حسنؓ بیمار ہوئے تو مروان بن الحکم نے امیر معاویہؓ کو اطلاع دی کہ حسنؓ بیمار ہو گئے ہیں تو امیر معاویہؓ نے جواب دیا کہ اُن کے انتقال کی خبر مجھے فوراً بھیج دی جائے، تو جس وقت حضرت حسنؓ کی وفات کی خبر امیر معاویہؓ کو معلوم ہوئی تو باآوازِ بلند تکبیر کہی جو کہ مقام الخضراء تک سنائی دیتی تھی۔ اس تکبیر کو سُن کر اہلِ شام نے بھی تکبیر بلند کی۔ یہ ماجرا دیکھ کر فاختہ بنت قریظہ نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ میں ٹھنڈک بخشے آپ نے یہ تکبیر کیسی بلند کی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حسنؓ کا انتقال ہو گیا ہے۔ فاختہ نے کہا کہ کیا آپ نے حسنؓ بن فاطمہؓ کی وفات کی خبر سُن کر تکبیر کہی ہے تو امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے اُن کے مرنے سے خوش ہو کر تکبیر نہیں کہی بلکہ اس لئے کہی ہے کہ میرا قلب مطمئن ہو گیا۔ اسی دوران عبداللہ بن عباسؓ تشریف لائے تو امیر معاویہؓ نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے اہلِ بیت میں حادثہ پیش آگیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آپ اس وقت خوش نظر آرہے ہیں اور اس سے قبل میں نے آپ کی تکبیریں بھی سُنی ہیں۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ حسنؓ کی وفات ہو گئی ہے۔ یہ سُن کر ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ ابو محمد پر رحم فرمائے۔ یہ جملہ دعائیہ تین مرتبہ کہا۔

پھر ابن عباسؓ نے کہا کہ اے معاویہؓ! حسنؓ کا گڑھا آپ کے گڑھے کو نہیں بھر سکتا اور نہ اُن کی عمر تمہاری عمر میں اضافہ کر سکتی ہے اور اگر ہمیں اس وقت سیدنا حسنؓ کی وفات سے تکلیف پہنچی ہے تو کوئی بات نہیں اس سے قبل بھی امام المتقین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تکلیف پہنچ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حادثہ کی تلافی فرما کر سکون نصیب کرے۔ اب ان کے بعد تو اللہ تعالیٰ ہی ہمارے خلیفہ ہیں۔

حیات الحیوان
اردو
حصہ اول
علامہ کمال الدین الدمیری
کتب خانہ حمیدیہ
342 جامع مسجد دہلی - 110006

علامہ کمال الدین دمیری (متوفّٰی سن 808 ہجری) لکھتے ہیں کہ ''ابن خلکان (متوفّٰی سن 681 ہجری) کہتے ہیں کہ جب آپ (امام حسن رضی اللہ عنہ) بیمار ہوئے تو مروان بن حکم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُن کی بیماری سے متعلق لکھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اُن کے انتقال کی خبر مجھے فوراً بھیج دی جائے تو جس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو باآواز بلند تکبیر کہی جو کہ مقامِ خضراء تک سنائی دیتی تھی۔ اِس تکبیر کو سن کر اہلِ شام نے بھی تکبیر بلند کی۔

فقالت فاخة بنت قريفة لمعاوية اقرالله عينك ماالذى كبرت لاجله فقال مات الحسن.

یہ ماجرا دیکھ کر فاختہ بنت قریظہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ''اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھ کو ٹھنڈک بخشے، آپ نے یہ تکبیر بلند آواز سے کیوں کہی؟'' تو اُنھوں نے (معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا، ''حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔'' پس فاختہ بنت قریظہ نے کہا: ''کیا آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر تکبیر کہی ہیں؟'' تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے اُن کے مرنے سے خوش ہوکر تکبیر نہیں کہی بلکہ اِس لیے کہی کہ میرا قلب مطمئن ہو گیا۔ اِس دوران عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ، ''آپ کو کچھ معلوم بھی ہے، اہلِ بیت میں حادثہ پیش آگیا ہے؟'' تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ''مجھے کچھ علم نہیں ہے، ہاں! اِتنی بات ضرور ہے کہ آپ اِس وقت خوش نظر آرہے ہیں اور اِس سے قبل میں نے آپ کی تکبیر بھی سنی ہے۔'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ، ''حسن رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی ہے۔'' یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ! ابو محمد پر رحم فرمائے۔'' یہ جملہ دعائیہ تین مرتبہ کہا۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ، ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ! حسن رضی اللہ عنہ کا گڈھا آپ کے گڈھے کو نہیں بھر سکتا اور نہ اُن کی عمر کم ہونے سے تمہاری عمر میں اضافہ ہو سکتا ہے، اگر ہمیں حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سے تکلیف پہنچی ہے تو اِس سے قبل ہمیں امام المتقین ختم الانبیاء رضی اللہ عنہ کی وفات سے بھی تکلیف پہنچ چکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ﷻ اِس حادثہ کی تلافی فرما کر سکون نصیب کرے۔ اب اُن کے بعد تو اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خلیفہ ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اِس واقعہ کو اِمام احمد بن داؤد، ابو حنیفہ الدینوری نے بھی اپنی کتاب 'الاخبار الطوال' میں نقل کیا ہے۔

1. کمال الدین دمیری فی حیات الحیوان (اردو)، 01/220

باب-14

ملوکیت کا نتیجہ :
سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

واقعۂ کربلا اور سیّد الشہداء اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی سیرت کے موضوع پر تاریخِ انسانیت کی سب سے زیادہ تحقیق ہوئی ہے اور اِسی لیے اِس موضوع کو ایک چھوٹے سے باب میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اِس باب میں ہم صرف صلح اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری شرط ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو امیر نامزد نہیں کریں گے بلکہ یہ مسلمانوں کی شوریٰ طے کرے گی۔'' کی پابندی نہ کر کے یزید پلید کو خلیفہ نامزد کیا اور اُس کے نتیجے میں نواسۂ رسول اِمام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت واقع ہوئی اِس موضوع پر بالکل مختصر گفتگو کی گئی ہے۔

”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں“
ترمذی کی ایک حدیث

امام ترمذی اپنی ”سنن“ میں نقل کرتے ہیں :

3775. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ ——

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)).

سیّدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبت کرے گا اللہ بھی اس سے محبت کرے گا، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔“

وضاحت: ---امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے عبداللہ بن عثمان بن خثیم کے طریق سے ہی جانتے ہیں اسے کئی راویوں نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کیا ہے۔

3776. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ——

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی سے بڑھ کر ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

وضاحت: ---امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

3777. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ——

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) آپ کے مشابہ ہیں۔

وضاحت: ---اس بارے میں ابوبکر صدیق، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

3778. حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ: ——

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا تو حسین (رضی اللہ عنہ) کا سر لایا گیا، وہ ایک چھڑی ان کی ناک پر لگا کر کہنے لگا: میں نے حسن میں اس جیسا نہیں دیکھا

(3775) حسن: أخرجه ابن ماجة: 144، السلسلة الصحيحة: 1227، وأحمد: 172/4، وابن حبان: 6971.
(3776) أخرجه البخاري: 3752، وأحمد: 164/3، والحاكم: 166/3.
(3777) صحيح [ترمذی کے لیے دیکھیے حدیث: 3828].
(3778) أخرجه البخاري من طريق أخر: 3748، وابن حبان: 6972، والطبراني في الكبير: 2878.

جامع سنن ترمذی
مع
مختصر شرح
تالیف
الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
(۲۰۰—۲۷۹ھ)
جلد چہارم
مولانا علی مرتضیٰ طاہر
علامہ محمد ناصر الدین البانی
حافظ ابوسفیان میر محمدی
حافظ موسیٰ
اعتقاد پبلشنگ ہاؤس

ترجمہ

سیّدنا یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت کرے گا، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے، ہم اِسے عبد اللہ بن عثمان بن خُثیم کے طریق سے ہی جانتے ہیں اسے کئی راویوں نے عبد اللہ بن عثمان بن خُثیم سے روایت کیا ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی نے اِس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔

1 سنن ترمذی (۲۰۰۰)، 4/532، رقم: 3775

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہنے سے بڑا فتنہ میں (امام حسین رضی اللہ عنہ) نہیں جانتا ہوں : امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک خط : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام

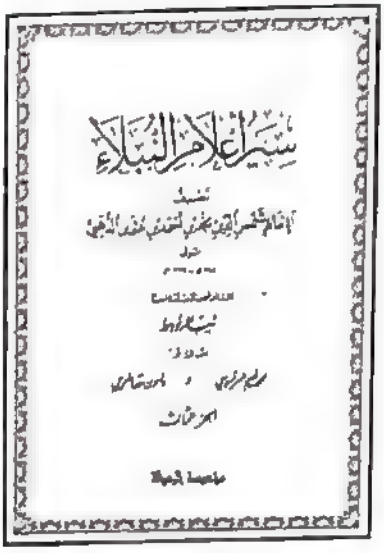
سير أعلام النبلاء

الحُسين الشهيد ٢٩٣

ناشده ، وقال : إنَّ أهلَ العراق قومٌ مناكير ، قتلوا أباك ، وضربوا أخاك ، وفعلوا وفعلوا .

ابن المُبارك : عن بشر بن غالب ، أنَّ ابنَ الزُّبير قالَ للحُسين : إلى أين تذهب ؟ إلى قومٍ قتلوا أباك ، وطعنوا أخاك . فقال : لأنْ أُقتَلَ أحبُّ إليَّ من أن تُستَحَلَّ ، يعني مكة[1] .

أبو سلمة البَتْغري : حدثنا مُعاويةُ بنُ عبد الكريم ، عن مروان الأصفر ، حدثني الفَرَزْدَق ، قال : لما خرجَ الحُسينُ ، لقيتُ عبدَ الله بنَ عمرو ، فقلتُ : إنَّ هذا قد خرج ، فما تَرى ؟ قال : أرى أنْ تخرُجَ معه ، فإنَّك إنْ أردتَ دنيا ، أصبتَها ، وإن أردتَ آخرة ، أصبتَها ، فرحلتُ نحوه ، فلما كنتُ في بعض الطريق ، بلغني[2] قتلُه ، فرجعتُ إلى عبد الله ، وقلتُ : أينَ ما ذكرتَ ؟ قال : كان رأياً رأيتُه .

قلتُ : هذا يدلُّ على تصويب عبد الله بن عمرو للحُسَين في مسيره ، وهو رأيُ ابن الزُّبير وجماعة من الصحابة شهدوا الحَرَّة .

ابن سعد : أخبرنا الواقديُّ ، حدثنا ابنُ أبي ذِئب ، حدثني عبدُ الله بن عُمير (ح) ، وأخبرنا ابنُ أبي الزِّناد ، عن أبي وَجْزة (ح) ، ويونس بن أبي إسحاق ، عن أبيه ، وسمَّى طائفة ، ثم قال : فكتبتُ جوامعَ حديثهم في مَقتل الحُسين . قال : كان أهلُ الكوفة يكتُبون إلى الحسين يَدعُونه إلى الخروج إليهم زَمَنَ مُعاوية ، كلُّ ذلك يأبى ، فقدِمَ منهم قومٌ إلى محمد بن الحَنَفيَّة ، وطلبوا إليه المسيرَ معهم ، فأبى ، وجاء إلى الحُسين ، فأخبره ،

(١) ذكره ابن كثير في « البداية » ٨/١٦١ من طريق يعقوب بن سفيان ، حدثنا أبو بكر الحميدي ، حدثنا سفيان ، حدثنا عبد الله بن شريك ، عن بشر بن غالب .....
(٢) في الأصل « لقني » .

الحُسين الشهيد ٢٩٤

وقال : إنَّ القومَ يُريدون أنْ يأكُلوا بنا ، ويشيطوا دماءنا ، فأقامَ حسين على ما هو عليه متردد العزم ، فجاءه أبو سعيد الخدري ، فقال : يا أباعبد الله ، إني لكَ ناصحٌ ومُشفِقٌ ، وقد بلغني أنه كاتبَكَ قومٌ من شيعتك ، فلا تخرجْ إليهم ، فإني سمعتُ أباكَ يقولُ بالكوفة : والله لقد مَلِلْتُهم ومَلُّوني و[أبغضتهم] ، وأبغضوني ، وما بلوتُ منهم وفاءً ، ولا لهم ثَباتٌ ولا عَزْمٌ ولا صَبْرٌ على السيف[1] .

قال : وقدم المسيَّبُ بنُ نَجَبة وعِدَّةٌ إلى الحُسين بعد وفاة الحسن ، فدعوه إلى خلع معاوية ، وقالوا : قد علمنا رأيَكَ ورأيَ أخيك ، فقال : أرجو أنْ يُعطيَ اللهُ أخي على نِيَّته ، وأنْ يُعطيني على نيتي في حُبِّي جهادَ الظالمين[2] .

وكتب مروانُ إلى مُعاوية : إني لستُ آمَنُ أن يكونَ الحُسين مرصداً للفتنة ، وأظنُّ يومَكم منه طويلاً[3] .

فكتب معاويةُ إلى الحسين : إنَّ من أعطى اللهَ صفقةَ يمينه وعهده لجديرٌ أنْ يفيَ ، وقد أُنبئتُ بأنَّ قوماً من الكوفة دَعَوْكَ إلى الشقاق ، وهُمْ من قد جرَّبتَ ، قد أفسدوا على أبيكَ وأخيكَ ، فاتَّقِ الله ، واذكُرِ الميثاق ، فإنَّكَ متى تكِدْني ، أكِدْكَ[4] .

فكتب إليه الحسينُ : أتاني كتابُك ، ولَنا بغير الذي بلغك جديرٌ ، وما أردتُ لك مُحاربةً ولا خِلافاً ، وما أظُنُّ لي عُذراً عند الله في تركِ جهادك ، وما أعلمُ فتنةً أعظمَ من ولايتك . فقال معاوية : إنَّ أثَرَنا بأبي عبد الله إلاَّ أسداً[5] .

(١) « تهذيب ابن عساكر » ٤/٣٢٩-٣٣٠ .
(٢) « تهذيب ابن عساكر » ٤/٣٣٠ .
(٣) « تهذيب ابن عساكر » ٤/٣٣٠ .
(٤) « تهذيب ابن عساكر » ٤/٣٣٠ .
(٥) « تاريخ الإسلام » ٢/٣٤١ .

ابن سعد کہتے ہیں کہ ہم کو واقدی نے خبر دی، ابن ابو ذعب نے ہم سے حدیث بیان کی اور عبد اللہ بن عُمیر نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی زِناد نے ہم کو خبر دی ہے ابو وجزہ سے اور یونس بن ابی اسحاق نے اپنے والد سے نقل کیا اور ایک جماعت نے اِس کو منسوب کیا پھر فرمایا کہ: ''میں نے حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے سلسلے میں اُن لوگوں کی گفتگو کا مجموعہ لکھا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اہلِ کوفہ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھا کرتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف خروج کی دعوت دیا کرتے تھے۔

ہر بار وہ اِنکار کردیتے تھے تو اُن میں سے ایک جماعت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اُن کے ساتھ چلنے کا مطالبہ کیا تو اُنھوں نے بھی اِنکار کر دیا اور وہ لوگ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن کو خبر دی۔

اور کہا کہ لوگ ہم کو کھا جانا چاہتے ہیں اور ہمارے خون بہا دینا چاہتے ہیں تو حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اپنی جگہ سے کچّے پکّے اِرادے کے ساتھ، تو ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ، ''اے ابوعبد اللہ رضی اللہ عنہ! میں تمہارا خیر خواہ اور مہربان ہوں اور تحقیق کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے متعلقین میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے خط وکتابت کے ذریعے رابطہ کیا ہے، لہٰذا آپ اُن کی طرف ہرگز سفر مت کرنا اِس لیے کہ میں نے آپ کے والدِ محترم کو کوفہ کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بہ خدا میں نے اُن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا اور اُنھوں نے میرے ساتھ آزردگی والا معاملہ کیا، مجھے اُن لوگوں سے نفرت ہے اور اُنھوں نے میرے ساتھ بُغض رکھا اور میں نے اُن لوگوں میں بالکل بھی وفا نہیں دیکھی اور وہ لوگ نہ تو ثابت قدم ہیں اور نہ تو عزم اور نہ تو وہ تلوار کو برداشت کرنے والے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ مسیّب بن نجبہ اور چند لوگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اُنھوں نے اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرنے کی دعوت دی اور اُنھوں نے کہا کہ ہم آپ کی رائے اور آپ کے بھائی کی رائے جانتے ہیں، تو اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اُمید کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العزت میرے بھائی کو اُن کی نیت کا بدلہ عطا فرمائے اور مجھے میری نیت کا بدلہ ملے کہ میں تو ظالموں کے ساتھ جہاد کرنا پسند کرتا ہوں۔''

اور مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے یقین ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کہیں فتنہ کا ذریعہ نہ بن جائیں اور مجھے لگتا ہے کہ اُن کی وجہ سے فتنہ اور بڑھے گا۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ بیشک وہ شخص کہ جس کو اللہ ربّ العزت نے طاقت وحکومت عطا فرمائی ہے وہ اِس لائق ہے کہ اُس کے ساتھ وفاداری سے کام لیا جائے اور تحقیق کہ مجھے خبر پہنچی ہے کوفہ کے کچھ لوگ آپ کو اختلافات کی طرف بلاتے ہیں اور وہ وہی لوگ ہیں جن کا آپ تجربہ کر چکے ہیں، اُنھوں نے آپ کے والد محترم اور برادر محترم کے ساتھ فساد کا معاملہ کیا پس آپ اللہ سے ڈرو اور عہد کو یاد کرو۔ اِس لیے کہ جب آپ میرے خلاف تدبیر کرو گے تو میں بھی آپ کے خلاف تدبیر کروں گا۔

تو اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ ''آپ کا خط میرے پاس پہنچا اور میں اِس لائق نہیں تھا کہ جو کچھ آپ کے پاس میرے متعلق پہنچا اور نہ تو میں آپ کے ساتھ جنگ چاہتا ہوں اور نہ تو اختلاف، حالانکہ آپ کے خلاف جہاد کو ترک کر دینے کا کوئی معقول عُذر اللہ کے یہاں نہیں پاتا ہوں اور آپ کی حکومت میں رہنے سے بڑا فتنہ میں نہیں جانتا ہوں۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ، ''ہم نے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو شیر جیسا پایا۔''(1)

1. سیرُ اعلام النبلاء (عربی)، 3/293-294

ملوکیت کا نتیجہ : اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

قارئین ! اِس کتاب کا آغاز ہم نے فضائلِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے کیا تھا اور اب خاتمہ سیّد الشہداء، نواسۂ خدیجہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ بتول، جن کا نام لکھتے ہی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے تارے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنے کندھوں پر، کبھی اپنے ساتھ منبر پر بیٹھاتے کبھی گلا چومتے، کبھی ہونٹ چومتے، کبھی چادر میں چھپاتے، نفسِ رسول بابِ مدینۃ العلم اِمام الاولیاء مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ لختِ جگر، شیخِ وادیٔ بطحہ سیّدنا ابو طالب و فاطمہ بنت اَسد رضی اللہ عنہا کے پوتے، جو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ پر سوار ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سجدہ لمبا کر دیتے، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی انتہا ابوعبد اللہ سیّدنا اِمام حسین بن علی بن ابو طالب بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کے ذکر کے ساتھ کر رہا ہوں۔

قارئین ! آپ نے اِس کتاب میں جان لیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ملوکیت کے دور میں قرآن کی کس طرح نافرمانی ہو رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کی دھجیاں اُڑائی جارہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام کو قتل کیا جارہا تھا تو کہیں اُن کو ذلّت و رُسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ کبھی حق کے لیے عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو وہیں حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ حق کے لیے شہید ہوئے، کبھی عید کی سنّت کے لیے ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ نے آواز بلند کی تو کبھی حَکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے ملوکیت کے امیر، معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے گورنر زِیاد اور مروان بن حَکم جیسوں کے ظلم کے خلاف اپنی آواز بلند کی، راہِ خدا میں گرفتار ہوئے، شہید ہوئے مگر ملوکیت کے ظالم بادشاہ سے ڈری ہوئی یہ امّت خاموش بن کر تماشہ دیکھتی رہی۔ ''اسلام''، وہ دین، جسے سیّد الشہداء امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خون سے سینچا تھا، جسے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال و دولت سے پروان چڑھایا تھا، جس کی دعوت کے پہلے میزبان سیّدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے، جسے عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے والدین نے اپنی جانوں سے سنوارا تھا، سیّدنا بلال کی اذان نے جسے دور دور تک پھیلایا تھا، سیّدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے جسے سنبھالا تھا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جیسے علم بردار نے جس کی حقانیت کا پرچم بلند کیا تھا، اہلِ بیت کا وہ ''اسلام''، صحابہ کا وہ ''اسلام''، نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ''دینِ اسلام'' جسے ملوکیت نے پامال کرنا

شروع کر دیا تھا، جس کے محافظ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ظلم کا شکار ہو رہے تھے اور اُمّت خاموشی سے تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اب وہ کون تھا جو بدر و اُحد کی جنگ پھر سے یاد دلائے، وہ کون تھا جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کی طرح اپنا خون اِس مرجھائے ہوئے دینِ خدا کو سینچے، اب وہ کون تھا جو سیّدنا عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی طرح اپنے سر کو کٹائے، اب وہ کون تھا جو سیّدہ زہراء بتول علیہا السلام کی طرح اُس کا فکرمند ہو، اب وہ کون تھا جو سیّدہ خدیجہ علیہا السلام کی طرح اِسے بلند وبالا کرے، اب وہ کون تھا ؟؟

اب جب کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیس سالہ حکومت رہی مگر اِمام حسین رضی اللہ عنہ خاموش رہے حالانکہ ہم آگے آپ کا وہ خط پیش کر چکے ہیں جس میں اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہنے کو سب سے بڑا فتنہ'' کہا ہے اور ''اُن سے جنگ نہ کرنے کے بدلے کوئی معقول اَجر اللہ سے نہیں پاتے'' ایسا بیان کیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ خاموش کیوں ہیں ؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اِمام حسین رضی اللہ عنہ جنگِ جمل، جنگِ صفّین اور نہروان دیکھ چکے تھے، آپ صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کے تمام واقعات سے گزر چکے تھے اور اپنے بڑے بھائی سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی بزرگی، مقام، مرتبہ وسمجھداری سے اچھی طرح واقف تھے۔ اِمام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی کی ''صلح'' پر قائم تھے، حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرطوں کی پابندی نہیں کر رہے تھے مگر اِمام حسین رضی اللہ عنہ ابھی بھی صلح کی آخری شرط کہ ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے'' پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک انتظار کرنا چاہتے تھے اور اپنے برادر اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔

صلحِ اِمام حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط میں سے کسی بھی شرط کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پورا نہ کیا مگر ابھی آخری شرط پر فیصلہ باقی تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے بلکہ یہ معاملہ مسلمانوں کی شوریٰ پر چھوڑ دیں گے۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت لینا شروع کر دی اور قیصر و کسریٰ کی سنّت کو اسلام میں داخل کر دیا۔ ملوکیت کی دہشت سے ڈرنے والی اپنی اور اپنے بال بچوں کی فکر کرنے والی یہ امّت خاموشی سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی اور بیعتِ یزید پلید میں داخل ہو رہی تھی۔

یزید کو نائب نہ بنائیں :

ایک انصاری صحابی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت : صحیح حدیث

حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ

7138 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ بْنِ أَسْمَاءَ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ مُعَاوِيَةُ أَنْ يَسْتَخْلِفَ يَزِيدَ بَعَثَ إِلَى عَامِلِ الْمَدِينَةِ أَنْ أَبْلِغْ إِلَيَّ مَنْ شِئْتَ، قَالَ: فَوَفَدَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ

عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ نے یزید کو اپنا نائب بنانے کا ارادہ کیا تو عامل مدینہ کی طرف آدمی بھیجا کہ میری طرف اپنی جماعت کے معاملہ کا وفد بنا کر بھیجو۔ انہوں نے عمرو بن حزم انصاری کو وفد دے کر بھیجا پس انہوں نے آ کر اجازت مانگی۔

7137- الحديث سبق برقم 6839 فراجعه .

7138- الحديث في المطالب العالية برقم 1784 وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد جلد 7 صفحة 249 .

الْأَنْصَارِيُّ، فَاسْتَأْذَنَ، فَجَاءَ حَاجِبُ مُعَاوِيَةَ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: قَدْ جَاءَ عَمْرٌو قَدْ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِهِ إِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، جَاءَ يَطْلُبُ مَعْرُوفَكَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَنُنْجِحُ مَا جَاءَ لِأَعْطِيَهُ مَا سَأَلَكَ، وَلَا أَرَاهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَاجِبُ، فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ؟ اكْتُبْ مَا بَدَا لَكَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَجِيءُ إِلَى بَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَحْتَسِبُ عَنْهُ؟ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاهُ، فَأَكْلِمَهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْحَاجِبِ: خَلِّهِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ الْفَجْرَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى مُعَاوِيَةُ الْغَدَاةَ أَمَرَ بِسَرِيرِهِ، فَحُمِلَ إِلَى إِيوَانٍ لَهُ، ثُمَّ أَخْرَجَ السَّمَرَ عَنْهُ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ أَحَدٌ إِلَّا كُرْسِيٌّ وُضِعَ لِعَمْرٍو، فَجَاءَ عَمْرٌو، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَى الْكُرْسِيِّ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: حَاجَتُكَ، قَالَ: فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَعَمْرِي لَقَدْ أَصْبَحَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَسَطَ الْحَسَبِ فِي قُرَيْشٍ، غَيْرَ دَفِيعٍ فِي النَّسَبِ، غَيْرَ بَاغٍ عَنْ كُلِّ خَيْرٍ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَنْزِعْ عَنْهَا رَحْمَةً إِلَّا وَهُوَ سَائِلُهُ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: كَيْفَ صَنَعَ بِهَا؟ وَإِنِّي أُذَكِّرُكَ اللَّهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ تَسْتَخْلِفُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَأَخَذَ مُعَاوِيَةُ رَعْدَةً وَتَنَفَّسَ فِي خَدَّيْهِ حَتَّى ظَنَنْتُ وَخَلَ تَنْسِفُ الْعَرَقَ عَنْ وَجْهِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ، فَحَمِدَ

پس حضرت امیر معاویہ کا سیکرٹری ان کے لیے اجازت مانگنے آیا اور کہا: یہ عمرو ہے جو اجازت طلب کرنے آیا ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا: میرے پاس کیا لایا ہے؟ اس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! وہ آپ سے نیک سلوک طلب کرنے ہوئے آیا ہے۔ پس حضرت معاویہ نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو وہ لکھ دے جو چاہتا ہے پس میں اسے عطا کر دوں گا جو اس نے مجھ سے مانگا ہے میں اسے دیکھوں گا نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حاجب نے آ کر آپ سے کہا: تیرا کام کیا ہے؟ جو چاہتا ہے لکھ دے۔ تو اس نے کہا: سبحان اللہ! میں امیر المؤمنین کے دروازے پر آیا ہوں اور پردے میں ہو گئے ہیں؟ میں تو ان سے ملاقات کر کے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت معاویہ نے دربان سے کہا: اس کو فلاں فلاں دن کا وعدہ دے دے جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہو تو آ جائے۔ راوی کہتا ہے: پس جب حضرت معاویہ نے صبح کی نماز پڑھائی تو تخت لگانے کا حکم دیا پس ان کے دفتر میں اسے رکھ دیا گیا پھر آپ نے لوگوں کو وہاں سے نکال دیا آپ کے پاس صرف حضرت عمرو کے لیے ایک کرسی تھی جس کو عمرو کے لیے رکھا گیا تھا (اور کوئی نہ تھا) پس حضرت عمرو نے آ کر اجازت طلب کی۔ آپ کو اجازت دی گئی پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ نے ان سے کہا اپنی ضرورت بیان کرو۔ انہوں نے حمد و ثناء کے بعد کہا: مجھے میری عمر کی قسم! یقیناً یزید بن معاویہ اہل نسب کا قریش میں اعلیٰ نسب سے تھی ہے مگر ہر خیر

اللَّهُ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ مَنْزِلٌ نَاصِحٌ، فَلَكَ بِرَأْيِكَ، تَبَالِغُ مَا بَلَغَ، وَإِنَّهُ لَمْ يَبْقَ إِلَّا أَبِيسِي وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَأَنِيسِي أَحَقُّ مِنْ أَبْنَائِهِمْ، حَاجَتُكَ، قَالَ: مَا لِي حَاجَةٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لَهُ أَخُوهُ: إِنَّمَا جِئْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نَضْرِبُ أَكْبَادَنَا مِنْ أَجْلِ كُلْفَانٍ، قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا لِكُلْفَانٍ، قَالَ: فَأَمَرَ لَهُمْ بِجَوَائِزِهِمْ، قَالَ: وَخَرَجَ لِعَمْرٍو، مِثْلُهُ

سے خالی ہے اور میں نے رسول کریم اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس آدمی کو رعیت دیتا ہے قیامت کے دن اس سے ان کے بارے سوال کرے گا کہ اس نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور اے معاویہ! میں تمہیں امت محمد کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ تم ان پر کس کو اپنا نائب بنا رہے ہو۔ راوی کہتا ہے: پس حضرت امیر معاویہ کی سانس پھول گئی (بول نہیں پا رہے تھے) پھر افاقہ ہوا تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: حمد و ثناء کے بعد! پس تو خالص نصیحت کرنے والا آدمی ہے تو نے بڑے خوبصورت طریقے سے اپنی رائے کو رکھا ہے تو نے جو کچھ کہنا تھا صحیح کہہ دیا لیکن صورت حال یہ ہے کہ باقی یا میرا بیٹا ہے یا ان کے بچے ہیں (جو حکومت کر سکتے ہیں)! لہٰذا (میں سمجھتا ہوں) ان کے مقابلہ میں میرا بیٹا زیادہ حق رکھتا ہے (کہ میرا نائب بنے) اور کوئی کام ہے تو بتاؤ! انہوں نے کہا: اور کوئی کام نہیں ہے! پھر ان سے ان کے بھائی نے کہا: ہم مدینہ سے اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے چند کلفات کے لیے حاضر آئے ہیں۔ راوی کہتا ہے: آپ نے ان کو انعامات دینے کا حکم دیا۔ راوی کا بیان ہے: اور وہ عمرو کے لیے اسی کی مثل تھے۔

حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ (*)

١ - (٧١٧٤) حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق بن أسماء الجَرْمِيّ، حدثنا جعفر، عن هشام، عن محمد بن سيرين قال:

لَمَّا أَرَادَ مُعَاوِيَةُ أَنْ يَسْتَخْلِفَ يَزِيدَ، بَعَثَ إِلَى عَامِلِ الْمَدِينَةِ أَنْ أَفِدْ إِلَيَّ مَنْ شَاءَ.

قَالَ: فَوَفَدَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَاسْتَأْذَنَ، فَجَاءَ حَاجِبُ مُعَاوِيَةَ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: هَذَا عَمْرٌو قَدْ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِهِمْ إِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، جَاءَ يَطْلُبُ مَعْرُوفَكَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ(١): إِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَلْيَكْتُبْ مَا شَاءَ، فَأَعْطِهِ مَا سَأَلَكَ وَلَا أَرَاهُ.

قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَاجِبُ فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ؟ اكْتُبْ مَا شِئْتَ.

(*) عمرو بن حزم بن زيد الأنصاري، صحابي مشهور، أول مشاهده الخندق، وقد استعمله رسول الله - ﷺ - على أهل نجران وهو ابن سبع عشرة سنة، وكتب لهم كتاباً فيه الفرائض والسنن، والصدقات، والديات، توفي رضي الله عنه بعد الخمسين.

(١) سقطت من الأصلين، واستدركت على هامش (ش).

فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! أَجِيءُ إِلَى بَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأُحْجَبُ عَنْهُ؟ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاهُ فَأُكَلِّمَهُ.

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْحَاجِبِ: عِدْهُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فَلْيَجِئْ. قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى مُعَاوِيَةُ الْغَدَاةَ، أَمَرَ بِسَرِيرٍ، فَجُعِلَ فِي إِيوَانٍ لَهُ، ثُمَّ أَخْرَجَ النَّاسَ عَنْهُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ أَحَدٌ إِلَّا كُرْسِيٌّ وُضِعَ لِعَمْرٍو. فَجَاءَ عَمْرٌو، فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: حَاجَتَكَ.

قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: لَعَمْرِي لَقَدْ أَصْبَحَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَاسِطَ الْحَسَبِ فِي قُرَيْشٍ، غَنِيّاً عَنِ الْمَالِ، غَنِيّاً إِلَّا عَنْ كُلِّ خَيْرٍ. وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ - ﷺ - يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَسْتَرْعِ عَبْداً رَعِيَّةً إِلَّا وَهُوَ سَائِلُهُ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَيْفَ صَنَعَ فِيهَا».

وَإِنِّي أُذَكِّرُكَ اللهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ - ﷺ - بِمَنْ تَسْتَخْلِفُ عَلَيْهَا. قَالَ: فَأَخَذَ مُعَاوِيَةَ رَبْوَةٌ(١) وَنَفَسٌ(٢) فِي غَدَاةٍ قُرٍّ حَتَّى عَرِقَ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ وَجْهِهِ ثَلَاثاً، ثُمَّ أَفَاقَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ امْرُؤٌ نَاصِحٌ، قُلْتَ بِرَأْيِكَ نَالِغٌ مَا بَلَغَ. وَإِنَّهُ لَمْ يَبْقَ إِلَّا ابْنِي وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَابْنِي أَحَقُّ مِنْ أَبْنَائِهِمْ. حَاجَتُكَ. قَالَ: مَا لِي حَاجَةٌ.

(١) الرَّبْو والرَّبْوة: النهر، وهو النهيج وتواتر النفس الذي يعرض للمصروع في مثله.

(٢) النفس: خروج الريح من الأنف والفم.

قَالَ: ثُمَّ قَالَ لَهُ أَخُوهُ: إِنَّمَا جِئْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نَضْرِبُ أَكْبَادَهَا مِنْ أَجْلِ كَلِمَاتٍ؟

قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا بِكَلِمَاتٍ. قَالَ: فَأَمِرْ لَهُمْ بِجَوَائِزِهِمْ. قَالَ: وَخَرَجَ لِعَمْرٍو مِثْلُهُ (*)(١)

٢ - (٧١٧٥) حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل وإبراهيم بن محمد بن عرعرة - وسمعته عن نسخة إبراهيم - قالا: حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن ابن طاوس، عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن أبيه قال:

دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ - ﷺ -: «تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ». فَدَخَلَ

(*) أي خرج لعمرو مثل عطائهم. وفي «المطالب»: «وأمر لعمرو بمثلها».

(١) رجاله ثقات، وجعفر هو ابن سليمان الضبعي، وهشام هو ابن حسان. وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٢٤٨/٧ - ٢٤٩ بلفظ: فيما كان من أمر ابن الزبير، وقال: «رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح».

وأورده الحافظ في «المطالب العالية» ٣٣٧/٤ - ٣٣٨ برقم (٤٥٢٠) وعزاه إلى أبي يعلى.

ويشهد للمرفوع منه حديث معقل بن يسار عند أحمد ٢٥/٥ - ٢٧، والطحاوي في الأحكام (٧١٥٠) باب: من استرعي رعية فلم ينصح، ومسلم في الإيمان (١٤٢) باب: استحقاق الوالي الغاش لرعيته النار، والدارمي في الرقاق ٣٢٤/٢ باب: في العدل بين الرعية، والبيهقي في كتاب أهل البغي ١٦٠/٨ ما على السلطان من القيام فيما ولي بالقسط... وانظر فتح الباري ١٢٧/١٣ - ١٢٨.

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل التيمي

مسند أبي يعلى الموصلي

الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي
(٢١٠ - ٣٠٧ هـ)

حققه وخرج أحاديثه
حسين سليم أسد

الجزء الثالث عشر

دار المأمون للتراث

ترجمہ

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا نائب بنانے کا اِرادہ کیا تو عاملِ مدینہ کی طرف آدمی بھیجا کہ میری طرف اپنی چاہت کے مطابق وفد (نمائندہ) بنا کر بھیجو۔ اُنھوں نے عمرو بن حزم انصاری* رضی اللہ عنہ کو

* حضرت عمرو بن حزم انصاری

اِمام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ''اسد الغابۃ'' میں آپ کے ذکر میں لکھتے ہیں :

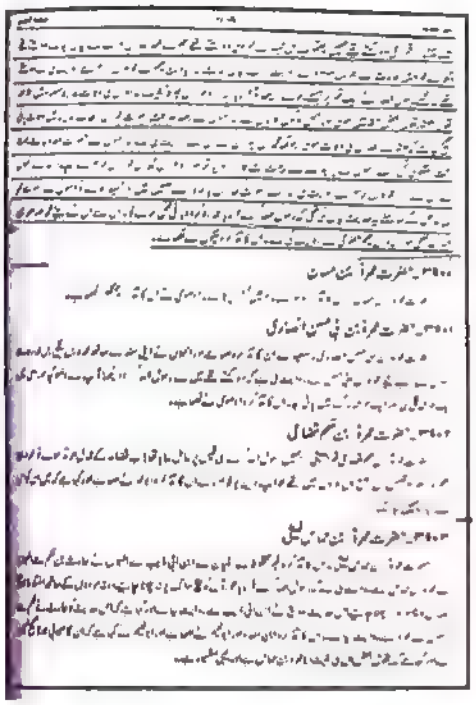

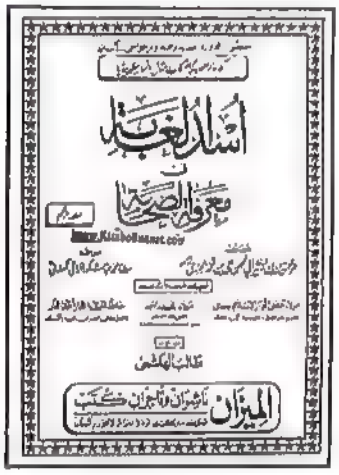

آپ مشہور صحابی ہیں، آپ غزوۂ خندق سے پہلے ایمان لائے ہیں کیوں کہ آپ نے غزوۂ خندق میں شرکت کی تھی جو آپ کا پہلا غزوہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اہلِ نجران پر عامل بھی بنایا تھا، اہلِ نجران کا تعلق بنو حارث بن کعب سے ہے۔ اُس وقت آپ کی عمر سترہ سال (17 years) کی تھی، آپ نے اہلِ نجران کے لوگوں کو ایک تحریر بھی بھیجی تھی جس میں فرائض اور سنن اور صدقات کا بیان آپ نے کیا تھا۔

عمرو بن حکم رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ منورہ میں 51 اور بقول 53 بقول بعض 54 سن ہجری میں ہوئی اور بعض لوگوں کا بیان ہے انھوں نے بعہد خلافتِ عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں وفات پائی، صحیح یہ ہے کہ سن 50 ہجری کے بعد اُن کی وفات ہوئی کیوں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے حضرت معاویہ سے بہت سخت گفتگو کی تھی جب اُنھوں نے یزید کے لیے بیعت لینے کا اِرادہ کیا تھا اور ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے اُن کے دادا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ (جنگِ صفّین میں) شہید ہوئے تو اُنھوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''عمّار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' (اُسد الغابۃ (اردو)، 2/693-694)

دور (نمائندہ) بنا کر بھیجا، پس اُنھوں نے آکر اجازت مانگی پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دربان اُن کے لیے اجازت مانگنے آیا اور کہا: ''یہ عمرو رضی اللہ عنہ ہے جو اجازت طلب کرنے آیا ہے۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے پاس کیا لایا ہے؟'' اُس نے عرض کیا کہ، ''اے امیر المومنین! وہ آپ سے نیک سلوک طلب کرتے ہوئے آیا ہے پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تو سچا ہے تو وہ لکھ دے جو چاہتا ہے، پس میں اُسے عطا کر دوں گا جو اُس نے مجھ سے مانگا ہے میں اُسے دیکھوں گا نہیں۔'' راوی کا بیان ہے کہ حاجب (Doorkeeper) نے آکر آپ سے کہا: ''تیرا کام کیا ہے؟ جو چاہتا ہے لکھ دے۔'' تو اُس نے (عمرو رضی اللہ عنہ نے) کہا، ''سبحان اللہ!'' میں امیر المومنین کے دروازے پر آیا ہوں، وہ پردے میں ہو گئے ہیں؟ میں تو اُن سے ملاقات کر کے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دربان سے کہا: اِس کو فلاں فلاں دن کا وعدہ دے دے جب صبح کی نماز پڑھ کے فارغ ہوں تو آجائے۔'' راوی کہتا ہے پس جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی تو تخت لگانے کا حکم دیا، پس اُن کے دفتر میں اُسے رکھ دیا گیا، پھر آپ نے لوگوں کو وہاں سے نکال دیا، آپ کے پاس صرف حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے ایک کرسی تھی جس کو عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے رکھا گیا تھا (اور کوئی نہ تھا) پس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی، پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: ''اپنی ضرورت بیان کرو۔'' اُنھوں نے حمد وثنا کے بعد کہا: ''مجھے میری عمر کی قسم! یقیناً یزید بن معاویہ نسب سے قریش کی شاخ سے ہیں، مال سے غنی ہیں، مگر ہر خیر سے خالی ہیں اور میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس آدمی کو رعیّت دیتا ہے قیامت کے دن اُس سے اُن کے بارے میں سوال کرے گا کہ اُس نے اُن کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور اے معاویہ! میں تمہیں امّت محمدیہ کے بارے میں اللہ کی یاد دِلاتا ہوں کہ تم اُن پر کس کو اپنا نائب بنا رہے ہو؟''

راوی کہتا ہے: پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سانس پھول گئی (بول نہیں پا رہے تھے۔) پھر اِفاقہ ہوا تو آپ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: ''حمد وثنا کے بعد! پس تو خالص نصیحت کرنے والا آدمی ہے، تو نے بڑے خوبصورت طریقے سے اپنی رائے کہہ دی ہے تو نے جو کچھ کہنا تھا صحیح صحیح کہہ دیا لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ باقی یا میرا بیٹا ہے یا اُن کے بیٹے ہیں (جو حکومت کر سکتے ہیں) لہٰذا (میں سمجھتا ہوں) اُن کے بیٹوں سے میرا بیٹا زیادہ حق رکھتا ہے (کہ میرا نائب بنے) اور کوئی کام ہے تو بتاؤ!'' اُنھوں نے (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے) کہا: ''اور کوئی کام نہیں ہے، پھر اُن سے اُن کے بھائی نے کہا: ''ہم مدینہ سے اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے چند کلمات کہنے کی خاطر آئے ہیں۔'' راوی کہتا ہے: ''آپ (امیر معاویہ) نے اُن کو انعامات دینے کا حکم دیا۔'' راوی کا بیان ہے: ''اور وہ عمرو کے لیے اِسی مثل نکلے۔''(1)

کتاب کے محقق حسین سلیم اَسد نے اِس حدیث کو 'صحیح' کہا ہے۔

---

1. مسند ابی یعلیٰ (اردو)، 5/362-364، رقم: 7138
مسند ابی یعلیٰ (عربی)، 13/121-123، رقم: 7174

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید پلید کی بیعت

امیر معاویہ نے صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری شرط کی کس طرح دھجیاں اُڑائی اِس پر امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھتے ہیں :

وفي سنة خمس وأربعين : فتحت القيقان .

وفي سنة خمسين : فتحت قُهُستان عنوة[1] .

وفيها : دعا معاوية أهل الشام إلى البيعة بولاية العهد من بعده لابنه يزيد فبايعوه[2] ، وهو أول من عهد بالخلافة لابنه ، وأول من عهد بها في صحته .

ثم إنه كتب إلى مروان بالمدينة أن يأخذ البيعة له ، فخطب مروان فقال : (إن أمير المؤمنين رأى أن يستخلف عليكم ولده يزيد سنّة أبي بكر وعمر) .

فقام عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق فقال : (بل سنة كسرى وقيصر ، إن أبا بكر وعمر لم يجعلاها في أولادهما ولا في أحد من أهل بيتهما) .

(١) كذا في « تاريخ الإسلام » (٤/٢١) ، وجاء خبر فتحها عند الطبري (٥/٢٨٦) ، و« المنتظم » (٥/٢٤٣) ، و« الكامل » (٣/٣٣٨) في سنة (٥١هـ) .
(٢) تاريخ الإسلام (٤/٦٤٧) ، وجاء خبر البيعة عند الطبري (٥/٣٠١) ، و« المنتظم » (٥/٢٨٥) ، و« الكامل » (٣/٣٤٩) ، و« البداية والنهاية » (٨/٨٢) في سنة (٥٦هـ) .

٣٢٦

تاریخ الخلفاء

تالیف
الإمام الحافظ
جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر السیوطي
متوفی ۹۱۱ھ

تاریخ الخلفاء (اردو) ۲۸۳ علامہ جلال الدین سیوطی

یزید کی بیعت

45 ہجری میں قیقان فتح ہوا۔

50 ہجری میں قوہستان غلبۃً فتح ہوا اور اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو بلا کر ان سے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ میں مروان کو لکھا کہ وہاں کے لوگوں سے بھی بیعت لو۔ چنانچہ مروان نے خطبہ پڑھا اور کہا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لیے سنت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت لوں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا یہ نہ کہو بلکہ کہو کہ سنت کسریٰ و قیصر پر کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خلافت کو اپنے بیٹوں یا اپنے خاندان کے لیے خاص نہیں کیا تھا۔

ایسی رات

51 ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور وہاں بھی اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر کہا اے ابن عمر تم مجھ سے کہا کرتے تھے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ

تاریخ الخلفاء
مصنف
حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی
شبیر برادرز
۴۰ اردو بازار لاہور (پاکستان)

50 ہجری میں قہستان غلبتین فتح ہوا اور اِس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ شام کو بلا کر اُن سے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی اِس کے بعد اُنھوں نے مدینہ میں مروان کو لکھا کہ وہاں کے لوگوں سے بھی بیعت لو۔ چنانچہ مروان (ملعون) نے خطبہ پڑھا اور کہا ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا ہے کہ میں اُن کے بیٹے یزید کے لیے سنّتِ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت لوں۔'' اِس پر عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہوکر فرمایا، ''یہ نہ کہو بلکہ کہو کہ سنّتِ کسریٰ و قیصر پر، کیوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو اپنے بیٹوں یا اپنے خاندان کے لیے خاص نہیں کیا تھا۔''

51 ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور کہا بھی اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔''(1)

اِس پورے واقعے کو ہم نے اِسی کتاب کے باب 3 میں صفحہ 96 پر صحیح بخاری کی حدیث سے پیش کیا ہے۔

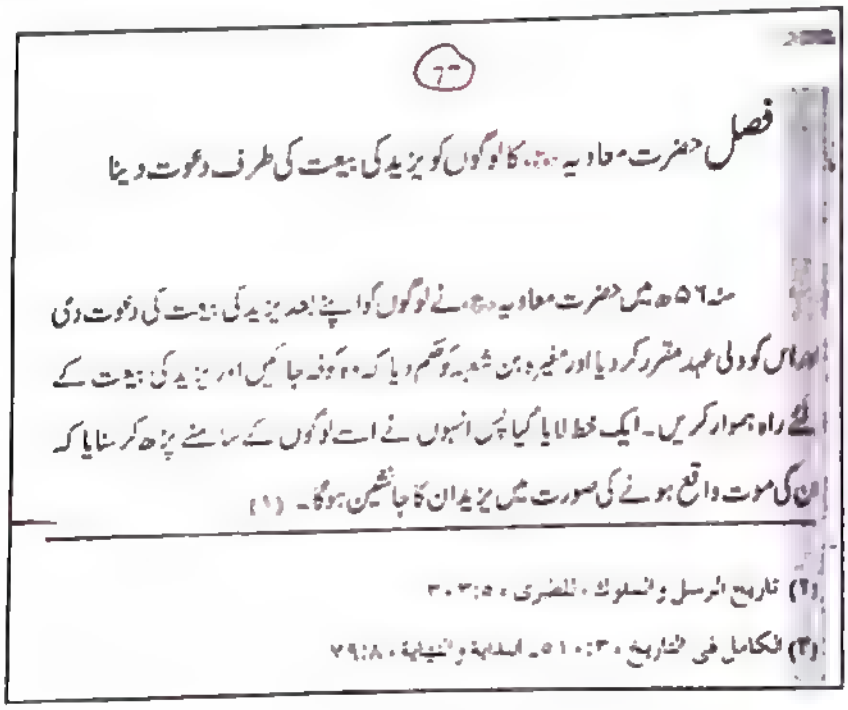

فصل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو یزید کی بیعت کی طرف دعوت دینا

سنہ ۵۶ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے بعد یزید کی بیعت کی دعوت دی اور اس کو ولی عہد مقرر کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ کو حکم دیا کہ وہ کوفہ جائیں اور یزید کی بیعت کے لئے راہ ہموار کریں۔ ایک خط لایا گیا پس انہوں نے اسے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا کہ ان کی موت واقع ہونے کی صورت میں یزید ان کا جانشین ہوگا۔ (۱)

(۲) تاریخ الرسل والملوک، للطبری، ۵: ۳۰۳

(۳) الکامل فی التاریخ، ۳: ۵۱۰۔ البدایۃ والنہایۃ، ۸: ۷۹

الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيدِ الْمَانِعِ مِنْ ذَمِّ يَزِيد

الإمام العلامة جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي

الدكتور هيثم عبد السلام محمد

صفه فاؤنڈیشن

امام جلال الدّین ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن جوزی المعروف امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 597 ہجری اپنی مشہور کتاب ''الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيدِ الْمَانِعِ مِنْ ذَمِّ يَزِيد (یزید کی مذمّت سے روکنے والے مخالفِ حق سرکش متعصب کا ردّ)'' میں فصل ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو یزید کی بیعت کی طرف دعوت دینا'' میں رقم طراز ہیں :

1. تاریخ الخلفاء (اردو)، صفحہ: 283، (عربی)، صفحہ: 326

''سن 56 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے بعد یزید کی بیعت کی دعوت دی اور اُس کو ولی عہد مقرر کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کوفہ جائیں اور یزید کی بیعت کے لیے راہ ہموار کریں۔ ایک خط لایا گیا پس اُنھوں نے اُسے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا کہ اُن کی موت واقع ہونے کی صورت میں یزید اُن کا جانشین ہوگا۔''(1)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے نامور صحابی نے یزید کی بیعت کر لی

تاریخ الخلفاء (اردو) ۲۸۵ علامہ جلال الدین سیوطی

ابن منکدر سے مروی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کرتے وقت کہا اگر اچھا ہوگا تو ہم راضی ہوں گے اور اگر برا ہوگا تو صبر کریں گے۔

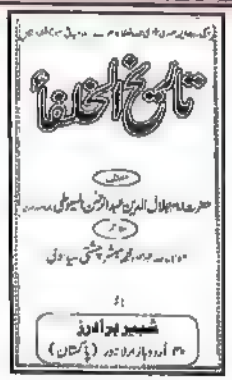

وعن ابن المنكدر قال : (قال ابن عمر حين بويع يزيد : إن كان خيراً . . رضينا ، وإن كان بلاء . . صبرنا)(٢) .

(١) تاريخ الإسلام (٤/١٤٨ـ ١٥٠) وما بين معقوفين زيادة منه .
(٢) أخرجه ابن سعد في « الطبقات الكبرى » (٤/ ١٧٠) .

٣٢٧

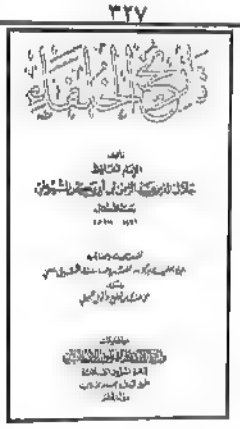

''ابن منقدر سے مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کرتے وقت کہا، اگر اچھا ہوگا تو ہم راضی ہوں گے اور اگر بُرا ہوگا تو صبر کریں گے۔''(2)

1. ''الرد علی المتعصب العنید المانع من ذمّ یزید (اردو)، صفحہ: 77
2. تاریخ الخلفاء (اردو)، صفحہ: 285، (عربی)، صفحہ: 327

امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ میں موجود تھے اور یہ پورا معاملہ دیکھ رہے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اب تک خاموش اس لیے تھے کہ شاید امیر معاویہ رضی اللہ عنہ "صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ" کی آخری شرط کو پورا کر لیں مگر افسوس انھوں نے اس آخری شرط کو بھی پورا نہیں کیا۔ اب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس دو ہی راستے تھے یا تو آپ ظالم، شرابی، عیاش حکمران کی بیعت کر کے پوری زندگی آرام سے رہ سکتے تھے یا تو اب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو وہ قربانی پیش کرنی ہوگی جو امت کو آج بھی بدر و اُحد یاد دلا دے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ظالم حکمران، عیاش بادشاہ جس کا شریعتِ محمدی سے کوئی واسطہ نہیں تھا اُس کی بیعت کو ٹھکرا دیا اور مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ کی اور چل پڑے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ چاہتے تو لشکر لے کر جنگ کرتے مگر آپ جنگِ جمل، صفین و نہروان میں اپنے والد سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی جد و جہد اور بنو اُمیہ کی چالاکیاں دیکھ چکے تھے اور اُس وقت سوئی ہوئی اُمت کی اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی خاموشی بھی دیکھ چکے تھے۔ صلح کا تو کوئی راستہ بنتا ہی نہیں تھا کیوں کہ "صلحِ امام حسن رضی اللہ عنہ" کی شرطوں کو جس طرح تار-تار کیا گیا وہ بھی آپ (امام حسین رضی اللہ عنہ) دیکھ چکے تھے۔

اب وقت تھا ایسا کارنامہ انجام دینے کا کہ امت کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت یاد آ جائے، صحابہ کرام کو بدر و اُحد یاد آ جائے، نمازیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تازی ہو جائے۔ قارئین کرام! سانحہ کربلا کو محسوس کیجیے سیدنا علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ کی اذان میں اذانِ بلال رضی اللہ عنہ کی جھلک تھی، سیدنا قاسم بن حسن رضی اللہ عنہما کی شجاعت میں سیدنا جعفر طیار بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی جھلک تھی، سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے کربلا میں جس طرح جلتے ہوئے خیموں میں سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی حفاظت کر کے جنگِ اُحد کا وہ واقعہ تازہ کر دیا کہ کیسے سیدہ زہراء بتول رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کے زخموں کو صاف کر رہی تھیں۔ قارئین ذرا تاریخ میں سیدنا عباس بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم کے لاشے کو دیکھو تو وہی اُحد میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا منظر یاد دلا رہا تھا، سیدنا امام زین العابدین، علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو زنجیروں میں

قید کیا جانا، صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کی یاد دلا رہا تھا اور اب ذرا دِل تھام لو، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ، سیّد الشہداء اِمام حسین رضی اللہ عنہ جب سجدہ کر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدے کی یاد دلا رہے ہیں، زخمی حالت میں لہولہان آپ کی داڑھی مبارک، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خون سے تر داڑھی کی یاد دلا رہی ہے اور اِمام حسین کا کٹا ہوا سر سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر کی یاد دِلا رہا ہے۔

یہ حسین رضی اللہ عنہ ہی تھے جنھوں نے ملوکیت کی جھوٹی شرافت کا پردہ چاک کر کے ظالم حکمرانوں کے ظلم کو اُمّت کے سامنے ننگا کر دیا اور صحابۂ کرام کی جماعت واُمّت کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ و بدر و اُحد تازہ کر دیا۔ مگر اسلام کو زندہ کرنے کے لیے خاندانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قربانیاں پیش کرنی پڑی اُس کی کوئی مثال تاریخِ انسانیت میں نہیں ہے، یہ ملوکیت ہی تھی جس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چمنستان کے پھولوں کو شہید کیا، یہ ملوکیت ہی تھی جس کی وجہ سے سیّدنا علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، یہ ملوکیت ہی تھی جس نے اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستورات کو بے پردہ کیا، یہ ملوکیت ہی تھی جس نے اِمام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے زنجیروں میں باندھا، یہ ملوکیت ہی تھی جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس سر پر، گلے پر، ہونٹوں پر بوسہ دیا کرتے تھے اُس سرِ حسین رضی اللہ عنہ کو کئی دنوں تک گلی-گلی، شہر-شہر گھمایا۔ آخر میں سرِ حسین رضی اللہ عنہ پر صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کر رہا ہوں۔

سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک
صحیح بخاری کی ایک حدیث

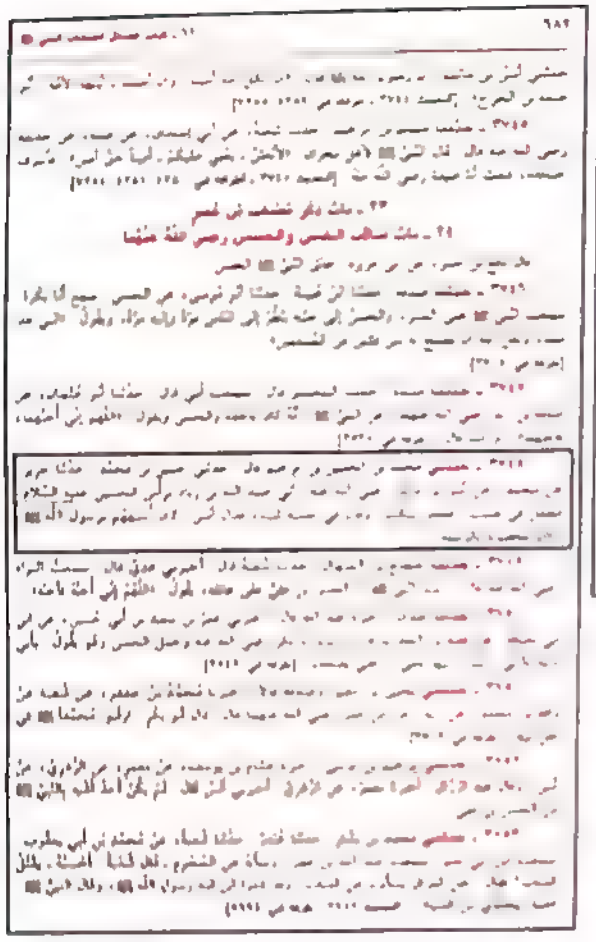

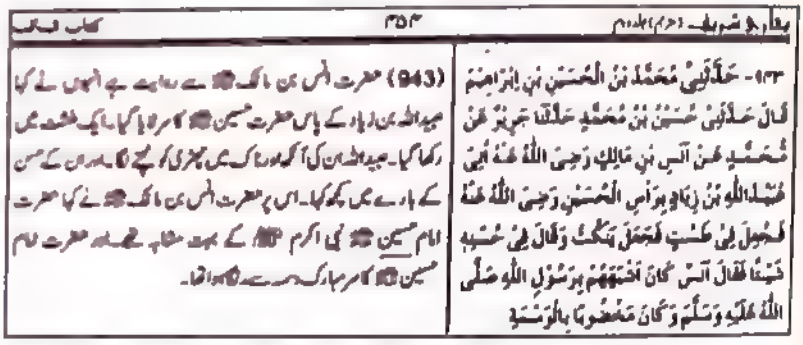

(943) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، ایک طشت میں رکھا گیا۔ عبیداللہ ان کی آنکھ اور ناک میں چھڑی کو چھیڑتا تھا اور ان کے حسن کے بارے میں کچھ کہا۔ اس پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا، عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا۔ ایک طشت میں رکھا گیا۔ عبید اللہ (بدبخت) اُن کی آنکھ اور ناک میں چھڑی مارنے لگا اور اُن (سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ) کے حُسن کے بارے میں کچھ کہا۔ اِس پر حضرت اَنس مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، ''حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔[1]

ایسی ہی حدیث اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے جسے اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے۔[2]

1. صحیح بخاری (اردو)، 2/454، رقم: 943، انٹرنیشنل نمبر: 3748
2. سنن ترمذی (اردو)، 4/532-533، رقم: 3778، انٹرنیشنل نمبر: 3778

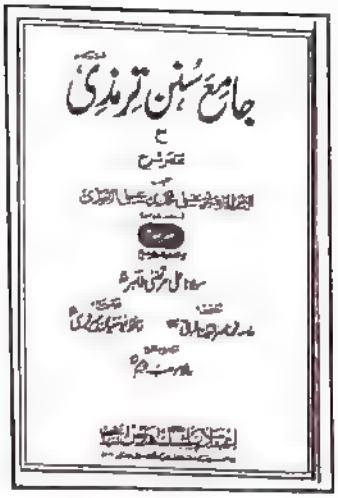

3775- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ ——

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)).

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبت کرے گا اللہ بھی اس سے محبت کرے گا، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے"۔

وضاحت: امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے عبداللہ بن عثمان بن خثیم کے طریق سے ہی جانتے ہیں اسے کئی راویوں نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کیا ہے۔

3776- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ——

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی سے بڑھ کر ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

وضاحت: امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

3777- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ——

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) آپ کے مشابہ ہیں۔

وضاحت: اس بارے میں ابوبکر صدیق، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

3778- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ: ——

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا تو حسین (رضی اللہ عنہ) کا سر لایا گیا، وہ ایک چھڑی ان کی ناک پر لگا کر کہنے لگا: میں نے حسن کی اس جیسا کبھی دیکھا

(3775) حسن: أخرجه ابن ماجة: 144، السلسلة الصحيحة: 1227، وأحمد: 172/4، وابن حبان: 6971.
(3776) أخرجه البخاري: 3752، وأحمد: 164/3، والحاكم: 168/3.
(3777) صحيح: تخریج کے لیے دیکھیے حدیث: 2828.
(3778) أخرجه البخاري من طريق آخر: 3748، وابن حبان: 6972، والطبراني في الكبير: 2879.

هَذَا حُسَيْنٌ لِمَ يُذْكَرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

اس کا تذکرہ کس لیے کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ سب سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کے مشابہ تھے۔

وضاحت: امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

3779- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ ——

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حسن (رضی اللہ عنہ) سینے سے سر تک اللہ کے رسول ﷺ سے مشابہ تھے اور حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔

وضاحت: امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

3780- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ——

عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ وَأُصْحَابُهُ جُعِلَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيَّةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوا قَدْ جَاءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ فَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

قرہ بن میسر بیان کرتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو انہیں کوفہ مسجد میں لٹکا دیا گیا، میں وہاں پہنچا تو لوگ کہہ رہے تھے: یہ آ گیا، یہ آ گیا، اچانک دیکھا تو ایک سانپ سروں کو پھلانگتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا، تھوڑی دیر ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ پھر لوگوں نے کہا: یہ آ گیا، یہ آ گیا اس نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کیا۔

وضاحت: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ: إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے

3781- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ——

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے پوچھا تم

(3779) ضعيف: أخرجه أحمد: 82/1، وابن حبان: 6974. (3780) صحيح الإسناد.
(3781) صحيح: أخرجه أحمد: 381/5، والحاكم: 381/3، وابن حبان: 6969، والطبراني في الكبير: 2946.

بدر کا بدلہ تھا کربلا
یزید پلید کا سرِ حسین رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنا

علامہ ابن الجوزی نے "المنتظم فی تاریخ الملوک والامم" میں نقل کیا ہے:
"سیدنا حسین کا سر لایا گیا، جب اسے یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اپنی چھڑی سے اسے ضربیں لگائیں اور یہ شعر پڑھا
یفلقن هاماً من رحال اعزة علینا وهم کانوا اعق و اظلما
"یہ سر بدلہ ہے ہمارے ان عزیزوں کا جن کو قیدی بنایا گیا تھا اور جن پر ظلم ہوا تھا"
ایک دوسری روایت میں ہے: حسین بن علی کا سر لایا گیا اور اسے یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو اس نے مندرجہ ذیل دو اشعار پڑھے
لیت اشیاخی ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الاسل
فاهلوا واستهلوا فرحاً ثم قالوا یا یزید لا تشل
"آج کاش میرے وہ بزرگ ہوتے جو بدر میں شریک ہوئے تھے جن کو قبیلہ خزرج کے لوگوں نے تیر مارے تھے، آج وہ خوشی سے کھل اٹھتے اور مجھ سے کہتے کہ آئندہ سستی سے کام نہ لینا۔"
ایک اور روایت میں ہے: میں نے دو اونٹ ذبح کیے جس پر حسین اور ان کے ساتھیوں کا سر رکھ کر لایا گیا تھا لیکن وہ اس اونٹ کا گوشت نہیں کھا سکے۔ اس کا گوشت تعویذ سے بھی زیادہ کڑوا تھا۔ مؤلف کتاب کہتے ہیں کہ جب یزید بیٹھا تو سیدنا حسین کا سر اس کے سامنے رکھا گیا اس نے اسے چھڑی سے کریدتے ہوئے یہ شعر پڑھا:
یفلقن هاماً من رحال اعزة علینا وهم کانوا اعق و اظلما (یہ سر بدلہ ہے ہمارے ان عزیزوں کا جن کو قیدی بنایا گیا تھا اور جن پر ظلم ہوا تھا۔) حضرت ابو برزہ جو وہاں موجود تھے، انہوں نے کہا: یزید چھڑی دور رکھ، اللہ کی قسم میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے منہ سے حسین کا منہ چومتے رہے تھے۔

علّامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتظم فی تاریخ الملوک والامم" میں نقل کیا ہے:

"سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، جب سے یزید (پلید) کے سامنے رکھا گیا تو اُس نے اپنی چھڑی سے اُسے ضربیں لگائیں اور یہ شعر پڑھا:

یفلقن هاماً من رحال اعزة علینا وهم کانوا اعق و اظلما

''یہ سر بدلہ ہے ہارے (ہوئے) اُن عزیزوں کا جن کو قیدی بنایا گیا تھا اور جن پر ظلم ہوا تھا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے :

''حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر لایا گیا اور اُسے یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو اُس نے مندرجہ ذیل دونوں اشعار پڑھے :''

لیت اشیاخی ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

فاهلوا واستهلوا فرحاً ثم قالوا لي يزيد لا تشل

''آج کاش میرے وہ بزرگ ہوتے جو بدر میں شریک ہوئے تھے جن کو قبیلۂ خزرج کے لوگوں نے تیر مارے تھے، آج وہ خوشی سے کھل اُٹھتے اور مجھ سے کہتے کہ آئندہ سُستی سے کام نہ لینا۔''

ایک اور روایت میں ہے : ''میں نے وہ اونٹ ذبح کیا جس پر حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا سر رکھ کر لایا گیا تھا لیکن وہ اُس اونٹ کا گوشت نہیں کھا سکے۔ اُس کا گوشت تھوہڑ سے بھی زیادہ کڑوا تھا۔'' مؤلّفِ کتاب کہتے ہیں کہ ''جب یزید بیٹھا تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر اُس کے سامنے رکھا گیا اُس نے اُسے چھڑی سے کُریدتے ہوئے یہ شعر پڑھا :

يفلقن هاماً من رجال اعزة علينا وهم كانوا اعق و اظلما

''یہ سر بدلہ ہے، ہمارے اُن عزیزوں کا جن کو قیدی بنایا گیا تھا اور جن پر ظلم ہوا تھا۔''

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے، اُنھوں نے کہا : ''یزید چھڑی دور رکھ، اللہ کی قسم! میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے منہ سے حسین کا منہ چوس رہے تھے۔''(1)

---

1. شہادت امام حسین علیہ السلام، صفحہ : 119-120

یزید کے حامیوں کو اِمام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

116

ابن مفلح مقدسی اپنی کتاب ''کتاب الفروع'' میں ابن الجوزی کا قول نقل کرتے ہیں:

اگر یہ حضرات کتب سیر کا مطالعہ کر لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یزید کی بیعت کس طرح لی گئی اور کسی طرح لوگوں پر اس کی بیعت تھوپی گئی۔ اس کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے گئے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ اسکی خلافت درست تھی لیکن اس سے ایسی حرکات سرزد ہوئیں جو خلافت کو فسخ کرنے کے لیے کافی تھیں جیسے اس کا مدینہ میں لوٹ کھسوٹ مچانا، کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینکوانا، حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو قتل کرانا، ان کے شانا دانتوں کو لکڑی سے کریدنا، سیدنا حسینؓ کے سر کو کھمبے پر لٹکوانا۔ ان تمام حقائق سے وہی پردہ پوشی کر سکتا ہے جو عامی ہو اور یہ خیال کیے بیٹھا ہو کہ اپنے اس رویے سے وہ رافضیوں کو غصہ دلا رہا ہے۔

علامہ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن مُفلح المقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 763 ہجری اپنی مشہور کتاب ''کتاب الفروع'' میں علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

''اگر یہ حضرات کتبِ سیر کا مطالعہ کر لیتے تو اُنھیں معلوم ہو جاتا کہ یزید کی بیعت کس طرح کی گئی اور کس طرح لوگوں پر اُس کی بیعت تھوپی گئی۔ اُس کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے گئے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ اُس کی خلافت درست تھی لیکن اُس سے ایسی حرکات سرزد ہوئی جو خلافت کو فسق کرنے کے لیے کافی تھی جیسے اُس کا مدینہ میں لوٹ کھسوٹ مچانا، کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینکوانا، حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہلِ بیت کو قتل کرانا، اُن کے ثنایا دانتوں کو لکڑی سے کریدنا، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو کھمبے پر لٹکوانا۔ اِن تمام حقائق سے وہی پردہ پوشی کر سکتا ہے جو عامی (Vulgar) ہو اور یہ خیال کیے بیٹھا ہو کہ اپنے اِس رویّہ سے وہ رافضیوں کو غصّہ دلا رہا ہے۔''[1]

1. شہادت امام حسین علیہ السلام، صفحہ: 116-117

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ : صحیح حدیث

مسند الإمام أحمد بن حنبل

أنا عليًّا رضي الله عنه أتى بنهر من خلافه، فأرادوا عبورهم معهم، فأمر بنهر فأُنْجِسَتْ، ثم أمرهم وعبروهم، قال عكرمة: فبلغ ذلك ابن عباس، فقال: لو كنتُ أنا لم أمرهم، إني رسول الله ﷺ، والقتلهم، لقول رسول الله ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دينه فاقتلوه»، وقال رسول الله ﷺ: «لا تُعذِّبوا بعذاب الله عز وجل»(١).

٢٥٥٢ - حدثنا عفان، حدثنا وهيب، عن أيوب، عن عكرمة:

أن عليًّا أحرق ناسًا ارتدوا عن الإسلام، فحرقهم بالنار، فبلغ ذلك ابن عباس، فقال: لو كنتُ أنا لم أحرقهم، إن رسول الله ﷺ، قال: «لا تُعذِّبوا بعذاب الله عز وجل أحدًا»، وقال رسول الله ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دينه فاقتلوه»، فبلغ عليًّا ما قال ابن عباس، فقال: ويح ابن أم ابن عباس(٢).

٢٥٥٣ - حدثنا عفان، حدثنا حماد - هو ابن سلمة -، أخبرنا عمار

عن ابن عباس، قال: رأيتُ النبيَّ ﷺ فيما يرى النائم بنصف النهار، وهو قائمٌ، أشعثُ أغبرُ، بيده قارورةٌ فيها دمٌ، فقلت: بأبي أنتَ

(١) إسناده صحيح على شرط البخاري، عكرمة من رجاله، وباقي رجاله ثقات من رجال الشيخين. أيوب: هو ابن أبي تميمة السختياني.

وأخرجه البخاري (٦٩٢٣)، والطحاوي ٤/٦٣، وأبو يعلى (٢٥٣٣)، وابن حبان (٥٦٠٦)، والبيهقي ٨/٢٠٢ من طرق عن حماد بن زيد، بهذا الإسناد. وانظر (١٨٧١).

(٢) إسناده صحيح على شرط البخاري كسابقه. وهيب: هو ابن خالد.

وأخرجه النسائي ٧/١٠٤ من طريق أبي هشام المخزومي، عن وهيب بن خالد، بهذا الإسناد - دون قول علي بن أبي طالب. وانظر ما قبله.

٣٣٦

وأبي يا رسول الله، ما هذا؟ قال: «هذا دَمُ الحسين وأصحابه، لم أزل أتتبعه منذ اليوم، فأحصينا ذلك اليوم، فوجدناه قُتِلَ في ذلك اليوم»(١)

٢٥٥١ - حدثنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا سفيان، عن سليمان التيمي، عن القاسم

عن ابن عباس: أن رسول الله ﷺ صلَّى على جنازة بعد ما دُفِنَتْ

ووكيع قال: حدثنا سفيان، مثله(٢)

٢٥٥٥ - حدثنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا سفيان، عن منصور، عن مسلم بن أبي الجعد، عن قريب مولى ابن عباس

عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ: «لو أن أحدهم إذا أتى أهله قال: بِسْمِ الله، اللهمَّ جَنِّبِ الشيطانَ، وجَنِّبِ الشيطانَ ما رزقتنا، فولدَ بينهما ولدٌ، فيضرُّه الشيطان أبدًا»(٣).

(١) إسناده قوي على شرط مسلم. وانظر (٢١٦٥)

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين. سفيان: هو الثوري.

وهو في مصنف عبد الرزاق برقم (٦٥٤٠)، ومن طريقه أخرجه الطبراني (١٢٥٨٠).

وأخرجه مسلم (٩٥٤) (٦٨) من طريق وكيع، بهذا الإسناد.

وأخرجه ابن حبان (٣٠٨٥)، والدارقطني ٢/٧٨، والبيهقي ٤/٤٦ من طريق أبي عاصم النبيل، عن سفيان الثوري، به. وانظر (١٩٦٢).

(٣) إسناده صحيح على شرط الشيخين. سفيان: هو الثوري، ومنصور: هو ابن المعتمر.

وهو في مصنف عبد الرزاق (١٠٤٦٥).

ومن طريق عبد الرزاق أخرجه عبد بن حميد (٦٨٩)، ومسلم (١٤٣٤)، والطبراني -

٣٣٧

بقليل، أو بعده بقليل، استيقظ رسول الله ﷺ، فجلس يمسح النوم عن وجهه بيده، ثم قرأ العشرَ الآياتِ خواتمَ سورة آل عمران، ثم قام إلى شَنٍّ مُعلَّقة، فتوضأ منها، فأحسن وضوءه، ثم قام يصلي، قال ابنُ عباس: فقمتُ، فصنعتُ مثلَ الذي صنع، ثم ذهبتُ، فقمتُ إلى جَنْبِه، فوضع يدَه اليمنى(١) على رأسي، وأخذ أذني اليمنى فَفَتَلَها، فصلَّى ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم أوتَرَ، ثم اضطجع حتى أتاه المؤذِّنُ، فقام فصلَّى ركعتين خفيفتين، ثم خرج، فصلَّى للصبح(٢).

٢١٦٥ - حدثنا عبد الرحمن، حدثنا حماد بن سلمة، عن عمار بن أبي عمار

عن ابن عباس، قال: رأيتُ النبيَّ ﷺ في المنام بنصف النهار، أشعثَ أغبرَ، معه قارورةٌ فيها دمٌ يَلْتَقِطُه أو يَتَتَبَّعُ فيها شيئًا، قال: قلتُ: يا رسولَ الله، ما هذا؟ قال: «دمُ الحسين وأصحابه، لم أزل أتتبعُه منذ

(١) لفظة: «اليمنى» سقطت من (ي).

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين. وهو في موطأ مالك ١/١٢٢-١٢٣ من طريق مالك. أخرجه عبد الرزاق (٣٨٦٦) و(١٧٠٨)، والبخاري (١٨٣) و(٩٩٢) و(١١٩٨) و(٤٥٧٠) و(٤٥٧١) و(٤٥٧٢)، ومسلم (٧٦٣) (١٨٢)، وأبو داود (١٣٦٦)، وابن ماجه (١٣٦٣)، والنسائي في «المجتبى» (٣٦٢)، والنسائي ٣/٢١٤-٢١٥، وابن خزيمة (١١٦٥)، وأبو عوانة ١/٣١٥-٣١٦، والطحاوي ١/٢٥٨، وابن حبان (٢٥٩٢)، والطبراني (١٢١٩٢)، والبيهقي ٢/٧، وسيأتي برقم (٣٣٧٢)، وانظر (١٩١٢).

بلفظ: «يمسح النوم عن وجهه بيده» في: ما جاء في النوم عن آل، وقال: «فتوضأ فتسوك».

٥٩

اليوم». قال عمار: فحَفِظْنا ذلك اليوم، فوجدناه قُتِلَ ذلك اليوم(١).

٢١٩٦ - حدثنا عبد الرحمن، حدثنا شعبة، عن سلمة بن كهيل، عن حبيب بن الحكم(٢)

عن ابن عباس، قال: قالت قريش للنبيِّ ﷺ: «ادعُ لنا ربَّك أن يجعل لنا الصفا ذهبًا، ونؤمنْ بك. قال: «وتفعلون؟» قالوا: نعم. قال: فدعا، فأتاه جبريلُ فقال: إنَّ ربَّك يقرأ عليك السلامَ، ويقول لك: إن شئتَ أصبحَ لهم الصفا ذهبًا، فمن كفر بعد ذلك منهم عذَّبتُه عذابًا لا أعذِّبه أحدًا من العالمين، وإن شئتَ فتحتُ لهم بابَ التوبة والرحمة. قال: «بل بابَ التوبة والرحمة»(٣).

(١) إسناده قوي على شرط مسلم.

وأخرجه الطبراني (٢٨٢٢) و(١٢٨٣٧)، والحاكم ٤/٣٩٧-٣٩٨ من طرق عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

وسيأتي برقم (٢٥٥٣).

(٢) في «تعجيل المنفعة» ص ٢١٩ قال ابن حجر: «حبيب بن الحكم السلمي، عن ابن عباس رضي الله عنهما، كذا وقع، والصواب: حبيب بن الحارث أبو الحكم كما في صحيح مسلم، وغيره. وسيأتي في «المسند» برقم (٣٤٢٣) على الصواب».

(٣) إسناده صحيح على شرط مسلم. حبيب بن الحكم: هو حبيب بن الحارث السلمي أبو الحكم الكوفي، من رجال مسلم، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. عبد الرحمن: هو ابن مهدي، وشعبة: هو الثوري.

وأخرجه عبد بن حميد (٢٠٠)، والطبراني (١٢٣٣٦)، والبيهقي في «دلائل النبوة» ٢/٢٧٢ من طريق عن شعبة الثوري، بهذا الإسناد.

وأخرجه البيهقي ٢/٢٧٢ من طريق مالك بن مغول، عن سلمة بن كهيل، عن رجل من بني سليم، عن ابن عباس. وسيأتي برقم (٣٤٢٣). وانظر (٢٣٣٣).

٩٠

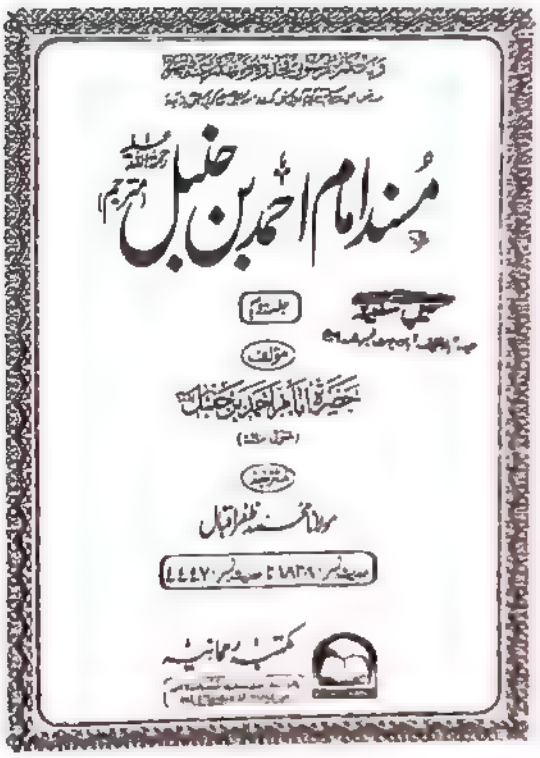
مسند امام احمد بن حنبل
جلد دوم
مولانا محمد عاشق الٰہی
مکتبہ رحمانیہ

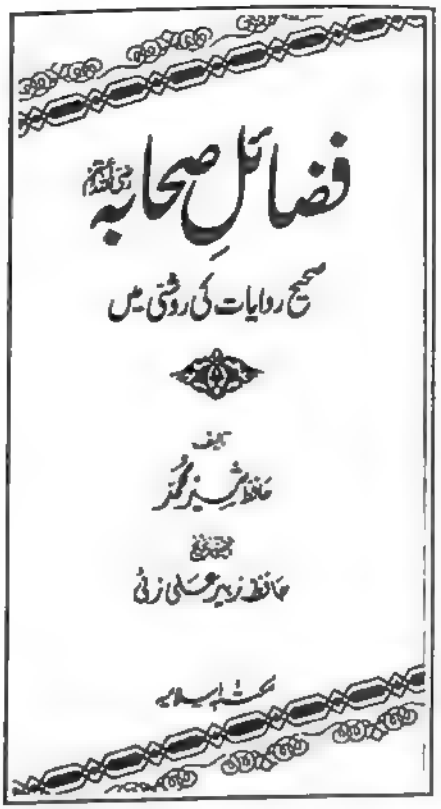

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نصف النہار (دوپہر) کے وقت خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بکھرے ہوئے اور جسم پر گرد وغبار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوتل تھی جس میں وہ کچھ تلاش کر رہے تھے، میں نے عرض کیا، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ کیا ہے ؟'' فرمایا، ''یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے میں صبح سے اس کی تلاش میں لگا ہوا ہوں''، راویٔ حدیث عمار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ تاریخ اپنے ذہن میں محفوظ کرلی، بعد میں پتہ چلا کہ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ اُسی تاریخ اور اُسی دِن شہید ہوئے تھے (جس دِن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا تھا)۔''

شیخ شعیب ارنؤوط نے مسند احمد کی دونوں احادیث کو اِمام مسلم کی شرط پر 'قوی' کہا ہے۔[1]

شیخ زُبیر علی زئی نے اپنی کتاب 'فضائلِ صحابہ' میں اِس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[2]

---

1. مُسند احمد بن حنبل (عربی)، 4/59-60، رقم: 2165، 4/336-337، رقم: 2553
مُسند احمد بن حنبل (اردو)، 2/92-93، رقم: 2165، 2/218، رقم: 2553
2. فضائلِ صحابہ (اردو)، صفحہ: 104

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر جنّاتوں کا رونا

شیخ زُبیر علی زئی نے 'فضائلِ صحابہ' میں اِمام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''المعجم الکبیر'' سے روایت نقل کی ہے :

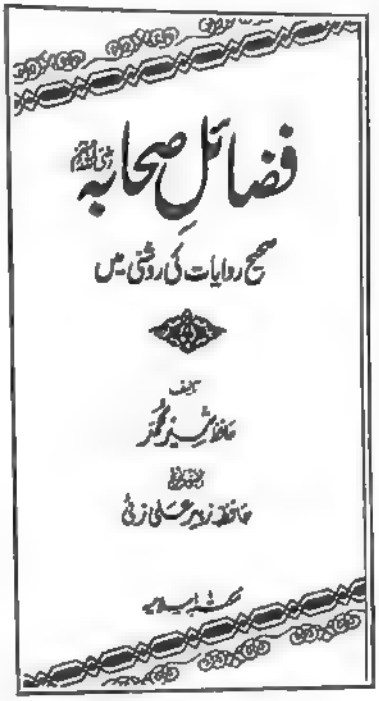

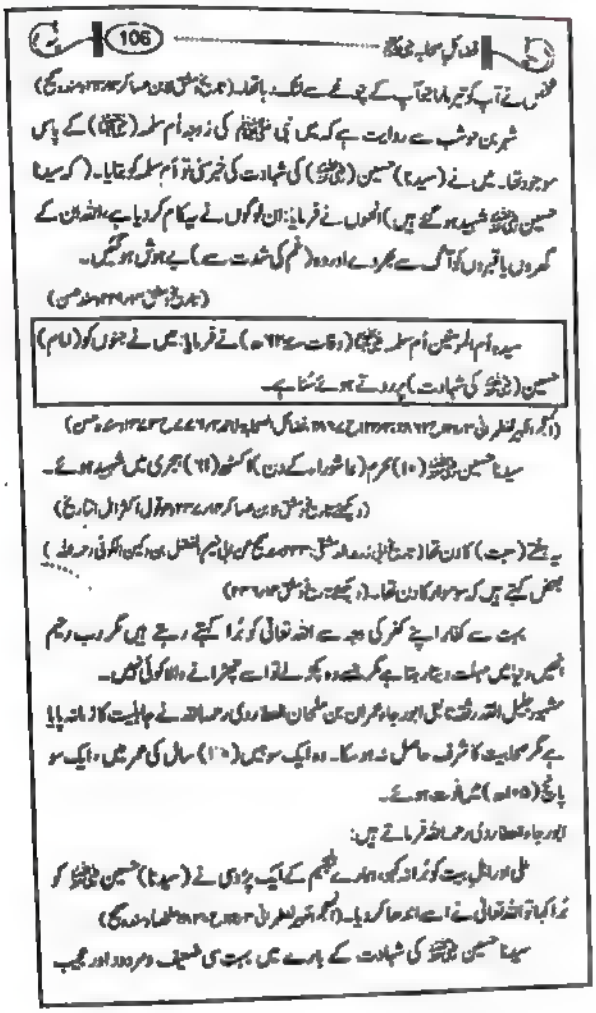

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم 106

فلاں نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے چوتڑ سے لگا۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر ۱۴/۲۲۲ وسندہ صحیح)

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے (سیدہ) حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر سنی تو اُم سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں) انھوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔

(تاریخ دمشق ۱۴/۲۲۴ وسندہ حسن)

سیدہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (وفات سنہ ۶۲ھ) نے فرمایا: میں نے جنوں کو (اُمام) حسین (رضی اللہ عنہ کی شہادت) پر روتے ہوئے سنا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۰۸ ح ۲۸۱۰ وسندہ صحیح، فضائل الصحابہ لاحمد ۲/۷۷۱ ح ۱۳۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ (۱۰) محرم (عاشورا کے دن) کو کشتہ (۶۱) ہجری میں شہید ہوئے۔

(دیکھئے تاریخ دمشق ابن عساکر ۱۴/۲۲۳ قول اکثر اہل التاریخ)

یہ ہفتے (سبت) کا دن تھا (تاریخ ابن زبر ص ۳۳۰ وسندہ صحیح عن ابی نعیم الفضل بن دکین الکوفی رحمہ اللہ) بعض کہتے ہیں کہ سوموار کا دن تھا۔ (دیکھئے تاریخ دمشق ۱۴/۲۲۳)

بہت سے کفار اپنے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہتے رہتے ہیں مگر رب رحیم انھیں دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے مگر جسے وہ پکڑ لے تو اسے چھڑانے والا کوئی نہیں۔

مشہور جلیل القدر تابعی ابو جاء عمران بن ملحان العطاردی رحمہ اللہ نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے مگر صحابیت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں، ایک سو پانچ (۱۰۵ھ) میں فوت ہوئے۔

ابو جاء العطاردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علی اور اہل بیت کو بُرا نہ کہو، ہمارے عجم کے ایک پڑوسی نے (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۰۸ ح ۲۸۱۰ وسندہ صحیح)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بہت سی ضعیف و مردود اور عجیب

''سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا (وفات سن 62 ہجری) نے فرمایا : میں نے جنّوں کو (اِمام) حسین رضی اللہ عنہ (کی شہادت) پر روتے ہوئے سنا ہے۔''

محقق شیخ زُبیر علی زئی نے اِس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔[1]

افسوس ! آج امّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمِ حسین علیہ السلام کو بھلا رہی ہے۔ خود کو اہلِ سنّت کہنے والے نام نہاد صوفی، پیر، مولوی اور تنظیموں کے امیر محرّم کے دِنوں میں خوشیوں اور شادیوں کو عام کرا رہے ہیں تو کہیں نئے سال کی مبارک بادی کی رسم کو رِواج دے رہے ہیں۔ شریعت میں اِن بدعات کو حرام نہیں کہا مگر ہمیں ہمارے اِماموں کے طریق وعقائد کو نہیں بھولنا چاہیے۔

1. فضائلِ صحابہ (اردو)، صفحہ : 106

اِمامِ اہلِ سنّت
اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ

اِمام اہلِ سنّت اِمام ابی عبد اللہ محمد بن اِدریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں جو اشعار پڑھے ہیں، اُسے آپ کے دیوان سے پیش کر کے بات کو ختم کرتا ہوں۔

ديوان الإمام الشافعي ٨٢ ديوان الإمام الشافعي

حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم

قال الإمام الشافعي في حب آل محمد صلى الله عليه وسلم:

١ نَأَوْا فَلِيَ وَالنَّأْيُ لَا شَكَّ أَوْجَبُ — وَأَوْرَثَ نَوْمِي فَالسُّهَادُ تَجَنَّبُ
٢ لَئِنْ مُتِّعَ غَنِّي الْحُسَيْنُ وَسَلَّمَا — فَإِنَّ لَهُمْ عَنِّي الْتَّلَهُّفَ وَالْمَلَوْبُ
٣ فَبِيعٌ بِلَا جُرْمٍ كَأَنْ قَدْ تَبَيَّعَا — صَبِيعٌ بِمَنَاءِ الْأَرْجُوانِ خَضِيبُ
٤ فَلِلسَّيْفِ إِلْمَوَالِ وَلِلرُّمْحِ زَلَّةٌ — وَلِلْمَنْهَلِ مِنْ بَعْدِ الصُّهَيْلِ نَجِيبُ

١. نَأَوْا: فعل ماض وفاعل، أو واو: كلمات عاطفة وحروف روابط. فَلِيَ: فعل ماض وفاعل، أو الجار والمجرور متعلق بالخبر. النَّأْيُ: مبتدأ مؤخر. أَوْجَبُ: خبر مقدم.
٢. أَوْرَثَ: فعل ماض. نَوْمِي: فاعل. السُّهَادُ: مبتدأ مؤخر. تَجَنَّبُ: خبر مقدم.
٣. صَبِيعٌ: خبر لمبتدأ محذوف. بِمَنَاءِ الْأَرْجُوانِ: جار ومجرور متعلق بصبيع. خَضِيبُ: خبر ثان.
٤. فَلِلسَّيْفِ: جار ومجرور متعلق بمحذوف. زَلَّةٌ: مبتدأ مؤخر. الْمَنْهَلِ: جار ومجرور متعلق بمحذوف. نَجِيبُ: خبر مقدم.

ديوان الإمام الشافعي ٨٣ ديوان الإمام الشافعي

٥ تَزَلْزَلَتِ الدُّنْيَا لِآلِ مُحَمَّدٍ — وَزَحْزَحَتِ الْأَهْوَالُ كُلَّ جَلِيلِ
٦ وَحَلَّتْ نُحُوسٌ وَانْتَحَتْ مُحَوِّبَاتٌ — وَأَضْحَكَ مِنْهُمْ كُلُّ عَدُوٍّ وَخَلِّ خَبُوتُ
٧ تَعَلَّى عَلَى الْمَنْصُورِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ — زَفَيْرٌ وَتَنُّوفًا إِذَا فَاحَ نَجِيبُ
٨ لَئِنْ كَانَ ذَنْبِي حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ — فَذَلِكَ ذَنْبٌ لَسْتُ عَنْهُ أَتُوبُ
٩ هُمُ مَلْجَئِي يَوْمَ الْحَشْرِ وَمَوْئِلِي — إِذَا مَا تَدَلَّتْ لِلْمُذْنِبِينَ خُطُوبُ

تشریح: امام شافعی نے یہ کلمہ ۱۸۰ھ میں مکہ مکرمہ میں کہا جب آپ مکہ سے قریب اکرمہ کے مقام پر واقع ہونے والے اموال جمع کے بالائی حصہ پر پہنچے اور اس میں کہا کہ کس طرح اس کی اصل اور طرف اور علم کو لازم پکڑے ہوئے ہیں اور کس طرح اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اس میں حسین بن علی کی شہادت کا بیان ہے جس کو اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے جو اس کے گزرنے کے بعد ہے۔ آج تک کے لئے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہے۔ کہ آل امام سے ساتھ اہل بیت کے گزرنے پر اس کا کیا۔

٥. تَزَلْزَلَتِ: فعل ماض. الدُّنْيَا: مفعول به. لِآلِ: جار ومجرور متعلق بـ تزلزلت. مُحَمَّدٍ: مضاف إليه. وَزَحْزَحَتِ: فعل ماض. الْأَهْوَالُ: فاعل. كُلَّ: مفعول به. جَلِيلِ: مضاف إليه.
٦. وَحَلَّتْ: فعل ماض. نُحُوسٌ: فاعل. وَانْتَحَتْ: فعل ماض. مُحَوِّبَاتٌ: فاعل. أَضْحَكَ: فعل ماض. مِنْهُمْ: جار ومجرور متعلق بـ أضحك. كُلُّ: فاعل. عَدُوٍّ: مضاف إليه. خَبُوتُ: خبر.
٧. تَعَلَّى: فعل ماض. عَلَى: حرف جر. الْمَنْصُورِ: مجرور. زَفَيْرٌ: فاعل. تَنُّوفًا: مفعول به. إِذَا: ظرف. فَاحَ: فعل ماض. نَجِيبُ: فاعل.
٨. لَئِنْ: لام جواب قسم. كَانَ: فعل ماض. ذَنْبِي: خبر. حُبُّ: مضاف إليه. آلِ: مضاف إليه. مُحَمَّدٍ: مضاف إليه. فَذَلِكَ: فاء. ذَنْبٌ: خبر. لَسْتُ: فعل ماض. عَنْهُ: جار ومجرور متعلق بـ أتوب. أَتُوبُ: فعل مضارع.
٩. هُمُ: مبتدأ. مَلْجَئِي: خبر. يَوْمَ: ظرف. الْحَشْرِ: مضاف إليه. وَمَوْئِلِي: عطف. إِذَا: ظرف. مَا: زائدة. تَدَلَّتْ: فعل ماض. لِلْمُذْنِبِينَ: جار ومجرور متعلق بـ تدلت. خُطُوبُ: فاعل.

ديوان الإمام الشافعي ٨٤ ديوان الإمام الشافعي

[illegible]

ديوان الإمام الشافعي

دِيوَانُ
الإمام الشافعي
أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي
(١٥٠ هـ — ٢٠٤ هـ)

ترجمة وتشريح

حضرت مولانا عبد الشکور صاحب کاشمیری مدظلہم

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) محمد یونس صاحب (مدظلہم)
جامعہ علوم القرآن سیہ بلال ٹاؤن گوجرانوالہ

اردو ترجمہ

میرا دل آہ آہ کر رہا ہے اور میں کبیدہ خاطر (رنجیدہ) ہوں
میری نیند اُڑ گئی ہے اور عجیب بے خوابی کا عالم ہے

ہے کوئی جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو میرا پیغام پہنچا دے؟
اگرچہ بعض قلوب اور جانیں اِسے ناپسند کرتی ہیں

آپ بلا جرم مظلوم شہید کر دیے گئے گویا آپ کی قمیص
ارجوان کے پانی سے رنگ دی گئی

تلواریں غلط استعمال پر غمزدہ ہیں اور نیزے چیخ رہے ہیں
اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کے بعد رونے کی آوازیں آرہی ہیں

دُنیا آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں کانپ اُٹھی
قریب تھا کہ بیکان جامد (سخت) پہاڑ بھی پگھل جائیں

ستارے چھپ گئے اور تاروں پر کپ کپی طاری ہوگئی
پردے پھاڑ دیے گئے اور گریبان تار-تار کر دیے گئے

اُس ہاشمی پیغمبر پر دُرود پڑھا جائے
اور اُن کی اولاد سے جنگ کی جائے؟ کتنی تعجب کی بات ہے

اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا ہی میرا گناہ ہے
تو یہ ایسا گناہ ہے جس سے میں توبہ نہیں کر سکتا

یہی وہ لوگ ہیں جو میدانِ حشر میں میرے سفارشی ہوں گے
جس وقت آنکھیں عذاب و عقاب کے ہولناک مناظر دیکھے گی۔ (1)

1. دیوانُ الامام الشافعی (اردو)، صفحہ: 82-84

علّامہ اِقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خراجِ عقیدت

قارئین ! آخر میں مشہور شاعر علّامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ملوکیت کے خلاف سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا جہاد اور شہادت کو اپنے اشعار میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

سِرِّ حادثۂ کربلاء (اقبالؒ)

در معنی حریتِ اسلامیہ و سِرِّ حادثہ کربلا

آں امامِ عاشقاں پورِ بتول
سروِ آزادے زِ بُستانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد پسر
بہرآں شہزادۂ خیر المِلَل
دوش ختم المرسلین نِعْمَ الجَمَل
سرخ رو عشق غیور از خون او
شوخی ایں مصرع ز مضمون او
درمیانِ امت آں کیواں جناب
ہمچو حرف قل ہو اللہ در کتاب
موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوتِ شبیری است
باطل آخر داغِ حسرت میری است

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حریّت را زہر اندر کام ریخت
خاست آں سر جلوۂ خیر الامم
چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمینِ کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید ورفت
تا قیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد
بہرحق درخاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است
مُدّعایش سلطنت بودے اگر
خود نکردے باچنیں سامان سفر
دشمناں چوں ریگ صحرا لا تُعد
دوستانِ او بہ یزداں ہم عدد
سِرِّ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بود
یعنی آں اِجمال را تفصیل بود
عزمِ او چوں کوہساراں استوار
پائیدار و تند سیر و کامگار
تیغ بہرِ عزت دین است و بس
مقصدِ او حفظ آئین است و بس
ما سِوا اللہ را مسلماں بندہ نیست

پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست
خونِ او تفسیر ایں اسرار کرد
ملت خوابیدہ را بیدار کرد
تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید
از رگِ اربابِ باطل خوں کشید
نقش اِلّا اللہ بر صحرا نوشت
سطرِ عنوان نجات ما نوشت
رمزِ قرآن از حسین آموختیم
زِآتشِ او شعلہ ہا اندوختیم
شوکتِ شام و فرِ بغداد رفت
سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت
تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز
تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

تشریح اشعار

کہتے ہیں کہ سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے مرتبۂ عالیہ کا کیا پوچھنا ہے۔ سیّدۃ النساء سیّدہ بتول رضی اللہ عنہا اُن کی ماں ہیں اور سیّد الانبیاء سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے نانا ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اُن کے پدرِ بزرگوار ہیں، جو بسم اللہ کی ''ب'' ہیں یعنی علومِ قرآنی کا دروازہ ہیں اور وہ خود قرآن کی اِس آیت کی تفسیر ہیں:

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (الصّافات: 107)

''یعنی ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اِس کے عوض دے دیا''۔

سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی رفعتِ شان کا اندازہ اِس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ جبکہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں صاحب زادے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوشِ مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے تو ایک صحابی نے یہ کہا کہ اُن صاحب زادوں کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوشِ مبارک پر سوار ہیں۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

((نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكُمَا وَنِعْمَ الْعَدْلَانِ اَنْتُمَا.)) ۝

''یعنی تمہارا دونوں کا اونٹ بہترین اونٹ ہے اور تم دونوں بہترین سوار ہو۔'' ''اَدلان'' اُن دو (2) سواروں کو کہتے ہیں جو کجاوے میں آمنے سامنے بیٹھے ہوں تاکہ وزن برابر رہے۔

جس طرح سورۃ الاخلاص سارے قرآن مجید میں ممتاز ہے، اِسی طرح اِمام حسین رضی اللہ عنہ ساری اُمّت میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون یا شبّیر رضی اللہ عنہ اور یزید یہ دو (2) آدمیوں ہی کے نام نہیں ہیں بلکہ حیات کے دو مختلف اور ممتاز مظہر ہیں جو قیامت تک اِسی طرح برسرِ پیکار رہیں گے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرارِ بولہبی

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں شروع ہی سے حق و باطل میں آویزش چلی آرہی ہے اور اگر دنیا میں قوّتِ شبّیری نہ ہوتی تو حق کب کا مٹ چکا ہوتا۔ سچ تو یہ ہے کہ:

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

نوٹ: اِقبال نے قیامِ پاکستان سے پہلے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ:

''نکل کر خانقاہوں سے اَدا کر رسمِ شبّیری کہ فکرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دِلگیری۔''

قوم خانقاہوں سے تو باہر نکل آئی لیکن افسوس کہ بعض اسباب ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ وہ (رسمِ شبّیری ادا کرنے کے لیے) میدانِ کربلا کی طرف جانے کے بجائے، ہوٹلوں کی طرف چلی گئی اور وہاں جاکر خدا معلوم کیا دیکھا، مگر اب باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔

ان تمہید کے بعد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب خلافت نے اپنا رشتہ قرآن سے منقطع کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حریت (آزادی) کا خاتمہ ہو گیا۔ چونکہ خدا پرستی کے لیے حریت (آزادی) کا وجود شرط اولین ہے۔ اس لیے امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں اپنی جان دے کر قیامت تک کے لیے ملوکیت (استبداد) کے اصول کو باطل کر دیا یعنی اپنی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ملوکیت کا دشمن ہے۔ اسی لیے اقبال کی تعلیم یہ ہے کہ:

بہ مصطفیٰ برساند خویش را کہ اسلام را دل است و دیگر ہمہ

نوٹ: پہلے مصرع میں (رموز خلافت رشتہ از قرآن گسیخت) یزید پلید کی تخت نشینی کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد امت کے انتخاب سے خلیفہ نہیں ہوا بلکہ کسی طرح مسلمانوں پر حاکم بن گیا جس طرح ایک قیصر (رومی بادشاہ) کے بعد اس کا بیٹا قیصر (رومی بادشاہ) بن جاتا تھا اسی کا نام ملوکیت ہے جو حریت کی ضد (مقابل) ہے۔

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حق کے لیے اپنا سر کٹایا اور اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اپنی قربانی سے توحید الٰہی کو از سر نو دنیا میں قائم کر دیا۔ اس کی تشریح ہے کہ اگر وہ اپنی شہادت سے بات کو واضح نہ کرتے کہ توحید پرستی کے لیے حریت لازمی ہے تو مسلمان اس اصول کو فراموش کر دیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رفتہ رفتہ توحید الٰہی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ قائم کر دیا کہ ملوکیت کو مٹانے کے لیے اپنی جان قربان کر دو تاکہ توحید الٰہی زندہ رہ سکے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے طرز عمل سے جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی روح کو دنیا پر آشکار کر دیا۔ جس بات کی انھوں نے زبان سے تعلیم دی تھی امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کر کے دنیا کو دکھا دیا۔ تعلیمات اسلام کی وہ روح کیا تھی؟ صرف یہ کہ .....

ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست

"یعنی مسلمان اللہ کے علاوہ کسی کا غلام نہیں ہو سکتا، کسی کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتا، کسی کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا" چونکہ قرآن ایسی تعلیم کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اس لیے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے:

رمز قرآن از حسین رضی اللہ عنہ آموختیم

"یعنی حسین رضی اللہ عنہ نے ہم مسلمانوں کو قرآن حکیم کی روح سے آشنا

''یعنی حسین رضی اللہ عنہ نے ہم مسلمانوں کو قرآن حکیم کی روح سے آشنا کیا۔''

نوٹ : میں نے ایک دفعہ حضرت اِقبال رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ '' 'رمزِ قرآن' سے آپ کی مراد کیا ہے؟'' تو اُنھوں نے جواب دیا تھا کہ تعلیماتِ قرآن کی روح یہ ہے کہ باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت سربکف رہو اور اگر ضرورت ہو تو جان دینے سے بھی دریغ مت کرو۔

سطرِ عنوان نجات مانوشت

کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ہمارے گناہوں کا کفّارہ ادا کر دیا، اگر ہم اُن کی شہادت پر آنسو بہائیں گے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ یہ دونوں باتیں سراسر غیر اسلامی ہے۔ اِقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے راہِ خدا میں سر کٹا کر ہمیں نجاتِ اخروی حاصل کرنے کا طریقہ بتا دیا، یعنی یہ کہ مسلمان وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کرتا ہے اور کسی بادشاہ کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔

ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست

اِس مصرعے میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا سارا فلسفہ مضمر ہے۔ آخری شعر اُنھوں نے خاص جذباتی رنگ میں لکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دمشق، بغداد اور غرناطہ (اسپین میں مسلمانوں کی سلطنت) یہ تینوں عظیم الشان سلطنتیں صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں لیکن :

تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز

یعنی ملّت کے خیالات میں جو انقلاب اِمام حسین رضی اللہ عنہ نے پیدا کیا تھا اُس کا اثر ابھی تک باقی ہے اور اُن کی تکبیر کی آواز سے (بشرط یہ کہ مسلمانوں کی توجّہ ریڈیو کی آواز سے ہٹ سکے) اب بھی ایمان زندہ ہو سکتا ہے۔

(پروفیسر یوسف سلیم چشتی)

بلکہ اب تو نگاہِ مسلمان ٹی۔وی۔ اور اِنٹرنیٹ کی اِسکرین میں اُلجھ کر رہ گئی ہے۔[1]

1. شرح اربعین اِمام حسین رضی اللہ عنہ (اردو)، صفحہ : 73-67

مآخذ و مراجع

مآخذ ومراجع

1. کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن - خزائن العرفان فی تفسیر القرآن (اردو):
- ترجمہ: مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1340 ہجری
- تفسیر: سیّد محمّد نعیم الدّین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1367 ہجری
- ادبی دنیا، مٹیا محل، دہلی، اِنڈیا، سن 2017 عیسوی۔

2. صحیح بخاری (عربی): اِمام ابوعبد اللہ محمّد بن اِسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 256 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 2019 عیسوی۔

3. صحیح بخاری (اردو): اِمام ابوعبد اللہ محمّد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 256 ہجری
- مترجم (اردو): مفتی محمّد ابراہیم حنفی چشتی۔
- محمّدی بُک ڈپو، دہلی، اِنڈیا، سن 1434 ہجری۔

4. صحیح مسلم (عربی): اِمام ابوالحسین مسلم بن حجّاج قُشیری نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 261 ہجری۔
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 2019 عیسوی۔

5. صحیح مسلم (اردو): اِمام ابوالحسین مسلم بن حجّاج قُشیری نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 261 ہجری
- مترجم (اردو): علّامہ غلام رسول سعیدی، متوفّٰی سن 1437 ہجری۔
- اَرشد بردرس، دہلی، اِنڈیا سن 1431 ہجری۔

6. صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی (اردو): اِمام ابوالحسین مسلم بن حجّاج قُشیری نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 261 ہجری
- مترجم (اردو): حضرت علّامہ وحید الزّماں،
- اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، اِنڈیا۔

7. سنن نسائی (اردو): اِمام عبد الرّحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 303 ہجری
- مترجم: مولانا ملِک محمّد بُستان فاروق بُک ڈِپو، دہلی، اِنڈیا، سن 2014 عیسوی۔

8. سُنن نسائی (اردو) : امام عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 303 ہجری
- مترجم : حافظ محمّد امین
- تحقیق : حافظ ابو طاہر زُبیر علی زئی، دار العِلم پبلیشرز، ممبئی، اِنڈیا (سن 2012 عیسوی)

9. جامع ترمذی (اردو) : امام العلاّمہ ابی عیسیٰ محمّد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 279 ہجری
- مترجم : علاّمہ مولانا بدیع الزّماں برادرِ علاّمہ وحید الزّماں
- تحقیق وتخریج : شیخ ناصر الدّین اَلبانی نعمانی کتب خانہ، لاہور، پاکستان

10. جامع ترمذی (اردو) : امام العلاّمہ ابی عیسیٰ محمّد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 279 ہجری
- مترجم : مولانا محمّد صدّیق سعیدی ہزاروی

رضا اکیڈمی، ممبئی، اِنڈیا، سن 2012 عیسوی۔

11. جامع سنن ترمذی (اردو) : امام العلاّمہ ابی عیسیٰ محمّد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 279 ہجری
- تحقیق : علاّمہ محمّد ناصر الدّین اَلبانی

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، انڈیا، سن 2017 عیسوی۔

12. Jami' At-Tirmidhi (English) :

Imam Hafiz Abu Eisa Muhammad Ibn Eisa At-Tirmidhi

- Translated by : Abu Khaliyl (USA)
- Ahadith Edited and Referenced by : Hafiz Abu Tahir Zubair Ali Zai
- Published by : Darussalam, Riyadh (2007)

13. سُنن ابو داؤد (اردو) : امام ابو داؤد سلیمان بن اَشعث بن اِسحاق اَلازدی السجستانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 275 ہجری
- تحقیق وتخریج : حافظ ابو طاہر زُبیر علی زئی
- دار السّلام ریاض، سعودی عربیہ

14. سنن ابو داؤد (اردو) : امام ابو داؤد سلیمان بن اَشعث بن اِسحاق اَلازدی السجستانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 275 ہجری
- مترجم : مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہجہان پوری
- رضا اکیڈمی، ممبئی، اِنڈیا، سن 2012 عیسوی

15. Sunan Abu Dawud (English)

Imam Hafiz Abu Dawud Sulayman bin Ashath

- Ahadith edited & referenced by : Hafiz Abu Tahir Zubair Ali Zai
- Published by : Darussalam, Riyadh, Saudi Arabia, 2008

16. سُنن ابن ماجہ: اِمام ابوعبداللہ محمّد بن یزید بن ماجہ القزوینی، متوفّٰی سن 273 ہجری
- مترجم: مولانا عطاء اللہ ساجد
- محقق: حافظ ابو طاہر زُبیر علی زئی، دار السّلام، ریاض۔

17. صحیح سُنن ابن ماجہ: محمّد ناصر الدّین اَلبانی، متوفّٰی سن 1999 عیسوی۔
- مکتبۃ المعروف، ریاض، سعودی عربیہ

18. الکتاب مصنّف فی الآحاد والآثار (عربی):
اِمام ابوبکر عبد اللہ بن محمّد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 230 ہجری
- محقق: کمال یوسف
- دار التّاج، بیروت، لبنان، سن 1989 عیسوی

19. مصنّف ابن ابی شیبہ (عربی):
اِمام ابوبکر عبد اللہ بن محمّد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 230 ہجری
- محقق: ابی محمّد اُسامہ بن ابراہیم بن محمّد

20. مصنّف ابن ابی شیبہ (اردو)
اِمام ابوبکر عبد اللہ بن محمّد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 230 ہجری
- مترجم: مولانا محمّد اُویس سرور، مکتبہ رحمانیہ

21. مُسند احمد بن حنبل (عربی):
اِمام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 241 ہجری
- محقق: شعیب ارناؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، سن 1421 ہجری

22. مُسند احمد بن حنبل (عربی):
اِمام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 241 ہجری
- محقق: احمد محمّد شاکر
- دار الحدیث، قاہرہ، مصر، سن 1995 عیسوی

23. مُسند امام احمد بن حنبل (اردو) : امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 241 ہجری
- مترجم : مولانا محمّد ظفر اقبال، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان

24. سُنن دارمی (اردو) : ابومحمّد عبد اللہ بن عبد الرّحمٰن التمیمی الدارمی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 255 ہجری
- مترجم : بنت شیخ الحدیث حافظ عبد السّتار حمّاد

25. مُسند ابویعلیٰ الموصلی (عربی) :
امام الہمام شیخ الاسلام ابی یعلیٰ احمد بن علی بن مثنّٰی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 307 ہجری
- تحقیق وتخریج : حسین سلیم اَسد، دار المعمون للتراث، دمشق، سن 1989 عیسوی

26. مُسند ابویعلیٰ الموصلی (اردو) :
امام الہمام شیخ الاسلام ابی یعلیٰ احمد بن علی بن مثنّٰی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 307 ہجری
- مترجم : غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، مدرّس، جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ، لاہور، پاکستان
پروگریسو بکس، لاہور، سن 2016 عیسوی

27. مُسند ابی داوٗد الطیالسی (عربی) : امام ابو داوٗد سلیمان بن داوٗد الجارود الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 204 ہجری
- تحقیق : دکتور محمّد بن عبد المحسن ترکی مرکز البحوث والدّراسات والعربیہ والاسلامیہ

28. مُسند ابی داوٗد الطیالسی (اردو) : امام ابو داوٗد سلیمان بن داوٗد الجارود الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 204 ہجری
- مترجم : غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، مدرّس، جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ، لاہور، پاکستان
پروگریسو بکس، لاہور، پاکستان، سن 2014 عیسوی

29. صحیح ابن خُزیمہ (اردو) : امام الائمّہ ابوبکر محمّد بن اِسحاق بن خزیمہ اسلمی نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 311 ہجری
- تحقیق : علّامہ ناصر الدّین اَلبانی
- مکتبہ الفہیم، یو۔پی۔ انڈیا، سن 2014 عیسوی

30. مُسندِ سراج (اردو) : محمّد بن اِسحاق بن ابراہیم سراج ثقفی نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 313 ہجری
- مترجم : فریاد حسین رضوی
- پروگریسو بکس، اُردو بازار، لاہور، پاکستان، سن 2017 عیسوی۔

31. صحیح ابن حِبّان (اردو) : الحافظ الامام ابی حاتم محمّد بن الحِبّان البُستی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 354 ہجری
- مترجم : ابوحمزہ مفتی ظفر جبّار چشتی
- جیلانی بُک ڈپو، سن 2015 عیسوی

32. سُنن الکبریٰ البیہقی (اردو) :
الحافظ الامام ابی بکر احمد بن حسین بن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 458 ہجری
- مترجم : حافظ ثناء اللہ
- مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان

33. دلائل النّبوّۃ (اردو) :
الحافظ الامام ابی بکر احمد بن حسین بن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 458 ہجری
- مترجم : مولانا محمّد اسماعیل جاروی
- دار الاشاعت، کراچی، پاکستان، سن 2009 عیسوی۔

34. المُستدرک علی صحیحین (اردو) :
الامام الحافظ ابوعبد اللہ محمّد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 405 ہجری
- مترجم : محمّد شفیق الرّحمٰن قادری رضوی
- جیلانی بُک ڈپو، دہلی، اِنڈیا، سن 2015 عیسوی

35. المُستدرک علی صحیحین (عربی) :
الامام الحافظ ابوعبد اللہ محمّد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 405 ہجری
- تلخیص : اِمام شمس الدّین ذہبی، متوفّٰی سن 748 ہجری
- دار الحرمین، قاہرہ، مصر، سن 1997 عیسوی

36. المُستدرک علی صحیحین (عربی)
الامام الحافظ ابوعبد اللہ محمّد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 405 ہجری
- تلخیص : اِمام شمس الدّین ذہبی، متوفّٰی سن 748 ہجری
- دار المعرفہ، بیروت، لبنان، سن 2006 عیسوی

37. مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد (عربی):
حافظ نور الدّین ابی الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی، متوفّٰی سن 807 ہجری
- دار الفکر، بیروت، سن 1994 عیسوی

38. مشکوٰۃ المصابیح مع الاکمال فی اسماء الرّجال (اردو):
الامام المحدث ولی الدّین محمّد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی، متوفّٰی سن 741 ہجری
- مترجم: ابو اَنس محمّد سرور گوہر
- محقق: حافظ شیخ زُبیر علی
- اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، اِنڈیا، سن 2012 عیسوی

39. معجم الصغیر (اردو):
حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایّوب الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 360 ہجری
- مترجم: عبد الصمد ریالوی
- فرید بک ڈپو، دہلی، اِنڈیا، سن 2014 عیسوی

40. صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ (عربی):
محمّد ناصر الدّین اَلبانی، متوفّٰی سن 1999 عیسوی۔
- المکتبہ اسلامی

41. مُسند عائشہ (اردو): اِمام جلال الدّین عبد الرّحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
- مترجم: وسیم عثمان محمّد عثمان مدنی
- اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، انڈیا، سن 1993 عیسوی۔

42. سلسلۂ احادیث الصحیحہ (اردو): علّامہ محمّد ناصر الدّین اَلبانی، متوفّٰی سن 1999 عیسوی
- مترجم: محمّد محفوظ احمد
- انصار السنّہ پبلکیشنز، لاہور، پاکستان

43. سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ وشیٔ من فقہہا وفوائدھا (عربی): علّامہ محمّد ناصر الدّین اَلبانی، متوفّٰی سن 1999 عیسوی
- مکتبہ المعارف، ریاض، سعودی عربیہ، سن 1415 ہجری

44. شرح معانی الآثار المعروف تحاوی شریف (اردو):
امام ابی جعفر احمد بن محمد ازدی مصری الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی سن 321 ہجری
- مترجم: استاد الحدیث مولانا شمس الدین صاحب
- مکتبۃ العلم، اردو بازار، پاکستان، سن 2012 عیسوی۔

45. خصائصِ علی (اردو): الامام الحافظ النقاد ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی، متوفی سن 303 ہجری
- ترجمہ، تخریج، تحقیق، تشریح: علامہ قاری ظہور۔ احمد فیضی
- مکتبہ باب العلم، جامعہ علی المرتضیٰ، لاہور، پاکستان، سن 1438 ہجری

46. خصائصِ علی (اردو): الامام الحافظ النقاد ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی، متوفی سن 303 ہجری
- مترجم: نوید احمد ربانی
- فوائد، تحقیق وتخریج: علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری
- بک کورنر شوروم، جہلم، پاکستان، سن 2014 عیسوی

47. خصائصِ علی (اردو): الامام الحافظ النقاد ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی، متوفی سن 303 ہجری
- مترجم: مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (صاحبِ فیض الباری شرح صحیح بخاری)
- علی اکیڈمی، علی گڑھ، یوپی، انڈیا۔

48. شرح اربعین امام حسین رضی اللہ عنہ (اردو): فضیلۃ الشیخ عبد اللہ دانش، خطیبِ مسجد البدر، نیویورک
- العاصم اسلامک بکس لاہور، پاکستان، سن 2015 عیسوی

49. فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی):
امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی، متوفی سن 852 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 2011 عیسوی

50. فیض الباری ترجمہ فتح الباری لبنان: علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی
- مکتبہ اصحاب الحدیث، لاہور، پاکستان، سن 2009 عیسوی

51. شرح صحیح البخاری (عربی): ابی الحسن علی بن خلف بن عبد اللہ بن بطال، متوفی سن 449 ہجری
- مکتبہ الرشد، ریاض، سعودی عربیہ

52. عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی): اِمام بدر الدّین ابی محمّد محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 855 ہجری
- دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سن 2001 عیسوی
- دار الفکر

53. نعمت الباری فی شرح صحیح البخاری (اردو): علّامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1437 ہجری
- فرید بک ڈپو، دہلی، انڈیا، سن 2013 عیسوی

54. شرح صحیح مسلم شریف (اردو): اِمام المحدثین ابی الحسین مسلم بن حجّاج بن مسلم القشیری النیشابوری رحمۃ اللہ علیہ
- علّامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 1437 ہجری
- فاروق بک ڈپو، دہلی، اِنڈیا، سن 1423 ہجری

55. تحفۃ المنعم شرح اُردو صحیح مسلم (اردو): مولانا فضل محمّد یوسف زئی
- مکتبہ اسماعیل، دیوبند، یوپی، اِنڈیا

56. شرح جامع ترمذی شریف (اردو):
- شارح: علّامہ محمّد یاسین قصوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- مترجم: ابو العلیٰ محی الدّین جہانگیر، فاروق بک ڈپو، دہلی، اِنڈیا، سن 2019 عیسوی

57. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی):
علّامہ الشّیخ ابی الحسن نور الدّین علی بن سلطان محمّد الہروی القاری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1014 ہجری
- دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

58. مرقاۃ المفاتیح اردو شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو):
علّامہ الشّیخ ابی الحسن نور الدّین علی بن سلطان محمّد الہروی القاری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 841 ہجری
- مترجم: مولانا راؤ محمّد ندیم
- مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان

59. مرأۃ المناجیح اردو ترجمہ وشرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو):
حکیم الامّت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
- ادبی دنیا، دہلی، انڈیا

60. اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) :
العلّامہ المحدث عبد الحق بن سیف الدّین بن سعد اللہ بخاری الدہلوی،
متوفّٰی سن 1052 ہجری (سن 1642 عیسوی)
- مترجم : علّامہ مولانا محمّد سعید احمد نقشبندی
- جیلانی بک ڈپو، دہلی، انڈیا

61. احکام القرآن (عربی) : حجّۃ الاسلام اِمام ابوبکر احمد بن علی راضی جصّاص رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 370 ہجری
- بیروت، لبنان

62. احکام القرآن (اردو) : حجّۃ الاسلام اِمام ابوبکر احمد بن علی راضی جصّاص رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 370 ہجری
- بین الاقوامی اسلام یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان، سن 1999 عیسوی۔

63. تفسیر بغوی (اردو) : اِمام الکبیر ابو محمّد حسین بن مسعود البغوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 516 ہجری
- ادارۂ تالیفات اشرفیہ، ملتان، پاکستان، سن 1436 ہجری

64. تفسیر القرآن العظیم (اردو) : مفسّرِ قرآن حضرت اِمام حافظ عماد الدّین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 774 ہجری
- مترجم : ضیاء الامّت حضرت پیر محمّد کرم شاہ اَزہری رحمۃ اللہ علیہ
- مکتبہ رضویہ، ادبی دنیا، دہلی، سن 2005 عیسوی

65. تفسیر ابن کثیر (ہندی) : مفسّرِ قرآن حضرت اِمام حافظ اِمام الدّین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 774 ہجری
- ہندی مترجم : مولانا محمّد عمران قاسمی بگیانوی
- اسلامک بکس، اِنڈیا سن 2015 عیسوی

66. دُرّ منثور (اردو) : اِمام جلال الدّین عبد الرّحمٰن ابی بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
- مترجمین : ضیاء الامّت پیر محمّد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سیّد اِقبال شاہ،
مولانا محمّد بستان و علماء دار العلوم محمّدیہ غوثیہ
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، سن 2006 عیسوی۔

67. علوم الحدیث (اردو) :
اِمام تقی الدّین ابو عمر عثمان بن عبد الرّحمٰن الشہرزوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 343 ہجری

68. An Introducion to the Science of the Hadith (English):
امام تقی الدّین ابو عمر عثمان بن عبد الرّحمٰن الشہرُ زوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 340 ہجری

69. شرح نخبۃ الفکر (اردو): امام حافظ شہاب الدّین احمد بن علی بن محمّد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 852 ہجری
- مرتب: محمّد عمر انور، کراچی، پاکستان
- زمزم پبلیشرس، کراچی، پاکستان، سن 2003 عیسوی

70. شرحِ نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہلِ الاثر (عربی):
علّامہ الشیخ ابی الحسن نور الدّین علی بن سلطان محمّد الہرویۃ القاری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1014 ہجری
- دار السلطنت الثانیہ عثمانیہ، سن 1327 ہجری

71. سیرُ اعلام النّبلاء (عربی): امام شمس الدّین محمّد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 748 ہجری
- محقق: شیخ شعیب ارناؤوط
- مؤسسۃ الرّسالہ، بیروت، لبنان، سن 2018 عیسوی

72. کتاب تذکرۃ الحفّاظ (عربی): امام شمس الدّین محمّد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 748 ہجری
- دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، اِنڈیا سن 1958 عیسوی

73. کتاب التّذکرۃ بأحوال الموتی وأمور الآخرۃ (عربی): امام ابی عبد اللہ محمّد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی اندلوسی ثمّ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 671 ہجری
- محقق: دکتور صادق بن محمّد بن ابراہیم
- مکتبہ دار المنہاج، ریاض، سعودی عرب، سن 1425 ہجری

74. شرح الشفا للقاضی عیاض (عربی): ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1014 ہجری

75. الہدایۃ: شیخ الاسلام برہان الدّین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 593 ہجری

76. حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیہ (اردو): امام حافظ علّامہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 430 ہجری
- حافظی بک ڈپو، دیوبند، یوپی، اِنڈیا، سن 2012 عیسوی۔

77. تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (عربی) : حافظ المتقن جمال الدّین ابی حجّاج یوسف المزّی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 742 ہجری
- مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان

78. تہذیب التہذیب (عربی) : امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 852 ہجری
- دارالکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 2013 عیسوی۔

79. تدریب الرّاوی فی شرح تقریب النوواوی (عربی) : امام جلال الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان

80. بالتبصرہ والتذکرہ (عربی) : امام حافظ زین الدّین عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرّحمٰن بن ابی بکر بن ابراہیم العراقی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 806 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان

81. الکامل فی ضعفاء الرجال (عربی) : الامام الحافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 360 ہجری
- دار الفکر، بیروت، لبنان
- دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

82. اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (اردو) : امام ابن اثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 630 ہجری
- مترجم : مولانا محمّد عبد الشکور فاروقی لکھنوی
- حافظی بک ڈپو، دیوبند، یوپی، بھارت، سن 2007 عیسوی

83. اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (اردو) : امام ابن اثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 630 ہجری
- مترجم : مولانا محمّد عبد الشکور فاروقی لکھنوی
- المیزان، اردو بازار، لاہور، پاکستان

84. سیرُ الصحابہ (اردو) : الحاج مولانا شاہ معین الدّین احمد ندوی
- دار الاشاعت کراچی، پاکستان

85. معجم الصّحابہ (اردو) : الامام الحافظ ابی الحسن عبد الباقی بن قانع البغدادی، متوفّٰی سن 351 ہجری
- مترجم : غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، مدرّسِ جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ، لال گنج، لاہور
- پروگریسو بکس، لاہور، پاکستان، سن 2016 عیسوی

86. Encyclopedia : سیرتِ صحابۂ کرام (اردو) :
- دار السّلام، ریاض، سعودی عربیہ، سن 1438 ہجری

87. الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (عربی) : الامام الحافظ ابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 463 ہجری
- دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

88. الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (اردو) : امام حافظ شحاب الدّین احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 852 ہجری
- مترجم : مولانا محمد عامر شہزاد علوی
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، پاکستان

89. الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (عربی) : امام حافظ سحاب الدّین احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 852 ہجری
- مکتبہ العزیزیہ، بیروت، لبنان

90. فضائلِ صحابہ صحیح روایت کی روشنی میں (اردو) : حافظ شیر محمد
- تحقیق : حافظ زُبیر علی زئی
- مکتبہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان، سن 2010 عیسوی

91. منہاج السنّۃ (اردو) : تقی الدّین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السّلام الحرّانی بن تیمیہ، متوفّٰی سن 728 ہجری

92. العقد الفرید (عربی) : امام ابن عبد الربّہ رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 328 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان

93. The Unique Necklace (English) : Ahmad ibn Muhammad ibn Abd Rabbih (R.A.)
- Garnet Publishing Llimited, UK, 2009

94. حجۃ اللہ البالغۃ (اردو) : حکیم الامّت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1762 عیسوی، دہلی
- مترجم : مولانا عبد الحق حقّانی
- فرید بک اسٹول، اردو بازار، لاہور

95. کتاب الاخبار الطّوال (عربی) : علّامہ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدّینوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 895 ہجری
- University of Tronto, Library, 1964, U.S.A.

96. مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (عربی):
شیخ امام حافظ الدّین محمّد بن محمّد شہاب المعروف امام کردری حنفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 827 ہجری
- مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد، دکن، سن 1321 ہجری

97. کتاب الاعتقاد (عربی): قاضی عماد الاسلام ابی الاعلی سعید بن محمّد بن احمد نیشابوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 432 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 1971 عیسوی

98. التمہیدُ فی بیان التوحید (عربی): ابی شکور محمّد بن عبد السیّد بن شعیب السّلامی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی پانچوی صدی ہجری
- مکتبہ اسلامیہ، محلّہ جنگی، پیشاور، سن 1311 ہجری

99. تمہیدُ ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ (اردو): ابی شکور محمّد بن عبد السیّد بن شعیب السالمی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی پانچوی صدی ہجری
- مترجم: مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علّامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری، فرید بک ڈپو، لاہور، سن 2009 عیسوی

100. الاعتقاد والہدایۃ علیٰ سبیل الرّشاد (عربی): الحافظ الامام ابی بکر احمد بن حسین بن موسیٰ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ،
متوفّٰی سن 458 ہجری

101. سب سے پہلے (کتاب الاوائل): حافظ الکبیر ابی بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 287 ہجری
- حافظ سلیمان بن احمد الطّبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 360 ہجری
- حافظ ابو الفضل عبد الرّحمٰن جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
- مترجم: شیخ محمّد عظیم حاصل پوری
- Farid Book Depot (Pvt) Ltd., New Delhi, India, 2014

102. شرح عقیدہ الطحاویہ (Commentary on the Creed of AT-TAHAWI):
IBN ABI AL-IZZ
- Translated by : Muhammad Abdul Haqq Ansari
- Al-Imam Muhammad Ibn Sa'ud Islamic University
- Imadatal-Bahth Al-Ilmi
- Riyadh, Saudi Arabia
- Institute of Islamic and Arabic Sciences in America
- 1421 A.H., 2000 C.E.

103. تاریخِ طبری تاریخ الاُمم والملوک (اردو): امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 310 ہجری
- مترجم: مولانا سیّد محمد ابراہیم ایم۔اے۔ ندوی
- عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، پاکستان

104. تاریخ الطبری المعروف بہ تاریخ الاُمم والملوک (عربی): امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی سن 310 ہجری
- دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سن 2012 عیسوی

105. الکامل فی التاریخ (عربی): امام العلاّمہ عمدۃ المؤرخین ابی الحسن علی بن محمد بن محمد الشّیبانی رحمۃ اللہ علیہ، المعروف ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 630 ہجری
- محقق: ابی الفدا عبد اللہ قاضی
- دار الکتاب العلمیہ، بیروت، لبنان، سن 2010 عیسوی

106. الکامل فی التاریخ تاریخِ ابن اثیر (اردو): امام العلاّمہ عمدۃ المورخین ابی الحسن علی بن محمد بن محمد الشّیبانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 630 ہجری
- مترجم: مولوی عبد الرّحمٰن
- نفیس اکیڈمی، کراچی، پاکستان

107. البدایۃ النہایۃ (عربی): حافظ ابی الفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 774 ہجری
- دار الکتب علمیہ، بیروت، لبنان، سن 2015 عیسوی

108. البدایۃ والنہایۃ (تاریخ ابن کثیر) (اردو): حافظ ابی الفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 774 ہجری
- مترجم: مولانا اختر فتح پوری
- نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، پاکستان، سن 1989 عیسوی

109. دیوانُ اِمامہ الشافعی (اردو): ابوعبد اللہ محمد بن اِدریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 204 ہجری
- مترجم وشارح: حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودری
- جامعہ علوم القرآن، بھروچ، گجرات، ہند، سن 1425 ہجری

110. حیاۃ الحیوان (اردو): علّامہ کمال الدّین محمد بن موسیٰ الدّمیری رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 808 ہجری
- کتب خانہ حمیدیہ، دہلی، بھارت، سن 2014 عیسوی

111. الصّوائق المحرقۃ علیٰ اھل الرفض والضّلال والزّندقۃ (عربی):
ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 973 ہجری
• دار الوطن، ریاض، سعودی عربیہ

112. الصّوائق المحرقۃ علیٰ اھل الرّفض والضّلال والزّندقۃ (اردو):
ابی العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 973 ہجری
• مترجم: علّامہ اختر فتح پوری
آستانۂ فیضانِ جمالی، فیصل آباد، پاکستان، سن 1981 عیسوی

113. الصّوائق المحرقۃ علیٰ اھل الرّفض والضّلال والزّندقۃ (عربی):
ابی العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 973 ہجری
• دار الوطن، ریاض، سعودی عربیہ

114. الردّ علی المتعصّب العنید المانع من ذمّ یزید (اردو): اِمام علّامہ جمال الدّین ابی الفرج عبد الرّحمٰن بن جوزی المعروف ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 597 ہجری
• صُفّہ فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، سن 2011 عیسوی۔

115. مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی): امام علّامہ جمال الدّین ابی الفرج عبد الرّحمٰن بن جوزی المعروف ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 597 ہجری
• مکتبہ الخانجی، مصر، سن 1930 عیسوی۔

116. تاریخ الخلفاء (اردو): الامام الحافظ جلال الدّین عبد الرّحمٰن بن ابی بکر السّیوطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
• مترجم: مولانا صاحبزادہ محمد مبشّر چشتی سیالوی۔ شبّیر برادرس، لاہور، پاکستان، سن 2002 عیسوی

117. تاریخ الخلفاء (عربی): الامام الحافظ جلال الدّین عبد الرّحمٰن بن ابی بکر السّیوطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
• دار المنہاج، بیروت، لبنان، سن 2013 عیسوی

118. تاریخ الخلفاء (اردو): الامام الحافظ جلال الدّین عبد الرّحمٰن بن ابی بکر السّیوطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 911 ہجری
• مترجم: اقبال الدّین احمد۔ نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، پاکستان، سن 1983 عیسوی

119. تاریخ اسلام (اردو): مؤرخِ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1426 ہجری
(نوٹ: مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کتاب کو سن 1929 عیسوی میں لکھا تھا۔

120. مقصدِ حسین (اردو): مولانا محمد اسحاق مدنی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 2013 عیسوی
- سلطان العلماء اکیڈمی، فیصل آباد، پاکستان

121. امام حسن علیہ السلام اور خلافتِ راشدہ (اردو): مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- دار العلوم قادریہ جیلانیہ، لندن (برطانیہ)، سن 2006 عیسوی

122. سیّدنا حسن بن علی۔ شخصیت اور کارنامے (اردو): ڈاکٹر علی محمد، محمد صلابی
- مترجم: ڈاکٹر لیس محمد مکّی؛ فرید بک ڈپو، دہلی، انڈیا

123. علموا اولادکم محبۃ آلِ بیت النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو): ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی

124. الکوثر الجاری الیٰ ریاض احادیث البخاری: علّامہ احمد بن اسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی شافعی، متوفّٰی سن 893 ہجری
- دار احیاء التُراث العربی، بیروت، لبنان

125. تکمیل الایمان (ایمان کامل کیسے ہو؟) (اردو): رئیس المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفّٰی سن 1052 ہجری
- حواشی: مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- مترجم: محمد اِقبال احمد
- سبزواری پبلیشرس-بائنڈنگ اِنٹرنیشنل پریس، کراچی، پاکستان، سن 1999 عیسوی۔

126. کنز الہدایت فی فضائل اہل بیت (عربی): ابو الرضا مقبول احمد رضوی جلالی
- دار التحقیق، جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ، شادیوال، گجرات، پاکستان (2015)

127. حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق (اردو): حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
- کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، انڈیا

128. حضرت امیر معاویہ خلیفۂ راشد (اردو): سیّد محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی
- والضحیٰ پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان، سن 2014 عیسوی، سن 1435 ہجری

129. تصفیہ مابین سنّی وشیعہ (اردو): سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- گولڑہ شریف، اسلام آباد، پاکستان، سن 2005 عیسوی۔

130. جمل وصفین۔ حدیث وتاریخ کی روشنی میں (اردو): پروفیسر خسرو قاسم
- علی اکیڈمی، علی گڑھ، یوپی، اِنڈیا

131. شہادتِ امام حسین علیہ السّلام : احادیثِ پیغمبر اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں
- مرتب : خسرو قاسم
- علی اکیڈمی، علی گڑھ، یوپی، اِنڈیا

132. امیر معاویہ سے متعلق ایک حدیث ''لا أشبع اللہ بطنہ'' کی صحیح شرح (اردو) :
شیخ ابو الفضل عماد الدّین جمیل حلیم الحسینی الشافعی الاشعری، رئیس جامعۃ المشائخ الصّوفیاء فی لبنان
- علی اکیڈمی، علی گڑھ، یوپی، اِنڈیا

133. The Judgement of Ahl-Al-Sunnah on Siffin from classical sunni sources (Arabic-English) : Sayyid Hasnain Bukhari, 2018

134. العطایا النّبویّہ فی الفتاویٰ الرضویہ (اردو) : مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان، سن 2003 عیسوی

135. مقالات الحدیث (اردو) : حافظ زُبیر علی زئی، متوفّٰی سن 2013 عیسوی
- مکتب الحدیث حضرو، سن 2011 عیسوی

136. The Oxford Dictionary of Islam(English): Oxford University Press, New York, USA,2003

137. Al-Qamoos Al-Waheed Dictionary (Arabic-Urdu) : مولانا وحید الزّماں قاسمی کیرانوی، دار السّلام

138. Al-Qamoos Al-Waheed Dictionary (Arabic-Urdu) : مولانا وحید الزّماں قاسمی کیرانوی
- کتب خانہ حسینیہ، دیوبند، یوپی، اِنڈیا

139. Research Paper : واقعۂ کربلا کا حقیقی پس منظر 72 صحیح الاسناد احادیث کی روشنی میں :
اِنجینئر محمّد علی مرزا، جہلم، پاکستان

140. Urdu to Engslish Dictionary : وسیم اللہ کھوکھر
- الحسنات بکس پرائیویٹ لی۔

141. Advanced 21st Century (Urdu-Hindi-English Dictionary) :
- پنجاب پبلیکیشنز

142. http://ww.merriam - webster.com

143. Islam 360 Application

IMAM JA'FAR SADIQ FOUNDATION

(Ahle Sunnat)

Founder & Chairman :

Dr. Shahezad Husain Yasinmiya Kazi

Mughalwada, Qasba, Modasa, Arvalli-383315 (Gujarat, India.)

Mo. 85110 21786